مع ترجمۂ مستفاد

از ترجمتین

---

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب دہلویؒ و ـ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دہلویؒ

اور

# تفسیر سراج البیان

از

علامہ محمد حنیف صاحب ندوی

ملک سراج الدین اینڈ سنز ـ پبلشرز ـ کشمیری بازار ـ لاہور (۸)

۵۳- وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ ۚ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

۵۳- اور میں (یوسف) اپنے نفس کو بری نہیں ٹھہراتا۔ بیشک نفس تو برائی پر ابھارتا ہی ہے مگر جب میرا رب رحم کرے۔ بیشک میرا رب بخشنے والا مہربان ہے

۵۴- وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖٓ اَسْتَخْلِصْهُ لِنَفْسِیْ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ الْیَوْمَ لَدَیْنَا مَكِیْنٌ اَمِیْنٌ ○

۵۴- اور بادشاہ نے کہا یوسف کو میرے پاس لاؤ کہ میں اُسے خالص اپنی خدمت میں رکھوں پھر جب یوسف سے بادشاہ نے کلام کیا تو کہا آج کے دن تو ہمارے پاس معتبر و امانت دار ہے

۵۵- قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ ۚ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ○

۵۵- یوسف بولا، مجھے ساری سرزمین کے خزانوں پر مقرر کر دے۔ میں نگہبان واقفکار ہوں

۵۶- وَكَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ ۚ یَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَیْثُ یَشَآءُ ۚ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا نُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ○

۵۶- اور یوں ہم نے یوسف کو اس ملک میں جگہ دی، زمین میں جہاں چاہتا رہتا تھا، ہم اپنی رحمت جسے چاہتے ہیں پہنچاتے ہیں اور نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتے

۵۷- وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ

۵۷- اور ایمانداروں اور پرہیزگاروں کے لئے تو آخرت کا

## نفسِ امّارہ کی شورشیں!

ف نفس کا اطلاق قرآن میں کئی معنوں میں ہوا ہے نفس کے معنے خون تن کے اور عین کے ہیں اور روح یا جان کے بھی۔ تاکید کے لئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔ یہاں سے مراد ترغیبات کا وہ مرکز شعوری ہے جو گناہوں کی تحریک پیدا کرتا ہے اور برائی کے لئے گوناگوں جواز کے پہلو تلاش کرتا ہے۔

یعنی حضرت یوسف فرماتے ہیں کہ نفس بشری کا تقاضا تو یہی تھا۔ کہ میں دعوت معصیت قبول کر لیتا اور بالخصوص ان حالات میں جب کہ خود عزیزہ مصر اظہار عشق کر رہی تھی۔ مگر نفس نبوی نے روکا۔ پیغمبرانہ عفت و عصمت آڑے آئی اور میں فسق و فجور کے دام تزویر سے صاف بچ کر نکل گیا۔

اب حضرت یوسف کی زندگی کا وہ دور شروع ہوتا ہے جب وہ غلامی سے آقائی کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں اور عزیز مصر کے مقرب خاص قرار پاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہماری حکومتوں کے طریقے مختلف اور عجیب ہیں۔ دیکھو کتنا عمدگی سے ہم نے حضرت یوسف کے جوہروں کو نمایاں کیا ہے۔ اور کن کن مشکلوں سے گزر کر انہوں نے اس منصب کو حاصل کیا ہے۔

بات یہ ہے کہ اللہ اپنے خاص بندوں کی ہمیشہ حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ اخلاق جب اس درجہ بلند ہوں۔ تو نصرت الٰہی یقینی ہے۔

## حلِّ لغات

اَسْتَخْلِصْهُ ۔ اپنے لئے چھانٹ لوں۔

اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

۵۸- وَجَآءَ اِخْوَةُ يُوْسُفَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝

۵۹- وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِاَخٍ لَّكُمْ مِّنْ اَبِيْكُمْ ۚ اَلَا تَرَوْنَ اَنِّيْٓ اُوْفِي الْكَيْلَ وَاَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ۝

۶۰- فَاِنْ لَّمْ تَاْتُوْنِيْ بِهٖ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِيْ وَلَا تَقْرَبُوْنِ ۝

۶۱- قَالُوْا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ اَبَاهُ وَاِنَّا لَفٰعِلُوْنَ ۝

۶۲- وَقَالَ لِفِتْيٰنِهِ اجْعَلُوْا بِضَاعَتَهُمْ فِيْ رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُوْنَهَآ اِذَا

ثواب بہتر ہے ۝

۵۸- اور یوسف کے بھائی آئے پھر یوسف کے پاس گئے تو اس نے انہیں پہچان لیا اور وہ اسے نہ پہچانتے تھے ۝

۵۹- اور جب ان کا اسباب انہیں تیار کر دیا تو یوسف نے ان سے کہا اپنے اس بھائی کو جو باپ کی طرف سے ہے میرے پاس لے آنا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں پورا ماپ دیتا اور اچھا مہمان نواز ہوں ۝ ف

۶۰- اگر اسے میرے پاس نہ لاؤ گے تو تمہارے لیے میرے پاس پیمانہ نہ ہوگا۔ اور میرے نزدیک نہ آنا ۝

۶۱- بولے اس کی بابت ہم اس کے باپ کو پھسلائیں گے اور ہم (ضرور) ایسا کریں گے ۝

۶۲- اور یوسف نے اپنے جوانوں سے کہا کہ ان کی پونجی ان کی گٹھڑیوں میں رکھ دو شاید جب وہ اپنے لوگوں میں

ف اللہ کی حکمت دیکھئے۔ وہ بھائی جو اپنے زعم میں یوسف علیہ السلام کو مار چکے تھے۔ اور جو اس کے اقتدار کے دشمن تھے۔ آج اس کے دربار میں کھڑے ہیں۔ اور پہچانتے نہیں ۔

حضرت یوسف اپنے بھائی بنیامین سے ملنا چاہتے ہیں۔ اس لیے کہتے ہیں کہ اپنے بھائی کو بھی آئندہ اپنے ساتھ لاؤ میں تمہیں اناج پورا پورا دیتا ہوں۔ اور مہمان نواز بھی ہوں۔ اور اگر اسے اپنے ساتھ نہ لاؤ گے۔ تو غلہ نہیں ملے گا ۔

## حلِّ لغات

اَلْمُنْزِلِیْنَ - ٹھہرانے والا - نزول سے بنا ہے ۔

بِضَاعَةَ - پونجی - بدل، سیار، اشتراک، بسکہ وغیرہ ۔

انقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ○

واپس جائیں اسے پہچان لیں، شاید وہ پھر آئیں ○

۶۳ - فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ○

۶۳ - پھر جب اپنے باپ کی طرف واپس گئے تو بولے اے باپ پیمانہ ہم سے روکا گیا، تو ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج، کہ ہم بھرتی لائیں اور ہم اس کے محافظ ہیں ○ ف۱

۶۴ - قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمِنتُكُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِن قَبْلُ ۚ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا ۖ وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ○

۶۴ - اس نے کہا، میں تو اس پر تمہارا اعتبار کرتا نہیں مگر ہاں جیسا میں نے پہلے اس کے بھائی پر تمہارا اعتبار کیا تھا ویسا ہی تمہارا اعتبار اس پر بھی کرتا ہوں سو اللہ اچھا نگہبان ہے اور وہ مہربانوں میں بڑا مہربان ہے ○

۶۵ - وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ۖ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي ۖ هَٰذِهِ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا ۖ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ

۶۵ - اور جب اپنا اسباب کھولا تو اپنی پونجی پھیری ہوئی پائی بولے اے باپ اور ہم کیا چاہیں، یہ ہماری پونجی موجود ہے ہمیں پھیر دی گئی۔ ہم اور خوراک اپنے اہل کے لئے لاویں گے اور اپنے بھائی کی حفاظت کرینگے

## برائی کا جواب نیکی سے

ف۱ پونجی اور سرمایہ کو واپس کر دینا، کمال اخلاق کی دلیل ہے بھائیوں نے تو برخود انتقام کی مخالفت کی، اور حضرت یوسف کی یہ نوازش ہے کہ انہوں نے ان سے یہ احسان کیا، غلہ بھی دیا۔ اور پونجی بھی لوٹا دی۔

اصل یہ ہے کہ برائی کا بہترین انتقام نیکی ہے۔ وہ لوگ جو بلند اخلاق کے زیور سے آراستہ ہیں، کبھی برائی کا بدلہ برائی سے نہیں لیتے۔ وہ حسن سلوک اور مروت سے پیش آتے ہیں بلکہ مخالف کے دل میں خود بخود اخلاق حسن پیدا ہو۔ اور وہ اپنی غلطی کو پہچانے۔ اس طرح سے عداوتیں دوستی سے بدل جاتی ہیں۔ اور کینے دل سے زائل ہو جاتے ہیں۔ اسلام اسی طرز عمل کو پسند کرتا ہے۔ اور بہتر قرار دیتا ہے۔

ف۲ حضرت یعقوب چونکہ پہلے سے زخم خوردہ تھے اور حضرت یوسف کی جدائی سے دل برداشتہ تھے۔ اس لئے آسانی کے ساتھ ان کی باتوں پر اعتماد نہ کر سکے۔ ہر چند انہوں نے حفاظت کا یقین دلایا، حضرت یعقوب نے عذر کیا، اور کہا کیا تم وہی نہیں ہو، جنھوں نے حضرت یوسف کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا۔ اور کیا اس سے قبل اسی قسم کے الفاظ یوسف کے متعلق تم نے استعمال نہیں کئے؟ اور اب اس بات کی کیا ضمانت ہے، کہ بنیامین کے ساتھ تم دغا نہیں کرو گے۔ اور اسے صحیح و سالم مجھ تک واپس لے آؤ گے۔

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حٰفِظًا۔ سے غرض یہ ہے کہ مجھے صرف اللہ پر بھروسہ ہے۔ وہ بہترین محافظ ہے۔ میں اگر تم پر بھروسہ کروں گا بھی۔ تو محض اس لئے کہ میرے اللہ کو یہی منظور ہے۔ اگر خدا کی نظر عنایت ہے۔ تو مجھے تم سے کوئی خطرہ نہیں۔ اور اگر وہی آزمائش میں ڈالنا چاہتا ہے تو پھر ہر کوشش بے سود ناکام ہو گی۔

بَعِيرٍ ۭ ذٰلِكَ كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ۝

۶۶- قَالَ لَنْ اُرْسِلَهٗ مَعَكُمْ حَتّٰى تُؤْتُوْنِ مَوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ لَتَاْتُنَّنِيْ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يُّحَاطَ بِكُمْ ۚ فَلَمَّآ اٰتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ اللّٰهُ عَلٰي مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ ۝

۶۷- وَقَالَ يٰبَنِيَّ لَا تَدْخُلُوْا مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۭ وَمَآ اُغْنِيْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝

۶۸- وَلَمَّا دَخَلُوْا مِنْ حَيْثُ اَمَرَهُمْ اَبُوْهُمْ ۭ مَا كَانَ يُغْنِيْ عَنْهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ

اور ایک اونٹ کی بھرتی زیادہ لائیں گے یہ بھرتی آسان ہے۔

۶۶- بولا، میں اسے ہرگز تمہارے ساتھ نہ بھیجوں گا جب تک اللہ کو درمیان لاکر مجھ سے عہد نہ کرو کہ تم اسے میرے پاس واپس لاؤ گے مگر تم سب قید نہ ہو جاؤ پھر جب انہوں نے اس کو عہد کر لیا۔ تب بولا جو باتیں ہم کر رہے ہیں ان پر اللہ (کافی) کارساز ہے۔ ف۱

۶۷- اور کہا اے بیٹو، مصر میں تم سب ایک ہی دروازہ سے داخل نہ ہونا، اور متفرق دروازوں سے جانا۔ اور میں تمہیں خدا کی کسی بات سے بچا نہیں سکتا۔ حکم اللہ ہی کا ہے۔ میں نے اسی پر بھروسا کیا، اور اہل توکل کو اسی پر بھروسا کرنا چاہیے۔ ف۲

۶۸- اور جب وہ جیسے ان کو ان کے باپ نے کہا تھا ویسے ہی مصر میں داخل ہوئے تو خدا کی تقدیر کی یہ احتیاط نہیں کچھ

ف۱ باوجود مضبوط عہد لینے کے پھر بھی اللہ پر بھروسا کیا۔ اور اسی کو کارساز قرار دیا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں کہ محض ظاہری اسباب پر توکل کرنا جائز نہیں۔ خداپرستی یہ ہے کہ ایک طرف ضروری تدابیر اختیار کی جائیں۔ اور دوسری جانب یقین واثق ہو کہ ان اسباب میں خیر وبرکت پیدا کرنا اللہ کا کام ہے۔

## حضرت یعقوبؑ کا خطرہ

ف۲ حضرت یعقوبؑ کی یہ انتہا ہے کہ وہ مصر میں ایک دروازہ سے داخل نہ ہوں۔ اس کی حکمت و حزم پر مبنی ہے کہ ممکن ہے اہل شہر کے دلوں میں خدا جانے کیا کیا شکوک [illegible] وہ لوگ اجنبیوں اور مسافروں کو ایک گروہ کی شکل میں دیکھ کر کہیں شبہ میں گرفتار نہ کر دیں۔ اور قبل اس کے کہ وہ اپنی معصومیت ثابت کریں بدظنیوں کا شکار نہ ہو جائیں۔

یہ بات قرین قیاس بھی ہے۔ یہ سب بھائی کنعانی تھے۔ بہر ان کے لئے پردیس تھا، اس لئے امکان تھا، کہ لوگ انہیں اس طرح ایک ساتھ دیکھ کر شور نہ مچا دیں۔

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت یعقوبؑ کو یہ ڈر تھا۔ کہ کہیں میرے لڑکوں کو نظر نہ لگ جائے۔

نظر کا اثر مسلّم ہے۔ آنکھوں میں ایسی مقناطیسی قوت ہوتی ہے، کہ جس کو دیکھا جائے۔ وہ متاثر ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے: اَلْعَیْنُ حَقٌّ۔ یعنی نظر لگ جانا درست ہے۔

آج جدید علوم میں بھی نظر کی قوت وتاثیر تسلیم کیا گیا ہے۔ مسمریزم اسی فن کی تکمیل کا نام ہے۔

(باقی برصفحہ ۵۸۱)

شَیْءٍ اِلَّا حَاجَةً فِیْ نَفْسِ یَعْقُوْبَ قَضٰىهَا ؕ وَ اِنَّهٗ لَذُوْ عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝

بھی نہیں بچا سکتی تھی مگر یعقوب کے دل میں ایک خواہش تھی جو اس نے پوری کی اور یعقوب البتہ ہماری تعلیم سے صاحب علم تھا مگر اکثر لوگ نہیں جانتے ○

٦٩ - وَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰى یُوْسُفَ اٰوٰۤى اِلَیْهِ اَخَاهُ قَالَ اِنِّیْۤ اَنَا اَخُوْكَ فَلَا تَبْتَىٕسْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝

٦٩ - اور جب یوسف کے پاس گئے تو اس نے اپنے بھائی (بنیمین) کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا کہ میں تیرا بھائی ہوں سو تو غمگین نہ ہو ان کاموں سے جو وہ کرتے رہے ہیں ○

٧٠ - فَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ السِّقَایَةَ فِیْ رَحْلِ اَخِیْهِ ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَیَّتُهَا الْعِیْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ ۝

٧٠ - پھر جب ان کا سامان تیار کر دیا، تو اپنا پیالہ اپنے بھائی کے شلیتے میں رکھ دیا۔ پھر ایک پکارنے والے نے پکارا۔ اے قافلہ والو، تم چور ہو ○

٧١ - قَالُوْا وَ اَقْبَلُوْا عَلَیْهِمْ مَّاذَا تَفْقِدُوْنَ ۝

٧١ - وہ ان پر متوجہ ہو کر بولے، تمہارا کیا جاتا رہا ○

٧٢ - قَالُوْا نَفْقِدُ صُوَاعَ الْمَلِكِ وَلِمَنْ جَآءَ بِهٖ حِمْلُ بَعِیْرٍ وَّ اَنَا بِهٖ زَعِیْمٌ ۝

٧٢ - کہا بادشاہ کا پیالہ کھو گیا ہے اور جو کوئی پیالہ لائے۔ اُسے ایک بار شتر (غلہ) ملے گا اور میں اس کا ضامن ہوں ○

(بقیہ حاشیہ)

گو حضرت یعقوب کے لیے ذُو علم کا لفظ یہ چاہتا ہے کہ مقصود کوئی بلند علم ہو۔ اور وہ سیاست ہو سکتا ہے۔ یعنی اولاد یعقوب کا اس حالت میں اکٹھے شہر میں وارد ہونا، سیاسی پیچیدگیوں کا باعث ہو سکتا تھا جسے حضرت یعقوب نے اپنی سیاسی بصیرت کی بنا پر معلوم کر لیا ۔

## حلِّ لغات

اٰوٰی اِلَیْهِ ۔ شفقت و محبت سے جگہ دی ۔

اَلسِّقَایَةَ ۔ پیمانہ ۔

صُوَاعَ ۔ ماپنے کا پیمانہ، دونا پیالہ ۔

زَعِیْمٌ ۔ کفیل ۔

۷۳- قَالُوْا تَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَّا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِی الْاَرْضِ وَمَا كُنَّا سٰرِقِیْنَ ۝

۷۳- بولے۔ اللہ کی قسم تم جانتے ہو کہ ہم زمین میں فساد کرنے نہیں آئے اور ہم کبھی چور نہ تھے ۝

۷۴- قَالُوْا فَمَا جَزَآؤُهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ كٰذِبِیْنَ ۝

۷۴- وہ بولے۔ اگر تم جھوٹے نکلے، تو چور کی کیا سزا ہے؟ ۝

۷۵- قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ۝

۷۵- کہا اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے شلیتے سے نکلے وہی اس کا بدلہ ہے۔ ہم ظالموں کو یہی سزا دیتے ہیں ۝

۷۶- فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِهِمْ قَبْلَ وِعَآءِ اَخِیْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِیُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَفَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ۝

۷۶- پھر اس نے اپنے بھائی کے شلیتے سے پہلے اُن کے شلیتے دیکھنے شروع کئے پھر اپنے بھائی کے شلیتے کو پیالہ نکالا۔ یوں ہم نے یوسف کو داؤ بتلایا ف اور یوسف اپنے بھائی کو قانون شاہی کے مطابق ہرگز نہیں لے سکتا تھا مگر جو اللہ کو منظور ہوتا۔ جس کے ہم چاہتے ہیں درجے بلند کرتے ہیں اور ہر جاننے والے کے اوپر ایک جاننے والا ہے ۝

## حضرت یُوسف کا حُسنِ تدبیر

ف حضرت یوسف کے قصہ میں بات صرف یہ ہے کہ بنیامین آپ کا سگا بھائی ہے۔ مدت کے بعد ملاقات ہوئی ہے۔ آپ بوجہ شفقت و محبت اُسے اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔ اس لئے بھائیوں سے اُسے طلب کیا ہے۔ جبراً و قہراً روک لینا مناسب نہیں۔ اس لئے ایک تدبیر کی کہ جو شاہی پیمانہ ہے۔ اناج ناپنے کا پیمانہ بنیامین کی بوری میں رکھوا دیا۔ اور اس کے بعد تلاش ہوئی۔ برادران یوسف کو طلب کیا گیا اور کہا گیا کہ بادشاہ کا کٹورا غائب ہے۔ کہیں تمہارے پاس تو نہیں ہے۔ انہوں نے انکار کیا اور صفائی میں کہا کہ تم ہمارے حالات سے آگاہ نہیں ہو۔ ہم چور نہیں اور نہ اس غرض سے آئے ہیں کہ کسی بداخلاقی کا مظاہرہ کریں۔ اس جگہ خود یہ سزا تجویز کی کہ اگر ہم میں سے کسی کے پاس تمہارا کٹورا مل جائے تو ہم تمہاری غلامی قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تلاشی کے بعد بنیامین کی بوری کے سامان سے برآمد ہوا۔ اور حسب معاہدہ حضرت یوسف کے اسیر قرار پائے اس عجیب و غریب طریقے سے بھائی بھائی سے مل رہا ہے۔ راز داری بھی قائم ہے۔ اور اعتراض کی بھی گنجائش نہیں۔ اس سے قبل آپ معلوم کر چکے ہیں۔ کہ بنیامین سے حضرت یوسف متعارف ہو چکے ہیں اور ان سے کہہ چکے ہیں کہ فکر نہ کرو۔ میں تمہارا بھائی ہوں۔ گویا اس تدبیر سے دونوں بھائی واقف ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس تدبیر کو اپنی جانب منسوب کرتے ہیں۔ اور حضرت یوسف کی تعریف کرتے ہیں کہ انہوں نے نہایت کامیابی سے اس طرح یہ تدبیر کو نبھایا۔

ظاہر ہے اس قصہ میں کہیں حضرت یوسف کی تنقیص کا پہلو نہیں نکلتا اور نہ تاویل کی ضرورت ہے۔ اس میں سچ اور جھوٹ کی تعریف میں لوگوں کو شبہ ہوا ہے۔ ہر واقعہ کے اظہار کو سچ اور اس کے اخفاء کو جھوٹ سمجھا گیا ہے۔ جس سے اعتراض پیدا ہوتے ہیں۔ حالانکہ سچ اور جھوٹ کے لئے کچھ اور پہلو بھی قابل غور ہوتے ہیں۔

جھوٹ نتیجہ ہوتا ہے۔ پست ترین جذبہ کے اظہار اور دوسروں کو دکھ دینے کا۔ اور یہاں ان دونوں باتوں سے کوئی بات نہیں۔ بنیامین پہلے سے آگاہ تھیں۔ اخفاء نیک مقصد کے لئے ہے بھائی اپنے عزیز بھائی کی خاطر ایک تدبیر (باقی بر صفحہ ۵۸۳)

۷۷- قَالُوْٓا اِنْ يَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا يُوْسُفُ فِيْ نَفْسِهٖ وَلَمْ يُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ۝

۷۷- بھائی بولے۔ اگر اس نے چوری کی تو کیا تعجب اس کے بھائی (یوسف) نے بھی پہلے چوری کی تھی۔ یوسفؑ نے یہ بات اپنے دل میں پوشیدہ رکھی ان پر ظاہر نہ کی، اور کہا تم درجہ میں بدتر ہو، اور جو کہتے ہو اللہ خوب جانتا ہے ۝ ف۱

۷۸- قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

۷۸- وہ بولے۔ اے عزیز، اس کا ایک باپ ہے جو بہت بڈھا اور بڑی عمر کا ہے سو اس کے بدلے ہم میں سے ایک کو پکڑ لے ہم تجھے نیک شخص دیکھتے ہیں ۝

۷۹- قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ۝

۷۹- کہا اللہ کی پناہ، کہ ہم سوائے اس کے جس کے پاس سے ہم نے اپنا مال پایا ہے اور کسی کو پکڑیں اگر ہم ایسا کریں تو ہم بے انصاف ہوئے ۝

۸۰- فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا نَجِيًّا ۭ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ

۸۰- پھر جب وہ اس سے ناامید ہوئے تو اکیلے صلاح کرنے بیٹھے۔ جو ان میں بڑا تھا بولا کیا

پڑھ لینے کا دارالامان ہے اس میں کیا حرج ہے؟ ۱- مقصود نیک تھیں وہ مال معنیبہ ہے۔ وہ بچھڑے ہوئے بھائی آپس میں مل رہے ہیں۔ یہ ایک قسم کا حسین فریب ہے۔ معاملہ فہمی ہے۔ وقیقہ رسی ہے۔ کہ اپنے بھائیوں کو مجبور کیا ہے کہ وہ بنیامین کو حضرت یوسف کے سپرد کر دیں۔ اس میں کیا مضائقہ ہے؟

غور طلب یہ حقیقت ہے کہ یوسف علیہ السلام اس وقت حاکم تھے اس صورت میں ایسے انداز تدبیر کی ضرورت ہے جس سے ان کی قانونی حاکمیت نمایاں ہو۔ نیز یہ غلط ہے کہ ہر مقام پر صداقت کی پالیسی بہتر ہے۔ بعض وقت مقابلہ ہوتا ہے عقل و خرد کا اور سچائی کا۔ جو بیش خیمہ ہوتی ہے مصیبتوں کا۔ ایسے مقامات میں حزم و احتیاط کے تقاضے دانائی نہیں ہوتی۔ پیغمبر جس قدر صادق القول ہوتے ہیں۔ اسی قدر ان میں دانائی و حکمت بھی ہوتی ہے جس سے وہ مخالفین کی چالوں کو سمجھتے ہیں۔ کوری سچائی جس کے ساتھ عقل کی آمیزش نہ ہو۔ حماقت ہے ۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

## اس کے بھائی بھی چور تھے

ف۱ چوری کی نسبت حضرت یوسفؑ کی جانب ہے یعنی یہ مطلب ہے کہ بنیامین نے بچارا نہ چرایا ہو۔ کیونکہ اس کا بھائی بھی تو ایسا ہی تھا۔ یہ بہتان ہے۔ اس لیے حضرت یوسف نے فوراً ٹوکا اور فرمایا۔ حقیقت الحال سے اللہ کے سوا اور کوئی آگاہ نہیں۔ غرض یہ ہے کہ اپنی بےگناہی پیش کی جائے۔ اور کہا جائے کہ ہم شرفاء سے ہیں۔ یہ بچہ اور اس کا بھائی البتہ خطا کار ہیں۔ اس لیے ہمیں آپ معاف فرمائیں۔ ان لوگوں کو کیا معلوم تھا ہم کس کے دربار میں ہیں؟ اس لیے بچوں بے خوفی سے اتہام تراشا۔ معاذ اللہ برملا یہ تو ایسا ہی کر سکتے ہیں۔

ف۲ جب اس پر بھی انہوں نے چھٹکارا نہ دیکھا۔ تو دوسری صورت اختیار کی۔ لگے لجاجت کرنے۔ کہنے لگے کہ اس کا بوڑھا باپ غم و فراق میں گھل رہا ہوگا۔ آپ ہم میں سے کسی ایک کو اس کے بدلے میں رکھ لیجئے۔ اور بنیامین کو چھوڑ دیجئے۔ حضرت یوسف

نے قاعدہ کا جواب دیا۔ کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔ ہم تو اسی کو گرفتار کریں گے۔ جس کے پاس سے ہمارا مال نکلا ہے۔ ہم ظلم کا ارتکاب نہیں کر سکتے

تَعۡلَمُوۡٓا اَنَّ اَبَاكُمۡ قَدۡ اَخَذَ عَلَيۡكُمۡ مَّوۡثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنۡ قَبۡلُ مَا فَرَّطۡتُّمۡ فِىۡ يُوۡسُفَ‌ۚ فَلَنۡ اَبۡرَحَ الۡاَرۡضَ حَتّٰى يَاۡذَنَ لِىۡۤ اَبِىۡۤ اَوۡ يَحۡكُمَ اللّٰهُ لِىۡ‌ۚ وَهُوَ خَيۡرُ الۡحٰكِمِيۡنَ ○

تم نہیں جانتے، کہ اس کے بارہ میں تمہارے باپ نے تم سے اللہ کا عہد لیا ہے، اور پہلے تم یوسف کے بارہ میں (بھی) قصور کر ہی چکے ہو۔ تو میں تو اس مُلک سے ہرگز نہ سرکوں گا جب تک میرا باپ مجھے حکم نہ دے یا اللہ میرا فیصلہ کرے اور وہ سب فیصلہ کرنے والوں سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے ○

۸۱- اِرۡجِعُوۡۤا اِلٰٓى اَبِيۡكُمۡ فَقُوۡلُوۡا يٰۤاَبَانَاۤ اِنَّ ابۡنَكَ سَرَقَ‌ۚ وَمَا شَهِدۡنَاۤ اِلَّا بِمَا عَلِمۡنَا وَمَا كُنَّا لِلۡغَيۡبِ حٰفِظِيۡنَ ○

۸۱- تم باپ پاس چلے جاؤ، اور کہو کہ اے باپ تیرے بیٹے نے چوری کی۔ اور ہم نے وہی گواہی دی، جو ہم جانتے تھے۔ اور ہم پوشیدہ بات کے نگہبان نہ تھے ○

۸۲- وَسۡـئَلِ الۡقَرۡيَةَ الَّتِىۡ كُنَّا فِيۡهَا وَالۡعِيۡرَ الَّتِىۡۤ اَقۡبَلۡنَا فِيۡهَا‌ؕ وَاِنَّا لَصٰدِقُوۡنَ ○

۸۲- اور اس شہر (والوں) سے پوچھ، جس میں ہم تھے اور اس قافلہ سے (پوچھ) جس میں ہم آئے ہیں اور ہم ضرور سچے ہیں ○ ف

ف

بالآخر یہ لوگ مایوس ہو گئے۔ اور انہوں نے دیکھا کہ اب کوئی تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی۔ اب بنیامین کا یہاں سے چھڑا لے جانا ناممکن ہے۔ اس لئے اب اس سوچ میں پڑ گئے کہ ابا کو کیا جواب دیں گے۔ یوسف کی وجہ سے پہلے ہی بدنام ہیں۔ اب اور بھی بھرم کھل جائے گا۔ ہم ابا کو یقین دلا کر لائے تھے۔ کہ پوری پوری حفاظت کریں گے۔ اب کس منہ سے کہیں گے کہ وہ ہمارے ساتھ نہیں آ سکا۔ صلاح و مشورہ کے بعد قرار پایا۔ کہ اصل واقعہ ان کے گوش گزار کر دیا جائے اور کہہ دیا جائے کہ آپ کے بیٹے نے چوری کی ہے ہم کیا جانتے تھے کہ یہ اس طرح چور بنے گا۔ ہمیں غیب کی کیا خبر تھی۔ جو پہلے سے معلوم کر لیتے۔ ہم کہیں گے۔ آپ اپنی تسلی کے لئے قافلہ سے دریافت فرما لیجئے۔ بصرے تحقیق کیجئے۔ ہم اس معاملہ میں بالکل سچے ہیں ○

غرض یہ تھی کہ جب یوسف کے جھوٹے معاملہ کو ہم نے سچائی کا رنگ دے دیا تھا۔ اور باپ کو باور کرانے کی کوشش کی تھی۔ اس موقع پر تو ہمیں بالکل کسی فریب کی ضرورت نہیں۔ ہمیں سچائی پر پورا اعتماد ہے۔ ڈر کی کوئی وجہ نہیں۔ یہ ایک قسم کی تسلی تھی۔ جس سے انہوں نے اس سانحہ کو فراموش کرنے کی کوشش کی۔ اور دل میں اس کی اہمیت گھٹانا چاہی ○

## حلِ لغات

فَلَنۡ اَبۡرَحَ الۡاَرۡضَ۔ افعال ناقصہ میں سے ہے۔ یہاں ترک کے معنوں میں مستعمل ہے ○

۸۳ - قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ عَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ○

۸۳ - یعقوب بولا: ہرگز نہیں بلکہ تمہارے دلوں نے ایک بات گھڑ لی ہے۔ اب صبر بہتر ہے۔ اُمید ہے کہ اللہ اُن سب کو میرے پاس لے آئے گا۔ وُہی ہے خبردار حکمتوں والا ○ ف۱

۸۴ - وَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَىٰ عَلَىٰ يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ○

۸۴ - اور یعقوب نے اُن کی طرف سے منہ پھیر لیا اور کہا ہائے افسوس یوسف پر۔ اور اُس کی آنکھیں غم سے سفید ہو گئی تھیں اور وہ غم کے مارے آپ ہی آپ گھٹ رہا تھا ○ ف۲

۸۵ - قَالُوا تَاللَّهِ تَفْتَأُ تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتَّىٰ تَكُونَ حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ ○

۸۵ - بولے۔ اللہ کی قسم، تُو یوسف کا تذکرہ نہ چھوڑے گا۔ جب تک تُو گُھل یا مر نہ جائے گا ○

۸۶ - قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ○

۸۶ - بولا۔ میں اپنی بپتا اور غم کی شکایت اللہ ہی کی طرف کرتا ہوں، اور میں اللہ سے وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ○

ف۱

جب یہ لوگ حضرت یعقوبؑ کے پاس پہنچے۔ اور انہوں نے یہ داستانِ غم سُنائی۔ تو آپ نے نہایت تاسف کے ساتھ اس کو سُنا۔ مگر یقین نہ ہُوا۔ کیونکہ یہی لوگ تھے جنہوں نے اس سے قبل یوسف علیہ السلام کے بارے میں بھی جھوٹ بولا تھا۔ فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو۔ تم نے یہ قصہ گھڑ لیا ہے۔ میں بہر حال صبر کا پتھر چھاتی پر رکھتا ہوں۔ اور اس صدمہ کو برداشت کرتا ہوں۔ مجھے خدا سے اُمید ہے کہ یوسفؑ اور بنیامین دونوں بھائی بالآخر مجھ سے ضرور ملیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ ضرور ملاقات کا سامان بہم پہنچائیں گے ٭

یہ عجیب بات ہے کہ وجدانِ صحیح سے حضرت یعقوبؑ کو یہ تو معلوم ہوجاتا ہے کہ یوسفؑ زندہ ہیں اور بنیامین بھی ان کے پاس ہیں۔ اور دونوں اکٹھے میرے پاس آئیں گے۔ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث بنیں گے۔ مگر انہیں یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اس وقت یہ لوگ بے قصور ہیں۔ دُور کی خبر معلوم ہو جاتی ہے مگر قریب کے حالات سے آگاہ نہیں۔ اس لئے کہ غیب کی کنجیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جس قدر چاہتا ہے۔ اپنے بندہ کو غیب سے مطلع کر دیتا ہے ٭

انبیاء کا علم و وجدان جس سے ان کو غیب پر اطلاع ہوتی ہے۔ محض وقتی ہوتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر وقت انہیں ہر چیز کا علم ہو۔ البتہ اللہ کے منشاء کے مطابق وہ ضروریات کے متعلق کچھ نہ کچھ جانتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے حضرت یعقوبؑ مدت تک اصل حالات سے آگاہ نہیں ہوسکے ٭

## حضرت یعقوبؑ کا غم!

ف۲ باپ کا بیٹے کے فراق میں مغموم و غم کھانا قدرتی بات ہے۔ مگر حضرت یعقوبؑ صرف یوسفؑ کے باپ ہی نہیں؛ بلکہ ایک قوم کے بھی باپ ہیں۔ جن کی جانب اُن کو نبوت دے کر مبعوث کیا گیا ہے۔ اس لئے غیر معمولی بات ہے۔ کہ ایک پیغمبر اپنے بیٹے کے (بقیہ صفحہ ۵۸۶)

۸۷- يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَ اَخِيْهِ وَلَا تَايْــَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْــَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ○

۸۷- بیٹو، جاؤ، اور یوسف اور اس کے بھائی کی تلاش کرو، اور اللہ کی رحمت سے ناامید ہو، اللہ کی رحمت سے صرف کافر ہی نا امید ہوتے ہیں ○

۸۸- فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَ اَهْلَنَا الضُّرُّ وَ جِئْنَا بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ○

۸۸- پھر جب یوسف کے پاس آئے بولے اے عزیز، ہم پر اور ہمارے گھرانے پر سختی آپڑی ہے۔ اور ہم ناقص پونجی لائے ہیں، سو تو ہمیں پورا پیمانہ دے اور ہمیں خیرات دے، اللہ خیرات دینے والوں کو ثواب دیتا ہے ○

۸۹- قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَ اَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ○

۸۹- یوسف نے کہا تمہیں کچھ خبر ہے کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کیا تھا جبکہ تم جاہل تھے ○

۹۰- قَالُوْٓا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا

۹۰- وہ بولے کیا سچ مچ، تو ہی یوسف ہے؟ کہا میں

فراق میں رقت کے مارے گھل جائے ۔

بات اصل یہ ہے۔ کہ حضرت یعقوب تبلیغ و اشاعت کے فرائض نبوت سے ادا کر رہے تھے۔ اور پیرانہ سالی میں سلسلہ کی ضرورت تھی۔ اپنی اولاد میں یوسف کے سوا کوئی اہل نظر نہ آتا تھا۔ جو قوم کا بہترین قائد بن سکے۔ اس لئے اس کی گمشدگی کا غم نسبتاً زیادہ ہوا ہے۔ اور یہ غم واندوہ یوسف کے لئے اس حیثیت سے نہیں۔ کہ وہ پیارا بیٹا ہے۔ بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ آپ کا بہترین وارث ہے اس سے قوم کی امیدیں وابستہ ہیں۔ یہ دراصل دین وملت کا ہی غم تھا۔ جس سے حضرت یعقوب متاثر تھے ۔

## حل لغات

وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ ۔ یعنی انکی دونوں آنکھوں میں آنسو بھر آئے ۔

كَظِيْمٌ ۔ جو اندر ہی اندر گھلتا رہے۔ اور اظہار غم نہ کرے۔ دغصہ کا ضبط کرنے والا۔ اس سے حضرت یعقوب کے صبر کا اندازہ ہو سکتا ہے ۔

رَّوْحِ اللّٰهِ ۔ اللہ کی رحمت۔ یہ یا تو بربنائے عقیدہ ہے۔ کہ مسلمان کسی وقت بھی مایوس نہ ہو۔ اور یا فراست پیغمبرانہ ہے۔ کہ امید کا دیا قلب ودماغ میں روشن ہے ۔

يُوسُفُ وَهٰذَآ اَخِىۡ قَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡنَا ؕ اِنَّهٗ مَنۡ يَّتَّقِ وَيَصۡبِرۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۝

میں یُوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اللہ نے ہم پر فضل کیا۔ بیشک جو ڈرتا اور صبر کرتا ہے تو اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ۝

۹۱- قَالُوۡا تَاللّٰهِ لَقَدۡ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيۡنَا وَاِنۡ كُنَّا لَخٰطِـِٕيۡنَ ۝

۹۱- بولے۔ اللہ کی قسم خدا نے تجھے ہم پر برگزیدہ کیا۔ اور بیشک ہم خطاوار تھے ۝

۹۲- قَالَ لَا تَثۡرِيۡبَ عَلَيۡكُمُ الۡيَوۡمَ ؕ يَغۡفِرُ اللّٰهُ لَكُمۡ ؗ وَهُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ ۝

۹۲- بولا۔ آج تم پر کچھ الزام نہیں۔ خدا تمہیں معاف کرے۔ اور وُہ سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے ۝ ف۱

۹۳- اِذۡهَبُوۡا بِقَمِيۡصِىۡ هٰذَا فَاَلۡقُوۡهُ عَلٰى وَجۡهِ اَبِىۡ يَاۡتِ بَصِيۡرًا ۚ وَاۡتُوۡنِىۡ بِاَهۡلِكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ۝

۹۳- میرا یہ کُرتا لے جاؤ، اور اسے میرے باپ کے مُنہ پر ڈال دو، کہ وہ بینا ہو کر چلا آئے گا اور اپنا سارا گھرانا میرے پاس لے آؤ ۝ ف۲

۹۴- وَلَمَّا فَصَلَتِ الۡعِيۡرُ قَالَ اَبُوۡهُمۡ اِنِّىۡ لَاَجِدُ رِيۡحَ يُوۡسُفَ لَوۡلَاۤ اَنۡ

۹۴- اور جب قافلہ نکلا۔ تو اُن کے باپ نے کہا کہ مجھے یُوسف کی بُو آتی ہے۔ اگر تم مجھے

## برادرانِ یُوسف کی ندامت

ف۱ اب وقت آگیا تھا، کہ حضرت یُوسفؑ اپنے چہرہ انور سے نقاب کشائی کریں۔ اور بھائیوں کو بتادیں، کہ جس یُوسف کو تم نے کنعان کے تاریک کنوئیں میں پھینکا تھا۔ وہ اس وقت عرش حکومت پر جلوہ گر ہے چنانچہ جب بھائی دوبارہ مصر میں غلہ لینے کے لئے گئے تو حضرت یُوسفؑ نے کہا۔ کیا تم وہی نہیں ہو جنہوں نے یُوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ یہ فریب کئے ہیں۔ اُنہوں نے جب دیکھا، کہ پتے کی باتیں بتائی جا رہی ہیں۔ اور ان باتوں کا بجز یُوسفؑ کے اور کسی کو علم نہیں ہو سکتا۔ تو پکار اٹھے کہ کہیں تمہیں تو یُوسف نہیں ہو۔ یُوسف کو کہا۔ یہ ہے کہ باوجود اس ظلم کے کہ بھائیوں نے اذیت دی ہے۔ اُن کی جانب سے معذرت کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ عجب کی بات ہے۔ کہ تم نادان تھے اور بھائیوں کا اخلاق یہ ہے کہ فوراً غلطی کا اعتراف کر لیتے ہیں۔ اور مانتے ہیں کہ اللہ نے تم پر بڑا کرم کیا ہے اور یقیناً تمہیں ہم پر فضیلت دی ہے۔

حضرت یُوسفؑ نے جب دیکھا کہ بھائی نادم ہیں اور اپنے کئے پر پچھتا رہے ہیں۔ تو نہایت فراخدلی کے ساتھ کہا۔ جاؤ۔ آج کے دن تم پر کوئی عتاب نہیں کیا جائے گا۔ میں تم سب کو خاص دل سے معاف کرتا ہوں۔

ف۲ قمیص دینے سے غرض یہ تھی، کہ باپ کو تسلی ہو اور وہ اس نشانی کو دیکھ کر حضرت یُوسفؑ کی زندگانی کا یقین کر لیں۔ اُنہیں معلوم ہو جائے کہ واقعی میرا بیٹا یُوسف زندہ ہے۔

## حلِ لغات

تَثْرِيبَ ۔ سرزنش، ملامت۔

يَأْتِ بَصِيرًا ۔ آ کر ہو جائے گا، معلوم کریگا۔ محاورہ ہے۔

تَفَنِّدُوْنِ ○

۹۵- قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ○

۹۶- فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

۹۷- قَالُوْا يٰٓاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَآ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕيْنَ ○

۹۸- قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○

۹۹- فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰي يُوْسُفَ اٰوٰٓى اِلَيْهِ اَبَوَيْهِ وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ

بہکا ہوا نہ بتلاؤ ○

۹۵- لوگ بولے، اللہ کی قسم تو اپنی قدیمی غلطی میں ہے ○ ف

۹۶- پھر جب بشارت دینے والا آگیا تو اس نے کرتہ اس کے منہ پر ڈالا سو وہ بینا ہو گیا کہا کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ میں خدا سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے ○

۹۷- بولے۔ اے ہمارے باپ ہمارے گناہوں کی اللہ سے مغفرت مانگ بیشک ہم خطاکار تھے ○

۹۸- کہا، عنقریب میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت مانگوں گا۔ بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے ○

۹۹- پھر جب وہ یوسفؑ کے پاس آئے تو اس نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی اور کہا انشاء اللہ مصر میں

ف ادھر قافلہ یوسفؑ کا پیراہن لے کر چلتا ہے اُدھر حضرت یعقوبؑ کو القاء ہوتا ہے، کہ ارض مصر سے خوشخبری لے کر قاصد آرہا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں یوسفؑ کی بو سونگھ رہا ہوں۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زندہ ہے۔ اور وہ آرہا ہے۔ آس پاس بیٹھے ہوئے لوگ جن کی بصیرت کوتاہ ہے کہتے ہیں، یہ آپ کا جنون ہے۔ اب یوسفؑ کہاں؟ اتنے میں قاصد آپہنچتا ہے۔ حضرت یعقوبؑ فرط مسرت میں کہہ اٹھتے ہیں کیا میں نے پہلے سے نہیں بتادیا تھا۔ کریم سے توقع کرم کرنے والے ہیں۔ بیٹے معافی مانگتے ہیں۔ شفیق باپ اُن کو معاف کر دیتا ہے۔ اور بھول جاتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے تو رُلایا ہے۔ میں مجھے دُکھ پہنچایا ہے۔

## حلِ لغات

ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ۔ شوق و جنون کی وارفتگی، قدیم غلطی۔

اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ○

۱۰۰- وَرَفَعَ اَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ يٰٓاَبَتِ هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِنْ قَبْلُ ۫ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا ۭ وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ اِذْ اَخْرَجَنِيْ مِنَ السِّجْنِ وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّيْطٰنُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ اِنَّ رَبِّيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ

۱۰۱- رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِيْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِيْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ اَنْتَ

امن سے داخل ہو ○ ف۱

۱۰۰- اور اپنے والدین کو تخت پر چڑھایا۔ اور سب اُس کے آگے سجدہ میں گر پڑے تو (اس وقت) کہا، اے باپ یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے میرے رب نے اُسے سچ کیا۔ اور اس نے مجھ پر احسان کیا۔ جب مجھے قید خانے سے نکالا۔ اور تمہیں جنگل سے یہاں لے آیا۔ اس کے بعد کہ شیطان نے مجھ میں اور میرے بھائیوں میں جھگڑا ڈال دیا تھا۔ بیشک میرا رب تدبیر کرنے والا ہے جو چاہے بیشک وہی جاننے والا حکمت والا ہے ف۲

۱۰۱- اے رب تُو نے مجھے کچھ بادشاہی دی اور باتوں یعنی خوابوں کی تعبیر سکھلائی اے آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے۔ تُو ہی دُنیا

## والدین کی عزت افزائی

ف۱ حضرت یوسفؑ کو اللہ نے اقتدار بخشا ہے۔ اور وہ اس وقت عزت پر متمکن ہیں۔ بھائیوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ پہلا بھائی منصب حکومت پر فائز ہے۔ باپ تک اطلاع پہنچ چکی ہے کہ تیرا بیٹا مصر میں بر سر اقتدار ہے۔

سب یوسفؑ کی ملاقات کے لئے جمع ہیں۔ حضرت یوسفؑ نے سب کو شرف باریابی بخشا۔ والدین کی انتہائی عزت کی۔ اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا۔ اور وہ خواب پورا ہوا۔ بھائی اس وقت اظہار فضیلت کے طور پر حضرت یوسفؑ کے سامنے جھک گئے اور کمالِ آداب و تعظیم کو ملحوظ رکھتے ہوئے اظہار فضیلت کیا۔

ممکن ہے اُس وقت تعظیم کے لئے سجدہ روا ہو۔ اب یہ ناجائز ہے کیونکہ اس سے شرک پھیلتا ہے۔ اسلام میں یہ خاص صفت ہے کہ اس نے تمام اُن راستوں کو مسدود کر دیا ہے۔ جن پر شرک آسکتا تھا۔ تمام معتقدات شرک کی مذمت کی ہے اور ایسی بات سے روک دیا ہے۔ جس سے شرک پھیلنے کا ضعیف احتمال بھی ہو۔

حضرت یوسفؑ نے ارشاد فرمایا۔ ابا۔ آج خواب کی تعبیر پوری ہو چکی ہے۔ اللہ نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ جیل سے رہائی دلا کر آپ کو مجھ تک پہنچایا۔ اور بھائیوں سے بھی ملاپ نصیب ہوا جب کہ شیطان نے جُدائی ڈال دی تھی۔

ف۲ خاص اسلام یہ ہے۔ کہ جس طرح دُکھ اور تکلیف میں انسان اللہ کو اُٹھتے بیٹھتے یاد کرتا ہے۔ اور ہر پہلو خدا کا نام لیتا ہے۔ اسی طرح مسرت کے وقت بھی اس کے احسانات کو بھول نہ جائے۔

حضرت یوسفؑ کی زندگی خدا پرستی کا بہترین نمونہ ہے۔

آپ نے تاریک کنوئیں میں اُسے پکارا۔ عزیز مصر کے ایوانِ محل میں اُسے یاد کیا۔ اور آج جبکہ وہ سریر آرائے سلطنت ہیں۔ اللہ کا شکریہ ادا کر رہے ہیں۔ یقیناً خدا پرستی کو یہی وہ بلند مقام ہے۔ جو انبیاء کے لئے مخصوص ہے۔

وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ ○

اور آخرت میں میرا کارساز ہے۔ مجھے اسلام پر موت دے اور نیکوں میں شامل کر○

۱۰۲- ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ○

۱۰۲- (اے محمدؐ) یہ قصہ غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم تیری طرف بذریعۂ وحی پہنچاتے ہیں اور تو اُن کے پاس نہ تھا جب وہ اپنے مشورہ پر متفق ہوئے اور وہ مکر کر رہے تھے○

۱۰۳- وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِيْنَ ○

۱۰۳- اور اگرچہ تُو حرص کرے تو بھی اکثر لوگ ایمان لانے والے نہیں○ ف

۱۰۴- وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

۱۰۴- اور تُو اس پر اُن سے کچھ اجرت نہیں مانگتا یہ تو ایک نصیحت ہے ساری دُنیا کے لیے○

۱۰۵- وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ○

۱۰۵- اور آسمانوں اور زمین میں بہتیری نشانیاں ہیں۔ جن پر یہ لوگ گزرتے ہیں۔ اور کچھ دھیان نہیں کرتے○

۱۰۶- وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ

۱۰۶- اور اکثر لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر ساتھ

## پیغمبر کی آرزو

ف یعنی اس میں کچھ شبہ نہیں کہ جہاں تک تمہاری آرزو اور خواہش کا تعلق ہے۔ وہ یہی ہے کہ یہ لوگ ایمان و عمل صالح کی دولت سے مالا مال ہو جائیں۔ مگر ان کی فطرت کا تقاضا ہے، کہ رحمت خداوندی سے ہر حال محروم رہیں۔ اب ہدایت پائیں، تو کیونکر؟ تو بسبب وفور رحمت اور غایت شفقت کے یہی چاہتا ہے کہ ان میں کوئی شخص بھی جہنم میں نہ جائے مگر یہ خود ہے کہ جہنم میں ہی جائیں گے۔ ایسی حالت میں اصلاح کی کب توقع ہو سکتی ہے۔ فرمایا اصل مرض یہ ہے کہ دلوں پر غفلت دبے توجہی کے پردے پڑے ہیں۔ ورنہ یہاں آسمان اور زمین کی مخلوق میں ہر چیز بجائے خود ایک آیت اور دلیل ہے۔ اگر یہ غور و فکر سے کام لیں اور ذرا دماغ پر زور ڈالیں۔ تو انہیں معلوم ہو جائے کہ یہ کون و مکین کی نعمتیں جو حضرت انسان کو میسر ہیں، مفت میں نہیں ہیں۔ بلکہ یہ متقاضی ہیں حمد و ستائش اور شکر و مدح کی۔ مگر یہ ہیں کہ کمال بے التفاتی سے گزر جاتے ہیں۔ انہیں محسوس تک نہیں ہوتا کہ اس عالم کو کتم عدم سے وجود میں لانے والا خدا ہم سے عبادت کا متوقع ہے۔ اور وہ عبادت بھی محض ہماری اصلاح کے لئے ہے۔ فرمایا۔ آخر لوگ اس درجہ مطمئن کیوں ہیں۔ کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا عذاب اُن پر نہیں آئے گا۔ جو اُن کو ڈھانپ لے یا ناگہاں قیامت نہیں آئے گی۔ یہ بے خوفی، یہ بے پرواہی اور تغافل آخر کیوں ہے؟ ◆

## حل لغات

اَجْرٍ۔ یعنی دُنیوی معاوضہ ◆

مُشْرِكُوْنَ ۝

۱۰۷- اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

۱۰۸- قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۗ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۗ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

۱۰۹- وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۗ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ وَلَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۗ

شریک بھی کرتے ہیں ۝

۱۰۷- کیا وہ امن میں ہیں کہ اللہ کا عذاب آکر اُنہیں چھا نہ جائے گا۔ یا اچانک بے خبری میں اُن کے لئے وہ گھڑی نہ آجائے گی ۝

۱۰۸- تُو کہہ یہ میری راہ ہے میں اللہ کی طرف بینائی پر بُلاتا ہوں میں بھی اور جس نے میری تابعداری کی وہ بھی، اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں نہیں ۝ ف۱

۱۰۹- اور جو تجھ سے پہلے ہم نے بھیجے وہ بھی آدمی تھے بستیوں کے باشندے اُن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ کیا یہ لوگ ملک زمین میں نہیں پھرے کہ اپنے سے پہلوں کے انجام پر فکر کرتے۔ اور بیشک آخرت کا گھر ڈرنے والوں کے لئے بہتر ہے؛

## اہلِ حق کا مسلک!

ف۱

عَلٰى بَصِيْرَةٍ سے مراد یہ ہے کہ پیغمبر اور اس کے ماننے والوں کا مسلک، دلیل اور برہان پر مبنی ہوتا ہے۔ وہ جن چیزوں پر اعتقاد رکھتے ہیں۔ ان کو خوب سمجھتے اور جانتے ہیں وہ دُنیا میں بصیرت و دانش کی تبلیغ کے لئے تشریف لاتے ہیں۔ اور انھوں سے جہل و نادانی اور تقلید آبا کے زنگاروں کو یک قلم دُور کر دیتے ہیں۔ اس لئے اُن سے یہ کیسے توقع کی جا سکتی ہے۔ کہ خود ان کے اپنے پاس دلیل و عقل کی روشنی نہ ہو گی۔ اسلام تو تمام تر عقل و فکر کی بالیدگی کا ہے۔ اس کے کشت ہدایت میں تقلید و جہل کا زقوم کبھی پیدا نہیں ہوتا۔ اور نہ مُسلمان بے عقلی کی باتوں کو تسلیم کرتا ہے۔

## حلِ لُغات

غَاشِيَةٌ۔ ڈھانپ لینے والا عذاب۔
بَغْتَةً۔ اچانک، ناگہاں۔
رِجَالًا۔ مَرد۔ یعنے انبیاء جب بھی آئے۔ کسوتِ بشری میں آئے۔ اور کبھی انھوں نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔ کہ ان کا تعلق عالم انسانی سے نہیں ہے۔

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

کیا تم سمجھتے نہیں ؟ ۝

۱۱۰- حَتّٰٓى اِذَا اسْتَايْــَٔسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا ۙ فَنُجِّيَ مَنْ نَّشَآءُ ۭ وَلَا يُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝

۱۱۰- یہاں تک کہ جب رسول ناامید ہو گئے اور وہ اور لوگ خیال کرنے لگے کہ ان سے جھوٹے وعدے ہوئے ہیں۔ تب ان کے پاس ہماری مدد آپہنچی پھر جس کو ہم نے چاہا۔ بچا لیا گیا۔ اور ہمارا عذاب مجرموں سے لوٹایا نہیں جاتا ۝ ف۱

۱۱۱- لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

۱۱۱- البتہ اُن کے قصوں میں عقلمندوں کے لئے عبرت ہے۔ کچھ بناوٹی بات نہیں ہے۔ لیکن اُس کلام کی تصدیق ہے جو اس کے پہلے ہے۔ اور ہر شے کی تفصیل ہے۔ اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت ۝ ف۲

سُوْرَةُ الرَّعْدِ مَدَنِيَّةٌ :-

سُورۂ رعد

## انبیاء کی ناامیدی

ف۱ حق و صداقت کی راہ میں بےشمار آزمائشیں ہیں۔ جن کا انبیاء علیہم السلام کو بھی آزمایا جاتا ہے۔ جب وہ اللہ کے پیغام کو اس کے بندوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ تو مخالفین کے طوفان بپا ہوتے ہیں۔ بغض و فساد کے شعلے خرمن صبر و استقامت پر گرتے ہیں۔ اور انسانی بدبختی و محرومی کا وہ منظر ہوتا ہے کہ جہالت بھی شرم سے اپنا منہ چھپا لیتی ہے۔ بڑے بڑے پاکبازوں کے پاؤں لڑکھڑا جاتے ہیں۔ عین اس وقت انبیاء علیہم السلام دل میں سوچتے ہیں کہ بار الٰہا تیری نصرتیں کہاں ہیں؟ تیری شفقتیں، اور مہربانیاں کیوں جلوہ گر ہو کر ہم بےکسوں کی دستگیری نہیں کرتیں۔ کیا ہمیں ان زحمتوں اور تکلیفوں کے لئے تنہا چھوڑ دیا جائے گا۔ اور تیری بخشش و کرم کا ہاتھ ہماری طرف نہیں بڑھے گا؟ ٹھیک اس وقت ایزدی کے ابرے امید و نصرت کا آفتاب طلوع ہوتا ہے اور یہ ثابت کر دیا جاتا ہے کہ مجرموں کو سوائے سوء حشر ہونا ہر آئینہ قطعی اور یقینی ہے۔

## تفصیل کی تفصیل!

ف۲ ارشاد فرمایا کہ ان قصص میں صاحب عقل و خرد لوگوں کے لئے عبرت و موعظت کے اسرار پنہاں ہیں۔ یہ افترا اور جھوٹ نہیں بلکہ کتب سابقہ کے مضامین ہیں۔ جن کو ان کی اصلی حالت میں پیش کیا گیا ہے۔ اس پیغام رشد و ہدایت میں دین کی تمام تفصیلیں کو سمجھایا گیا ہے۔ اور تمام مسائل کو اس طرح بسط و تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ دلوں میں شکوک و شبہات کے کانٹے اب باقی نہیں۔ ہمارا چاہئیں یہ واضح رہے کہ یہاں جس تفصیل کا ذکر ہے۔ وہ اصول سے تعلق رکھتی ہے۔ یعنی ضروریات دین کو استیعاب سے بیان کیا گیا ہے۔ اور کسی بنیادی اور ضروری مسئلہ کو تشنۂ وضاحت نہیں رہنے دیا گیا۔ یہ مقصد نہیں کہ اس میں وہ تفصیلات بھی مذکور ہیں۔ جن کی جستجو بیہودہ بحث کے دفتروں میں کرنی چاہئے۔ یا جو جزئیات و فروعات سے متعلق ہیں۔

### حل لغات

اِسْتَایْئَسَ۔ یاس سے ہے۔ ناامید ہو گیا۔

اٰیَاتُهَا (۴۳) — رُکُوْعَاتُهَا (۶)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

۱- الٓمّٓرٰ ۚ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝

۲- اَللّٰهُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی ؕ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ۝

۳- وَ هُوَ الَّذِیْ مَدَّ الْاَرْضَ وَ جَعَلَ

مکی — آیتیں ۴۳ — رکوع ۶

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱- الٓمّٓرٰ۔ یہ کتاب کی آیتیں ہیں۔ اور جو کچھ تیرے رب سے تیری طرف اترا ہے وہ حق ہے۔ لیکن اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے ۝

۲- اللہ وہ ہے جس نے بے ستون آسمان اونچے کئے جنہیں تم دیکھتے ہو پھر عرش پر قرار پکڑا ف۱۔ اور سورج اور چاند کو مسخر کیا ہر ایک وقت معین تک چلتا ہے۔ کام کی تدبیر کرتا ہے۔ اور آیتوں کو کھول کر بیان کرتا ہے شاید تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرو ف۲

۳- اور وہی ہے جس نے زمین کو پھیلایا۔ اور

ف۱ استوا کا مسئلہ مدتوں اسلامی فرقوں میں نزاع کا باعث رہا ہے۔ اہل سنت کا مسلک اس باب میں بالکل واضح ہے کہ ہم اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں مگر اس کی تفصیلات سے پوری طرح آگاہ نہیں، یعنی ہم اسے مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے استوا فرمایا۔ مگر کیفیت و کنہ اس کا جواب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ اپنی عقل کی کمی کا اعتراف کریں۔ جہاں آئیں کہو جہیئے۔ کہ ایک نزاع کی محض [illegible] یہی وجہ ہے اس کو یعنی تجلیات تمکین کے درمیان رکھا ہے۔ اور لیس [illegible] کی تصریح بھی تسلی ہے۔

## علوم پڑھوا

ف۲ قرآن حکیم کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ دلائل میں کائنات کی ہمہ گیری و وسعت کو پیش کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے اگر تم زمین و آسمان میں پھیلے ہوئے کائنات کا مطالعہ کرو۔ تو اسلام کی حقیقت کو پا لو گے آسمانوں کو دیکھو کس حیرت انگیز وسعت کے ساتھ پیدا کئے گئے سکیں اور ستاروں کے لئے بظاہر کوئی ستون نہیں مگر وہ کس طور پر فضا میں سایہ فگن ہیں۔ چاند سورج مسخر ہیں انسان کے فائدے کے لئے بنائے گئے ہیں ہر ایک کے لئے طلوع و غروب کا وقت مقرر ہے جس میں کبھی خلاف نہیں ہوتا۔

دنیا کے ہر ذرے میں اللہ کی تدبیر و حکمت کا ظہور ہے۔ کیا یہ سب چیزیں آخرت پر دلالت نہیں کرتیں؟ ان سے یقیناً معلوم ہوتا ہے کہ کارگاہ حیات کسی دائمی مقصد سے خالی نہیں ہو سکتیں۔

الاستویٰ کے معنے اللہ کی شان تدبیری کو بیان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے متعلق جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں ان کی تین قسمیں ہیں:

(۱) صفات توحید و تجرید۔ جن سے اس کی تنزیہ مراد ہے

(۲) عبارات جو بظاہر تجوز کے احتمال رکھتی ہیں اور مقصود بالذات نہیں ہوتے۔

(۳) شئون و حالات۔ یعنی وہ الفاظ جو اللہ تعالیٰ کے معاملات شئون سے متعلق ہیں۔ اور کسی مستقل وصف کو بیان کریں۔ استویٰ انہی قبیل سے ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھو ابتدائی حواشی۔

حل لغات:- عَمَد۔ ستون۔

فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا ۖ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ۖ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ○

اُس میں پہاڑوں اور نہروں کو رکھا۔ اور ہر میوے میں دو دوہرے جوڑے بنائے، رات کو دن سے ڈھانپتا ہے۔ دھیان کرنے والوں کے لیے اس میں بہت نشانیاں ہیں ○

۴- وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُتَجَاوِرَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ يُسْقَىٰ بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ○

۴- اور زمین میں کتنے کھیت ہیں پاس پاس، اور انگور کے باغ ہیں، اور کھیتیاں، اور کھجور کے درخت ہیں جن میں بعض دوشاخے ہیں اور بعض دوشاخے نہیں ایک ہی پانی سے سیراب ہیں۔ اور ہم بعض کو بعض پر میوے کے مزہ میں زیادہ کرتے ہیں۔ بیشک ف اس میں عقلمندوں کیلئے نشانیاں ہیں ○

۵- وَإِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا

۵- اور اگر تو تعجب کرے تو اُن کا قول عجیب تر ہے کہ آیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم نئی پیدائش میں آئیں گے۔ یہی لوگ اپنے

ف ان آیات میں بھی دعوتِ غور و فکر ہے۔ کہ یہ لوگ فکر و عقل سے اگر کام لیں۔ تو یقیناً مذہب کی سچائیوں کو پالیں۔ یہ غلط ہے۔ کہ فنون و علوم کے مطالعے سے انسان ملحد ہو جاتا ہے۔ قرآن حکیم اور اسلام کے متعلق تو یہ تصور قطعی غلط ہے۔ قرآن تو ہر قدم پر لوگوں کو عقل و فکر کی جانب پکار پکار کر مدعو کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ زمین کے پھیلاؤ کو دیکھو۔ پہاڑوں اور نہروں کے قیام پر نظر دوڑاؤ۔ پھلوں کے اقسام ملاحظہ کرو۔ دن رات کے اعدادات کو نوٹ کرو۔ کہ کیونکر رات کی تاریکی دن کی تابندگی سے بدل جاتی ہے۔ زمین کے مختلف قطعات تمہارے سامنے ہیں۔ باغات ہیں کھیت ہیں انگور کی بیلیں ہیں۔ کھجوریں ہیں۔ پھر اس بات پر غور کرو کہ ایک پانی سب کی خوراک ہے۔ مگر پھل مزے میں سب مختلف ہیں۔

یہ سب باتیں سوچنے کی ہیں۔ مسلمان کے علم کا تقاضا یہ ہے۔ کہ وہ صرف خشک مسائل ہی تک محدود نہ ہو۔ بلکہ سائنس اور علم الحیات کی آخری حدود تک پھیلا ہوا ہو۔

## حلِّ لغات

مُتَجٰوِرٰتٌ ۔ ملے جلے۔

صِنْوَانٌ ۔ جمع صِنْوٌ ۔ شاخ۔ فرع ایک جڑ سے کئی درخت نکلے ہوئے۔

بِرَبِّهِمْ ۚ وَأُولٰٓئِكَ الْأَغْلٰلُ فِيٓ أَعْنَاقِهِمْ ۚ وَأُولٰٓئِكَ أَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ○

۶- وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۚ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ○

۷- وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَآ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهِ ۚ إِنَّمَآ أَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ○

۸- اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثٰى وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۚ

منکر ہیں۔ اور انہیں کی گردنوں میں طوق پڑیں گے۔ اور یہی دوزخی ہیں۔ وہاں ہمیشہ رہیں گے ○

۶- اور بھلائی سے پہلے برائی تجھ سے جلد مانگتے ہیں۔ اور ان سے پہلے بہت عذاب نازل ہو چکے ہیں۔ اور تیرا رب آدمیوں کے لئے باوجود ان کے ظالم ہونے کے صاحب مغفرت ہے اور تیرا رب سخت دکھ دینے والا بھی ہے ○ ف۱

۷- اور کافر کہتے ہیں کہ محمد پر اس کے رب سے کوئی معجزہ کیوں نہ اترا۔ تو تو ڈرانے والا ہے۔ اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہے ○ ف۲

۸- اللہ ہر عورت کے حمل اور ان کے پیٹ سکڑنے اور بڑھنے کو (خوب) جانتا ہے

## شدید العقاب کی تشریح

ف۱ یعنی کفار کی یہ عجیب بات ہے کہ وہ اسلام کی برکات سے بہرہ مند نہیں ہونا چاہتے۔ بلکہ عذاب طلب کرتے ہیں۔ اور نہیں سوچتے کہ عذاب کا آجانا کیا مشکل ہے۔ کیا ان سے پہلے نافرمانوں کو ہلاک نہیں کیا گیا۔ کیا عاد و ثمود کی استیصال کے بعد ان کے نام و نشان نہیں۔ یہ جھٹلانے والے کیوں یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ بالکل محفوظ ہیں۔ اور انہیں ان کی نافرمانیوں کی سزا نہیں مل سکے گی۔

جو لوگ خدا کے متعلق اسلامی تخیل کو قابل اعتراض ٹھہراتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ دیکھو اسلام کا خدا بہت سخت گیر ہے۔ انہیں اس آیت پر غور کرنا چاہئے۔

قرآن کہتا ہے۔ وہ صاحب مغفرت ہے۔ درحقیقت یہ ہے کہ اس کا جوش مغفرت ہمیشہ عفو و بخشش سے کام لیتا ہے۔ البتہ جب نافرمانی حد سے متجاوز ہو جائے اس وقت شدید العقاب بن کر سرکشی کی بھی سزا دیتا ہے۔

ف۲ یعنی معجزہ طلبی کی عادت اچھی نہیں ہے۔ غور کرنے کی بات تو یہ ہے۔ کہ کیا حضور ان تمام صفات حسنہ سے متصف ہیں۔ جو ان مذاہب کے لئے ضروری ہیں۔ اور کیا صحیح معنوں میں آپ قوم کے قائد و نذیر قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ معجزات کا اظہار یقیناً نبوت کے لوازم ظاہری سے ہے۔ مگر کیا کم معجزہ ہے۔ کہ دلوں کو بدل دیا جائے اور ان میں نور و عرفان بھر دیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ یہی دلوں کی تبدیلی ہے۔

## حل لغات

الاغلال۔ طوق۔ غل کی جمع۔ جو گردن میں ڈالے جاتے ہیں۔

المثلٰت۔ المثلۃ کی جمع۔ عذاب

وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۝

۹- عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ۝

۱۰- سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ۝

۱۱- لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۝

اور ہر شے اُس کے یہاں اندازہ پر ہے ۝

۹ - وہ چھپے کھلے سے خبردار ہے۔ سب سے بالا عالی رُتبہ ہے ۝ ف۱

۱۰ - تم میں سے جو بات کو چھپا کر کہے اور جو ظاہر کرے اور جو شخص رات کو چھپ رہتا اور دن کو گلیوں میں پھرتا ہے اُس کے لئے سب برابر ہے ۝

۱۱ - بندے کے لئے اُس کے آگے اور پیچھے چوکیدار (فرشتے) مقرر ہیں جو خدا کے حکم سے اُس کی حفاظت کرتے ہیں، خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جب تک وہ خود اپنے دلوں کی حالت بدلیں۔ جب کسی قوم کو خدا برائی پہنچانا چاہتا ہے، تو وہ ہٹ نہیں سکتی۔ اور اُس کے سوا اُن کا کوئی مددگار نہیں ہوتا ۝ ف۲

**ف۱**

فرض کرو کہ اللہ تمہارے مطالب کو فوراً پورا کر دے گا اور کوئی نشان نازل کرے گا تب بھی کون جانتا ہے وہ کب ہوگا۔ غیب کی باتیں تو وہی جانتا ہے۔

**ف۲**

یعنی اللہ کے فرشتے تمہاری رات کو محفوظ کر لیتے ہیں [illegible] کہ تم [illegible] کہ تمہارے اقترحات الشریف میں ہے۔

حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ میں نہایت مکرر اصول بتایا ہے کہ قوموں میں انقلاب و تغیر کب پیدا ہوتا ہے۔ صرف ہنگاموں اور مظاہروں سے نہیں۔ بلکہ جب قومیں درحقیقت انقلاب پذیر ہو جائیں۔ جب دلوں اور دماغوں میں حقیقی و واقعی تبدیلی پیدا ہو جائے۔ دیکھ لیجئے دُنیا کے کاروبار میں یہ قانون کس درجہ صحیح اور درست ہے۔ وہ قومیں جو تعلیم و تربیت میں آگے ہیں۔ ہر انقلاب کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ اور جو وقتی و ہنگامی طور پر حرکت پذیر ہو جاتی ہیں۔ ان میں دوام و استقلال نہیں ہوتا۔ اُن کی ہر تحریک عارضی ہوتی ہے۔ مسلمانوں کو اللہ تعالے نے سب کچھ بتا دیا ہے۔ مگر مسلمان ہیں کہ اللہ کے بتائے ہوئے معارف سے استفادہ نہیں کرتے۔

## حلِّ لغات

مُعَقِّبٰتٌ۔ آگے پیچھے آنے والے فرشتے۔

۱۲ - هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۝

۱۳ - وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۝

۱۴ - لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ۖ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ۚ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝

۱۵ - وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

۱۲ - وہی ہے کہ خوف اور طمع دلانے کیلئے تمہیں بجلی دکھلاتا ہے اور بھاری بادل اٹھاتا ہے ۝

۱۳ - اور گرج اُس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے اور فرشتے بھی اُس کے خوف سے اور وہ بجلی کے کڑکے بھیجتا ہے پھر جس پر چاہے گرا دیتا ہے اور وہ اہل کفر خدا کے بارے میں جھگڑتے ہیں حالانکہ وہ سخت عذاب والا ہے ۝ ف۱

۱۴ - اُسی کو معبود سمجھ کر پکارنا حق ہے۔ اور اُس کے سوا جن کو وہ پکارتے ہیں۔ اُن کو کچھ جواب نہیں دے سکتے۔ مگر جیسے کوئی پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلاتا ہے کہ اُس کے منہ میں آجائے اور وہ کبھی نہ پہنچنے والا ہو اس کو۔ اور کافروں کی جتنی پکار ہے سب گمراہی ہے ۝ ف۲

۱۵ - اور جو کوئی آسمانوں یا زمین میں ہے خوشی

## اسرارِ فطرت کا علم

ف۱ یعنی فطرت کے متعدد اسرار کو بجز ربِ فاطر کے کون جانتا ہے؛ بادل گرجتے ہیں۔ بجلی کوندتی ہے۔ تو کسان اور زمیندار خوش ہوتے ہیں کہ بارش ہوگی اور ہمارے سوکھے کھیت لہلہا اٹھیں گے۔ اُن کو نہیں معلوم کہ یہ بجلیاں جو کوندتی ہیں۔ عذاب و ہلاکت کا کھلیان ہیں۔ جو کھیتوں پر گریں گی۔ تو انہیں راکھ کا ڈھیر کر کے رکھ دیں گی۔

مرتفعہ لوگ جو اللہ کی قدرتوں میں شک کرتے ہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ وہ کس طرح سامانِ رحمت کو بصورت عذاب بدل دیتا ہے۔ يُسَبِّحُ الرَّعْدُ سے غرض برق و رعد کی تسبیح ہے۔

ف۲ مشرکوں کو بتایا ہے کہ صرف اللہ کو پکارو۔ اسی کو یاد کرنا اور اسی کے سامنے اپنی ضروریات پیش کیا کرو۔ وہی سنتا ہے اور قبول کرتا ہے۔ وہی ہماری تکلیفوں سے ہمیشہ آگاہ اور واقف رہتا ہے۔ وہی حقیقی فریادرس ہے۔ وہی دردِ پنہاں کا جاننے والا ہے۔ وہی قریب ہے۔ مجیب ہے۔ اسی کے سوا تم جس کو پکارو گے۔ وہ نہ تمہاری سنے گا اور نہ کوئی مدد کر سکے گا۔ یہ دُنیا اسباب و ذرائع کی دُنیا ہے۔ اگر کوئی شخص چاہے کہ وہ ہاتھ نہ ہلائے۔ اور پانی کوئیں میں سے اس کے منہ تک خود بخود آ جائے۔ تو نا ممکن ہے۔ اس کی یہ خواہش پوری نہ ہوگی اسی طرح اگر کوئی شخص توحید و تجرید کے باب اجابت کو چھوڑ کر کسی دوسرے ذریعے اور توسل کو دُعا کی قبولیت کے لئے استعمال کرتا ہے تو اس کی یہ خواہش پوری نہ ہوگی۔ کیونکہ جس طرح پانی حاصل کرنے کے لئے ہاتھ ہلانا ضروری ہے۔ اسی طرح دعا کے قبول ہونے کے لئے اللہ کو پکارنا ضروری ہے۔ یہی وہ ذریعہ اور وسیلہ ہے جس کو قرآن نے بار بار بیان کیا ہے۔

## حلِ لغات

شَدِيْدُ الْمِحَالِ۔ محل کے معنی تکلیف دینے کے ہوتے ہیں یا مکان ما حل شر تکلیف دہ جگہ۔ بعض کے نزدیک محال حول سے مشتق ہے بمعنی زور کے۔ اس صورت میں [illegible] قوت و طاقت کے معنی ہوں گے

وَ الْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ۝

۱۶ - قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۥ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۥ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاۗءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝

۱۷ - اَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً

سے یا ناخوشی سے اللہ ہی کو سجدہ کرتا ہے اور اُنکے سائے بھی صبح و شام اللہ کو سجدہ کرتے ہیں؟ ف۱

۱۶ - تُو کہہ آسمانوں اور زمین کا رب کون ہے؟ تُو کہہ اللہ ہے۔ تُو کہہ پھر کیا تم نے اُس کے سوا اور حمایتی پکڑے ہیں جو اپنے نفع و نقصان کے مالک نہیں؟ تُو کہہ کیا اندھا اور بینا برابر ہیں؟ یا تاریکیاں اور روشنی برابر ہیں؟ یا اُنہوں نے اللہ کے شریک ٹھہرائے ہیں؟ جنہوں نے اللہ کی پیدائش کی مانند کچھ پیدائش کی ہے اور اُن کی نظر میں پیدائش رَل مل گئی ہے؟ تُو کہہ اللہ ہی ہر شے کا خالق ہے اور وُہی اکیلا غالب ہے ف۲ ۝

۱۷ - اُس نے آسمان سے پانی اُتارا،

ف۱

غرض یہ ہے کہ کائنات کا ہر ذرہ طوعاً و کرہاً سجدہ کناں ہے۔ اللہ کا محکوم ہے اور مسخر ہے۔ ہر چیز کی فطرت کچھ اس طرح بنائی گئی ہے۔ کہ وہ خدا کو یاد کرے۔ اُس کے حکموں کو مانے اور اُس کے بنائے ہوئے قاعدوں کے ماتحت رہے۔

## مُشرک عقل کا اندھا ہے!

ف۲

جب یہ حقیقت ہے کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں اُسی نے سب کچھ پیدا کیا ہے۔ وہی خیر کا مالک ہے نفع و ضرر اُس کے ہاتھ میں ہے۔ تو پھر اُسے چھوڑ کر دوسروں سے رشتہ جوڑنا کیا ظلمت نہیں؟ کیا یہ اندھا پن نہیں کہ گرد و پیش وسائل کی پوجا کی جائے۔ اور اللہ کو چھوڑ دیا جائے جو احکم الحاکمین ہے۔

جس طرح کہ وہ اندھا ہے۔ جس کی آنکھیں نہیں، اُسی طرح جس میں توحید کی بصیرت نہیں۔ وہ روحانیت کے لحاظ سے اندھا ہے۔ موحد کی آنکھیں ہیں۔ وہ بینا اور ہوشمند ہے۔

مشرک مغرور بین اور حق بین نہیں۔ اس لئے وہ اندھا ہے۔ اور سوجھ بوجھ سے معذور۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ جس طرح نور و ظلمت میں امتیاز ہے۔ اندھے اور دیکھنے میں فرق ہے۔ اسی طرح خدا پرستوں اور مشرکوں میں امتیاز ہے۔

خدا پرست کا دل نور سے معمور ہوتا ہے اور منکر جہالت و توہم کی اندھیاریوں میں ٹامک ٹوئیاں مارتا ہے۔

## حل لغات

الْقَهَّارُ۔ غالب۔ قہر کے معنی غلبہ و تذلیل دونوں کے ہیں فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ۔ یعنی یتیم کو ذلیل نہ کرو۔ یہاں غلبہ مقصود ہے۔

فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ؕ وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۬ؕ فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۚ وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ ؕ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ۟ؕ

پھر اپنے اندازہ پر نالے بہے، پھر بہتے ہوئے پانی نے پھولا ہوا جھاگ اٹھایا۔ اور اُس میں بھی جسے وہ زیور یا اسباب کے لئے آگ میں گلاتے ہیں (یعنی دھات میں) پانی کی مانند جھاگ ہے۔ یوں اللہ حق و باطل کی مثال دیتا ہے۔ سو وُہ جو جھاگ ہے وہ ناچیز ہو کر جاتا رہتا ہے، اور وہ جو لوگوں کو مفید ہے، زمین میں رہ جاتا ہے۔ یوں اللہ مثالیں بیان کرتا ہے ○ ف۱

۱۸ - لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؔؕ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ

۱۸ - جنہوں نے اپنے رب کی بات مانی اُن کے لئے بھلائی ہے۔ اور جنہوں نے اُس کی بات نہ مانی، اگر اُن کے پاس تمام زمین کا سارا مال

رَبَّنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

ف۱

یعنی قرآن و اسلام کے فیوض، باران رحمت کی طرح ہیں۔ جیسے بارش سے ہر قطعہ زمین بقدر استعداد استفادہ کرتا ہے۔ اسی طرح اس سے ہر شخص بقدر ظرف جرعہ آشام ہوتا ہے ٭

پھر جس طرح ابتدا میں پانی کی کثرت سے جھاگ اُٹھتا ہے اور بالآخر نتھر جاتا ہے اسی طرح مسلمان باقی رہ جائے گا۔ اور مخالفت کا یہ جھاگ چھٹ جائے گا جو غرض یہ ہے کہ اسلام سراسر حق و صداقت ہے نفع و سُود مندی ہے۔ اس لئے اس کا برقرار رہنا ضروری ہے۔ قانونِ فطرت ہے، کہ کفر جھوٹ ہے، باطل ہے اور جھاگ ہے۔ اس لئے اس کا ضیاع و فقدان لازم ہے ٭

## حلِ لُغات

جُفَآءً ۔ ضائع ۔ بے سُود ۔ یُونہی ٭

جَمِيْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئْسَ الْمِهَادُ ۝

بھی ہو، اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور بھی ہو تو سارا عوض اپنے فدیہ میں دے دیں اگر پھر بھی قبول نہ ہو۔ ان کے لئے برا حساب ہے اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ برا بچھونا ہے ۝

١٩- اَفَمَنْ يَّعْلَمُ اَنَّمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

١٩- کیا وہ شخص جو جانتا ہے کہ جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تیری طرف نازل ہوا حق ہے اُس کی مانند ہو جائے گا جو اندھا ہے۔ وہی سمجھتے ہیں جنہیں عقل ہے ۝ ف١

٢٠- الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ ۝

٢٠- جو اللہ کا عہد پورا کرتے اور عہد شکنی نہیں کرتے ۝ ف٢

٢١- وَ الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ۝

٢١- اور جو اللہ نے جوڑنے (صلہ رحمی) کو کہا ہے وہ جوڑتے ہیں، اور اپنے رب سے ڈرتے، اور برے حساب سے اندیشہ کرتے ہیں ۝ ف٣

## قرآن عقلمندوں کے لئے ایک نعمت ہے!

**ف١**

قرآن حکیم نے بارہا اس حقیقت کو دہرایا ہے کہ اس کے مخاطب عقلمند اور ذی ہوش لوگ ہیں۔ اندھے اور بے بصیرت افراد قرآن کی برکات سے استفادہ نہیں کر سکتے یہ تو ایسا ہے جیسے شپرہ چشم نہیں دیکھ سکتا۔ یہ علم ہے ہدایت ہے۔ اس کے منافع کی وسعت سے وہی آگاہ ہو سکتا ہے۔ جسے مبدأ فیاض سے فہم و بصیرت کا حصہ وافر ملا ہو۔ قرآن حکیم کو ارتقائے عقل سے کوئی خطرہ نہیں بلکہ واقعہ یہ ہے۔ کہ اس زمانہ کے لوگ قرآن کی طرف نہایت تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ اور اب قرآن حکیم کے مطالعہ کا عام شغف لوگوں کے دلوں میں پایا جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ قرآن حکیم رب دانا و برتر کی کتاب ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس میں دانش کا ذخیرہ ہو۔ عقل کا خلاصہ ہو۔

**ف٢**

اسلام چونکہ دینِ فطرت ہے اور قلبِ انسانی کی گہرائیوں میں اس کے سوتے اور چشمے بہتے ہیں اس لئے اسلام پر عمل پیرا ہونے کو وہ عہد و میثاق سے تعبیر کرتا ہے۔ اور ہر انسان سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اسلام کے حقائق کے سامنے سرِ تسلیم خم کرے کیونکہ اس کے بیان کردہ حقائق فطرتِ انسانی کے صحیح ترجمان ہیں۔

**ف٣**

اسلام نے صلہ رحمی اور رشتوں کے تعلقات کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے۔ اور اسے جزوِ ایمان ٹھہرایا ہے۔ تاکہ لوگ باہم محبت و مودت سے رہیں۔ اسلامی عقائد و عمل میں جس قدر وسعت ہے۔ کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی (باقی بر صفحہ ٦٠١)

۲۲- وَ الَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً وَّ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝

۲۲- اور جو اپنے رب کی رضامندی کے واسطے صبر کرتے اور نماز پڑھتے اور جو ہم نے انہیں دیا اُس سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے اور بدیوں کو نیکیاں کر کے دفع کرتے ہیں۔ پچھلا گھر انہیں کے لئے ہے ۝

۲۳- جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۝

۲۳- رہنے کے باغ ہیں جن میں وہ داخل ہوں گے اور اُن کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولادوں سے بھی جو نیکوکار ہیں، اور ہر دروازہ سے اُن کے پاس فرشتے آئیں گے ۝

۲۴- سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۝

۲۴- (اور کہیں گے) تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کے سبب سو خوب ملا پچھلا گھر ۝ ف

۲۵- وَ الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَ يَقْطَعُوْنَ

۲۵- اور جو لوگ بعد پختگی اللہ کا عہد توڑتے۔ اور جو اللہ نے جوڑنے کو کہا

زندگی کا ہر شعبہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ جہاں خدا پرستی اور توحید پر زور دیا گیا ہے۔ نماز کی تاکید کی گئی ہے۔ اور محبت و اطاعت رسول کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔ وہاں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اپنوں سے محبت کرنا۔ حقوق انسانی کی نگہداشت رکھنا۔ اور محبت و مروت سے رہنا بھی اسلامی شعائر میں سے ہے۔

ف

جو لوگ ناواقفی کی وجہ سے اسلام پر سخت ظنی ہو گئے ہیں۔ اور اسلامی تعلیمات میں انھیں انتقام کی آگ بھڑکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ انھیں اس آیت کے مطالب پر غور کرنا چاہئے۔ قرآن کہتا ہے عاقبت میں ان لوگوں کا حصہ ہے۔ جو برائی کا جواب نیکی سے دیتے ہیں۔ مخالفت سے درگزر کرتے ہیں۔ اور انہیں حسن سلوک سے نادم کرتے ہیں۔ کیا اس سے بہتر تعلیم اور پیرایہ بیان آپ کو کہیں اور جگہ مل سکتا ہے۔ جس میں اس قدر اعلیٰ سلوک کی ترغیب موجود ہو۔

## حل لغات

المیثاق۔ مضبوط عہد۔

یدرءون۔ الدرء۔ الدفع۔ دور کرنا۔

عقبی الدار۔ انجام۔

مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْۗءُ الدَّارِ ۝

وہ کاٹتے ، اور زمین میں فساد کرتے ہیں۔ ایسوں کے لیے لعنت ہے۔ اور انہیں کے لیے برا گھر ہے ۝ [وا]

٢٦ - اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ ۝

٢٦ - اللہ جس کی چاہے روزی فراخ کرتا اور تنگ کرتا ہے۔ اور وہ حیاتِ دُنیا سے خوش ہیں۔ حالانکہ حیاتِ دُنیا آخرت کے مقابلہ میں کچھ نہیں، مگر تھوڑا فائدہ ۝ [وٌ]

٢٧ - وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ اَنَابَ ۝

٢٧ - اور کافر کہتے ہیں کہ محمدؐ پر اس کے رب سے کوئی معجزہ کیوں نازل نہ ہوا ؟ تو کہہ ، جسے چاہے اللہ گمراہ کرتا ہے۔ اور جو رجوع ہو اسی کو وہ اپنی طرف راہ دکھاتا ہے ۝ [وٌ]

٢٨ - اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَىِٕنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۭ اَلَا

٢٨ - جو ایمان لائے۔ اور جن کے دل خدا کی یاد سے تسلی پاتے ہیں سُنتا ہے

## اسلام امن چاہتا ہے!

**وا** اس آیت میں اُن لوگوں کا بیان ہے جو اپنی فطرت کی مخالفت کرتے ہیں۔ اللہ کے عہدوں کو توڑتے اور اس کے حکموں سے تجاوز کرتے ہیں اور زمین میں شرک و بدعات کی وجہ سے ابتری پھیلاتے ہیں۔ یہ جہنم کے سزاوار ہیں۔ ان کا انجام بُرا ہے۔ یہ اللہ کی نظر رحمت سے محروم ہیں ۔

اسلام بحیثیت مجموعی ۔ امن و طمانیت و خانیت کا علمبردار ہے اس لیے ہر وہ اقدام جو آزردے اسلام باطل ہے۔ اسلام کی اصطلاح میں فساد فی الارض کے مترادف ہے۔ شرک بھی فساد ہے۔ غیر شرعی تحریکات بھی فساد کے ضمن میں آجاتی ہیں۔ فسق و فجور بھی ایک قسم کا فساد ہے۔ یعنی اسلام سراپا امن ہے۔ سکون ہے۔ اور کفر اختلال و تخریب ۔

**وٌ** عام طور پر حق کی مخالفت اس لیے کی جاتی ہے کہ اس میں بظاہر خسارہ ہے۔ مجبوری و افلاس کا خطرہ ہے۔ ورنہ انسان کے لیے تعلقات کا حصول ناممکن ہے۔ قرآن حکیم اس عام گیر مغالطہ کی تردید فرماتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ رزق کی کشائش اللہ کے ہاتھ میں ہے اس کا تعلق بے دینی اور الحاد سے نہیں۔ بہت سے ملحد ایسے ہیں جو بھوکوں مرتے ہیں اور بہت سے مومن ہیں کہ اللہ کی بہت نعمتیں میسر ہیں۔ اسی طرح یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ کے بہت سے بندوں کو گاڑھا اناج بھی نہیں ملتا۔ کرتہ پھٹا ہوا ہے۔ اور بے دین بدمعاش مخمل و کمخواب کے بستروں پر محو خواب ہیں۔ یہ خدا کا دین ہے جسے جو چاہے دے۔ اور جسے چاہے محروم رکھے۔ البتہ اس نے رزق کے حصول کے کچھ قواعد مقرر ارشاد فرمائے ہیں۔ وہ قومیں جو ان اصولوں کو ملحوظ رکھتی ہیں۔ ملک پر تسلط پیدا کرتی ہیں۔ مالدار ہیں۔ اور وہ جو ان قواعد سے تغافل کرتی ہیں۔ افلاس میں مبتلا ہیں ۔

مومن و کافر میں امتیاز یہ ہے۔ کہ مومن دُنیا کو نصب العین نہیں ٹھہراتا۔ وہ باوجود تمام آسائشوں کے اسے نعمائے آخرت کے مقابلہ میں متاعِ قلیل ٹھہراتا ہے۔ اور کافر کی تمام جدوجہد دُنیا کے لیے ہے غرض یہ ہے کہ دُنیا کے لیے دین کو مت ضائع کرو۔ اگر دین کی لذتوں سے تم نے اپنا دامن بھر لیا۔ تو دُنیا بھی تمہیں حاصل ہو جائے گی۔ اور اگر صرف دُنیا چاہو گے تو دین سے محرومی ممکن ہے (باقی برصفحہ ٦٠٣)

بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝

٢٩ - اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ۝

٣٠ - كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ اُمَمٌ لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ۭ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ۝

٣١ - وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ۭ بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ۭ اَفَلَمْ يَايْــــَٔسِ الَّذِيْنَ

اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے ۝

٢٩ - جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اُن کیلئے خوشحالی ہے اور اچھا ٹھکانا ہے ۝ ف١

٣٠ - اسی طرح ہم نے تجھے ایک اُمت (اہل مکہ) میں بھیج دیا ہے کہ اُن کے پہلے بہت اُمتیں گزر چکیں تاکہ تو اُنہیں وہ سُنائے جو ہم نے تیری طرف وحی کی ہے اور (اہل مکہ) رحمٰن کو نہیں مانتے (یہ لفظ اُن میں مشہور نہ تھا) تو کہہ وہ میرا رب ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے اُسی پر بھروسہ کیا اور اُسی کی طرف میری توبہ ہے

٣١ - اور اگر کوئی قرآن ایسا ہوتا کہ اُس کے سبب پہاڑ چلائے جاتے، یا اُس سے زمین شق ہوجاتی یا اُس کے سبب مُردوں سے ہمکلامی ہوسکتی (تو بھی یہ) کبھی نہ مانتے بلکہ سب کام اللہ کے ہیں، سو کیا ایمانداروں کو اس میں

(بقیہ حاشیہ)

دُنیا بھی نہ ملے اور تم خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ کا مصداق بن جاؤ ۔

ف٣

یہ انداز بیان ہے۔ مقصود یہ نہیں کہ خدا گمراہی کو پسند کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ ہدایت کے لئے انابت کی وضاحت کردی ہے۔ یعنی جو خدا کی طرف جھکے گا۔ اُسے ضرور ہدایت ہوگی۔ اور جو انابت کے جذبے سے محروم ہے۔ وہ ہدایت الٰہی سے کیونکر استفادہ کرسکتا ہے ۔

(صفحہ ہٰذا)

ف١

دُنیا والوں کے لئے اس میں نہایت عارفانہ فکر و حکمت ہے۔ وہ یہ ہے کہ دل کا اطمینان اور سکون خاطر پیسے اور سونے پر موقوف نہیں۔ دولت کی اسباب عیش اور تکلفات میں نہیں۔ بلکہ اللہ کے ذکر میں ہے۔ اس کے ساتھ محبت و شوق میں ہے۔ ظاہر پرست انسان جس درجہ روحانی لطف حاصل کرکے دنیا و مافیہا اور عیش کی فراوانی کے اس نعمت سے محروم رہتا ہے۔ اس لئے مبارک ہیں وہ لوگ جو دل کی مسرتوں کو اللہ کی یاد میں تلاش کرتے ہیں ۔

## حلِ لغات

طُوبٰی۔ انتہائے مسرت و فرحت کے لئے کہا ہے۔ یعنی خوشی و خوش طبعی۔ مؤنث طیب کا ہے۔ اور طیب کے معنے عمدہ کے خوش اور خوشی و خوش طبعی کے ہیں ۔

مَتَاب۔ جائے رجوع ۔

أٰمَنُوٓا أَن لَّوْ يَشَآءُ اللَّهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيعًا ۚ وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُم بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِّن دَارِهِمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ○

تسلی نہیں کہ اگر اللہ چاہے تو سب آدمیوں کو ہدایت کرے۔ اور کفار (مکہ) پر اُن کی کرتوت کے سبب ہمیشہ ایک آفت آتی رہے گی۔ یا اُن کے گھروں کے قریب اُترے گی۔ یہاں تک کہ خدا کا وعدہ آ پہنچے۔ بے شک خدا وعدہ خلافی نہیں کرتا ○

۳۲- وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ○

۳۲- اور تجھ سے پہلے رسولوں سے ٹھٹھے کر چکے ہیں۔ سو میں نے اوّل کافروں کو مہلت دی، پھر اُن کو پکڑا، تو میرا عذاب کیسا تھا ○

۳۳- أَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۗ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَآءَ قُلْ سَمُّوهُمْ ۚ أَمْ

۳۳- بھلا جو شخص (یعنی اللہ) ہر کسی کے سر پر اُس کا کیا لئے کھڑا ہے۔ (وہ اُن کو بغیر سزا کے چھوڑے گا) اور اُنھوں نے اللہ کے شریک ٹھہرا دیئے ہیں، تو کہہ اُن کے نام بتاؤ

## وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا

ف کہنے والوں کی انتہائی بدبختی یہ ہے کہ انھوں نے حضورؐ اور قرآن کو آخر وقت تک نہ سمجھا۔ قرآن سراسر روشنی ہے اور نسخۂ ہدایت ہے اور پیغام ہے۔ اس میں دلوں کو بدل دینے کی صلاحیت اور سعادتِ انسانی کے مخفی خزانے ہیں۔ یہ انقلاب آفرین گونج ہے۔ ہنگامہ خیز آواز ہے۔ مُردوں کو جلانے والا اعجاز ہے۔ پہاڑوں کو کاٹ کر رکھ دینے والا جادو ہے۔ مگر پھر بھی کہنے والوں کی چشمِ بصیرت بند ہے۔ وہ ظاہری اور مادی کرشمہ سازیوں کے منتظر ہیں۔ حالانکہ متعصب دشمنانِ اسلام کو اسلام قبول کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ مگر پھر بھی یہ چاہتے ہیں کہ کوہ کے پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں۔ کیا دلوں کی تبدیلی، پہاڑوں کو ہلا دینے سے زیادہ مشکل نہیں؟ وہ ہر آن دیکھتے ہیں کہ خدا کی زمین میں ہدایت وسعادت کے سوتے پھوٹ رہے ہیں۔ اور اسلام کا پیغام ہر جگہ پہنچ رہا ہے۔ قرآن کا تقاضا یہی ہے کہ مادی طور پر یہاں چشمے بہہ نکلیں جب جاہلی ہر وقت مُردے زندہ ہوتے رہیں۔ مگر وہ شرک کی حامیں قرآن کے حیات آفرین پیغام کو سُن کر نئی اور عالی زندگی حاصل کرتے رہتے ہیں۔ مگر یہ ہیں کہ گڑے مُردے اکھڑانا چاہتے ہیں۔ اور اس وقت تک مطمئن نہیں، جب تک اُن کے آباء و اجداد ان کے سامنے زندہ کھڑے کئے جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اگر قرآن میں یہ تاثیر بھی پیدا ہو جائے۔ تاہم یہ لوگ نہیں مانیں گے۔ کیونکہ ان کے دلوں میں تعصب وعناد کی آگ بھڑک رہی ہے۔ ان کے دلوں میں بصیرت کی استعداد باقی نہیں رہی ●

بات اصل یہ ہے کہ فطرت کا منشا ہی نہیں، کہ سب کے سب ہدایت قبول کرلیں۔ گو کہ یہ صلائے عام ہے اور توفیق وآسانی کے لئے سب کو یکساں مواقع حاصل ہیں۔ مگر ہدایت وہی قبول کریں گے جن کے سینے پہلے سے روشن ہیں اور تعصب کی آلودگیوں سے پاک ہیں ●

إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ سے مراد یہ ہے کہ اللہ کا عذاب ان بدبختوں پر پورا ہو کر رہے گا۔ کیونکہ یہی قاعدہ ہے۔ اور قاعدے کے خلاف نہیں ہوا کرتا ●

تُنَبِّـُٔوْنَهٗ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى الْاَرْضِ اَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ ؕ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوْا عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ۝

آیا تم اللہ کو وہ بات بتاتے ہو جو وہ زمین میں نہیں جانتا۔ یا ظاہری باتیں بناتے ہو؟ نہیں بلکہ کافروں کے فریب اُن کیلئے سجائے گئے ہیں اور وہ اللہ کی راہ سے روکے گئے ہیں اور جسے اللہ گمراہ کرے اُس کا کوئی ہادی نہیں ۝ ف۱

۳۴ - لَهُمْ عَذَابٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ۝

۳۴ - اُن کے لئے حیاتِ دُنیا میں عذاب ہے اور آخرت کا عذاب زیادہ سخت ہے اور اللہ سے انہیں کوئی بچا نہیں سکتا ۝

۳۵ - مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِىْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ؕ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا ؕ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا ۖ وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ۝

۳۵ - جنّت کی صفت جس کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ ہے کہ اُس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اُس کا میوہ اور سایہ دائمی ہے۔ یہ انجام ڈرنے والوں کا ہے اور کافروں کا انجام آگ ہے ۝ ف۲

ف۱

یعنی چونکہ بُرائیوں سے انہیں نفرت نہیں بلکہ طبیعت کا میلان معصیت کی جانب زیادہ ہے۔ اس لئے گمراہ ہیں۔ اور قبولِ ہدایت جب کوئی شخص معصیت کے اس مقام پر پہنچ جائے جہاں احساسِ زیاں اٹھ جائے۔ اس وقت ہدایت کا حصول ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس آیت میں قرآن حکیم نے اپنے مخصوص انداز میں یہی حقیقت بیان کی ہے۔

## جنّت کا سادہ اور واقعی تخیل

ف۲ متقی اور پرہیزگار لوگ دُنیا میں اپنی خواہشاتِ نفس کو اللہ کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ ان کا کوئی ارادہ اپنا ارادہ نہیں ہوتا۔ خواہشیں اور مطالبے سب منشاءِ ایزدی کے ماتحت ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اپنی ہستی کو اللہ میں گم کر دینے کا نام ہی تو تقویٰ ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ آخرت میں ان لوگوں کے لئے مسرت و ابتہاج کے تمام سامان موجود ہیں۔ جس طرح دُنیا میں کامیابی کا نتیجہ اور نشاط دنیوی آسائشوں کا وفور ہے۔ اسی طرح آخرت میں جو کہ انسانی زندگی کی تکمیل کا نام ہے۔ ضروری ہے کہ تمام مادی مسرتیں جو جائز ہیں۔ موجود ہوں۔

یہ انسان کی فطرت ہے۔ تمام انسان دل سے چاہتے ہیں کہ انہیں زندگی کے ایسے پُرامن لمحات میسر ہوں جس میں حرص و ملالت کا شائبہ نہ ہو۔ جس میں کم مائیگی و افلاس کا خطرہ نہ ہو۔ ظاہر ہے یہ لمحات یہاں میسر نہیں ہیں۔ یہاں ہر لحظہ ایسے بکھیڑے ہیں۔ جو قبر تک ساتھ جاتے ہیں۔ کیا یہ فطرت کی آواز نہیں؟ کیا یہ معنوی تقاضے ہیں؟ جواب ملے گا۔ نہیں یہ عین انسانی خواہش ہے۔ یہ وہ آرزو ہے جو ہر دل میں موجزن ہے۔ پھر اس کی تکمیل کہاں ہوگی؟ قرآن کہتا ہے۔ تم اگر یہاں خواہشاتِ نفس کے منہ میں لگام دو۔ اور اپنی زندگی کو خدا کے تابع بنا لو۔ تو آخرت میں اللہ تمہاری اس آرزو کو پورا کر دے گا۔ کتنا سادہ اور واقعی تخیل ہے۔ جنّت کا جس کو اسلام پیش کرتا ہے؟

(باقی برصفحہ ۶۰۶)

۳۶- وَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ○

۳۶- اور جنہیں ہم نے کتاب دی ہے (یعنی اہلِ کتاب) وہ اس سے جو تجھ پر اترا ہے خوش ہیں اور بعض فرقے اس کی بعض باتوں کو نہیں مانتے۔ تُو کہہ مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ اللہ کی عبادت کروں اور اس کا شریک نہ ٹھہراؤں۔ میں اُسی کی طرف بلاتا ہوں اور اسی کی طرف میرا ٹھکانا ہے۔

۳۷- وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ○

۳۷- اور اسی طرح ہم نے قرآن حکیم عربی نازل کیا ہے۔ اور اگر تُو بعد اس کے کہ تیرے پاس علم آچکا ہے اُن کی خواہشوں پر چلا، تو اللہ سے تیرا کوئی حمایتی اور بچانے والا نہیں ○

۳۸- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَ جَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا

۳۸- اور تجھ سے پہلے ہم نے کتنے رسول بھیجے۔ اور اُن کو ہم نے عورتیں اور اولاد

مگر وہ لوگ جو جاہل ہیں۔ اس حقیقت پر مسترض ہیں۔ دُنیا میں ان کی تمام تگ و دو کا مقصد دُنیا کی انھیں خواہشوں کی تکمیل ہے۔ یہ بات اللہ کو محبوب ہے۔ کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ یہ سب کچھ تمہیں دوسری زندگی میں مل جائے گا۔

## حلِ لغات

السَّبِيْل۔ راہِ حق۔ اسلام کے نزدیک

چونکہ ایک ہی راہِ حق ہے۔ اس لئے وہ بحرف السَّبِيْل کے لفظ کے ساتھ اس کو تعبیر کرتا ہے۔

مَثَل کے معنے وصف کے بھی آتے ہیں۔ جیسے مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِى اسْتَوْقَدَ میں ہے۔

وَّذُرِّيَّةً ۭ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ○

۳۹- يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ وَيُثْبِتُ ښ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ○

۴۰- وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ○

۴۱- اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ اَطْرَافِهَا ۭ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ○

۴۲- وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

دی۔ اور کوئی رسول بغیر حکم خدا کوئی معجزہ نہیں لا سکا۔ ہر وعدہ لکھا ہوا ہے ○ ف۱

۳۹- اللہ جو چاہے اُس میں سے مٹا دے اور جو چاہے رکھے اور اس کے پاس اصل کتاب ہے (یعنی لوح محفوظ) ○

۴۰- اور جو وعدے ہم نے اُن سے کئے ہیں اُن میں سے اگر کوئی وعدہ ہم تجھے دکھلا دیں یا تجھے وفات دیں تو تیرا ذمہ صرف پیغام پہنچانا ہے اور ہمارا ذمہ حساب لینا ○ ف۲

۴۱- کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم زمین (عرب) کو اس کے اطراف سے گھٹاتے چلے آتے ہیں۔ اور اللہ حکم کرتا ہے۔ اور کوئی اس کے حکم کو پیچھے ہٹانے والا نہیں اور وہ جلد حساب لینے والا ہے ○ ف۳

۴۲- اور اُن سے اگلے بھی مکر کر گئے ہیں،

## ظہور آیات کیلئے ایک وقت مقرر ہے

ف۱ مکہ والوں کی ذہنیت یہ تھی کہ وہ بات بات پر اظہار عجائب کی خواہش کرتے۔ کبھی کہتے، یہاں چشمے پھوٹیں۔ کبھی کہتے ہمارے اسلاف کو زندہ کر دو۔ کبھی کہتے مکے کے پہاڑ سونے چاندی کے بن جائیں۔ غرضیکہ وہ خوئے بد را بہانہ ہائے بسیار ۔

ان دو آیتوں میں قرآن حکیم نے اصولی جواب دیا ہے۔ ارشاد ہے کہ اظہار خوارق کا تعلق منشاء ایزدی سے ہے۔ رسول کے اختیار میں نہیں کہ جب چاہے کوئی کرشمہ دکھا دے۔ یہ اللہ کی مرضی پر موقوف ہے۔ کہ جب مصلحت جانے انبیاء کے ہاتھوں عجائب و خوارق کا اظہار کر دے۔ اس لئے یہ ضروری نہیں کہ رسول تسلی ہر خواہش کو براہ راست پورا کرے۔

لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ: سے غرض یہ ہے کہ ہر مقصد موعود کے لئے جو وقت مقرر ہے۔ اُسے خدا ہی جانتا ہے۔ تم نہیں جانتے۔ یہ غرض نہیں کہ ہر صدی کے بعد رسول کی ضرورت ہے۔ یا کتاب شریعت کی حاجت ہے۔ وہ مقصود یہ ہے کہ ہر حالات کے لئے ایک دور ہے۔ جب وہ ختم ہو جائے تو کتاب کا نزول ہوتا ہے۔ یہ سب باتیں مہمل ہیں۔ آیت کے سیاق و سباق کو اس سے کوئی تعلق نہیں۔

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ وَيُثْبِتُ کا یہی مدعا ہے کہ ظہور آیات کے لئے خاص قسم کے حالات و فضا کی ضرورت ہے جبکہ وہ گناہوں اور لغزشوں سے درگزر کرتا ہے اور مہلت دیتا ہے کہ منکرین سنبھل جائیں۔ مگر جب توجہ اور رجوع کے تمام دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ تو اس وقت وہ عذاب بھیجتا ہے۔

ف۲ یعنی آپ بھی ظہور آیات کے منتظر رہیں۔ یہ کوئی ضروری نہیں کہ جن جن باتوں کا وعدہ ہے وہ سب آپ کی زندگی میں ہی پوری ہو جائیں۔ آپ کا فرض یہ ہے کہ بلا اختلاف تبلیغ و اشاعت میں مصروف رہیں۔ محاسبہ ہمارے ذمہ ہے۔

ف۳ فتوحات اسلامی کی وسعت کی جانب اشارہ ہے یعنی مسلمان سیلاب کی طرح کفر کی مملکت پر چھا رہے ہیں۔ (بقیہ توضیحات ۶۱۰)

فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ۭ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۭ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ○

سو سب مکر اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ جانتا ہے جو ہر نفس کماتا ہے۔ اور اب کافروں کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ پچھلا گھر کس کے لئے ہے ○

۴۳۔ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ۭ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ ○

۴۳۔ اور کافر کہتے ہیں کہ تو رسول نہیں ہے۔ تو کہہ تمہارے اور میرے درمیان اللہ گواہ کافی ہے۔ اور وہ شخص بھی گواہ ہے جسے کتاب کی خبر ہے ○

ربع

## سُوْرَةُ اِبْرٰهِيْمَ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا (۵۲) رُكُوْعَاتُهَا (۷)

## سورۂ ابراہیم

مکی ـــ آیتیں ۵۲ ـــ رکوع ۷

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱۔ الۗرٰ ۣ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڏ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ○

۱۔ الٓرٰ۔ یہ کتاب ہے جو ہم نے تیری طرف نازل کی تاکہ تو لوگوں کو اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لائے، ان کے رب کے اذن سے۔ راہ پر غالب سزاوار حمد کی ○ ف۱

(بقیہ حاشیہ)

کیا اس کامیابی کو مخالفین بنظرِ استحسان نہیں دیکھتے؟ اور کیا اس وسعت اور پھیلاؤ میں ان کے لئے کرشمہ سازی کا کوئی سامان نہیں؟ کیا یہ کم معجزہ ہے کہ مٹھی بھر مسلمان دنیا کے فتح کر لینے کا عزم رکھتے ہیں۔ اور ہر آفتاب جو طلوع ہوتا ہے اسلامی اقبال و عروج کی خبر دیتا ہے۔

## روشن کتاب

ف۱ یعنی قرآن حمید نور و روشنی کی دعوت ہے، اجالے کی جانب بلاوا ہے۔ ظلمت و تاریکی سے بیزاری ہے اس میں وہم و ظن کو دخل نہیں۔ لایعنی رسوم و خرافات کا وجود نہیں۔ جو بات ہے علم و یقین کی بھلی، حشو و زوائد کا شائبہ نہیں۔ سراسر خوبی و حقائق کا مرقع ہے۔

حضور کو ارشاد ہوتا ہے کہ آپ اس مستقل ہدایت کو ہاتھ میں لیکر سارے عرب میں اجالا کر دیں۔ لوگوں کو تعصب و جہالت کی تاریکیاں سے نکالیں۔ اور علم و عرفان کی روشنی میں لائیں۔ ان کو خرافات و ظنون کی وادیوں سے نکالیں۔ اور سلوک و احسان کے مرغزاروں میں لا بسائیں۔ یہ نسخہ تاریکی جہالت اور تعصب دور کرنے کا مجرب نسخہ ہے۔ دنیا کی تمام مصیبتیں اس کتاب ہدیٰ سے بے عملی پیدا ہونے سے دور ہو جاتی ہیں۔ اس پر عمل کرنے سے عزت و دولت حاصل ہوتی ہے۔ قومیں کثرت و غلبہ کے ہم قرین ہو جاتی ہیں۔ اور قابل ستائش بن جاتی ہیں۔ کائنات کفر میں چھا جاتی ہیں۔ ظفر و تسلط ان کے پاؤں چومتے ہیں۔ کیونکہ یہ عزیز و حمید خدا کی کتاب ہے۔ بے شک الکتاب خدا کا پیغام ہے زمین اور آسمانوں کے مالک کا کلام ہے۔ بدبخت ہیں وہ نفوس جو انکار کرتے ہیں۔ اور اس کے فیض و برکت سے محروم رہتے ہیں۔

**حل لغات** ۱۔ اَجَلٌ۔ وقت، وقت مقررہ۔ کِتَابٌ مصدری معنے مراد ہیں۔ اُمُّ الکتاب۔ علم الٰہی سے تعبیر ہے۔ اَطْرَافِهَا بعض نے شیوخ و اشراف مراد لئے ہیں۔ فَلِلّٰہِ المَکرُ۔ تدبیر و نتیجہ

۲- اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ

۳- الَّذِيْنَ يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ بَعِيْدٍ ○

۴- وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ؕ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○

۵- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ

۲- راہ پر اللہ کی جو آسمانوں اور زمین کی چیزوں کا مالک ہے۔ اور خرابی ہے کافروں کی سخت عذاب کے سبب ○

۳- جو آخرت پر دُنیا کی زندگی پسند کرتے ہیں، اور اللہ کی راہ سے روکتے اور اُس میں عیب تلاش کرتے ہیں وُہ پرلے درجے کی گمراہی میں ہیں ○

۴- اور ہم نے جو رسُول بھیجا، وہ اپنی ہی قوم کی بولی بولتا تھا۔ تاکہ اُن کے آگے کھول سکے پھر جسے چاہے اللہ گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت کرے، اور وہ غالب حکمت والا ہے ف۱ ○

۵- اور ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا تھا کہ اپنی قوم کو اندھیرے سے نکال کر روشنی کرسکیں۔ اور دُوسروں کے لئے نمونہ ہوں ○

## ف۱

پیغمبر وقت قوم کی زبان اور قوم کی نفسیات سے خوب واقف اور آگاہ ہوتا ہے۔ تاکہ قول بلیغ سے اُن کے دلوں میں جگہ حاصل کرسکے۔ جس کا الہام قوم کے محاورات وادب کے ماتحت ہوتا ہے۔ تاکہ اتمام حجت ہوسکے قوم یہ نہ کہہ سکے اور عذر نہ کرسکے۔ کہ رسُول کی زبان ہمارے لئے ناقابل فہم تھی ○

عرب چونکہ حضورؐ کے مخاطب اوّل تھے منشاء الٰہی یہ تھا۔ کہ اس مرکز ضلالت وگمراہی کو اولاً درست کیا جائے۔ وہاں کے عقائد واعمال کی اصلاح کی جائے۔ تاکہ دُوسروں کے لئے چراغ راہ بنیں۔ اس لئے حضورؐ کو جو قرآن دیا گیا۔ وہ عربی زبان میں ہے تاکہ یہ لوگ آسانی سے اپنی گمراہیوں کا مطالعہ

## حل لغات

وَيْلٌ۔ بمعنے وائے، وکلمہ افسوس، وبمعنے سختی، عداوت، وشور و [illegible] سال پر مصیبت، وبمعنے ہلاکت ○

اِلَى النُّوْرِ ۙ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝

میں لا، اور انہیں اللہ کے دن یاد دلا، اس میں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لئے نشانیاں ہیں ۝

۶- وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَيَسْتَحْيُوْنَ نِسَآءَكُمْ ؕ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝

۶- اور جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ کا احسان جو تم پر ہوا ہے یاد کرو جب اس نے قوم فرعون سے تمہیں نجات دی وہ تمہیں بری طرح عذاب دیتے تھے، تمہارے لڑکوں کو ذبح کرتے اور تمہاری لڑکیوں کو جیتا رکھتے تھے اور اس میں تمہارے رب سے (ف) تمہاری بڑی آزمائش تھی ۝

۷- وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ ۝

۷- اور جب تمہارے رب نے سنا دیا تھا کہ اگر شکر کرو گے تو تم کو زیادہ دوں گا۔ اور جو ناشکری کرو گے تو میرا عذاب سخت ہے ۝

۸- وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ

۸- اور موسیٰ نے کہا تھا کہ اگر تم اور سب اہل زمین

## داستانِ استقلال!

ف حضرت موسیٰ و فرعون کا قصہ قرآن میں بار بار آیا ہے۔ اس لئے کہ یہ واقعہ صرف حضرت موسیٰ و فرعون کا واقعہ نہیں۔ بلکہ حریت و آزادی کی داستان ہے، استقلال قومی کا نمونہ ہے۔ غلامی کے مضر اثرات کا مرقع ہے۔ قوموں کے عروج و زوال کی بحث ہے۔ اس میں یہ مذکور ہے کہ جب قوم میں فرعون پیدا ہوتے ہیں، اللہ کی غیرت جوش میں آتی ہے۔ اور موسیٰ جیسے جلیل القدر انقلاب پسند حضرات پیدا ہوتے ہیں۔ اور کس طرح صدیوں کی غلام قومیں بیدار ہو جاتی ہیں۔ اور آزادی کی نعمت سے ہمکنار ہوتی ہیں۔

بنی اسرائیل چار سو سال سے غلام تھے قبطی ان کو طرح طرح کے ستم ڈھا رہے تھے۔ بچوں کو ذبح کیا جاتا۔ عورتوں کو زندہ رہنے دیا جاتا تا جسد ملت افلاس و جہل پر [illegible] قابض تھے۔ محنت و مشقت کے ذلیل کام بنی اسرائیل کے سپرد تھے۔ نتیجہ یہ تھا کہ قوم کی مرد ہو رہی تھی۔ تنگ کی تمام آسائشوں سے محروم ہوتی جاتی تھی۔ غلامی رگ رگ میں سرایت کر چکی تھی۔ اور قریب تھا قوم کی قوم فنا کے گھاٹ اتر جائے۔

اللہ نے ایوان فرعون میں موسیٰ کی تربیت کی جو فرعونی شان و شوکت کے طول و عرض سے آگاہ تھے۔ انہوں نے قوم کو انقلاب و آزادی کی دعوت دی۔ اسلام و توحید کی جانب بلایا۔ اور فرعون سے ڈنکے کی چوٹ کہہ دیا۔ کہ اب اسرائیلی غلام نہیں رکھے جا سکیں گے۔

## حلِّ لغات

بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ۔ وقائع عذاب، عبرتناک حوادث۔

تَاَذَّنَ۔ بتا۔ کہہ دیا۔

وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ۙ فَإِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝

کافر ہو جاؤ۔ تو اللہ بے پروا، لائق تعریف کے ہے ۝ ف

۹- أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُودَ ۛ وَالَّذِينَ مِن بَعْدِهِمْ ۛ لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللّٰهُ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ وَإِنَّا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ۝

۹- کیا قوم نوح و عاد و ثمود کی خبریں جو تم سے پہلے تھے اور ان کے بعد کے لوگوں کی خبریں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا تم تک نہیں آچکیں ان کے پاس ان کے رسول معجزے لے کر آئے تھے پھر ان کی قوم نے اپنے ہاتھ اپنے مونہوں میں رکھ (قبول نہ کیا) اور کہا جو تم لائے ہو ہم اسے نہیں مانتے اور جس بات کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس میں ہمیں شک ہے ایسا کہ دل کو اطمینان نہیں ہوتا ۝

۱۰- قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ يَدْعُوكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُم مِّن

۱۰- ان کے رسولوں نے کہا کیا خدا کی ذات میں شک ہے۔ جو زمین اور آسمانوں کا خالق ہے، تمہیں بلاتا ہے کہ تمہارے بعض گناہ

ف

ان آیتوں میں حضرت موسیٰؑ نے قوم کو زندگی کا پیغام دیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جب تک تم شاکر رہو گے۔ اللہ کے حکموں کو مانتے رہو گے۔ اسی کی اطاعت کا دم بھرتے رہو گے۔ اور اس کے سوا ہر معبود کا انکار کرو گے۔ تو اللہ تمہیں سرفرازی عنایت کرے گا۔ غنی رکھے گا۔ تمہیں زیادہ سے زیادہ دے گا۔ اور اگر انکار کرو گے، تو یاد رکھو ناشکری سے قوموں کو عذاب شدید دیا جاتا ہے۔ حضرت موسیٰ نے یہ بھی بتا دیا کہ تمہاری عبادت اور اطاعت سے اللہ کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس کی اطاعت سے تو تمہاری اطاعت کرے گی۔ اور اگر تم اور ... ساتھی انکار کر دیں۔ تو یاد رکھو۔ ... سب

ہے۔ اور ہر طور پر قابل ستائش و مدح ۔

غرض یہ ہے۔ کہ جس قدر تم میں بیداری ہوگی۔ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور جس قدر تم غفلت و بے اعتنائی سے کام لو گے۔ اللہ کی رحمتوں سے دور رہو گے ۔

## حل لغات

نَبَؤٌ۔ قصہ، بات ۔

فَاطِرٌ۔ بغیر استعداد کے پیدا کرنے والا ۔

ذُنُوبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ قَالُوٓا إِنْ أَنتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۚ تُرِيدُونَ أَن تَصُدُّونَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاؤُنَا فَأْتُونَا بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ○

بخش دے اور مقررہ وقت (موت) تک تمہیں مہلت دے؟ بولے تم تو ہماری ہی مانند انسان ہو، تم چاہتے ہو کہ ہمیں ان کی عبادت سے جنہیں ہمارے بڑے پوجتے تھے روکو، پس ہمارے پاس کوئی صاف دلیل لاؤ ف ○

۱۱- قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ إِن نَّحْنُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ وَمَا كَانَ لَنَآ أَن نَّأْتِيَكُم بِسُلْطَانٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ○

۱۱- اُن کے رسول بولے، ہم تمہاری مانند انسان ہیں۔ لیکن خدا اپنے بندوں میں جس پر چاہے، احسان کرے، اور دلیل لانا ہمارا کام نہیں، مگر خدا کے حکم سے، اور چاہیئے کہ مومن اللہ پر بھروسہ کریں ○

۱۲- وَمَا لَنَآ أَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللَّهِ

۱۲- اور ہم اللہ پر کیوں بھروسہ نہ کریں،

## ایمان افروز استفہام

ف

أَفِي اللَّهِ شَكٌّ - کا انداز بیان نہایت یقین افزا اور ایمان پرور ہے۔ یعنی دنیا کی ہر بات میں شک و شبہ کی گنجائش ہے مگر یہ ناممکن ہے کہ رب فاطر کے باب میں کسی شبہ کا اظہار کیا جائے۔

قرآن حکیم کے نزدیک اللہ کا وجود اور اس کی توحید مسلمات فطرت میں سے ہے۔ یعنی یہ ایسی حقیقت ہے جس کا اقرار ہر دل میں موجود ہے۔ اس لئے قرآن تعجب سے پوچھتا ہے کیا تمہیں اللہ کی نسبت شک ہے؟ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے۔

قرآن نے الفاظ میں استفہام پیدا کر کے مضمون میں عجیب اثر پیدا کر دیا ہے۔ وہ لوگ جو عربی ذوق سے آشنا ہیں جب اس جملہ کو پڑھیں گے، تو بے اختیار ان کا جی چاہے گا کہ غضب

دل کو معارف توحید سے معمور کر لیا جائے۔

یہ حقیقت ہے کہ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ پڑھ کر ایک دہریہ بھی محسوس کرے گا۔ کہ کسی نے اسے ہلا کر خواب غفلت سے بیدار کر دیا ہے۔ بشرطیکہ اس کے پہلو میں دل ہو۔ اور مذاق ادب سے بھی آشنا ہو۔ ان تین حروف میں وہ اثر ہے جو شاید ہزاروں دلائل میں نہیں۔

اس قسم کی چیزیں ہیں جن کی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ قرآن ایک علمی اور ادبی معجزہ ہے۔

ان تین حروف میں کفر و شرک پر اظہار تعجب ہے۔ یقین افروزی ہے۔ زجر و توبیخ ہے۔ فطرت و قلب کی جانب رجوع کی دعوت ہے۔ جلال و ہیبت ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ایک زبردست قوت کسی کو پکڑ کر جھنجھوڑ رہی ہے۔ اور آنکھیں لال پیلی کر کے پوچھ رہی ہے کہ کیوں بے وقوف! تمہیں اب خدا کا بھی انکار ہے؟ سبحان اللہ! اصل بات یہ ہے۔ کہ قرآن زبان میں (باقی بر صفحہ ۶۱۳)

وَ قَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ؕ وَ لَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَاۤ اٰذَیْتُمُوْنَا ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ۠

اور اُس نے ہماری راہیں ہمیں بتلائیں اور جو تم ہمیں دُکھ دیتے ہو ہم اُس پر صبر کریں گے اور توکل کرنے والوں کو اللہ ہی پر توکل چاہئے ○

۱۳ - وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا ؕ فَاَوْحٰۤى اِلَیْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِیْنَۙ

۱۳ - اور کافروں نے اپنے رسُولوں سے کہا، کہ ہم تمہیں اپنی زمین سے نکال دیں گے، ورنہ ہمارے دین میں پھر آجاؤ۔ سو ان کے ربّ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ ہم ظالموں کو ہلاک کر دیں گے

۱۴ - وَ لَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِیْ وَ خَافَ وَعِیْدِ

۱۴ - اور اُن کے بعد تمہیں زمین میں بسائیں گے یہ وعدہ اُس کے لئے ہے جو میرے سامنے کھڑے ہونے سے اور میرے ڈرانے سے ڈرتا ہے ○

۱۵ - وَ اسْتَفْتَحُوْا وَ خَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍۙ

۱۵ - اور رسُولوں نے فتح مانگی، اور ہر سرکش ضدی نامراد رہ گیا ○

۱۶ - مِّنْ وَّرَآىٕهٖ جَهَنَّمُ وَ یُسْقٰى

۱۶ - اُس کے پیچھے دوزخ ہے۔ اور اُسے

طاقت نہیں، کہ وہ ان حروف کے اثر کو بیان کر سکیں۔ اس مختصر سی آیت میں غفلت و تساہل کی مذمت ہے، توحید و تفرید کی جانب دعوت ہے۔ گویا یُوں معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کسی چیز نے چونکا دیا ہے۔ اور قلب سے تمام حجاب ایک ایک کر کے اُٹھ رہے ہیں، اور وہ روشنی جو دل میں موجود تھی۔ اور ماند پڑ گئی تھی۔ اب پھر اُجاگر ہو گئی ہے۔ اور توحید کی کرنوں سے دل جگمگا اُٹھا ہے ○

## حلِ لغات

سُبُلَنَا۔ یعنے کامیابی و کامرانی کی راہیں ○

جَبَّارٍ۔ سرکش و متکبر، جبکہ اللہ کی صفت ہو، تو اُس کے معنے شکستہ حالات کو دُرست کرنے والے کے ہوتے ہیں ○

مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۝

پیپ کا پانی پلایا جائے گا ۝

۱۷۔ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيْغُهٗ وَ يَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝

۱۷۔ اُسے گھونٹ گھونٹ پیئے گا اور گلے سے اُتار نہ سکے گا۔ اور ہر جگہ سے اُس پر موت آ رہی ہوگی اور وہ نہ مرے گا۔ اور پیچھے اُس کے سخت عذاب ہوگا ۝ ف۱

۱۸۔ مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝

۱۸۔ جو لوگ اپنے رب کے منکر ہیں اُن کی مثال ایسی ہے کہ گویا اُن کے اعمال راکھ ہیں جسے آندھی کے دن زور سے ہوا چلے۔ وہ اپنی کمائی میں سے کسی شئے پر قادر نہ ہوں گے۔ یہی پرلے درجے کی گمراہی ہے ۝ ف۲

۱۹۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ

۱۹۔ کیا تُو نے نہ دیکھا، کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک پیدا کیا اگر چاہے تو تمہیں نیست

ف۱

سرکشوں اور معاندوں کے لئے سزا کا ذکر ہے۔ جن کا سر کسی چوکھٹ کے سامنے نہ جھکے مگر اللہ کے آستانہ جلال پر نہ جھکے۔ جو محض عناد و دشمنی کے لئے حق و صداقت کی مخالفت کریں۔ جو سچائی کی آواز کو سنیں۔ دلائل و براہین اُن کے سامنے موجود ہوں۔ مگر دل میں حرارت ایمان پیدا نہ ہو۔ ایسے لوگوں کے لئے جہنم جگہ ہے۔ جو اللہ کی جانب سے مقام عتاب ہے۔ یہاں دُنیا میں یہ لوگ کام و دہن کی لذتوں کے لئے زندہ رہے۔ آخرت میں انہیں پیپ پینے کے لئے مجبور ہوں گے۔ اور یہ چیزیں انہیں میسر نہ ہوں گی۔ اس لئے انہیں محسوس ہوگا۔ کہ ہم نے دُنیا میں اگر صرف خواہشات نفس کو جائز و ناجائز طریق سے پورا کیا ہے۔ تو کوئی بڑا کام نہیں کیا۔ جو لائق اعتناء ہو۔ اور یہاں جن چیزوں کی ضرورت ہے وہ ہمارے پلے نہیں۔ نتیجہ خسران اور گھاٹا ہے ۔

## شیرازہ اعمال

ف۲

اعمال کے لئے ایک شیرازہ کی ضرورت ہے۔ اور جب تک یہ شیرازہ موجود نہ ہو۔ اعمال میں غرض و ترتیب پیدا نہیں ہوتی جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔ قرآن حکیم کہتا ہے۔ یہ شیرازہ ایمان صحیح ہے۔ ایک دیوانہ ہے اس کے افعال کو کیوں آپ قابل اعتناء نہیں سمجھتے۔ اور اس کی تمام حرکتیں کیوں عبث قرار پاتی ہیں۔ اس لئے کہ اس کے اعمال میں شیرازہ عقل موجود نہیں۔ اسی طرح وہ شخص جو خیر و عمل صالح کے مفہوم سے آگاہ نہیں۔ جو انسانیت کے صحیح پروگرام سے واقف نہیں کیونکر صالح قرار دیا جا سکتا ہے۔ جبکہ اس کے اعمال میں شیرازہ ایمان موجود نہیں۔ قرآن حکیم نے اس حقیقت کو نہایت عمدہ مثال میں بیان فرمایا ہے۔ فرمایا اُن کے اعمال عدم وزن اور ثبات و قرار کے لحاظ سے یوں ہیں جیسے کوئی شخص پتھر پر راکھ کا ڈھیر جمع کر دے تو تھوڑی سی آندھی چلنے پر وہ سب کی سب اُڑ جائے۔ اُن کے اعمال بھی اسی طرح کے ہیں۔ وہ راکھ کے ڈھیر سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے جب گھنٹہ ۔

وَيَأْتِ بِخَلْقٍ جَدِيدٍ ۝

٢٠ - وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۝

٢١ - وَبَرَزُوا لِلَّهِ جَمِيعًا فَقَالَ الضُّعَفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ قَالُوا لَوْ هَدَانَا اللَّهُ لَهَدَيْنَاكُمْ ۖ سَوَاءٌ عَلَيْنَا أَجَزِعْنَا أَمْ صَبَرْنَا مَا لَنَا مِنْ مَحِيصٍ ۝

٢٢ - وَقَالَ الشَّيْطَانُ لَمَّا قُضِيَ الْأَمْرُ إِنَّ اللَّهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُكُمْ فَأَخْلَفْتُكُمْ ۖ وَمَا كَانَ

کر ڈالے۔ اور نئی خلقت آبسائے ۝

٢٠ - اور اللہ پر یہ کام کچھ مشکل نہیں ۝ ف١

٢١ - اور اللہ کے سامنے سب آ کھڑے ہوں گے پھر ضعیف لوگ سرکشوں سے کہیں گے کہ ہم دُنیا میں تمہارے پیچھے تھے سو کیا تم اللہ کا کچھ عذاب ہم سے دفع کر سکتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ اگر (دُنیا میں) اللہ ہمیں ہدایت کرتا تو ہم تمہیں ہدایت کرتے اب ہم بیقراری کریں یا صبر کریں ہمارے لئے سب برابر ہے ہم کسی طرح نہیں چھوٹ سکتے ۝ ف٢

٢٢ - اور جب فیصلہ ہو چکے گا تب شیطان کہے گا کہ خُدا نے تم سے سچا وعدہ کیا تھا اور میں نے بھی تم سے وعدہ کیا تھا سو میں نے تم سے وعدہ خلافی کی

ف١

قرآن حکیم نے متعدد بار اس حقیقت کو دُہرایا ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو ایک خاص مقصد کے لئے پیدا کیا ہے۔ جب تک تم اس مقصد کو پورا کرتے رہو گے اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی نعمتوں سے مشرف فرماتے رہیں گے اور جہاں تم نے انکار کیا۔ وہ تم سے رُوگردانی کرے گا اور تمہیں دُنیا سے حرفِ غلط کی طرح مٹا دے گا۔ اور ایک دُوسری قوم کو پیدا کرے گا۔ جو اس کے مقصد کو سمجھے گی۔ اور پورا کرے گی۔ اور اس میں کچھ بھی وقت اللہ تعالیٰ محسوس نہیں کریں گے۔ یہ اس کا اٹل قانون ہے۔

## کمزوروں کی فریاد بڑوں سے

ف٢ جب لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور جمع ہوں گے اور اپنے اپنے نامۂ اعمال سے آگاہ ہو جائیں گے تو اس وقت زمین کا وہ طبقہ جو ضعفاء اور کمزور لوگوں کا ہے۔ کبراء اور بڑے بڑے لوگوں سے کہے گا۔ ہم تو دُنیا میں تمہارے تابع تھے۔ جب تم نے عیش و تنعیم کی محفلیں آراستہ کیں۔ شراب و نغمے سے شغل کیا تو ہم نے تمہاری تقلید کی۔ ہم سمجھے، جب سمجھدار اور بڑے بڑے لوگ ان باتوں میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے۔ تو واقعی یہ بات جائز ہو گی۔ ہم نے بے خوفی سے گناہ کی جانب قدم بڑھائے۔ کیا آج تمہارے یہاں شنوائی نہیں ہے؟ تمہارا اثر و رسوخ کیا ہوا۔ کیا یہاں رشوت نہیں چلتی۔ اور کیا تم ہمیں عذاب سے نہیں بچا سکو گے؟ کبراء کہیں گے کیا ہم اور تم دونوں برابر کے مجرم ہیں۔ اس لئے سوائے صبر کے چارہ نہیں۔ یہ وہ مقام ہے جہاں بڑے چھوٹے میں کوئی امتیاز نہیں رہتا۔ اور سب ایک صف میں کھڑے کئے جاتے ہیں۔

لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ ۚ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ۭ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ ۭ اِنِّىْ كَفَرْتُ بِمَآ اَشْرَكْتُمُوْنِ مِنْ قَبْلُ ۭ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

اور میری کچھ تم پر حکومت نہ تھی ، صرف یہ کہ میں نے تمہیں پکارا تھا۔ تم نے میری بات مان لی سو مجھے ملامت نہ کرو اپنی جانوں کو ملامت کرو نہ میں تمہارا فریاد رس ہوں اور نہ تم میرے فریاد رس ہو۔ تم نے جو پہلے مجھے اللہ کا شریک ٹھہرایا تھا میں اُسے قبول نہیں کرتا۔ ظالموں کے لیے دکھ دینے والا عذاب ہے ف١ ○

٢٣- وَاُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۭ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ○

٢٣- اور ایماندار اور نیک کردار باغوں میں داخل ہوں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اُن میں اپنے رب کے حکم سے ہمیشہ رہیں گے۔ اُن کی ملاقات کے وقت کی دُعا اُس میں سلام ہوگی ○

٢٤- اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ

٢٤- کیا تُو نے نہ دیکھا کہ خُدا نے نیک بات کی مثال کیونکر بیان کی ہے، کہ وہ شجرے

ف١

وہ شیطان جس نے دُنیا میں عیب کو عینِ صواب دکھایا۔ جس نے گناہوں کو سنوار سنوار کر پیش کیا۔ کہے گا۔ جناب اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ میں نے اب تک جو کچھ کہا۔ جھوٹ کہا گو میں آپ کو گمراہ کرنے کا ذمہ دار نہیں میں نے تو صرف دعوت دی ہے۔ وسوسہ اندازی سے کام لیا ہے۔ بُرے خیالات کی تائید کی ہے۔ لیکن یہ تمہارا قصور ہے۔ کہ تم نے میری دعوت پر کان دھرا۔ اور میری باتوں سے اتفاق کیا۔ آج میں تمہارے کام نہیں آ سکتا۔ اور نہ تم مجھے کوئی فائدہ پہنچا سکتے ہو۔ ہم دونوں ظالم ہیں۔ اور دونوں کے لئے عذاب مقدر ہے۔

وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ۔ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان شریر نفوس کی مقدور استیلا کیا ہیں؟ مضبوط اور پکے عقیدے کے لوگ ان کے شر سے محفوظ رہتے ہیں۔ اور ضعیف الایمان وسوسہ اندازیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

## حلِّ لغات

بِمُصْرِخِكُمْ - فریادرس۔

طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ۝

درخت کی مانند ہے جس کی جڑ مضبوط زمین (میں) اور شاخ آسمان میں ہے ۝ ف۱

۲۵- تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۭ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ۝

۲۵- وہ اپنے رب کے حکم سے ہر وقت اپنا پھل دیتا ہے۔ اور اللہ آدمیوں کو مثالیں سناتا ہے۔ شاید وہ سوچیں ۝

۲۶- وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ۨ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ۝

۲۶- اور ناپاک بات کی مثال ناپاک درخت کی مانند ہے جو زمین کے اوپر سے اکھاڑا گیا۔ اسے قرار نہیں ۝ ف۲

۲۷- يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ڐ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ

۲۷- اللہ ایمانداروں کو مضبوط بات کے ساتھ زندگی دنیا اور آخرت میں ثابت رکھتا ہے۔ اور اللہ ظالموں کو گمراہ کرتا ہے۔ اور اللہ جو چاہے

## پاک درخت

ف۱ نیک بات، پاکیزہ خیالات کی مثال عظمت و بقاء اور نفع کے لحاظ سے ایک خوش منظر درخت کی سی ہے جس کی جڑیں مضبوط ہوں۔ جس کی بلندی آسمان سے باتیں کرے اور ہر وقت پھلوں سے لدا رہے۔ غرض یہ ہے کہ اسلام جڑوں کے لحاظ سے مضبوط ہے۔ دنیا کی کوئی قوت اسے اکھاڑ نہیں سکتی؛ اس کی عظمت درخت کا یہ عالم ہے۔ کہ آسمان تک بلند ہے ہر وقت نسل انسانی اس کے پھلوں سے استفادہ کرتی رہتی ہے اس کے برکات و فیوض ہمیشہ جاری رہتے ہیں۔ یعنی اسلام شجرۂ طیبہ ہے۔ ایک پاک اور نفع رساں درخت کی مانند ہے۔

## کفر و شرک شجرۂ خبیثہ

ف۲ کفر و شرک کو ایک ایسے درخت سے تشبیہ دی ہے جو بے اصل ہو۔ بدوضع اور مکروہ ہو۔ بے فائدہ ہو۔ جس کی جڑیں زمین پر پھیلی ہوں۔ اور قعر زمین میں گڑی ہوئی نہ ہوں یعنی جو بے بنیاد ہو۔ دلائل و منطق جس کی تائید نہ کریں؛ عقل سلیم ٹھکرا دے۔ قلب و ضمیر قبول نہ کرے۔ اور اس کے تنقی لاطائل کی وجہ سے دنیا اسے مردود قرار دے۔

یہ کفر و شرک کی کتنی عمدہ مثال ہے۔ پاک قلب اور سلجھے ہوئے دماغ کے لوگ کبھی کفر کو قبول نہیں کرتے۔ ان کے نزدیک اس میں کوئی جاذبیت نہیں ہوتی۔ اور بڑی بات یہ ہے کہ اس نوع کے عقائد کو ثبات و قرار نہیں ہوتا۔ ایمان کے مقابلہ میں یہ پنپ نہیں سکتے۔ صداقت اور سچائی کو دوام حاصل ہے۔ اور کفر و ضلال کو فنا و زوال۔

## حل لغات

اُجْتُثَّتْ۔ اکھاڑا گیا ہے۔ جثہ سے مشتق ہے جس کے معنے اُس جسم کے ہوتے ہیں۔ جو ابھرا ہوا ہو۔ والجثث ما ارتفع من الارض کالاکمۃ۔

مَا يَشَاءُ ۝

۲۸- اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۝

۲۹- جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ۝

۳۰- وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ۝

۳۱- قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خِلٰلٌ ۝

سو کرے ۝ ف۱

۲۸- کیا تو نے ان کی طرف نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت کو ناشکری سے بدلا۔ اور اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں جا اتارا؟ ۝

۲۹- کہ دوزخ ہے جس میں داخل ہوں گے اور بُرا ٹھکانا ہے ۝

۳۰- اور اللہ کے لئے شریک مقرر کئے ہیں تاکہ اس کی راہ سے لوگوں کو بہکائیں تو کہہ اکوئی دن، فائدہ اٹھا لو۔ پھر تمہیں آگ میں جانا ہے ۝

۳۱- میرے ایماندار بندوں سے کہہ نماز پڑھیں۔ اور جو ہم نے اُن کو دیا ہے اُس میں چھپا کر اور اعلانیہ خرچ کرتے رہیں اس سے پہلے کہ وہ دن آئے جس میں خرید و فروخت اور دوستی نہ چلے ف۲

## قولِ ثابت

ف۱۔ حدیث میں آیا ہے کہ قبر کی تنہائی میں کام آنے میں یہی قول ثابت یعنی حقیقت توحید ہے۔ جو لوگ وحدت و توحید کی حقیقت سے آگاہ ہیں۔ وہ نہ تو دنیا میں مصائب سے گھبراتے ہیں اور نہ عالم قبر میں اُن کے لئے فزع و خوف ہے۔ اللہ ان کو توحید کے وسیلے سے توفیق دیتا ہے کہ جرأت سے دنیا میں مشکلات کا مقابلہ کریں۔ ان کے دل منور ہو جاتے ہیں۔ توحید کا نور قلب میں جاگزین ہو جاتا ہے اور قبر کی تاریکی میں یہی نور جنت کی روشنی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور وہ لوگ جنہیں اس دنیا میں اس حقیقت سے آگاہی نہیں [illegible] آخرت میں خائب و خاسر رہتے ہیں۔ نہ یہاں انہیں کامیابی و کامرانی میسر ہوئی۔ اور نہ آخرت میں ۔

ف۲ یعنے ایمان کے لئے ضروری ہے کہ عمل کی توفیق بھی حاصل ہو۔ ورنہ صرف اقرار و اعتراف اللہ کے نزدیک کوئی قیمت

یعنی مومن وہ ہے۔ جو اعمال و صلوٰۃ سے ایمان کا ثبوت دے۔ نماز میں اس کا سر ہے کو خدا کے سامنے جھکنا جو عین عبودیت کی نشانی ہے۔ دیکھنے والا آگاہ ہو۔ جو اللہ تعالیٰ میں اور بندے میں تعلق ہے۔ نیز مال خدا کی راہ میں خرچ کرے اپنی قوت خرچ کرکے نیکی جمع کرے غافل نہ ہو کیونکہ وقت آنے والا ہے کہ فرصت حیات ختم ہو جائے گی۔ اور اس وقت نہ کچھ خریدا اور بیچا جا سکے گا۔ دوستی محبت اور تعلقات اس وقت کام نہ آئیں گے ۔

## حلِّ لُغات

دَارَ الْبَوَارِ۔ ہلاکت کا گھر۔ یعنے دوزخ ۔

خِلٰلٌ۔ دوستی، دوستاں ۔

۳۲ - اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۚ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ۚ

۳۲ - اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا - اور آسمان سے پانی اُتارا، پھر اس سے پھل نکالے، جو تمہاری روزی ہے اور کشتیاں تمہارے بس میں کیں، کہ اُس کے حکم سے دریا میں چلیں - اور نہروں کو بھی تمہارے قابو میں کیا ۝

۳۳ - وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآئِبَیْنِ ۚ وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّیْلَ وَ النَّهَارَ ۚ

۳۳ - اور سُورج اور چاند کو بھی جو ہمیشہ پھرنے والے ہیں تمہارا مسخر کیا - اور دن رات کو تمہارے لئے قابو میں رکھا ۝

۳۴ - وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ ؕ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ۝

۳۴ - اور جو کچھ تم نے اُس سے مانگا اُس نے تمہیں دیا - اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرو تو ہرگز نہ کر سکو گے - بیشک آدمی بڑا بے انصاف ناشکر ہے ۝ ف۱

## چاند سُورج مُسخّر ہیں!

ف۱

اسلام نے انسان کا مرتبہ بہت بلند رکھا ہے۔ اُسے کائنات میں مرکزی مقام عنایت فرمایا ہے۔ اور کہا ہے، کہ جو کچھ دُنیا میں ہے۔ وُہ تمہارے لئے ہے۔ چاند، سُورج، رات، دن، نہریں اور سمندر سب تمہارے تابع ہیں۔ تمہاری حکومت اور تسخیر کا دائرہ وسیع ہے تمہیں اللہ نے ہر طرح کی نعمتیں بخشی ہیں۔ مگر تم ہو کہ اللہ کی نعمتوں سے استفادہ نہیں کرتے، اُس نے تمہارے لئے سمندر مسخر کئے، چاند اور سُورج کو تمہارے تابع بنایا۔ رات اور دن تمہارے فائدے کے لئے بنائے۔ مگر تم ہیت کا زنیعت ہو۔ کہ قدرت کے سامنے جھکتے ہو۔ ہر چیز کو اپنا معبود کہتے ہو۔ اور اپنے ماتھے کو ہر بلند و بالا شے کے سامنے جھکا دیتے ہو۔ یہ ظلم ہے انسانیت کے حق میں۔ اور کفر ہے شرافت نوعی کا۔

## حلِّ لُغات

ظَلُوْمٌ - نا انصاف۔

۳۵- وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ۝

۳۵- اور جب ابراہیمؑ نے کہا کہ اے رب اس شہر (مکہ) کو جائے امن بنا۔ اور مجھے اور میری اولاد کو بُت پرستی سے بچا ۝ ف ۱

۳۶- رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

۳۶- اے رب ان بتوں نے آدمیوں میں سے بہتوں کو گمراہ کیا ہے۔ سو جو میرے تابع ہوگا وہی مجھ سے ہے ۝ اور جس نے میرا کہا نہ مانا تو تُو بخشنے والا مہربان ہے ۝

۳۷- رَبَّنَآ اِنِّيْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْـِٕدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝

۳۷- اے ہمارے رب میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو تیرے حرمت والے گھر کے پاس ایک میدان میں بسایا ہے جہاں کھیتی نہیں۔ اے ہمارے رب یہ اس لئے کیا کہ وہ نماز کو قائم رکھیں تو ایسا کر کہ لوگوں میں سے بعض کے دل ان کی طرف مائل ہوں اور انہیں میووں سے روزی دے۔ شاید وہ شکر کریں ۝

۳۸- رَبَّنَآ اِنَّكَ تَعْلَمُ مَا نُخْفِيْ وَمَا

۳۸- اے ہمارے رب تو جو ہم چھپاتے اور جو ہم ظاہر کرتے ہیں

## نقطۂ توحید کی تعمیر!

ف ۱: اس وقت کی بات ہے۔ جب حضرت ابراہیمؑ نے کعبہ کی ... اخلاص و توحید کی بنیاد رکھی۔ جب قوم کے لئے ایک مرکز وحدت پیدا کیا جب عبد و معبود کے تعلقات کے نقطۂ مرکز پر جمع ہوگئے ۔

اس وقت قرب و جوار کے لوگوں میں بُت پرستی کا رواج تھا۔ لوگ غیر اللہ کی پوجا میں منہمک تھے۔ اور اللہ کی چوکھٹ کو چھوڑ کر جبینوں کو غیروں کے آگے جھکایا جا رہا تھا ۔

حضرت ابراہیمؑ نے دُعا کی۔ کہ تو اس اخلاص و توحید کے گھر کو دارالامن بنا۔ یہاں دُعا اور اطمینان ہے۔ جس سے لوگ ہدایت حاصل کریں۔ مجھے اور میری اولاد کو توفیق دیجیو۔ کہ لوگوں کو اس مرکز توحید پر جمع کریں۔ جو بت پرستی سے منع کریں۔ نیز اس آبروی کے آبیاد کو محض میری خاطر کا مسکن قرار دیا ہے۔ وادی بنا ہے اسے ... کہ لوگ کھنچے ہوئے آئیں۔ دور سے ان کی زیارت کے لئے آئیں۔ اور تیرا نام بلند کریں۔ انہیں رزق کی نعمت سے سرفراز فرمائیو ۔

درمیان میں اللہ کی نعمت کا ذکر فرمایا۔ کہ اُس نے ہمیشہ میری دعاؤں کو سنا ہے۔ اور بڑھاپے کے وقت عنایات کر رہا ہے۔ اس وقت اولاد بخشی ہے۔ جب عام لوگ مایوس ہو جاتے ہیں۔ اور یقین افروز انداز میں فرمایا ہے۔ کہ میرا رب یقیناً دعاؤں کو سنتا ہے۔ اور قبول کرتا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دعا کے وقت حضرت ابراہیمؑ کی قلبی کیفیت کیا تھی۔ قبولیت رہے تھے اور دل میں ایمان کا عقیدہ تھا۔ کہ دعا قبول ہو رہی ہے حقیقت یہ ہے۔ جب اللہ پر اس درجہ بھروسہ اور اعتماد ہو تو دعائیں منزل قبول تک جاتی ہیں ۔

### حل لغات

الْاَصْنَامَ ۔ بُت ۔ جمع صَنَمٌ ۔

اَفْـِٕدَةً ۔ دل ۔ جمع فُؤَادٌ ۔

تَهْوِيْ ۔ هَوٰى اِلَيْهِ ۔ جھکا ۔ مائل ہوا ۔

نُعْلِنُ ۚ وَمَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ۝

۳۹- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمٰعِيْلَ وَ اِسْحٰقَ ۚ اِنَّ رَبِّيْ لَسَمِيْعُ الدُّعَآءِ ۝

۴۰- رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۖ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ ۝

۴۱- رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ ۝

۴۲- وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ غَافِلًا عَمَّا يَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ ۚ

ٹو جاتا ہے اور زمین و آسمان میں (کوئی) چیز اللہ سے پوشیدہ نہیں ○

۳۹- (ہر طرح کی) سب تعریف اللہ کا، کہ اُس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیلؑ اور اسحٰقؑ بخشا ہے۔ بے شک میرا رب دعاء سُنتا ہے ○ ف۱

۴۰- اے رب مجھے (بھی)، اور میری اولاد کو (بھی) نمازی رکھ۔ اور اے ہمارے رب! میری دعاء قبول کر ○

۴۱- اے ہمارے رب بخش مجھ کو اور میرے والدین کو اور سب مومنین کو جس دن حساب قائم ہو تو بخش دینا ○

۴۲- اور تو گمان نہ کر کہ اللہ ظالموں کے کام سے بے خبر ہے ○

## اخلاص کی پکار

ف دعاء کا حقیقیہ حصہ یہ ہے۔ کہ اللہ اپنا نیاز مند بنا، عجز، تضرع و خشوع کی توفیق دیجو۔ مجھے اور میرے والدین کو اپنے آغوشِ رحمت میں جگہ دیجو۔

خلوص دل سے نکلی ہوئی، دعاء قبول ہوئی۔ آج کئی ہزار سال گزرنے کے بعد بھی حضرت ابراہیمؑ کے معبد کی وہی شان ہے زائرین کا ہر وقت تانتا لگا ہوا ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں لوگ بالخصوص ہر سال زیارت کعبہ کے لئے جاتے ہیں۔ حالانکہ یہاں کوئی عجوبہ نہیں۔ روزی کی ہر چیز [illegible] کے ساتھ [illegible] فرمائیے کہ ایک غیر معروف شخص ایک لق و دق صحرا میں ایک معبد تعمیر کرتا ہے۔ اخلاص اور قوت روحانی کا یہ اثر ہے۔ کہ دور دور سے لوگ کھنچے چلے آتے ہیں۔ اور وہ آخر کعبہ مرکز حیات روحانی قرار پاتا ہے۔

سوچنے کی بات ہے کہ کعبہ فنی عمارت کے لحاظ سے کوئی خاص خوبصورت چیز نہیں۔ نہایت سادہ چہار دیواری ہے۔ مگر انوار و تجلیات کی مینا کاری نے اسے دنیا جہان کے لئے قابل رشک بنا دیا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ دل میں اخلاص ہو۔ باتوں میں صداقت ہو۔ اللہ کی جانب سے مقبولیت کا خلعت عطا ہو۔ تو اس کے بعد نشر و اشاعت کی ضرورت نہیں۔ شان و شکوہ کی حاجت نہیں۔ کہیں بیٹھ جائیے۔ آبادیوں سے دور اپنا مسکن بنائیے دل کھنچے ہوئے چلے آئیں گے۔ اور صداقت و سچائی کو قبول کریں گے۔

اور اگر سچائی کی نعمت سے آپ محروم ہیں۔ تو پھر باوجود منظم سامان کے کامیابی ممکن نہیں۔

ہندوستان کی تبلیغی تاریخ ملاحظہ فرمائیے۔ چند نفوس قدسیہ آن کر جنگلوں میں بیٹھ گئے ہیں۔ اور ان کی روحانیت سے دور دور تک اسلام پھیل گیا ہے۔ آج ہندوستان میں جس قدر مسلمان موجود ہیں۔ وہ انہیں (کی باقی) [illegible]

اِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيْهِ الْاَبْصَارُ ۝

اُن کو اُس دن تک مُہلت دیتا ہے جس دن آنکھیں اُوپر لگی رہ جائیں گی ۝

۴۳- مُهْطِعِيْنَ مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ لَا يَرْتَدُّ اِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۚ وَاَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ ۝

۴۳- اپنے سر اوپر اُٹھائے دوڑتے پھریں گے اُن کی آنکھیں اُن کی طرف نہ لوٹیں گی اور اُن کے دِل اُڑ جائیں گے ۝

۴۴- وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۗ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ۝

۴۴- اور لوگوں کو اُس دن سے ڈرا جس دن اُن پر عذاب آئے گا۔ تب ظالم کہیں گے اے ہمارے رب۔ ہمیں تھوڑی مدت تک مہلت دے کہ تیری دعوت کو مانیں اور رسولوں کے تابع ہوں (کہا جائے گا) کیا تم پہلے قسمیں کھاتے تھے کہ تمہیں کچھ زوال نہ ہوگا؟ ۝

۴۵- وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَ

۴۵- اور جن لوگوں نے اپنی جانوں پر ستم کیا تم اُن کے گھروں میں رہتے تھے اور

## حلِ لغات

تَشْخَصُ۔ اَلتَّشَخُّصُ۔ دُور سے جو انسانی شکل کھڑی نظر آئے ۔

تَشْخَصُ الْاَبْصَارُ۔ آنکھیں چڑھ گئیں ۔

مُهْطِعِيْنَ۔ دراصل اونٹ جب گردن اٹھائے۔ اس ہیئت کو کہتے ہیں۔ ھطع۔

اَفْـِٕدَتُهُمْ هَوَآءٌ۔ بدحواسی سے کنایہ ہے۔ ھَوَآءٌ کے لغوی معنے فارغ اور خالی کے ہیں ۔

(بقیہ حاشیہ ۲)

لوگوں کی برکات کا نتیجہ ہے کہ ہندوستان میں ہزار سالہ حکومت اسلامی نے وہ کام نہیں کیا۔ جو اُن اللہ والوں نے کیا ہے۔ آج جبکہ تبلیغ کے وسائل زیادہ وسیع ہیں۔ لوگ زیادہ قابلیت کے ساتھ اسلام کو پیش کر سکتے ہیں۔ تو کیوں اسلام کی ترقی کی رفتار نہایت حوصلہ شکن ہے؟ محض اس لئے کہ اب دعوت و تبلیغ کا ہنگامہ تو خاصہ موجود ہے۔ مگر اخلاص عمل کا وہ جذبہ موجود نہیں۔ زبان میں حلاوت ہے۔ مگر وہ روحانی گھلاوٹ نہیں۔ جو اُن لوگوں کا حصہ تھا ۔

تَبَیَّنَ لَکُمْ کَیْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَکُمُ الْاَمْثَالَ ۝

۴۶۔ وَقَدْ مَکَرُوْا مَکْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَکْرُهُمْ ؕ وَاِنْ کَانَ مَکْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ۝

۴۷۔ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝

۴۸۔ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝

۴۹۔ وَتَرَی الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ ۝

تم پر کھل چکا تھا۔ کہ ہم نے اُن سے کیا سلوک کیا تھا۔ اور ہم کہاوتیں تمہیں سُنا چکے تھے ۝

۴۶۔ اور وہ (اہلِ مکہ) اپنا مکر کر چکے ہیں اور اُن کا مکر اللہ کے سامنے ہے۔ اور اُن [illegible] مکر ایسا نہیں کہ اُس سے پہاڑ ٹل جائیں ۝

۴۷۔ سو تُو یہ خیال نہ کر۔ کہ اللہ اپنا وعدہ اپنے رسولوں سے خلاف کرے گا۔ بے شک اللہ غالب بدلہ لینے والا ہے ۝ ف ا

۴۸۔ جس دن یہ زمین ایک اور زمین سے بدل دی جائے گی۔ اور سب آسمان بھی اور اللہ اکیلے زبردست کے سامنے سب نکل کھڑے ہوں گے ۝

۴۹۔ اور تُو اُس دن گنہگاروں کو زنجیروں میں جکڑا ہوا چلّا رہا ہو دیکھے گا ۝

## خُلفِ وعید اور مسئلہ بدا

**ف ا** اس سے قبل یہ فرمایا تھا۔ کہ اللہ ظالموں کی ظالمانہ حرکات سے غافل نہیں ہے۔ وہ ضرور ان کو کیفرِ کردار تک پہنچائے گا یعنی وہ لوگ جنہوں نے دُنیا کو اپنے گناہوں سے معمور کر دیا ہے اور جو یہاں عقوبتِ الٰہی سے بچ گئے ہیں۔ یہ نہ سمجھیں کہ اللہ کا قانونِ مکافات عبث ہے۔ اور جب وہ یہاں سزا سے بچ گئے ہیں تو قیامت میں بھی اللہ کی گرفت سے چھوٹ جائیں گے ایسا ہونا ناممکن ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی زبان سے جو کہلوایا ہے۔ ضرور اُس کو پورا کرے گا۔ ایک دن ضرور ایسا آئے گا۔ جب مجرم پابجولاں اس کے سامنے انصاف کے لئے حاضر کئے جائیں گے۔ اس وقت ان سب کو ان کی بداعمالیوں کی سزا دی جائے گی۔ آگ اُن کے چاروں طرف چھا جائے گی اور ان کے چہرے جھلس جائیں گے۔

ان آیات میں اسی قانون کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور کہا ہے۔ کہ اللہ نے جو کچھ حشر کے کوائف کے متعلق ارشاد فرمایا ہے۔ وہ صرف تخویف نہیں۔ بلکہ حقیقت ہے۔ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ۔ سے صاف ظاہر ہے کہ خلفِ وعید کی صورت میں پیغمبروں کی رُسوائی ہے۔ وہ چونکہ اللہ کے محبوب ہیں۔ اور اُن کے ذریعے اسلام پھیلتا ہے۔ اس لئے ناممکن ہے کہ وہ اپنی بات کو پورا نہ کر کے انہیں لوگوں کے سامنے ذلیل کرے۔ نیز خلفِ وعید میں یہ بھی عیب ہے۔ کہ اس سے علمِ الٰہی کی درستی میں نقص لازم آتا ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا علم ہمہ گیر نہیں۔ یہی وجہ بعض مصالح کی بنا پر اپنے وعدوں کو پورا نہیں کرتا۔ اور یہ مصالح وہ ہیں۔ جن کا وعدہ کرتے [illegible] علم نہ تھا۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا۔

بات اصل یہ ہے کہ خلفِ وعید کا عقیدہ۔ عقیدۂ بدا سے لیا گیا ہے۔ جو جھوٹے خدا پرستوں نے اپنی تعلیمات کی پردہ پوشی کے لئے ایجاد کر لیا تھا۔ آج بھی (باقی برصفحہ ۶۲۴)

۵۰۔ سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ وَّ تَغْشٰى وُجُوهَهُمُ النَّارُ ○

۵۱۔ لِيَجْزِيَ اللّٰهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۚ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ○

۵۲۔ هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ○

سُورَةُ الْحِجْرِ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا (۹۹) رُكُوعَاتُهَا (۶)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

۱۔ الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ○

۵۰۔ اُن کے کُرتے گندھک (یا رال) کے ہوں اور اُن کے چہرے آگ جھلسے گی ○

۵۱۔ تاکہ خدا ہر کسی کو اُس کی کمائی کا بدلہ دے، بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے ○

۵۲۔ یہ لوگوں کو پہنچا دینا ہے، اور تاکہ وہ اس سے ڈرائے جائیں۔ اور تا جانیں، کہ وہی ایک معبود ہے۔ اور تاکہ عقلمند نصیحت پکڑیں ○

## سُورۂ حجر

مکی — آیتیں ۹۹ — رکوع ۶

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱۔ الٓرٰ۔ یہ کتاب اور قرآن بیان کرنے والے کی آیتیں ہیں ○

(بقیہ حاشیہ)

اس عقیدہ کی مذمت اس لئے محسوس ہوتی ہے کہ بعض غلط پیشگوئیاں جو از قبیل خرافات ہیں۔ نقد و نظر سے بچ جائیں۔ اور آسانی سے ان کے متعلق کہا جا سکے۔ کہ بعض مصالح کی بنا پر خلفِ وعید میں شامل ہیں۔ حقیقت اس قسم کا عقیدہ بدترین قسم کا الزام ہے، جناب باری پر۔ جسے اسلام کی غیرت ہرگز قبول نہیں کر سکتی۔

## حلِ لغات

(صفحۂ گذشتہ)

ذُو انتِقَام۔ اعمال کا بدلہ لینے والا سزا دینے والا۔ نقمت کے معنی سزا کے ہیں۔

القَهَّار۔ غالب۔

مُقَرَّنِين۔ بندھے ہوئے۔

الاَصفَاد۔ جمع صَفَد۔ قید، زنجیر۔

| | |
|---|---|
| ۲- رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ ۝ | ۲- کافر کبھی وقت آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے ۝ ف۱ |
| ۳- ذَرْهُمْ يَأْكُلُوا وَيَتَمَتَّعُوا وَيُلْهِهِمُ الْأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝ | ۳- انہیں چھوڑ کہ کھائیں اور فائدہ اٹھائیں اور امیدوں میں بھولے رہیں آئندہ معلوم ہوگا ۝ |
| ۴- وَمَا أَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ إِلَّا وَلَهَا كِتَابٌ مَعْلُومٌ ۝ | ۴- اور جو بستی ہم نے ہلاک کی ہے اس کا ایک مقرر لکھا تھا ۝ |
| ۵- مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝ | ۵- کوئی جماعت اپنے وقت سے آگے نہیں جا سکتی اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے ۝ ف۲ |
| ۶- وَقَالُوا يَا أَيُّهَا الَّذِي نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ۝ | ۶- اور انہوں نے کہا کہ اے وہ شخص جس پر ذکر (قرآن) اترا ہے تو تو مجنون ہے ۝ ف۳ |
| ۷- لَوْ مَا تَأْتِينَا بِالْمَلَائِكَةِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝ | ۷- تو ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لے آتا اگر سچا ہے؟ ۝ |
| ۸- مَا نُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَا كَانُوا | ۸- ہم فرشتوں کو نہیں اتارا کرتے مگر حق کے ساتھ اور (اس وقت) |

## جب نشۂ غفلت کافور ہوجائیگا

ف۱ اس حصہ سے سورۂ حجر شروع ہوتی ہے۔ پاروں کی تقسیم بعد کی ہے۔ اور اس میں مضمون کی رعایت نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے۔ بعض دفعہ پارہ شروع ہوتا ہے گو مضمون کا تعلق سابقہ آیات سے ہوتا ہے۔ سورۃ الحجر شروع ہے۔ ایک آیت ادھر ہے اور ایک آیت بعد پارہ شروع ہوتا ہے۔ حالانکہ مضمون کا تقاضا یہ تھا۔ کہ پارہ کو ابتدائے سورت سے شروع کر دیا جاتا۔

سورت میں قرآن حکیم کا تعارف ہے کہ یہ واضح اور یقینی ہدایت ہے۔ آج گو منکرین اس کے حقائق و معارف کا انکار کرتے ہیں مگر ایک وقت آنے گا۔ جب یہ لوگ پچھتائیں گے۔ اور کہیں گے کہ کاش! ہم نے اسلام کی ہدایت کو قبول کر لیا ہوتا۔ اس کے بعد حضور کو ارشاد ہوتا ہے۔ کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیجئے اور ان کی جہالت و اقف پر افسوس نہ کیجئے۔ انہیں دنیا کی جستجو [illegible] میں [illegible] کھاتے پیتے۔ خوب کھاتے ہیں۔ [illegible]

[illegible] انہیں دین کی جانب سے غافل رکھیں۔ وہ وقت قریب ہے۔ جب ان کی آنکھیں کھلیں گی۔۔ انہیں معلوم ہوگا کہ ہم نے کس عزیز کا کتنا قیمتی حصہ ضائع کر دیا ہے۔

ف۲ جس طرح افراد کی زندگی ہے۔ اسی طرح جماعتوں کی زندگی ہے۔ جس طرح افراد کے لئے [illegible] بیماریاں ہوتی ہیں۔ اسی طرح قوموں کے [illegible] لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جو ان کو فنا کر دیتے ہیں۔ عذاب الٰہی کے معنے قوموں کی ہلاکت اور موت کے ہیں جب وقت آ جاتا ہے قوموں کی زندگی کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے۔ جب ان کی مصیبتیں حد کو [illegible] ان کی زندگی کا دور ختم ہو جاتا ہے۔ اور موت کو وہ [illegible] اس وقت ایک لمحہ توقف نہیں ہو سکتا۔

ف۳ در اصل یہ حکمت ان لوگوں کو اس لئے بتا رہا ہے۔ [illegible] معلوم ہو کہ قرآن زندگی [illegible] اس کی [illegible] اگر تم [illegible] تو [illegible] زندہ نہیں رہ سکتے۔ (باقی برصفحہ [illegible])

إِذًا مُّنظَرِينَ ○

أن کو مہلت نہ ملے گی ○

۹- إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ○

۹- یہ ذکر (قرآن) ہم نے آپ اتارا ہے اور ہم آپ اس کے نگہبان ہیں ○ وا

۱۰- وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي شِيَعِ الْأَوَّلِينَ ○

۱۰- اور کئی اگلے فرقوں میں تجھ سے پہلے ہم نے رسول بھیجے تھے ○

۱۱- وَمَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ○

۱۱- اور ان کے پاس جو رسول آتا تھا اسی سے ٹھٹھے کرتے تھے ○

۱۲- كَذَٰلِكَ نَسْلُكُهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ○

۱۲- یوں ہم مجرموں کے دلوں میں اس کو ڈالتے ہیں ○

۱۳- لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَقَدْ خَلَتْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ ○

۱۳- پس وہ ایمان نہ لائیں گے اور پہلوں کی عادت یہی چلی آئی ہے ○

۱۴- وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِم بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ يَعْرُجُونَ ○

۱۴- اور اگر ہم ان کے لئے آسمان میں ایک دروازہ کھول دیں اور یہ دن بھر اس میں چڑھتے رہیں ○

۱۵- لَقَالُوا إِنَّمَا سُكِّرَتْ أَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُورُونَ ○

۱۵- تو بھی یہی کہیں گے کہ ہماری نظر بندی ہو گئی نہیں بلکہ ہم لوگوں پر جادو کیا گیا ○ وس

## دانائے عرب کے متعلق جاہلوں کا فتویٰ

وس مجنون کے معنے دیوانہ ہیں کہ ان لوگوں کی عقلیں [illegible] کو [illegible] نہیں کر سکیں۔ جب حضور نے نبوت کی دعوت کی [illegible] تو [illegible] کہا کہ آپ کا دماغ مختل ہے۔

دیوانے [illegible] لوگ خود دیوانے اور عقل و بصیرت سے بیگانہ تھے [illegible] ایک فرق المعقول [illegible] بصیرت والوں کا کام ہے [illegible] نہیں سمجھ سکتے۔ کیا یہ جنون ہے کہ بصائر و معارف کا سرمایہ دیا جائے۔ لوگوں کو [illegible] نعمت سے سرفراز کیا جائے [illegible] اخلاق کو زندگی کا [illegible] عنایت فرمایا جائے؟

جس کی [illegible] حکمت کے اسرار کا [illegible] جس کے ماننے والے [illegible] سمجھے جاتے ہیں [illegible] تہذیب و تمدن کا [illegible] کیا [illegible] دنیا میں [illegible]

## قرآن کیونکر محفوظ ہے!

وا قرآن حکیم کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ یہ محفوظ ہے اس کی زبان محفوظ ہے، ادب محفوظ ہے، ترتیب و سیاق محفوظ ہیں، مطالب و مقاصد محفوظ ہیں، اور وہ تمام چیزیں محفوظ ہیں جو قرآن کے لئے ضروری ہیں۔ قرآن کے الفاظ اس باب میں نہایت [illegible] ہیں۔ ارشاد نہیں ہے کہ قرآن محفوظ ہے۔ بلکہ ذمہ داری یہ ہے کہ ذکر محفوظ رہے گا یعنی قرآن مع اسباب [illegible] رہیں گے۔ کیونکہ صرف قرآن کی حفاظت الفاظ و حروف کی صورت میں بے معنی ہے۔ جب تک کہ قرآن تہذیب و تمدن قرآنی مفہوم و مقصد قرآنی پیغام اور قرآنی عمل محفوظ نہ ہو۔ الفاظ و حروف کا ذخیرہ اگر محفوظ بھی رہ جائے تو دنیا کے لئے مفید نہیں ہو سکتا جب تک [illegible] حضور والا صفات کی سیرت کے نقوش ہمارے سامنے نہ ہوں۔ چنانچہ عجیب بات یہ ہے کہ قرآن کا حرف حرف [illegible] حضور کی تمام ادائیں ضبط تحریر میں آ چکی ہیں اور آج دنیا میں محفوظ اور غیر مشکوک پیغام کو اگر کوئی پیش کر سکتا ہے تو وہ مسلمان [illegible]

۱۶- وَلَقَدْ جَعَلْنَا فِي السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّزَيَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِيْنَ ۝

۱۶- اور ہم نے آسمان پر برج بنائے اور آسمان کو ناظرین کے لئے زینت دی ۝

۱۷- وَحَفِظْنٰهَا مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ۝

۱۷- اور ہر شیطان مردود سے ہم نے اُس کی حفاظت کی ۝

۱۸- اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ ۝

۱۸- مگر جو شیطان چوری سے کوئی بات سن گیا اُس کے پیچھے چمکتا انگارا لگا ۝ ف۱

۱۹- وَالْاَرْضَ مَدَدْنٰهَا وَاَلْقَيْنَا فِيْهَا رَوَاسِيَ وَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ۝

۱۹- اور ہم نے زمین کو پھیلا دیا۔ اور اُس پر بوجھ ڈال دیئے۔ اور اُس میں ہر موزون شے اُگائی ۝

۲۰- وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيْهَا مَعَايِشَ وَمَنْ لَّسْتُمْ لَهٗ بِرٰزِقِيْنَ ۝

۲۰- اور تمہارے لئے اُس میں روزیاں پیدا کیں اور اُن کی بھی جن کے تم روزی دینے والے نہیں ۝

۲۱- وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ وَمَا نُنَزِّلُهٗ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ۝

۲۱- اور کوئی چیز نہیں کہ جس کے خزانے ہمارے پاس نہ ہوں اور ہم اُسے مقررہ انداز پر اُتارتے ہیں ۝

۲۲- وَاَرْسَلْنَا الرِّيٰحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا

۲۲- اور ہم نے رس بھری ہوائیں چلائیں اور آسمان سے

(بقیہ حاشیہ)

ف۲ یعنی مکہ والوں کا تعصب اس حد تک ہے کہ اگر حقائق کو بین طور پر دیکھیں جب بھی اقرار نہ کریں۔ اگر یہ لوگ آسمان کو دیکھیں کہ اس کے دروازے اُن کے لئے وا ہیں۔ اور وہ آسمان کی جانب پرواز کر رہے ہیں۔ جب بھی یہی کہیں گے۔ ہماری آنکھوں پر سحر کر دیا گیا ہے۔ ورنہ در اصل ہم آسمان کی جانب نہیں اُڑ رہے ہیں۔

یہ اس لئے فرمایا کہ کہنے والے کہتے تھے۔ فرشتے نازل ہوں تو ہم مان جائیں۔ تم اللہ کے رسول ہو۔ قرآن کہتا ہے۔ فرشتے تو فرشتے تم خود بھی اگر آسمان پر چڑھ جاؤ۔ جب بھی یہ ہٹ دھرم نہ ماننے کے لئے ڈھکوسلے ہیں۔ ورنہ طبیعتوں میں وہ استعداد ہی باقی نہیں جس کی وجہ سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

## اطلاع علی الغیب کے تمام دروازے مسدود ہیں

ف۱

حضور سے قبل شیاطین آسمان تک چلے جایا کرتے تھے اور کچھ غیوب سماوی سے معلوم کر لیتے تھے۔ جب حضور پیدا ہوئے اور آپ کو خلعت نبوت عطا ہوا۔ تو اس وقت اطلاع علی الغیب کے تمام ابواب اُن پر مسدود ہو گئے۔ اب جو خبیث کوشش سے آسمان کی جانب چڑھ گیا۔ تو تند اور چمکتے ہوئے شعلوں نے اُن کا خیر مقدم کیا۔ اور اُن کو بے نیل و مرام واپس لوٹنا پڑا۔ قرآن حکیم اظہار علی الغیب کی آخری صورت ہے۔ اور حضور کے بعد کوئی شخص علوم نبوت کا وارث نہیں۔ اس لئے اللہ نے صورت غیب کے تمام ذرائع ملاء بند کر دیئے ہیں۔ یہ حضور کی فضیلت خاتمیت کی بہت بڑی دلیل ہے۔

## حل لغات

بُرُوْج - برج کی جمع ہے۔ برج محل کو کہتے ہیں یہاں مقصود ستارے ہیں۔ جیسے مجاہد کی روایت ہے۔ یا ستاروں کی منازل ہیں۔
رَوَاسِيَ - گڑے ہوئے اور جمے ہوئے۔

مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ وَمَاۤ اَنْتُمْ لَهٗ بِخٰزِنِيْنَ ۝

سے پانی اُتارا۔ اور تمہیں پلایا۔ اور تمہارے پاس اُس کا خزانہ نہیں ○ ف۱

۲۳ وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ ۝

۲۳ - اور ہم ہی جلاتے اور مارتے اور ہم ہی وارث ہیں ○

۲۴ - وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِيْنَ مِنْكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ۝

۲۴ - اور ہم تمہارے آگے بڑھنے والوں اور پیچھے رہنے والوں کو جانتے ہیں ○

۲۵ - وَاِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَحْشُرُهُمْ ۭ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝

۲۵ - اور تیرا رب اُنہیں جمع کرے گا وہ حکمتوں والا خبردار ہے

۲۶ - وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝

۲۶ - اور ہم نے انسان کو سڑے کیچڑ کی کھنکھناتی مٹی سے بنایا ہے ○

۲۷ - وَالْجَاۗنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ ۝

۲۷ - اور پہلے ہم جنات کو لو کی آگ سے بنا چکے تھے ○ ف۲

۲۸ - وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌۢ

۲۸ - اور جب تیرے رب نے فرشتوں کو کہا تھا کہ میں ایک

ف۱

ان آیات میں مذکورہ آیات اثبات اصول کے ... ارشاد فرمایا کہ قدرت کی جانب توجہ دلائی ہے۔ ... کہ قرآن فطرت کے ... پہلے کسی نے ان چیزوں کو ... نہیں کیا۔ بلکہ ان تمام چیزوں کے پیدا کرنے والا ایک مقصد ہے۔

اس سلسلہ میں ایک عجیب چیز یہ بتائی ہے کہ ہوائیں جو بادل چلاتی ہیں۔ وہ بادل ... سے ... ہیں۔ ... کی طرح وقت پر ... کی ولادت ہوتی ہے۔

درحقیقت اس وقت ظاہر فرمائی ہے۔ جب عرب بارش کے متعلق صرف اسی قدر جانتے تھے۔ کہ آسمان پھٹ جاتا ہے۔ ... سے پانی آتا ہے۔ ... ہوائیں اسی پانی سے بوجھل ہو کر برستی ہیں۔ علاوہ ازیں ... کا تجربہ ہے کہ ہوائیں ... اٹھاتے پھرتی ہیں ... وقت مقررہ پر برسا جاتی ہیں۔

جنوں کا وجود

ف۲

جنوں کی پیدائش آدم سے پہلے ہے۔ ان کی فطرت اجزائے نار سے ہے۔ اس لئے یہ انسان سے زیادہ لطیف اور سبک ہوتے ہیں۔ گو یہ نظر نہیں آتے۔ مگر ان کے وجود سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ آج نئے تجربوں نے بھی ثابت کر دیا ہے۔ کہ کچھ لطیف اجسام ایسے ہیں جو ہمیں نظر نہیں آتے۔ مگر وہ ہماری طرح ایک خاص قسم کی زندگی رکھتے ہیں۔ ان کے اجسام ہیں۔ ان کی خاص شکلیں ہیں۔ اور وہ اپنے مخصوص مشاغل رکھتے ہیں۔

یورپ میں بعض ایسی مجلسیں ہیں۔ جنہوں نے روحوں کی تحقیقات کے بعد ثابت کیا ہے۔ کہ جنات کا انکار واقعات کا انکار کرنا ہے۔ آج سے نصف صدی پیشتر ان کا انکار روشن خیالی میں داخل تھا۔ مگر آج ... جنوں کا وجود برحق ہے۔ ... اب محال انکار نہیں۔ مشرق تو صدیوں سے قائل تھا۔ مگر اب دانایان مغرب بھی قائل ہو گئے ہیں۔ ... حقیقت یہ ہے کہ زمانہ جیسے جیسے ترقی کرے گا ... سے متعلق ...

بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝

بشر سڑے کیچڑ کی کھنکھناتی مٹی سے بناؤں گا ○

۲۹- فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ۝

۲۹- تو جب میں اُسے درست کر لوں اور اپنی روح اُس میں پھونک دُوں تو تم سب اُس کے آگے سجدے میں گر پڑنا ○

۳۰- فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝

۳۰- پھر سب فرشتوں نے اکٹھے اُس کے آگے سجدہ کیا ○

۳۱- اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝

۳۱- لیکن ابلیس نے انکار کیا سجدہ کرنے والوں میں ہونے سے انکار کیا ○ ف۱

۳۲- قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا لَكَ اَلَّا تَكُوْنَ مَعَ السّٰجِدِيْنَ ۝

۳۲- فرمایا، اے ابلیس تجھے کیا ہُوا کہ تو سجدہ کرنے والوں میں شامل نہ ہُوا ○

۳۳- قَالَ لَمْ اَكُنْ لِّاَسْجُدَ لِبَشَرٍ خَلَقْتَهٗ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ۝

۳۳- کہا میں وہ نہیں کہ بشر کو سجدہ کروں جسے تُو نے سڑے کیچڑ کی کھنکھناتی مٹی سے بنایا ○

۳۴- قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ۝

۳۴- فرمایا۔ تو تُو یہاں سے نکل جا، تُو مردُود ہے ○

۳۵- وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝

۳۵- اور قیامت کے دن تک تجھ پر لعنت ہے ○

۳۶- قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝

۳۶- بولا، اے میرے رب اُس دن تک کہ مُردے اُٹھیں مجھے مہلت دے ○

ف۱

حضرت آدمؑ کے قصّے کو قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر بیان کیا ہے۔ غرض یہ ہے کہ انسان اپنے شرف و مجد سے آگاہ ہو۔ اُسے معلوم ہو کہ اللہ نے اُس کا درجہ کتنا بلند بنایا ہے۔ آدم علیہ السلام کے سامنے فرشتے جھکتے ہیں۔ اس لئے چاہئے کہ اس کا سر ہمیشہ اونچا رہے۔ وُہ اس جبین پُر وقار کو جو مسجودِ ملائک رہ چکی ہے۔ بجز رب العالمین کے اَور کسی کے آگے نہ جھکائے۔

اللہ نے فرشتوں کو اسی لئے جھکایا۔ اور سجدہ کا حکم دیا۔ تاکہ ابتداء ہی سے آدم کے دل میں خود شناسی کا مادہ پیدا ہو۔ اور وُہ اپنے مرتبت سے واقف ہو۔ اُسے معلوم ہو کہ میں فرشتوں کو اپنے سامنے جھکا سکتا ہوں۔ اور اللہ نے مجھے تمام مخلوقات میں اشرف بنایا ہے۔

شیطان نے انکار کیا۔ وہ آج بھی انسانی فضیلت کا معترف نہیں۔ غرض یہ ہے۔ کہ آدم اپنی زندگی کی تگ و دو میں دُشمنوں سے آگاہ رہے۔ اور شیطانی حربوں سے ہوشیار رہے۔

## حلِّ لغات

مِنْ رُّوْحِيْ۔ رُوح کا انتساب اپنی جانب تشریف کے لئے ہے۔

۳۷- قَالَ فَإِنَّكَ مِنَ الْمُنظَرِينَ ○
۳۷- فرمایا۔ تجھے مہلت ملی ○ ف

۳۸- إِلَىٰ يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُومِ ○
۳۸- مقررہ وقت کے دن تک ○

۳۹- قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ○
۳۹- بولا۔ اے رب اس لئے کہ تُو نے مجھے گمراہ کیا۔ میں بھی اُن سب کو زمین میں بہاریں دکھلاؤں گا اور گمراہ کروں گا ○

۴۰- إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ○
۴۰- سوائے اُن کے جو تیرے برگزیدہ بندے ہیں ○

۴۱- قَالَ هَٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسْتَقِيمٌ ○
۴۱- فرمایا یہی راہ (برگزیدگی) میرے پاس آنے کی سیدھی ہے ○

۴۲- إِنَّ عِبَادِي لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ إِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْغَاوِينَ ○
۴۲- جو میرے بندے ہیں اُن پر تیرا غلبہ نہ ہوگا مگر جو گمراہوں میں سے تیرا پیرو ہُوا ○

۴۳- وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ أَجْمَعِينَ ○
۴۳- اور اُن سب کی وعدہ گاہ دوزخ ہے ○

۴۴- لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْسُومٌ ○
۴۴- جس کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک فرقہ مقرر ہے ○

۴۵- إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ○
۴۵- بے شک جو متقی ہیں وہ باغوں اور چشموں میں ہونگے ○

۴۶- ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ آمِنِينَ ○
۴۶- سلامتی سے امن کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ ○

## شیطان کی وجہ تخلیق!

ف: شیطان کو سجدہ نہ کرنے کی یہ سزا ملی کہ ہمیشہ کیلئے مورد عتاب الٰہی ہوا۔ اسے حکم دیا گیا۔ کہ تم اب آسمان کی وسعتوں سے نکل جاؤ۔ اور مکر و فریب کے لئے زمین پر رہو۔ تمہیں قیامت تک مہلت ہے اپنی شیطنت کو بروئے کار لاؤ۔ پوری قوت کے ساتھ اولاد آدم کو گمراہ کرنے کی کوشش کرو۔ یاد رکھو۔ وہ لوگ جو پاکباز اور متقی ہیں وہ تیری دستبرد سے ہمیشہ بالا رہیں گے۔ اور تو انہیں کبھی گمراہ نہیں کر سکے گا۔ سوائے ان چند شریر النفس لوگوں کے جو تیرے ہم خیال ہیں۔ اور کوئی تیری دوستی کا دم نہیں بھرے گا۔ اور بالآخر تم سب لوگ جہنم کا ایندھن ہونگے۔ شیطان اپنے تمام گروہ کے ساتھ جہنم میں داخل ہوگا۔ اور کوئی قوت انہیں عذاب الٰہی سے نہیں بچا سکے گی۔

اس مقام پر دو شبہے قدرتی طور پر پیدا ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ نے شیطان کو کیوں قیامت تک مہلت دی۔ کہ وہ اس کی بھولی بھالی مخلوق کو گمراہ کرتا ہے۔ کیا وہ گمراہی کو پسند کرتا ہے؟ اور کیا اسے شیطان کے مشاغل محبوب ہیں؟ دوسرا یہ کہ شیطان کو آخر نافرمانی کی جرأت کیوں ہوئی۔ جب کہ وہ جناب باری کے بالکل قریب تھا۔ نافرمانی کا ارتکاب تو اس وقت ہوتا ہے۔ جب حقیقت کے جواب جلال پر پردے چھا جائے ہوں۔ ابلیس جیسی شخصیت نے جس کو قرب حاصل تھا۔ جو خدا سے بالمواجہہ باتیں کر رہا ہے کیونکر انکار کیا؟ پہلے شبہ کا جواب یہ ہے کہ دنیا میں اللہ نے مختلف چیزیں پیدا کی ہیں۔ اور اس اختلاف و تنوع میں ہی دنیا کی زندگی مستتر ہے۔ دن پیدا کیا۔ تو ساتھ رات کی تاریکی بنا رکھی ہے۔ پھولوں کی پتیاں پیدا کیں۔ تو کانٹے بھی ہیں۔ عسل و لبن کی اگر فراوانی ہے۔ تو حنظل و زقوم بھی ہے۔ غرضیکہ دنیا کی رونق اسی تقابل پر موقوف ہے۔ شیطان کا وجود انسان کے ساتھ ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسے آفتاب کے ساتھ تاریکی اور ظلمت کی حکمرانی، پھول کے ساتھ کانٹے۔ اور شہد کے ساتھ زہر۔

شیطان نے انکار اس لئے کیا۔ کہ اس کی [illegible]

۴۷۔ وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ۝

۴۷۔ اور جو اُن کے دلوں میں خفگی ہوگی ہم اسے نکال ڈالیں گے بھائی ہوکر آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے ۝

۴۸۔ لَا یَمَسُّهُمْ فِیْهَا نَصَبٌ وَّ مَا هُمْ مِّنْهَا بِمُخْرَجِیْنَ۝

۴۸۔ اُنہیں وہاں کچھ تکلیف نہ پہنچے گی اور وہاں سے کبھی نکلیں گے ۝

۴۹۔ نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ۝

۴۹۔ میرے بندوں سے کہدے کہ میں بخشنے والا مہربان ہوں ۝ ف ۱

۵۰۔ وَ اَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ۝

۵۰۔ اور کہ میرا عذاب دُکھ دینے والا عذاب ہے ۝

۵۱۔ وَ نَبِّئْهُمْ عَنْ ضَیْفِ اِبْرٰهِیْمَ۝

۵۱۔ اور اُنہیں ابراہیم کے مہمانوں کا حال سناؤ ۝

۵۲۔ اِذْ دَخَلُوْا عَلَیْهِ فَقَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ اِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُوْنَ۝

۵۲۔ جب اُس کے پاس گئے تو بولے سلام وہ بولا ہم تم سے ڈرتے ہیں ۝

۵۳۔ قَالُوْا لَا تَوْجَلْ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِیْمٍ۝

۵۳۔ بولے، خوف نہ کر ہم تجھے ایک ہوشیار لڑکے کی بشارت دیتے ہیں ۝

۵۴۔ قَالَ اَبَشَّرْتُمُوْنِیْ عَلٰٓی اَنْ مَّسَّنِیَ

۵۴۔ کیا تم مجھے خوشی سناتے ہو جب کہ مجھ پر بڑھاپا

آنکھوں پر بھی غرور وحسد کے پردے پڑ گئے۔ اُسے گو قرب حاصل تھا۔ مگر پھر بھی محبت سے حجاب ایسے تھے جن کی وجہ سے گمراہ ہوا۔ ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جیسے بیسیوں حجاب ہے۔ اسی طرح فرشتوں اور اللہ کے درمیان بھی بے شمار پردے حائل ہیں۔ جن کی تفصیل کو ہم نہیں جانتے۔ اس لئے شیطان کی گمراہی تعجب خیز نہیں ۔

## خُدا اصل میں غفور و رحیم ہے!

ف ۱

ان دو آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے نہایت وضاحت سے ثابت فرمایا ہے کہ اس کی صفات میں حقیقتاً عفو و مغفرت ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں۔ کہ اس کے بندے ہمیشہ اس کے انعامات سے متمتع ہوں اور اس کی رحمتیں ابدا اس کے بندوں پر چھائی رہیں۔ مگر جب بندے دائرہ عبودیت سے نکل جائیں۔ اور اللہ کے کرم و عفو سے استفادہ نہ کریں۔ تو پھر اس کے غضب میں جوش پیدا ہو جاتا ہے اور اس کا غضب نافرمانوں پر بھڑکتا ہے۔ یہ غصہ اور غضب بھی درحقیقت غفران و رحمت کا نتیجہ ہے۔ جس طرح والدین نالائق بیٹے پر بھی ان کی نالائقی میں بھی شفقت کا ایک رنگ ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ جو والدین سے زیادہ رحیم ہے۔ جب نالائق ہو کر تو اس کی نالائقی میں بھی الوان شفقت کی جھلک ہوتی ہے۔ یہ عجب لطیفہ ہے کہ رحمت کو تو مؤکد ترین انداز میں ذکر فرمایا ہے۔ اَنِّیْٓ ، اَنَا ، وغفور ، و رحیم کی تکرار اور معہ الف لام کے ساتھ تعریف و تخصیص مگر عذاب الیم کو بیان کرنے میں اس قدر تاکیدات کا اظہار نہیں فرمایا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ رحمت کا پہلو بہت غالب ہے۔ اس کا دریائے رحمت جب جوش میں آجائے تو پھر عذاب و ثواب کس قطار و شمار میں؟

**حلِّ لُغات**

غِلٍّ۔ کینہ، خیانت و کدورت۔

سُرُرٍ۔ جمع سریر۔ تخت۔

نَصَبٌ۔ تکان، تھکن، کدّ یا تکلیف۔

وَجِلُوْنَ۔ خوفزدہ۔

الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوْنَ

آچکا، تو کس بات کی خوشی سناتے ہو؟

۵۵- قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِيْنَ ۝

۵۵- کہا ہم تجھے ٹھیک بشارت دیتے ہیں سو تو ناامیدوں میں نہ ہو۔ ف

۵۶- قَالَ وَمَنْ يَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖٓ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ ۝

۵۶- بولا۔ اپنے رب کی رحمت سے گمراہوں کے سوا اور کون ناامید ہوتا ہے۔

۵۷- قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ اَيُّهَا الْمُرْسَلُوْنَ ۝

۵۷- بولا۔ اے رسولو! تمہارا مطلب کیا ہے؟

۵۸- قَالُوْٓا اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمٍ مُّجْرِمِيْنَ ۝

۵۸- بولے۔ ہم گنہگار لوگوں کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

۵۹- اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ اِنَّا لَمُنَجُّوْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝

۵۹- مگر لوط کے گھر والے کہ ہم ان سب کو بچا لیں گے۔

۶۰- اِلَّا امْرَاَتَهٗ قَدَّرْنَآ اِنَّهَا لَمِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝

۶۰- لیکن اس کی عورت کو نہیں کہ ہم نے مقرر کیا ہے کہ وہ پیچھے رہنے والوں میں ہو۔

۶۱- فَلَمَّا جَآءَ اٰلَ لُوْطِ الْمُرْسَلُوْنَ ۝

۶۱- پھر جب رسول لوط کے گھر آئے۔

۶۲- قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ مُّنْكَرُوْنَ ۝

۶۲- بولا۔ تم اوپرے لوگ معلوم ہوتے ہو۔

۶۳- قَالُوْا بَلْ جِئْنٰكَ بِمَا كَانُوْا فِيْهِ

۶۳- بولے نہیں ہم تیرے پاس وہ چیز لے کر آئے ہیں

ف

قرآن حکیم کا یہ مخصوص شیوہ بیان ہے کہ احکام کا ذکر کرتے ہوئے عبر و بصائر کا انبار لگا دیتا ہے۔ اور درمیان میں اقوام و ملل کے قصص بھی بیان کرتا جاتا ہے کہ حالات کا موازنہ ہو سکتا ہے۔ اور قرات میں تنوع و جاذبیت قائم رہے۔ اس سے قبل دعوت رسالت کا ذکر تھا۔ پھر جھٹلانے والوں کے تعصب کو بیان کیا۔ پھر نوع انسانی کو اپنے ابتدائی حالات کی جانب توجہ دلائی۔ تاکہ وہ اپنے اصلی مقام کو پہچانیں۔ اب حضرت ابراہیم کا قصہ اور قوم لوط کے حالات ہیں۔ ابراہیم کے قصہ میں اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ کی تشریح ہے۔ اور قوم لوط کی داستان میں وَاَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْاَلِیْمُ ۔

اتنا ہے کہ حضرت ابراہیم کے پاس جب فرشتے آئے تو انہوں نے سلام عرض کیا۔ حضرت ابراہیم نے جواب دیا۔ مگر ڈرے سے ڈرے۔ خیال یہ تھا کہ کہیں دشمن اور مخالف نہ ہوں۔ انہوں نے کہا۔ آپ ڈریں نہیں۔ ہم آپ کے لئے خوشخبری لائے ہیں۔ اللہ آپ کو ایک لائق بچہ عنایت فرمانے والے ہیں۔ حضرت ابراہیم چونکے اور تعجب سے کہا۔ اس بڑھاپے میں اب اولاد ہوگی؟ فرشتوں نے سمجھا۔ مایوس ہے۔ اس لئے تردیداً اصول پیش کیا۔ ہم جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ حق اور واقعہ ہے۔ آپ مایوس نہ ہوں۔ اللہ ضرور آپ کو ایک بچہ مرحمت فرمائیں گے۔ حضرت ابراہیم نے معاملہ سمجھ لیا۔ اور کہا میں نے رحمت سے مایوسی نہیں کی۔ کیونکہ مایوسی تو گمراہی ہے۔ بلکہ اس لئے کہ عادتاً اس عمر میں اولاد نہیں ہوتی۔ اس کے بعد تشریف آوری کی وجہ پوچھی۔ انہوں نے کہا۔ ہم قوم لوط کے گنہگاروں کی جانب آئے ہیں۔ [illegible] کا پیغام سنائیں۔ اس قصے میں [illegible]

(۱) مہمان جب آئے۔ تو پہلے سلام کرے۔

(۲) مہمان کے متعلق کوئی [illegible]

يَمْتَرُوْنَ ۝

۶۴- وَاَتَيْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۝

۶۵- فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَاتَّبِعْ اَدْبَارَهُمْ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ وَّامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ۝

۶۶- وَقَضَيْنَآ اِلَيْهِ ذٰلِكَ الْاَمْرَ اَنَّ دَابِرَ هٰٓؤُلَآءِ مَقْطُوْعٌ مُّصْبِحِيْنَ ۝

۶۷- وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝

۶۸- قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ ضَيْفِيْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ ۝

۶۹- وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ ۝

۷۰- قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝

۷۱- قَالَ هٰٓؤُلَآءِ بَنٰتِيْٓ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝

جس میں اہلِ شہر شک کرتے تھے (یعنی عذاب) ۝

۶۴- اور ہم تیرے پاس حق بات لائے اور ہم سچے ہیں ۝

۶۵- سو تُو اپنے گھر والوں کو کچھ رات رہے لے نکل اور خود ان کے پیچھے چل اور تم میں کوئی مڑ کر نہ دیکھے اور چلے جاؤ جہاں تم کو حکم ہوا ہے ۝

۶۶- اور لوط کے دل میں ہم نے یہ بات قائم کر دی تھی کہ صبح ہوتے ہی ان لوگوں کی جڑ کاٹی جائے گی ۝ ف

۶۷- اور اہلِ شہر خوشیاں کرتے آئے ۝

۶۸- بولا۔ یہ میرے مہمان ہیں سو مجھے رسوا نہ کرو ۝

۶۹- اور خدا سے ڈرو اور میری آبرو مت کھوؤ ۝

۷۰- بولے کیا ہم نے تجھے جہان کی حمایت سے نہ روکا تھا ۝

۷۱- بولا۔ یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں اگر (نکاح) کرنا چاہو ۝

## قومِ لوط کی ہلاکت!

ف حضرت لوطؑ جس قوم کی جانب مبعوث ہو کر آئے تھے۔ وہ لوگ گو جو صد میفر کے شرفاء تھے۔ یہ فواحش کے ارتکاب میں نہایت دلیر تھے۔ اور اس درجہ پست اور ذلیل قسم کے جذبات کے مالک تھے کہ تسکین نفس کے لئے لڑکوں کو بہ نسبت عورتوں کے پسند کرتے تھے۔ قوم کی قوم اس خبیث مرض میں مبتلا تھی۔ اخلاقی حس مردہ ہو چکی تھی۔ ہر آن شہوت پرستی میں مشغول اور بدمست رہتے ۔

حضرت لوطؑ کو ان کی اصلاح کے لئے بھیجا گیا۔ انہوں نے ہر چند عفت و پاکبازی کی تلقین کی۔ مگر یہ بدبخت کہاں ماننے والے تھے۔ بدمعاشی رگ رگ میں سرایت کر چکی تھی۔ بالآخر اللہ کی غیرت نے فیصلہ کر لیا کہ اس ناپاک قوم کو فنا کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ تاکہ بدمعاشی کے جراثیم دوسری نسلوں تک منتقل نہ ہونے پائیں۔ اور انہیں ان کی بدعملی کی سزا مل جائے۔ چنانچہ اللہ کے فرشتے آئے۔ مگر حضرت لوطؑ نے نہیں پہچانا۔ جب انہوں نے اپنا تعارف کرایا۔ تو حضرت لوطؑ کو معلوم ہوا۔ کہ قوم کی تباہی کا وقت آپہنچا ہے ۔

فرشتوں نے کہا۔ آج ہی رات اپنے اہل و عیال کو لے کر یہاں سے نکل جاؤ۔ کیونکہ یہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ صبح ہوتے ہوتے قوم کو تباہ کر دیا جائے۔ اور ان کی ساری نسل کو برباد کر دیا جائے۔ مزید یہ بھی بتلایا۔ کہ جس وقت جاؤ۔ تو عجلت سے جاؤ۔ پیچھے مڑ کر نہ دیکھنا بلکہ ان لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ کر اس ارض سے جلد تر دور نکل جانے کی کوشش کرو۔ شہر والوں نے جب سنا کہ حضرت لوطؑ کے ہاں نہایت خوبصورت لڑکے مہمان آئے ہیں تو خوش خوش ان کے ہاں آئے اور اپنی خواہش نفس کا اظہار کیا۔ حضرت لوطؑ نے کہا۔ کمبختو! یہ تو دیکھو کہ میرے مہمان ہیں۔ کیا تم میں [illegible] ذرہ بھر بھی شرافت باقی نہیں رہی۔ خدا سے ڈرو۔ اور تم اپنی بدکرداریوں سے مجھے رسوا نہ کرو۔ مگر وہ نصیحت اور پاکبازی کی باتوں کو کہاں سنتے تھے۔ ان کے دل تو خباثت نفس کی وجہ سے سیاہ ہو چکے تھے۔ جو شہوت سے اندھے ہو رہے تھے۔ انہوں نے اصرار کیا۔ حضرت لوطؑ نے [illegible] میری [illegible] بیٹیوں [illegible] سے کہیں بہتر ہیں [illegible]

۷۲- لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ○
۷۳- فَأَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِينَ ○
۷۴- فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ ○
۷۵- إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِلْمُتَوَسِّمِينَ ○
۷۶- وَإِنَّهَا لَبِسَبِيلٍ مُقِيمٍ ○
۷۷- إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ ○
۷۸- وَإِنْ كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَظَالِمِينَ ○
۷۹- فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُبِينٍ ○
۸۰- وَلَقَدْ كَذَّبَ أَصْحَابُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِينَ ○
۸۱- وَآتَيْنَاهُمْ آيَاتِنَا فَكَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ○
۸۲- وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا

۷۲- تیری جان کی قسم وہ اپنی مستی میں مدہوش ہیں ○
۷۳- سو سورج نکلتے وقت انہیں چنگھاڑ نے پکڑ لیا ○
۷۴- پھر ہم نے اس بستی کو اوپر نیچے کر دیا اور ان پر کنکر کی قسم سے پتھر برسائے ○
۷۵- بیشک اس قصہ میں صاحبان عقل کے لئے کھلی نشانیاں ہیں ○
۷۶- اور وہ بستی سیدھی راہ پر ہے (یعنی شاہراہ عام پر) ○
۷۷- البتہ اس میں مومنین کے لئے نشانیاں ہیں ○
۷۸- اور ایکہ والے بھی ظالم تھے (ف۲) ○
۷۹- ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ اور یہ دونوں شہر کھلے راستے پر نظر آتے ہیں راستہ سے شام کی طرف جاتے ہوئے ○
۸۰- اور حجر والوں نے رسولوں کو جھٹلایا (ف۳) ○
۸۱- اور ہم نے انہیں جو (نشان) پہنچائے سو انہوں نے ان سے منہ موڑا ○
۸۲- اور پہاڑوں میں خاطر جمعی سے گھر تراشتے

جذبہ شہوت کی تسکین نہیں کرتے۔ یہ واقعہ اس لئے ذکر کیا ہے کہ ان کے اخلاق تسفل کا آپ کو اندازہ ہو سکے۔ اور آپ جان سکیں کہ کس طرح وہ سامان بدمعاشی کی ٹوہ میں لگے رہتے تھے۔ جہاں کوئی کے لئے کان میں بھنک پڑتی۔ اٹھ دوڑتے۔ ان کی بدمعاشیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ بستی کو تہ و بالا کر دیا گیا۔ اور قوم لوط زمانہ کے لئے عبرت قرار پائی •

## قومی وجود اخلاق سے تعبیر ہے

ف حضرت لوط کے قصہ کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے ذکر کیا ہے تاکہ بدکردار لوگوں کو معلوم ہو کہ بدکرداری کا حشر کیا ہوتا ہے۔ جس قوم میں فواحش پھیل جائیں۔ اور اخلاق و روحانیت کا احساس ختم ہو جائے۔ اس کی ہلاکت قطعی اور یقینی ہے۔ قومیں اپنے مادی ساز و سامان کی وجہ سے زندہ نہیں رہتیں۔ بلکہ ان کا قیام و بقاء درحقیقت اخلاقی قوتوں پر موقوف ہوتا ہے۔ اس لئے یہ تعجب کے لائق حقیقت ہے۔ کہ جو قوم بگڑ چکی ہے۔ جس کی حس اخلاقی مردہ ہو چکی ہے۔ اس کے تن مردہ میں بقاء و حیات کی روح نہیں پھونکی جا سکتی۔ اس کا ہلاک ہو جانا حتمی اور لابدی ہے •

ف۲

اصحاب ایکہ سے مراد حضرت شعیب کی قوم ہے۔ جو جنگلوں میں آباد تھی۔ ان کا اصل مسکن مدین تھا •

ف۳

اصحاب الحجر قوم ثمود کا نام ہے۔ ان کی جانب حضرت صالح مبعوث ہو کر آئے۔ یہ قوم خوشحال تھی۔ پہاڑوں میں رہتی۔ حضرت صالح سے انہیں سخت عناد تھا۔ یہی وجہ ہے۔ باوجود منع کرنے کے انہوں نے حضرت صالح کی اونٹنی کو ذبح کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو ہلاک کر دیا گیا •

دراصل یہ وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے مختلف اوقات میں اللہ کے رسولوں کی مخالفت کی۔ ان کے گناہ حد اعتدال سے تجاوز کر گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فنا کے گھاٹ اتار دیا •

**حل لغات** :- بامام۔ راستہ۔ طریق •

اٰمِنِيْنَ ۝ — تھے ۝

۸۳ - فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُصْبِحِيْنَ ۙ

۸۳ - سو صبح ہوتے ہی انہیں چنگھاڑ نے آ پکڑا

۸۴ - فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

۸۴ - پھر جو کماتے تھے ۔ ان کے کچھ کام نہ آیا ۝

۸۵ - وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۝

۸۵ - اور ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو ٹھیک ٹھیک ف۱ پیدا کیا ہے اور وہ گھڑی ضرور آنے والی ہے سو تو اچھی طرح در گزر کر ۝

۸۶ - اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝

۸۶ - بیشک تیرا رب جو ہے وہی پیدا کرنے والا جاننے والا ہے

۸۷ - وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ۝

۸۷ - اور ہم نے تجھے سبع مثانی (سات چیزیں کہ دہرائی جاتی ہیں یعنی سورۂ فاتحہ) اور قرآن بڑے رتبہ کا دیا ہے ف۲ ۝

۸۸ - لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

۸۸ - ان کافروں کو جن کو کئی طرح کی نعمتوں کے ساتھ ہم نے بہرہ مند کیا ہے تو اے محمدؐ، اپنی آنکھیں ان نعمتوں کی طرف نہ پھاڑ اور ان پر غم نہ کر اور اپنے بازو مومنین کے لیے جھکا ف۳ ۝

**ف۱**

یعنی اس کارگاہ حیات کو کسی مقصد کے ماتحت پیدا کیا گیا ہے اور وہ مقصد انسان کی تکمیل ہے ۔ انسانی جدوجہد کا امتحان ہے ۔ تخریب و ہمہ ز گھڑی کی آزمائش ہے ۔

یہ ناممکن ہے کہ اتنا بڑا کارخانہ چل رہا ہو جس میں لاکھوں طاقتیں کام کر رہی ہیں ۔ اور اس کا کوئی مقصد نہ ہو ۔ انسان کے لیے یہ کافی نہیں کہ وہ کھائے پئے اور مر جائے ۔ بلکہ ضروری ہے کہ وہ دنیا میں اپنے اصل موقف کو معلوم کرے ۔ اپنی اہمیت کو جانے ۔ اور اپنے فرائض محسوس کرے ۔ اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ کس سست رو کا قافلہ اور کس کل کا جزو ہے ۔ وہ کیوں زندہ ہے ۔ اور اس کی زندگی کو کیونکر مفید و دائمی بنایا جا سکتا ہے ۔

**ف۲** سبع مثانی کے متعلق میں اختلاف ہے ۔ بعض کے نزدیک اس سے مقصود فاتحہ ہے ۔ بعض کے نزدیک سات سورتیں ہیں بعض کہتے ہیں اس سے غرض سات مضامین ہیں بعض کہتے ہیں سارا قرآن مقصود ہے ۔ مگر قوی قول یہ ہے کہ اس سے مراد فاتحہ ہے واللہ اعلم ۔

## حضورؐ کی سیرت کے دو پہلو

**ف۳** قرآن حکیم کے جن متعدد احکام میں حضورؐ کو مخاطب کیا گیا ہے، اس کے معنے یہ ہیں کہ حضورؐ کے عمل کی یہ تصویر ہے ۔ اور امت کو ان کے اسوہ کی تلقین کی گئی ہے ۔

اس آیت میں حضورؐ کی سیرت کے دو پہلو بیان کیے گئے ہیں ۔ ایک تو یہ کہ آپ دنیا کے تکلفات پر ریجھے ہوئے نہیں طبیعت میں انتہا درجہ کا استغنا ہے ۔ اور ایک یہ کہ آپ مسلمانوں کے لیے آیۂ رحمت ہیں آپ کے دل میں امت کے لیے شفقت کا بے پناہ جذبہ موجزن ہے ۔

غور فرمائیے حضورؐ دعوت عام دے چکے ہیں ۔ مخالفت کی آگ بھڑک چکی ہے ۔ لوگوں نے ابوطالب سے کہا ۔ اپنے بھتیجے کو سمجھاؤ ۔ ورنہ ہم تم سے بھی تعرض کریں گے ۔ ابوطالب نے جب حضورؐ کو حقیقت حال سے آگاہ کیا آپ نے فرمایا ۔ چچا ! اگر وہ میرے داہنے ہاتھ پر آفتاب اور بائیں ہاتھ پر ماہتاب رکھ دیں ۔ جب بھی میں دعوت توحید سے نہیں رک سکتا ۔ کس قدر حقا ہے ۔ قوم سونے چاندی کے ڈھیر لگا رہی ہے

(باقی برصفحہ ۶۳۶)

حل لغات : [illegible]

۸۹ - وَقُلْ اِنِّیْٓ اَنَا النَّذِیْرُ الْمُبِیْنُ ۝
۹۰ - كَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَى الْمُقْتَسِمِیْنَ ۝
۹۱ - الَّذِیْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِیْنَ ۝
۹۲ - فَوَرَبِّكَ لَنَسْــَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝
۹۳ - عَمَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝
۹۴ - فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ ۝
۹۵ - اِنَّا كَفَیْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِیْنَ ۝
۹۶ - الَّذِیْنَ یَجْعَلُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۚ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ۝
۹۷ - وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ یَضِیْقُ صَدْرُكَ بِمَا یَقُوْلُوْنَ ۝
۹۸ - فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِّنَ

۸۹ - اور کہہ کہ میں تو ڈر سنانے والا ہوں ○
۹۰ - جیسے ہم نے بانٹنے والوں پر ○ ف کتاب نازل کی تھی ○
۹۱ - جنھوں نے قرآن ٹکڑے ٹکڑے کر لیا تھا
۹۲ - سو تیرے رب کی قسم ہم ان سب سے پوچھیں گے ○
۹۳ - جو کام وہ کرتے تھے ○
۹۴ - سو جو تجھے حکم ہوا کھول کر سنادے اور مشرکوں سے منہ موڑ لے ○
۹۵ - ٹھٹھے بازوں کو ہم تیری طرف سے کافی ہیں ○
۹۶ - وہ جو اللہ کے ساتھ اور معبود مقرر کرتے ہیں سو عنقریب انہیں معلوم ہو جائے گا ○
۹۷ - اور ہم جانتے ہیں کہ ان کی باتوں سے تیرا دل تنگ ہوتا ہے ○
۹۸ - سو تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کر اور

(بقیہ حاشیہ)

حسین وجمیل رشتے پیش کئے جاتے ہیں۔ مگر حضور آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ رحمت ورافت کا یہ عالم ہے۔ کہ وہ لوگ جو منافق ہیں۔ آپ کو تکلیفیں پہنچاتے ہیں۔ ان سے ہر طرح اغماض وچشم پوشی کرتے۔ عبداللہ ابن ابی مرتا ہے۔ تو آپ پیراہن مبارک تبرک کے لئے بھیج دیتے ہیں۔

ف

مقتسمین سے مراد کٹنے والوں کا وہ گروہ ہے۔ جو مکے کی پہاڑیوں میں پھیل جاتا تھا۔ اور حضور کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتا تھا۔ جب دیکھتا کہ لوگ حضور کی جانب متوجہ ہو رہے ہیں۔ تو طرح طرح کے الزام تراشتے۔ کبھی کہتے ساحر ہے کبھی کہتے اس کا دماغ خراب ہوگیا ہے۔ مقصد یہ ہے۔ غرض یہ ہوتی کہ کسی طرح سے لوگ حضور سے متنفر ہو جائیں اور حق کی پکار کو نہ سنیں۔

جعلوا القرآن عضین کا مقصد یہ ہے کہ لوگ قرآن کے احترام والے حصوں کو اپنے زعم باطل کے مطابق چھانٹ لیتے۔ اور لوگوں کے سامنے تنگ نظری کے ساتھ نہیں پیش کرتے۔

مگر باوجود ان مکاریوں اور خباثتوں کے اسلام پھیل کر رہا۔ اور ان کی کوششیں بالکل رائیگاں گئیں۔ دنیا نے دیکھ لیا کہ آفتاب نبوت کی کرنیں کس طرح دور دور تک پھیل گئی ہیں اور یہ لوگ کیونکر ناکام رہے۔

## حلِّ لغات

عضین۔ ٹکڑے ٹکڑے، اور حصے حصے۔ اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ قرآن میں ایک خاص نوع کا ربط ہے۔ جب اس ربط سے اسے الگ کر دیا جائے۔ تو وہ پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ اور معنویت ضائع ہو جاتی ہے۔

السّٰجِدِيْنَ ۝ — کرنے والوں میں ہو۔

۹۹- وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ۝
۹۹- اور اپنے رب کی عبادت کیے جاؤ یہاں تک کہ تجھے یقینی امر آجائے۔

## سُوْرَةُ النَّحْلِ مَكِّيَّةٌ — سُورۂ نحل

اٰيَاتُهَا (۱۲۸) — رُكُوْعَاتُهَا (۱۶)

مکی — آیتیں ۱۲۸ — رکوع ۱۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱- اَتٰى اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝
۱- اللہ کا حکم آیا چاہتا ہے سو اس کی جلدی نہ کرو۔ ان کے شرک سے وہ پاک اور بلند ہے ۝ ف۱

۲- يُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ ۝
۲- وہی اپنے حکم سے فرشتوں کو وحی دے کر اپنے بندوں میں سے جس کی طرف چاہتا ہے بھیجتا ہے کہ ڈراؤ، کہ سوائے میرے کوئی معبود نہیں سو مجھ سے ڈرو ۝ ف۲

۳- خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝
۳- اسی نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک پیدا کیا ان کے شریکوں سے (بہت ہی) بلند ہے ۝

## عذاب آ چکا!

ف۱ حضور مخالفین سے کہا کرتے تھے۔ کہ اگر تمہارا کفر و عناد اسی طرح قائم رہا۔ اور نفس کی طغیانیوں میں کوئی فرق پیدا نہ ہوا اور تم بدستور اللہ کی نعمتوں کو ٹھکراتے رہے۔ تو یاد رکھو۔ قانون انتقام برروئے کار آئے گا۔ اور تمہیں بیخ و بن سے اکھاڑ دیا جائے گا۔

وہ لوگ بار بار ازراہ تمسخر کہتے۔ وہ عذاب کہاں ہے؟ کیوں آسمان نہیں ٹوٹ پڑتا۔ اور کیوں زمین نہیں پھٹ جاتی۔ اللہ کی غیرت کیوں جوش میں نہیں آتی؟ اور یہ کیا ہے کہ ہم باوجود نافرمانیوں کے زندہ ہیں؟ کیا اللہ کو ہمارا کفر پسند ہے کیا ہم حق پر ہیں؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں گھبراتے کیوں ہو؟ جلدی نہ کرو، عذاب آ چکا۔ اللہ کے ہاں تمہاری تباہیوں اور بربادیوں کا فیصلہ ہو چکا۔ قضا و قدر نے تمہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دینے کا تہیہ کر لیا۔ اس وقت تک تمہیں مہلت دی گئی تھی۔ تاکہ تم ہوش میں آ جاؤ۔ اور اللہ کی طرف جھک جاؤ۔ اور اب جبکہ تم نے اللہ کی دی ہوئی ڈھیل سے کوئی فائدہ نہیں اٹھایا۔ تمہارا فنا کے گھاٹ اتر جانا یقینی ہے۔

بدر کے میدان میں تم سے انتقام لیا جائے گا۔ موت تمہارے سر پر منڈلا رہی ہے۔ قیامت قریب ہے۔ جب وقت آ گیا بات پوری ہو جائے گی۔ اور تم عذاب میں مبتلا ہو گے اس وقت تمہیں کوئی نہیں بچا سکے گا۔ اور کوئی قوت تمہارے کام نہیں آ سکے گی۔

ف۲ یعنی نبوت اللہ کی بخشش و موہبت ہے۔ اس میں کسب واکتساب کو دخل نہیں یہ اللہ کا دین ہے جسے چاہے دیدے۔ روح سے مراد وحی ہے۔ یا جبرائیل ہے جو حامل وحی ہیں۔ غرض یہ ہے کہ فرشتے جب نبوت کا خلعت لے کر آتے ہیں تو ان کی تلقین یہی ہوتی ہے کہ ایک خدا کے سامنے جھکو۔ ایک اللہ کی عبادت کرو۔ وہ شرک کی تائید کے لئے نہیں آتے۔ غیر اللہ کی پرستش کے لئے وہ نہیں کہتے۔ ان کا نصب العین توحید کی اشاعت اور اطاعت الٰہی ہوتا ہے۔

منزل ۳

٤- خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ○

٤- آدمی کو نطفہ سے پیدا کیا۔ پھر وہ فوراً ہی صریح جھگڑالو ہو گیا ○ ف١

٥- وَالْاَنْعَامَ خَلَقَهَا لَكُمْ فِيْهَا دِفْءٌ وَّمَنَافِعُ وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○

٥- اور تمہارے لیے چار پائے پیدا کیے۔ ان میں تمہارے لیے جاڑے کا کپڑا ہے اور کئی طرح کے فائدے ہیں۔ بعض کو ان میں سے کھاتے ہو ○

٦- وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ ○

٦- اور تمہارے لیے ان میں زینت ہے جب شام کو لاتے اور چرانے جاتے ہو ○ ف٢

٧- وَتَحْمِلُ اَثْقَالَكُمْ اِلٰى بَلَدٍ لَّمْ تَكُوْنُوْا بٰلِغِيْهِ اِلَّا بِشِقِّ الْاَنْفُسِ اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○

٧- اور وہ تمہارا بوجھ اس بستی تک اٹھا لے جاتے ہیں جہاں تم بغیر جان توڑ مشقت کے نہیں پہنچ سکتے تھے ○ بے شک تمہارا رب شفقت کرنے والا مہربان ہے ○

٨- وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ○

٨- اور اس نے گھوڑے اور خچر اور گدھے تمہاری سواری اور زینت کے لیے پیدا کیے اور اب پیدا کرتا رہتا ہے جو تم نہیں جانتے ○

٩- وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا

٩- اور سیدھی راہ جو ہے خدا پر پہنچتی ہے اور بعض

ف١

نطفۃ سے مراد آب منی ہے۔ قرآن حکیم عام طور پر ایسے مقامات میں بہترین الفاظ استعمال کرتا ہے۔ جن سے ذوق سلیم اِبا نہ کرے۔ غرض یہ ہے کہ انسان اپنی حقیقت پر غور کرے اور سوچے کہ کیونکر اللہ تعالے نے۔ پانی کے ایک قطرے سے جیتا جاگتا انسان بنا دیا ہے۔

ف٢

ان آیات میں حیوانات کا ذکر ہے کہ کیونکر اللہ نے ان کو تمہارے لیے مفید بنایا ہے۔ ان میں کس قدر تمہارے لیے منافع ہیں۔

انداز بیان اُن لوگوں کے لیے جو دیہاتی زندگی کی خوبیوں سے آگاہ ہیں۔ نہایت عجیب وجاذب ہے۔

وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ میں اُن بے شمار ایجادات کی جانب اشارہ ہے جو بار برداری اور سواری کے کام آ سکتی ہیں اور جن سے بجائے حیوانات کام لیا جا سکتا ہے۔

نزول قرآن کے وقت یہی گھوڑا، گدھا، اور اونٹ وغیرہ موجود تھے۔ اس لیے ان کے منافع گنائے ہیں مگر چونکہ یہ کتاب تمام زمانوں کے لیے راہنما ہے۔ اس لیے ارشاد فرمایا۔ کچھ ایسے برقی اور غیر برقی حیوانات بھی ہیں جن کو اس وقت تم نہیں جانتے۔ مگر آئندہ زمانے میں وہ ظاہر ہوں گے۔

## حل لغات

خَصِيْمٌ۔ جھگڑالو۔

دِفْءٌ۔ حرارت، گرمی۔

تَسْرَحُوْنَ۔ تسریح کے معنے مطلق مال ڈھور کو چراگاہ میں چھوڑنے کے ہیں۔

جَآئِرٌ ۭ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ○

راہ ٹیڑھی بھی ہے۔ اور اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت کرتا ○ ف

۱۰- هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ○

۱۰- وہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی اُتارا اُس سے تم پیتے ہو اور اس سے درخت ہوتے ہیں۔ جہاں تم جانور چراتے ہو ○

۱۱- يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ○

۱۱- اُس سے تمہارے لئے کھیتی اور زیتون، اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے میوے اُگاتا ہے۔ بے شک فکر کرنے والوں کے لئے اس میں نشانی ہے ○

۱۲- وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۭ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ بِاَمْرِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○

۱۲- اور تمہارے لئے رات اور دن، اور سورج اور چاند کو اس نے مسخر کیا۔ اور ستارے اس کے حکم کے تابع ہیں۔ بے شک اہل عقل کے لئے اس میں نشانیاں ہیں ○

## فلسفۂ اختلاف

ف

یعنی اللہ تعالٰے نے کائنات میں اختلاف رنگ و بو کو قائم رکھا ہے۔ اور اس گلشن حیات میں جو زندگی رکھتی ہے۔ وہ بھی بوقلموں اشجار پر، لیل و نہار میں اختلاف ہے۔ اندھیرے اور اجالے میں اختلاف ہے پھول، پتے، اور کانٹے میں اختلاف۔ آہن و سیم میں اختلاف ہے۔ حقیقت و ملمع میں اختلاف ہے سچ اور جھوٹ میں اختلاف ہے۔ حق و باطل میں اختلاف۔ اللہ نے اس بزم کو انواع و اقسام کے گلوں سے آراستہ کیا ہے ؎

گلہائے رنگا رنگ سے ہے زینت چمن
اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

کچھ وہ ہیں کہ فطرت میں سلامتی ہے۔ حق کے جویا ہیں طبیعت میں غور اور فکر کرنے کا مادہ ہے۔ یہ ہدایت پر ہیں۔ کچھ ایسے ہیں۔ جو مختل ہیں۔ کند ذہن لے کر آئے ہیں۔ جن کے کان حق کی آواز کو نہیں سنتے۔ جو دل کے مقفل ہیں۔ اور معارف الٰہیہ سے محروم ہیں۔ یہ تقسیم خدا کی طرف سے ہے۔ اللہ اگر چاہتا تو سب کو ہدایت دے دیتا۔ مگر اس لئے کہ حق و باطل میں امتیاز ہو سکے۔ اور حق پوری تابانی کے ساتھ چمک سکے۔ باطل کی تاریکی باقی رکھی ہے۔

آیت کا یہی مقصد ہے کہ توفیق اللہ کی جانب سے عطا ہوتی ہے۔ اور بندوں کا کام ہدایت کے لئے سعی و طلب کو جاری رکھنا ہے۔

۱۳- وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّذَّكَّرُوْنَ ○

۱۳- اور جو اس نے تمہارے لئے زمین میں مختلف رنگوں کی چیزیں پھیلائی ہیں۔ بیشک اس میں نصیحت پکڑنے والوں کے لئے نشانی ہے ○ ف۱

۱۴- وَهُوَ الَّذِيْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

۱۴- اور وہی ہے جس نے دریا کو قابو کیا، تاکہ تم اس سے تازہ گوشت (مچھلی) کھاؤ۔ اور اس میں سے زیور (موتی مرجان) نکالو، جسے تم پہنتے ہو اور تو دیکھتا ہے کہ کشتیاں دریا میں پانی کو پھاڑتی ہوئی چلی جاتی ہیں ○ اور تاکہ تم اس کے فضل سے معیشت طلب کرو اور تاکہ تم شکر کرو ○

۱۵- وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○

۱۵- اور اس نے زمین میں پہاڑوں کو اس لئے گاڑا کہ وہ تمہیں لے کر کہیں جھک نہ پڑے اور نہریں اور رستے بنائیں، تاکہ تم راہ پاؤ ○

۱۶- وَعَلٰمٰتٍ ۭ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ○

۱۶- اور بہت سی نشانیاں بنائیں۔ اور وہ ستاروں سے راہ پاتے ہیں ○

ف۱

قرآن چونکہ کتاب فطرت ہے۔ اس لئے وہ عجائب مخلوقات سے استدلال کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے، آسمان کو دیکھو۔ پانی اور بارش کے فوائد پر غور کرو۔ کیونکر کھیت اور باغات ہرے بھرے ہو جاتے ہیں۔ اور کیونکر طرح طرح کے پھل اور اثمار پیدا ہوتے ہیں۔ کیا اس میں غور وفکر کے لئے کوئی سامان موجود نہیں ہے؟

رات اور دن کی ترتیب۔ سورج چاند اور ستاروں کی باقاعدگی۔ ان میں ہماری عقل کے لئے کس قدر سامان ہے۔ اسی طرح اشجار رنگا رنگ میں قدرت کی کس قدر صنعت کاریاں نمایاں ہیں۔ اور باعث تذکیر ونصیحت ہیں۔

قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔ کہ ان سب باتوں کو سوچو اور غور کرو، تو تمہیں عقل اور ذکر کا وافر ذخیرہ ملے گا۔

غرض یہ ہے۔ کہ مسلمان حیوانات، نباتات، اور علم الفضا سب علوم کے ماہر ہوں اور اللہ کا شکر ادا کریں۔ تمام نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں۔ اور صحیح معنوں کے اللہ کے شکر گزار بندے بنیں۔

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۔ سمندر کے ان فوائد سے متعلق ہے۔ جو زمانہ حال میں ظاہر ہوئے۔ کہ سمندر پر قبضہ واستیلاء استعمار کے لئے بہترین ذریعہ ہے۔ افسوس مسلمان شکر کے اس عظیم و وسیع مفہوم اور فلسفے سے آگاہ و واقف نہیں۔

## حل لغات

ذَرَاَ ۔ پیدا کیا۔ ذریت اسی سے مشتق ہے۔

لَحْمًا طَرِيًّا ۔ یعنے مچھلی۔

۱۷- اَفَمَنْ يَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا يَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○

۱۷- تو کیا جو پیدا کرے برابر ہے اُس کے جو کچھ نہ پیدا کرے کیا تم سوچتے نہیں؟ ○

۱۸- وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

۱۸- اور اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرو تو اُنہیں پورا نہ گن سکو گے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○

۱۹- وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ○

۱۹- اور جو تم چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو۔ اللہ جانتا ہے ○

۲۰- وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ○

۲۰- اور جن کو وہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ پیدا نہیں کر سکتے۔ اور آپ پیدا ہوتے ہیں ○ ف۱

۲۱- اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ○

۲۱- مُردہ ہیں جن میں جی نہیں۔ اور اُنہیں معلوم نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے ○

۲۲- اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ

۲۲- تمہارا معبود ایک معبود ہے۔ سو جو آخرت کو نہیں مانتے۔ اُن کے دل انکاری

## بتوں نے کیا پیدا کیا؟ وہ تو اُن کی محتاج ہوتے

ف۱ کہنے والے بُت پرست تھے۔ لات و منات کی پوجا کرتے تھے۔ پتھروں کی پرستش کرتے اور انہیں مستقل خدا جانتے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا ان بُتوں کا کائنات میں کچھ ہے؟ کیا زمین و آسمان میں کسی چیز کو انھوں نے پیدا کیا ہے؟ یا یہ کہ خود مخلوق ہیں۔

اللہ کی نعمتیں بے شمار ہیں۔ ایک ایک سانس جو ہم لیتے ہیں اس کے لئے اللہ کے ہزاروں کارکن سرگرم عمل ہیں۔ عمر بھر اگر اس کی توصیف میں صرف کریں۔ جب بھی اس کی حمد سے عہدہ برآ نہ ہو سکیں۔ وہی تو ہے جس نے ہمیں نعمتِ وجود بخشا ہے۔ اور زندگی عنایت کی ہے۔ ہمیں ضمیر اور عقل سے نوازا ہے گونا گون نعمتیں دی ہیں۔ اور ہمیں اس قابل بنایا ہے کہ دنیا میں مصائب کا مقابلہ کر سکیں۔ ایسے محسن خدا کو چھوڑ کر پتھروں کی پوجا کہاں کی دانشمندی ہے؟ ع

مذکور باطن ہوا سے یہ سخن خدا تو چشم تیز دا کر
خدا کا بندہ بتوں کو سجدہ، خدا خدا کر خدا خدا کر

کہنے والوں سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کچھ تو سوچو، اور غور کرو تم کہاں تک حق کی بجائے ہو۔ یہ بت جو نعمت حیات سے محروم ہیں۔ مردہ ہیں۔ یہ تمہاری ضروریات کو کیونکر پورا کر سکتے ہیں اور کس طرح سے تمہیں زندگی بخش سکتے ہیں؟ ع

کل کے تراشے ہوئے بت آج خدا بنتے ہیں۔

عجیب بات یہ ہے کہ باوجود اس فضیلت کے جو عقیدۂ توحید میں موجود ہے۔ لوگ زیادہ تر شرک ہی کی جانب مائل ہیں حالانکہ عقل کا تقاضا یہی ہے کہ تمام لوگ ایک اللہ کی چوکھٹ پر جبہ سائی کریں۔

## حلِ لغت

اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۔ بے جان لاشیں۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں۔ بتوں کے متعلق ہیں۔

مُنْكِرَةٌ وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝

ہیں ۔ اور وہ سرکش ہیں ۝ ف۱

۲۳- لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ۝

۲۳- بلاشک ٹھیک ہے کہ خدا کو معلوم ہے جو وہ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں ۔ بیشک وہ سرکشوں کو پسند نہیں کرتا ۝

۲۴- وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ مَّاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ۙ قَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

۲۴- اور جب اُنہیں کہا جاتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا نازل کیا ہے تو کہتے ہیں کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں ۝

۲۵- لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝

۲۵- تاکہ قیامت کے دن اپنے پورے بوجھ اور جنہیں بے علمی سے گمراہ کیا اُن کے بوجھوں میں سے بھی کچھ بوجھ اٹھائیں سنتا ہے برا بوجھ ہے جو اٹھاتے ہیں ۝

۲۶- قَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ مِّنَ الْقَوَاعِدِ فَخَرَّ عَلَيْهِمُ السَّقْفُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ

۲۶- اُن کے اگلوں نے مکر کیا تھا (یعنی نمرود نے) سو اُن کی عمارتوں پر بنیادوں کی طرف سے اللہ کا عذاب آیا ۔ پھر اُن کے اوپر سے اُن پر چھت گر پڑی ۔ اور اُن پر اِدھر سے عذاب آیا

ف۱

آخرت کے عقیدہ کو اسلام نے نہایت اہمیت کے ساتھ پیش کیا ہے ۔ کیونکہ جب تک تعلیم مکافات پر یقین نہ ہو ۔ اور جزا و سزا کو نہ مانتا ہو ۔ ناممکن ہے کہ اخلاق و عادات کی درستی ہو سکے ۔ بلکہ جب آخرت کا ڈر دل سے اُٹھ جاتا ہو تو دلوں میں انکار و تمرد پیدا ہو جاتا ہے ۔ کیونکہ جب زندگی یہیں تک محدود ۔ قیامت ، حشر نشر سب افسانہ ہے ۔ اگر جزا بدی اور مکافات عمل کا مسئلہ غلط ہے ۔ اور مرنے کے بعد جی اُٹھنا محال ہے ۔ تو شرافت اور نیکی کی کیا ضرورت ہے ؟ جب ظالم اور مظلوم دونوں کے لئے ابدی فنا ہے ۔ تو پھر کوئی شخص ظلم سے کیوں باز آئے اور کرم ، مروت ، انصاف اور حسن سلوک کی کیا حاجت ہو گی اور انسان کیوں نہ انتہا درجہ کا خود غرض اور طماع بن جائے ؟

آیت کا یہی مقصد ہے ۔ کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ۔ اُن کے دلوں میں انکار و کبر پیدا ہو جاتا ہے ۔ وہ خود غرض ہو جاتے ہیں ۔ کیونکہ ایسے بلند نصب العین کا انکار گویا لاشعور کا اقرار و اعتراف ہے ۔

## حلِّ لغات

اَسَاطِيْرُ ۔ جمع اسطورہ ۔ کہانی ، قصہ ۔

اَوْزَارَهُمْ ۔ اوزار ۔ وزر کی جمع ہے بمعنے بارگراں ۔ وبمعنے گناہ ۔

مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝

۲۷- ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَ يَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَآقُّوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَ السُّوْٓءَ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝

۲۸- الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۪ فَاَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوْٓءٍ ؕ بَلٰٓى اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

۲۹- فَادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ فَلَبِئْسَ

جہاں کی اُنھیں خبر نہ تھی ۝ ف

۲۷- پھر اللہ اُنھیں قیامت کے دن رُسوا کریگا اور کہے گا ۔ وہ میرے شریک کہاں ہیں جن کے بارہ میں تم جھگڑا کرتے تھے ۔ وہ جنھیں علم ملا تھا، کہیں گے آج رُسوائی اور بُرائی کافروں پر ہے ۝

۲۸- وہ جن کی رُوح فرشتے اُس وقت قبض کرتے تھے کہ جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر رہے تھے پھر وہ اطاعت کا پیغام ڈالیں گے کہ ہم کچھ بُرائی نہ کرتے تھے کیوں نہیں ؟ اللہ جانتا ہے جو تم کرتے تھے ۝ ف۲

۲۹- سو جہنم کے دروازوں میں داخل ہو، ہمیشہ وہاں رہو ۔ سو سرکشوں کا

## چاہ کن را چاہ درپیش !

ف پہلے لوگوں کے حالات بیان فرمائے ہیں کہ انکار و تمرد کی عادت پُرانی ہیں ۔ ابتداء سے بعض بدبخت ایسے موجود رہے ہیں جنھوں نے کفر و عناد سے جتھہ دار قرار پایا ہے ۔ اور حق کے خلاف سازشیں کی اور شمع ہدایت کو گل کرنے کی سعی کی ہے ۔ گلشن حق و صداقت کی بربادی کے منصوبے باندھے ہیں ۔ مگر اللہ نے انھیں کے دام میں انھیں گرفتار کیا ہے ۔ جس طرح سے اُنھوں نے حق پرستوں کے خلاف ارادہ کا اظہار کیا ہے ۔ اسی طرح سے اللہ نے اُن کو بربادی کی راہیں دکھائی ہیں ۔

اس آیت میں تمثیل کے ذریعے اس حقیقت کو سمجھایا ہے کہ فرض کرو کہ ایک شخص نے ایک بڑا قلعہ طیار کیا ہے ۔ تاکہ اس کے ذریعے حق پرستوں کی مخالفت کرے ۔ اس کو شکست دے ۔ اللہ تعالیٰ کی تدبیر یہ ہے ۔ کہ وہی قلعہ اُن کے لئے بربادی کا سامان بن جائے قلعہ کی چھت گر جائے ۔ دیواریں اپنی جگہ سے آ رہیں ۔ اس شکست میں بھی حصار حفاظت اُن کے لئے مصیبت و عذاب کی شکل اختیار کرلے ۔

فَاَتَى اللّٰهُ بُنْيَانَهُمْ ۔ ہلاکت سے تعبیر ہے ۔ ورنہ اللہ کے لئے آنا جانا کے الفاظ بے معنی ہیں ۔

بعض مفسرین کی رائے میں اس آیت میں ایک خاص واقعہ کی طرف اشارہ ہے ۔ اس میں اختلاف ہے کہ وہ کون ہے ۔ اس آیت میں جس کی بربادی کا ذکر ہے ۔ بعض کے نزدیک نمرود ہے جس نے ایک نہایت اونچا اور بلند محل طیار کیا تھا ۔ تاکہ اللہ سے جنگ کرے بعض کی رائے میں بخت نصر ہے ۔ بعض کے خیال میں کوئی قبطی فرمانروا ہے ۔ بہرحال آیت میں عموم ہے ۔ اور کسی خاص واقعہ کی تاویل کے لئے ضرورت نہیں ۔

ف۲ موت کے فرشتے کئی ہیں ۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے ملک الموت حضرت عزرائیل کا مخصوص نام ہے ۔ جو موت کے عملہ کا اعلیٰ افسر ہے ۔

دُنیا میں جس قدر حادثے ہوتے ہیں ۔ اُن کے دقائق پر نظر

مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ○

کیا بُرا ٹھکانا ہے ○

۳۰۔ وَ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا مَاذَآ اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوْا خَيْرًا ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَ لَدَارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ ؕ وَ لَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِيْنَ ○

۳۰۔ اور پرہیزگاروں سے کہا گیا کہ تمہارے رب نے (محمدؐ پر) کیا نازل کیا ہے بولے نیک بات جنہوں نے اس دُنیا میں بھلائی کی۔ اُن کے لئے بھلائی ہے اور آخرت کا گھر اچھا ہے۔ اور متقیوں کا گھر کیا خوب ہے ○

۳۱۔ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ ؕ كَذٰلِكَ يَجْزِي اللّٰهُ الْمُتَّقِيْنَ ○

۳۱۔ رہنے کے باغ ہیں، جن میں وہ داخل ہوں گے اُن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ جو چاہیں اِن میں اُن کے لئے ہے۔ اللہ ایسا بدلہ متقیوں کو دیتا ہے ○

۳۲۔ الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ ۙ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

۳۲۔ جن کی جانیں پاکیزہ حالت میں فرشتے نکالتے ہیں۔ کہتے ہیں سلام علیکم۔ تم اپنے اعمال کے بدلے میں بہشت میں جاؤ ○ ف۱

اسباب دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جو مادی ہوتے ہیں اور دوسرے وہ جن کا تعلق فوق العادۃ قوتوں اور طاقتوں سے ہوتا ہے یہ دوسری قسم کے اسباب ملائکہ ہیں۔ جو مادی اسباب پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ چنانچہ موت کے لئے کچھ اسباب ظاہری ہیں۔ جنہیں امراض کہتے ہیں۔ کچھ باطنی اسباب ہیں۔ یہ فرشتے ہیں۔ مادیوں کے نزدیک امراض ہی ملائکہ موت ہیں۔

## فرشتے رُوح کا استقبال کرتے ہیں!

ف۱

جس طرح ولادت کے وقت بچے کا استقبال کرنے کے لئے عزیز و اقربا موجود ہوتے ہیں۔ سہولتیں بہم پہنچانے کے لئے قابلہ اور نرسیں ہوتی ہیں۔ اور بچہ اگر خوبصورت اور تندرست ہو۔ تو مبارک سلامت کی آوازیں بلند ہوتی ہیں، اور اگر بدصورت یا بیمار پیدا ہو۔ تو سب کو انقباض ہوتا ہے اسی طرح جب انسان دُنیا سے رخصت ہوتا ہے تو دوسرے عالم میں فرشتے استقبال کے لئے موجود ہوتے ہیں اگر روح نیک اور صالح ہو۔ تو فرشتے مرحبا کہتے ہوئے خوشی اور مسرت سے اسے ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں۔ اور ملاء اعلیٰ سے شادیانے بجتے ہیں۔ اور اگر بد اور مکروہ ہو۔ تو روحانی تعفن کی وجہ سے فرشتے بھی منقبض ہوتے ہیں۔ آیت تخاطب ارواح کے تذکرے نے اس چیز کو خوب واضح کر دیا ہے۔ کہ آخرت میں بھی روح کے خیر مقدم میں کوئی شک نہیں۔ جدید انکشافات روحانی، قرآنی نظریات کی تائید کر رہے ہیں۔

## حلِّ لُغات

مَثْوٰی۔ ٹھکانا۔

۳۳- هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِيَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ○

۳۴- فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ○

۳۵- وَقَالَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَاۗءَ اللّٰهُ مَا عَبَدْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَآ اٰبَاۗؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ فَعَلَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ فَهَلْ عَلَي الرُّسُلِ

۳۳- کافر کس انتظار میں ہیں۔ کیا اسی بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ اُن کے پاس فرشتے آئیں یا تیرے رب کا حکم (عذاب) آ پہنچے۔ ایسے ہی اُن کے اگلوں نے کیا اور اللہ نے اُن پر ظلم نہیں کیا۔ لیکن وُہ اپنی جانوں پر آپ ظلم کرتے تھے ○ ف۱

۳۴- پھر اُن کے اعمال کی بُرائی اُن پر آئی۔ اور اُن کی ٹھٹھے بازی نے اُن کو گھیر لیا ○

۳۵- اور مُشرکوں نے کہا کہ اگر خُدا چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادے اس کے سوا کسی کو نہ پوجتے۔ اور ہم بغیر حکم اُس کے کسی شے کو حرام نہ ٹھہراتے۔ ایسے ہی اُن سے اگلوں نے کیا تھا۔ سو رسُولوں پر صرف کھول کر پیغام

ف۱

آیت کے دو مقصد ہو سکتے ہیں۔ یا تو یہ کہ وہ لوگ فرشتوں کو آدمیوں کے رُوبرو نازل ہونے کو حضورؐ کے صدق کا معیار قرار دیتے تھے اور کہتے تھے۔ کہ اگر آپ حق پر ہیں۔ اور واقعی فرشتے آپ پر نازل ہوتے ہیں۔ تو ہم بھی دیکھیں کہ کیونکر فرشتے نازل ہوتے ہیں؟

قرآن کہتا ہے کہ یہ فرشتوں کے نزول کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور حق کو ماننے کے لئے تیار نہیں اور یا آیت کا مقصد ہے۔ کہ یہ لوگ عذاب کے فرشتوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہمارے کن گناہوں کی وجہ سے فرشتے نازل ہوں اور ہماری بستیوں کو اُلٹ دیں۔ کیونکہ حضورؐ فرماتے تھے کہ اگر تم حق کا انکار کرو گے۔ اور تمہارے انکار و تمرد کا یہی عالم رہا۔ تو یاد رکھو۔ تمہاری ہلاکت قریب ہے۔ اس مُغالطہ کی بنا پر وہ لوگ ازراہ تمسخر عذاب طلب کرتے تھے۔ اور کہتے تھے اگر ہم سچائی پر نہیں ہیں۔ اور آپ اللہ کی جانب سے رسُول ہیں۔ تو پھر کیوں اللہ کا غضب نہیں بھڑکتا۔ اور ہم کیوں فنا نہیں ہوتے ٭

## حلِّ لُغات

اَمْرُ رَبِّكَ۔ اللہ کا حکم۔ یعنی عذاب ٭

فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا۔ یعنی ان کے اعمال بد ہی ان کے لئے اسباب عذاب بن گئے ٭

اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝

۳۶ - وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللّٰهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَیْهِ الضَّلٰلَةُ ؕ فَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ ۝

۳۷ - اِنْ تَحْرِصْ عَلٰی هُدٰىهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ یُّضِلُّ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝

۳۸ - وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ ۙ لَا یَبْعَثُ اللّٰهُ مَنْ یَّمُوْتُ ؕ بَلٰی وَعْدًا عَلَیْهِ حَقًّا وَّلٰكِنَّ

پہنچانا ہے ۝ ف۱

۳۶ - اور ہر اُمت میں ہم نے ایک رسُول بھیجا ہے کہ اللہ کی عبادت کرو، اور طاغوت سے بچے رہو پھر اُن میں سے کسی کو اللہ نے ہدایت کی اور کسی پر گمراہی قائم ہو گئی۔ سو زمین میں سیر کرو۔ پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہُوا ۝

۳۷ - اگر تُو اُن کی ہدایت پر للچائے (تو کیا کر سکتا ہے) جسے اللہ گمراہ کرے اُسے وہ ہدایت نہیں کرتا اور اُن کا مددگار کوئی نہیں ۝ ف۲

۳۸ - اُنھوں نے اپنی پکی قسموں سے خدا کی قسم کھائی ہے۔ کہ جو مر گیا۔ خدا اُسے نہ اُٹھائے گا، کیوں نہیں۔ اس پر سچا وعدہ ہے لیکن

## کیا ہم مجبور ہیں؟

ف۱ مشرکین کو ایک شبہ یہ تھا۔ کہ نبوت کی ضرورت ہی کیا ہے جبکہ ہم سب معصیت پر مجبور ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے کہ ہم شرک کی آلودگیوں میں مبتلا نہ ہوں۔ اور اپنی مرضی سے چیزوں کو حلال و حرام نہ ٹھہرائیں۔ تو بھلا یہ کب ہو سکتا تھا۔ کہ ہم شرک کا ارتکاب کرتے۔ اللہ نہ چاہے اور ہم کریں۔ یہ کیونکر ممکن ہے؟ گویا مسئلہ جبر کو ان لوگوں نے بربنائے جہالت انکار کا سبب بنایا۔ اس شبہ کو اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات میں ذکر فرمایا ہے سُورۂ انعام میں ہے۔ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا یعنی اگر ہم مشرک ہیں۔ تو معاذ اللہ یہ اللہ کا قصور ہے۔ وہ ہمیں موحد پیدا کرتا۔ اس نے کیوں ہمیں سمجھ بُوجھ دی۔ کیوں توفیق دی کہ ہدایت کو قبول کریں۔ اور ضلالت کو چھوڑ دیں ٭

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا ہے۔ کہ انبیاء کا کام تم تک کو حق پہنچا دینا ہے۔ ماننا یا نہ ماننا تمہارے اختیار میں ہے۔ اللہ نے تمہیں مجبور پیدا نہیں کیا۔ بلکہ بڑی حد تک مختار پیدا کیا ہے جبھی تو انبیاء اور رسُول بھیجے ہیں۔ تاکہ تم کو گمراہی کے گڑھے سے نکالیں۔ اور ہدایت کے بلند بام پر لا بٹھائیں۔ اللہ چاہتا تو یہی ہے کہ تم سب کے سب رشد و ہدایت کی رسی کو مضبوط پکڑ لو۔ اس نے تمہیں آزاد پیدا کیا۔ اور اختیار دیا ہے کہ اس کی دعوت کو قبول کرو۔ یا نہ کرو۔ البتہ بعض حالات میں انسان مجبور بھی ہوتا ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں کہ وہ سب باتوں میں مجبور ہوتا ہے۔ اللہ کی گرفت اُس حد تک ہے۔ جہاں تک اختیار کا تعلق ہے۔ پس یہ اعتراض کسی صورت سے درست نہیں ہو سکتا ٭

ف۲ اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ پیغمبران خدا انسانوں کی ہدایت کے لئے کس درجہ بے قرار ہوتے ہیں۔ ان کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ سب لوگ ہدایت کو قبول کر لیں۔ اور اللہ کی آغوش رحمت میں آ جائیں۔ وہ دن رات شفقت انسانی کی وجہ سے بے چین رہتے ہیں۔ انہیں گمراہی اور ضلالت (بقایا فی برنت)

أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ○

اکثر آدمی نہیں جانتے ○

۳۹ - لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُونَ فِيهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كَاذِبِينَ ○

۳۹ - وہ اس لئے اٹھائے گا کہ جس بات میں جھگڑتے تھے اُن کے لئے ظاہر کرے اور تاکہ کافر جان لیں کہ بیشک وہ جھوٹے تھے ○

۴۰ - إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ○

۴۰ - جب ہم کسی شئے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کے لئے ہمارا فرمان یہی کہنا ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے ○

ع ۱۰

۴۱ - وَالَّذِينَ هَاجَرُوا فِي اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوا لَنُبَوِّئَنَّهُمْ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ○

۴۱ - اور جنہوں نے ظلم سہنے کے بعد اللہ کے لئے گھر چھوڑا ہم اُنہیں دُنیا میں اچھا ٹھکانا دیں گے - اور آخرت کا ثواب تو بہت بڑا ہے - اگر وہ جانیں ○ ف ۱

۴۲ - الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ○

۴۲ - جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسا رکھتے ہیں ○

۴۳ - وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا

۴۳ - اور تجھ سے پہلے بھی ہم نے آدمی ہی بھیجے

کی وجہ سے نوعی تکلیف ہوتی ہے - اور اُن کے دن اطمان کی راتیں کرب و اضطراب میں گزرتی ہیں - نوع انسانی کی ہمدردی کے لئے وہ اپنے شکم اور چین کو برباد کر لیتے ہیں - اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب فطرتی تقسیم یہ ہے - کہ ایک طبقہ طاغوت کا طالب بنے حق کو عمداً ترک کر دے - راہ صواب سے ہٹ جائے - تو پھر آپ کی ہمدردی بے سود ہے - جو شخص گمراہی پر اصرار کرے اور وحدانیت کی صدائے حق کو نہ مانے - تو آپ ہی خیال کیجئے کہ آپ کیونکر اس کو متاثر کر سکیں گے - جو کان بند کر لے - کیا وہ آواز سن سکتا ہے ؟ جو ناک بند کر لے کیا خوشبو اس کے دماغ کو معطر کر سکتی ہے ؟

اگر آپ کا جواب یہ ہے - کہ ایسا نہیں ہو سکتا - تو پھر جو سچائی کی آواز نہ سننا چاہے - آپ کیونکر اپنی آواز کو اس تک پہنچا سکیں گے جو اسلامی برکات و فیوض سے محروم رہنا چاہتا ہے اس کے لئے توفیق ہدایت اسے نہیں ملے گی ۔

لہذا حضورؐ کو ارشاد ہوتا ہے کہ آپ ایسے بدبختوں کے لئے اپنا جی تھوڑا نہ کریں ۔

## ضمیر و قلب کی مظلومیت ناقابلِ برداشت ہے!

ف ۱ یہ آیت حضرت صہیبؓ ، بلالؓ ، عمارؓ ، خبابؓ ، عابسؓ اور جبیرؓ کے حق میں نازل ہوئی - بات یہ تھی - کہ والوں نے اسلام قبول کرنے پر ان لوگوں کو بہت سخت سزائیں دیں - بلالؓ کی پیٹھ پر دہکتے ہوئے کوئلے رکھتے - حضرت عمارؓ کی تکلیفوں کو دیکھ کر حضورؐ نے فرمایا صبر یا آل یاسر - صہیبؓ نے اپنی ساری جائداد دے دی - جب جا کر شدائد سے رہائی حاصل کی ۔

جب ان لوگوں پر حد سے زیادہ سختیاں ہونے لگیں - اور مسلمان مظلومیت کی زندگی بسر کرنے لگے - اس وقت یہ آیت نازل ہوئی کہ لوگ مکہ چھوڑ دیں - اور اپنے لئے کوئی وطن اختیار کر لیں کیونکہ اسلام میں ضمیر کی مظلومیت و مجبوری ناقابلِ برداشت ہے مسلمان ہر طرح کی آزمائش کو جھیل سکتا ہے - ہر تکلیف کو برداشت کر سکتا ہے - مگر ضمیر و قلب کی مجبوریاں ناقابلِ احتمال ہیں (دیکھئے صفحہ ۶۵۲)

رِجَالًا نُّوحِيٓ إِلَيۡهِمۡۚ فَسۡـَٔلُوٓاْ أَهۡلَ ٱلذِّكۡرِ إِن كُنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ ۝

۴۴۔ بِٱلۡبَيِّنَٰتِ وَٱلزُّبُرِۗ وَأَنزَلۡنَآ إِلَيۡكَ ٱلذِّكۡرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيۡهِمۡ وَلَعَلَّهُمۡ يَتَفَكَّرُونَ ۝

۴۵۔ أَفَأَمِنَ ٱلَّذِينَ مَكَرُواْ ٱلسَّيِّـَٔاتِ أَن يَخۡسِفَ ٱللَّهُ بِهِمُ ٱلۡأَرۡضَ أَوۡ يَأۡتِيَهُمُ ٱلۡعَذَابُ مِنۡ حَيۡثُ لَا يَشۡعُرُونَ ۝

۴۶۔ أَوۡ يَأۡخُذَهُمۡ فِي تَقَلُّبِهِمۡ فَمَا هُم بِمُعۡجِزِينَ ۝

۴۷۔ أَوۡ يَأۡخُذَهُمۡ عَلَىٰ تَخَوُّفٖ

تھے ان کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ سو اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر (یعنی اہل کتاب) سے پوچھ لو ۝ ف

۴۴۔ انہیں ہم نے دلائل اور کتابوں کے ساتھ بھیجا اور ہم نے تیری طرف ذکر (قرآن) اتارا۔ تاکہ تو لوگوں کے لئے جو ان کی طرف نازل ہوا ہے بیان کرے تاکہ وہ غور کریں ۝

۴۵۔ سو جو لوگ بدی کے منصوبے (محمدؐ کی نسبت) کرتے ہیں کیا وہ اس سے نڈر ہو گئے ہیں کہ اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے۔ یا جدھر سے ان کو معلوم بھی نہ ہو ان پر عذاب آجائے ؟ ۝

۴۶۔ یا اللہ انہیں چلتے پھرتے دم تکا پکڑ لے سو وہ نہ تھکا سکیں گے ۝

۴۷۔ یا ان کو بعد ڈرانے کے پکڑ لے،

یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ کوئی مسلمان اظہار حق سے باز آجائے۔

آیت کا مقصد یہ ہے۔ کہ وہ شخص جو اللہ کے لیے اپنی عزیز وطن کو چھوڑ دے گا۔ محض دین کے لیے وطن عزیز کو ترک کرے گا اور ہجرت کے لیے دل سے مصیبتیں قبول کرے گا۔ اللہ اس کے ایثار کو ضائع نہیں کرے گا۔ اسے اجر دے گا۔ اس کی دنیا سنوار دے گا۔ اور آخرت میں اس کے لیے اجر عظیم مستزاد ہوگا۔

یہ بات دیکھنے اور سمجھنے کی ہے۔ کہ صحابہؓ نے جب مکہ چھوڑ دیا۔ اور مدینہ کو وطن بنا لیا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے انہیں کس درجہ عظیم الشان زندگی عنایت کی۔ وہ لوگ جو گھروں کو چھوڑ گئے تھے۔ ملکوں اور قوموں کے وارث ہوئے۔ اور پھر مکہ میں جو داخل ہوئے ہیں۔ تو فاتحانہ انداز میں۔ حق یہ ہے کہ جو لوگ رب کریم پر بھروسہ کرتے ہیں۔ اللہ انہیں ضرور اپنی گرانقدر رحمتوں سے مشرف فرماتا ہے۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

ف

مکے والوں کا خیال تھا۔ کہ انبیاء کو فوق البشر ہونا چاہئے۔ انسان اس قابل نہیں کہ نبوت کے منصب کو زیب تن کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بار بار اس اعتراض کی تردید کی ہے اور فرمایا ہے کہ انبیاء ہمیشہ بشر اور انسان ہوتے رہے ہیں چنانچہ اس آیت کا مقصد بھی یہی ہے۔ کہ تاریخ رشد و ہدایت میں ہمیشہ انسانی لباس میں آتے رہے ہیں۔ اہل کتاب سے پوچھو دلائل و براہین کی روشنی میں غور کرو۔ تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اس حقیقت میں کس قدر صداقت ہے۔

لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ سے معلوم ہوا۔ کہ تفصیلات کو رسول تک پہنچانا ضروری ہے۔ اور تفصیلات کا پہنچانا حضورؐ کے فرائض منصبی ہے۔ قرآن احکام کلی کو بیان کرتا ہے اور رسول اکرمؐ کی تفصیلات کو

## حل لغات

رِجَالًا۔ یعنی انسان • أَهۡلَ ٱلذِّكۡرِ۔ اہل کتاب، اصحاب فہم بصیرت • وَٱلزُّبُرِ۔ دلائل و کتابیں۔

فَإِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ○

سو تمہارا رب بڑا ہی شفقت کرنے والا مہربان ہے

۴۸ - أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا خَلَقَ اللَّهُ مِن شَيْءٍ يَتَفَيَّأُ ظِلَالُهُ عَنِ الْيَمِينِ وَالشَّمَائِلِ سُجَّدًا لِّلَّهِ وَهُمْ دَاخِرُونَ ○

۴۸ - کیا اُنھوں نے نہ دیکھا کہ جو شے اللہ نے بنائی ہے۔ اُن کے سائے داہنے اور بائیں سے اللہ کو سجدہ کرتے ہوئے ڈھلتے ہیں۔ اور وہ عاجزی کرتے ہیں ○ ف۱

۴۹ - وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِن دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ○

۴۹ - اور جو آسمانوں میں ہے اور جو جاندار زمین میں ہے اور فرشتے اللہ کو سجدہ کرتے ہیں اور وہ تکبّر نہیں کرتے ○

۵۰ - يَخَافُونَ رَبَّهُم مِّن فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ○

۵۰ - اپنے اُوپر سے اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں۔ اور جو حکم پاتے ہیں سو ہی کرتے ہیں ○

۵۱ - وَقَالَ اللَّهُ لَا تَتَّخِذُوا إِلَٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۖ إِنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ ○

۵۱ - اور اللہ نے کہا ہے، کہ دو معبود نہ ٹھہراؤ۔ وہ معبود ایک (ہی) ہے۔ سو مجھی سے ڈرو ○ ف۲

### ف۱

اس آیت میں اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ کہ جُز و فلک کائنات کی ہر چیز فطرت کے قوانین کی تابع ہے۔ آفتاب سے لے کر ذرّہ تک۔ اور فلک سے لے کر ہر قسم کے جو اجرام تک سب اطاعت کا دم بھرتے ہیں یعنی قدرت کی جانب سے جو فرائض ان پر عائد کئے گئے ہیں۔ وہ ان کو پورا کرتے ہیں۔ بجز حضرت انسان کے کہ اللہ کی نافرمانی میں سرگرم ہے پہاڑ اپنی جگہ پر قائم ہیں۔ چاند، سورج روزانہ خدا کے حکم کے تحت طلوع و غروب کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ کائنات کا حقیر سے حقیر ذرہ اپنے وظائف حیات ادا کر رہا ہے۔ یہی قرآن کی اصطلاح میں سجدہ ہے۔ یہ انسان کی بدقسمتی ہے کہ وُہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس نہیں کرتا۔ اور مذہب کی جانب سے جو فرائض اس پر عائد کئے گئے۔ ان کو پورا کرنے میں کوتاہی کا اظہار کرتا ہے

## ثنویّت کا عقیدہ غلط ہے!

### ف۲

اسلام توحید کا دین ہے۔ وُہ کہتا ہے جب ساری کائنات اللہ کی مطیع ہے۔ تو پھر کیونکر دو خداؤں کا تخیل ممکن ہو سکتا ہے۔ ثنویت کا عقیدہ اہل اوّل ایران سے نکلا ہے۔ ان کے نزدیک کائنات میں دو قسم کے عناصر ہیں۔ شر اور خیر۔ شر کا خدا اہرمن ہے۔ خیر کا یزدان۔ قرآن اس ثنویت کا منکر ہے۔ وہ کہتا ہے صرف ایک خدا کا وجود عقلاً ممکن ہے۔ کیونکہ کائنات میں ایک۔ قانون ایک ارادہ اور ایک مشیت کارفرما ہے۔ کائنات کے مظاہر میں اختلاف و ثنویت نہیں۔ لہٰذا دو خداؤں کا وجود عقل و بصیرت کی رُو سے صحیح نہیں ●

دُنیا میں اگر دو خدا ہوں۔ یا زیادہ تو پھر لازم آئے گا کہ وہ اپنے مختلف ارادے دُنیا میں کام کر رہے ہیں۔ اور اس صورت میں دُنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ کائنات کے نظام میں یک رنگی، وحدت اور یکسانی ہے۔ ہر چیز کے لئے ایک وقت اور کیفیت مقرر ہے۔ جس میں خلاف

باقی بر صفحہ ۶۵۰

۵۲۔ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا ۚ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَتَّقُوْنَ ۝

۵۳۔ وَمَا بِكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْــَٔرُوْنَ ۝

۵۴۔ ثُمَّ اِذَا كَشَفَ الضُّرَّ عَنْكُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْكُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ۝

۵۵۔ لِيَكْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ فَتَمَتَّعُوْا ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۝

۵۶۔ وَيَجْعَلُوْنَ لِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ نَصِيْبًا مِّمَّا رَزَقْنٰهُمْ ۚ تَاللّٰهِ لَتُسْـَٔلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ۝

۵۲۔ اور جو آسمانوں اور زمین میں ہے اُسی کا ہے اور اُسی کی عبادت لازم ہے۔ سو کیا تم غیرِ خدا سے ڈرتے ہو؟ ۝ ف۱

۵۳۔ اور جو نعمت تم پاس ہے سو اللہ کی طرف سے ہے پھر جب سختی تم پر آجاتی ہے، تو تم اُسی کی طرف چلّاتے ہو ۝

۵۴۔ پھر جب وہ تم سے سختی دُور کر دیتا ہے تو تم میں سے فوراً ہی ایک فرقہ اپنے رب کے ساتھ شریک بنانے لگتا ہے ۝

۵۵۔ تاکہ ہمارے دیئے ہوئے پر ناشکری کریں سو تم فائدہ اٹھالو۔ آخر معلوم کرو گے ۝

۵۶۔ اور ہماری ہی دی ہوئی روزی میں اُن کے لئے جنہیں نہیں جانتے حصّہ تجویز کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم جو تم جھوٹ باندھتے تھے اُس کی بابت تم سے ضرور پوچھا جائے گا ۝

(بقیہ حاشیہ)

نہیں ہوتا۔ اس لئے خدا بھی ایک ہے۔ نیز صحیح وجدان دو خداؤں کے تخیّل کو قطعی طور پر قبول نہیں کرسکتا۔ وجدان کہتا ہے۔ قلب کی گہرائیوں میں ایک ہی محبوب جلوہ گر ہے ۔

ف۱

یعنی اطاعت و انقیاد کا جذبہ اللہ کے لئے وقف ہے۔ اطاعت شعاری اور فرمانبرداری صرف ربّ السمٰوٰت کے لئے مختص ہے جو اصلاً کسی دوسرے کا محتاج نہیں ہوتا ۔

## حلِّ لغات

(صفحہ ۶۴۹ و ۶۵۰)

یَتَفَیَّؤُا۔ اصل میں فیئ کے معنے رجوع کے ہوتے ہیں۔ سایہ چونکہ اپنی جگہ چھوڑ دیتا ہے۔ اس لئے اسے بھی فیئ کہتے ہیں ۔

دَاخِرُوْنَ۔ ذلیل ۔

اِثْنَیْنِ۔ کا اعادہ مزید تنفر پیدا کرنے کے لئے ہے ۔

وَاصِبًا۔ وصب کے معنے لازم دائم کے ہیں۔ بیمار کو بھی واصب کہتے ہیں۔ کیونکہ بیماری اُسے چمٹ جاتی ہے۔ اور اس کے لئے لازم ہو جاتی ہے ۔

٥٧- وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهُ ۙ وَلَهُم مَّا يَشْتَهُونَ ○

۵۷- اور خدا کے لئے (فرشتوں) بیٹیاں تجویز کرتے ہیں۔ پاک ہے اور اپنے لئے جو دل چاہے مقرر کرتے ہیں یعنی بیٹے ○ ف۱

٥٨- وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُم بِالْأُنثَىٰ ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ○

۵۸- اور جب اُن میں کسی کو لڑکی کی خوشخبری ملتی ہے تو اس کا منہ سیاہ ہو جاتا ہے اور جی میں گھٹ جاتا ہے ○

٥٩- يَتَوَارَىٰ مِنَ الْقَوْمِ مِن سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ ۚ أَيُمْسِكُهُ عَلَىٰ هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ ۗ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ○

۵۹- اس خوشخبری کی برائی کے سبب جس کی اُس کو بشارت دی گئی لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس تردد میں کہ بے عزتی قبول کرکے اس کو دُنیا میں رہنے دے یا اسے مٹی میں دبا دے۔ سنتا ہے برا فیصلہ کرتے ہیں ○

٦٠- لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ ۖ وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○

۶۰- جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، اُن کی صفت بری ہے، اور اللہ کی صفت سب سے بلند ہے۔ اور وہ غالب حکمت والا ہے ○ ف۲

ع ۱۴

٦١- وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِم مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِن دَابَّةٍ وَلَٰكِن

۶۱- اور اگر اللہ آدمیوں کو ان کے ستم پر پکڑے، تو زمین پر کوئی جان دار باقی نہ چھوڑے۔ مگر وہ

## خدا کی صفات میں تنزیہہ لازم ہے

ف۱ حجاز میں مختلف مذاہب رائج تھے۔ کچھ دہریے تھے، جو خدا کے قائل ہی نہ تھے کچھ مشرک تھے۔ جن کی بھی کئی قسمیں تھیں۔ کچھ تو بتوں کو پوجتے۔ کچھ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں قرار دیتے۔ ان آیات میں دوسرے گروہ کا ذکر ہے ؛

قبیلہ خزاعہ و کنانہ کے متعلق مشہور ہے کہ وہ فرشتوں کو بنات اللہ کہتے تھے ؛

قرآن حکیم کہتا ہے یہ لوگ بھی عجیب ہیں۔ جس چیز کو اپنے لئے پسند نہیں کرتے، اُسے خدا کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ ان کی کیفیت یہ ہے کہ بچیوں کے انتساب سے گھبراتے ہیں اگر ان سے کوئی کہہ دے کہ تمہارے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے تو تیور بدل جاتے ہیں۔ چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے۔ مارے شرم و ندامت کے لوگوں سے چھپا پھرتا ہے۔ اور یہ سوچتا ہے کہ کیونکر اس کو زمین میں گاڑ دے۔ اور اس ذلت سے نجات حاصل کرے ؛

مقصد یہ نہیں کہ قرآن عربوں کی ان لڑکیوں کو ذلیل بیان کرتا ہے۔ اور اس حقارت آمیز سلوک میں ان کا ہم نوا ہے۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ انہیں حقیقت حال سے آگاہ کرے۔ انہیں بتائے کہ جس چیز کو تم اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ اللہ کے لئے کیونکر بہتر صورت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اللہ کو اپنے سے اعلیٰ اور برتر قرار دیا جاتا ہے۔ اس لئے تنزیہ لازم ہے ؛

ف۲ یعنے اللہ تو بلند ترین نصب العین ہے [illegible] معنی یہ ہیں کہ اس کے لئے اعلیٰ ترین صفات کا ثبوت [illegible] کیا جائے۔ مگر یہ بدبخت ہیں کہ اس کے لئے بری بری باتیں بیان کرتے ہیں۔ کوئی اُسے قسیم سمجھتا ہے۔ کوئی اس کے لئے بیٹے ثابت کرتا ہے۔ کوئی جورو کے انتساب سے نہیں شرماتا۔ کوئی اس کے بیٹیاں بنا[illegible] ہے ۔۔۔ [illegible]

يُؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝

انھیں ایک وقتِ معینہ پر مہلت دیے جاتا ہے۔ پھر جب اُن کا وقت آئے گا، تو نہ ایک گھڑی پہلے روانہ ہوں گے اور نہ ایک گھڑی بعد ○ ف۱

۶۲۔ وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ مَا يَكْرَهُوْنَ وَتَصِفُ اَلْسِنَتُهُمُ الْكَذِبَ اَنَّ لَهُمُ الْحُسْنٰى ۭ لَا جَرَمَ اَنَّ لَهُمُ النَّارَ وَاَنَّهُمْ مُّفْرَطُوْنَ ۝

۶۲۔ اور جسے خود اُن کا جی نہیں چاہتا (یعنی لڑکیاں) اسے اللہ کے لئے تجویز کرتے ہیں اور اُن کی زبانیں جھوٹ بولتی ہیں کہ اُن کے لئے خوبی ہے۔ بے شک اُن کے لئے آگ ہے۔ اور وہ (دوزخ میں) سب سے آگے ہیں ○

۶۳۔ تَاللّٰهِ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

۶۳۔ اللہ کی قسم تجھ سے پہلے ہم نے بہت اُمتوں میں رسول بھیجے، سو شیطان نے اُن کے عمل انہیں بھلے کر دکھائے سو وہی آج اُن کا دوست ہے اور اُن کے لئے دُکھ دینے والا عذاب ہے ○ ف۲

۶۴۔ وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا

۶۴۔ اور ہم نے اسی لئے تجھ پر کتاب نازل کی ہے کہ تُو اُن کے لئے اُن کی اختلافی باتوں کا کھول کر

---

تو اس حقیقت سے آگاہ نہیں، کہ اللہ نام ہے برترین اور مقدس ترین اوصاف و شمائل کے حامل کا۔ اُس کا نام بلند ہے۔ اُس کی صفات بلند ہیں۔ اور اُس کی خدائی میں اُس کا کوئی شریک و سہیم نہیں۔

**ف۱**

غرض یہ ہے کہ انسان کے گناہ ناقابلِ شمار ہیں۔ یہ اللہ کا کرم ہے۔ کہ اُسے ڈھیل دیتا ہے۔ تاکہ یہ اپنے کئے پر پشیمان اور حق کی جانب رجوع ہو۔ اگر وہ گناہ اور شرارت پر [illegible] کا مواخذہ کرے۔ تو ہم یہاں دُنیا میں [illegible] کے لئے زندہ و برقرار نہ رہ سکیں۔

**ف۲**

غرض یہ ہے کہ اللہ رفیق و مولیٰ دوست [illegible] سے برائی پر [illegible] سے قبل بھی لوگوں نے [illegible] حق کو ٹھکرایا ہے۔ شیطان نے اس سے پہلے بھی اولادِ آدم کو گمراہ [illegible] ہے [illegible]

آباؤ اجداد کے نقشِ قدم پر جا رہے ہیں۔ تو تعجب کی کونسی بات ہے۔

ہو سکتا ہے۔ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ سے مراد قیامت کا دن ہو۔ یعنی دُنیا میں جب ان لوگوں نے شیطان کے ورغلانے پر گناہوں کا ارتکاب کیا ہے تو آج بھی انہیں شیطان ہی کی رفاقت حاصل ہوگی۔

## حلّ لغات

كَظِيْمٌ۔ یعنی جس کا دل گھٹے اور غم سے معمور ہے۔

يَدُسُّهٗ۔ گاڑ دے، دفنا دے۔

الْمَثَلُ الْاَعْلٰى۔ بلند مثال۔

تَاللّٰهِ۔ اصل میں وَاللّٰهِ تھا۔ واو قسمیہ کو تا سے بدل دیا گیا ہے۔

وَلِيُّهُمْ۔ دوست، رفیق، ساتھی۔ یعنی مذہب و تکفیر میں ان کا شریک ہے۔

فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

بیان کرے۔ اور ہدایت و رحمت ایمانداروں کے لیے ہے ۝ ف۱

۶۵- وَاللّٰهُ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ۝

۶۵- اور اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا، پھر اُس سے زمین کو اس کے مرے پیچھے جلایا، اس میں اُن کے لیے جو سُنتے ہیں نشانی ہے ۝

۶۶- وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَاۗىِٕغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝

۶۶- اور البتہ تمہارے لیے چارپایوں میں عبرت ہے کہ جو اُن کے پیٹ میں ہے اُس گوبر اور خون کے درمیان سے ہم تمہیں خالص دودھ پلاتے ہیں جو پینے والوں کے حلق میں آسانی سے گزرتا ہے ۝

۶۷- وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّرِزْقًا حَسَنًا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

۶۷- اور کھجور اور انگور کے پھلوں سے تم نشہ اور اچھا رزق بناتے ہو، بے شک اہل عقل کے لیے اس میں نشانی ہے ۝ ف۲

## رسُول فیصلہ کُن تفصیلات بیان کرتا ہے!

ف۱ ان آیات میں یہ بیان کیا ہے کہ پیغمبر خدا کا وجود منصب کیا ہے۔ حضور سے قبل عقائد کے باب میں کثیر اختلاف تھا۔ یہودی اور عیسائی باہم دست و گریبان تھے۔ مجوسی اور مشرکین کا باہم دشمن تھے۔ اسی طرح دہریوں میں اور دوسرے مذہب والوں میں اختلاف رائے تھا۔ حضور کا منصب یہ ہے کہ ان کے درمیان حکم ہوں اور تمام اختلافات کو مٹا دیں۔ فیصلہ کُن تفصیلات سے سب کو آگاہ کر دیں۔ تاکہ جہالت و ضلالت کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

لِتُبَيِّنَ لَهُمْ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے ذمہ تفصیلات کا فرض عائد کیا گیا ہے۔ جو لوگ اسوۂ رسول کی حجت سند نہیں سمجھتے وہ اس آیت پر غور کریں۔ لِتُبَيِّنَ کے معنی کسی بات کو وضاحت کے ساتھ پیش کرنا ہے۔ گویا حضور قرآن کے احکام کو تفصیل و تشریح کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ اور اپنے اسوۂ عمل سے قرآن کے معضلات و مشکلات کو سلجھاتے ہیں۔

ف۲ یعنے اللہ تعالیٰ قلب ماہیت پر قادر ہیں۔ وہ چاہیں تو کفر و عناد کو رحمت و عقیدت مندی سے بدل دیں۔ انکار و کفر کو دم میں ایمان و یقین کا لباس پہنا دیں۔ گو بنجر اور شور زمینوں کو زندہ کر دیتا ہے۔ خشک کھیت اور باغات بارش کی وجہ سے لہلہا اُٹھتے ہیں۔ گوشت اور خون میں سے سفید دودھ جیسی لطیف شے پیدا کر دیتا ہے۔ کھجور اور انگور میں طرح طرح کے مزے اور غذائیت رکھی ہیں۔ اسی طرح یہ ممکن ہے کہ وہ دلوں کے خبث کو ایمان کی لطافت سے تبدیل کر دے۔

سَكَرًا کے معنے عام مترجمین نے شراب کے کئے ہیں اور کہا ہے کہ بعد کی آیات میں اسے منسوخ قرار دیا ہے۔ مگر یہاں مشکل یہ ہے کہ سَكَرًا کا لفظ کہ بطور اظہار منت کے ذکر کیا ہے۔ اور جو چیز منت کے طور کبھی حرام نہیں ہو سکتی۔ قرآن کی شان کے خلاف ہے کہ کسی حرام ہونے والی چیز کی تعریف کرے۔ بائبل میں یہ نقص ہے کہ اس میں بے شمار الفاظ تشبیہات و مستعملات کے رنگ میں ایسے موجود ہیں جو نے نوشی پر آمادہ کرتے ہیں اور جن سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب کوئی اچھی چیز ہے جس سے بچنا ہے کہ اس کا پینے کبھی شراب سے احتراز نہیں کیا۔

قرآن میں ایسا کوئی لفظ موجود نہیں جس میں شراب نوشی کو اچھا شغل قرار دیا ہو۔ قرآن کا انداز بیان بالکل انوکھا اور نہایت لطیف و پاکیزہ ہے۔ اس لئے ...

۶۸ - وَ اَوۡحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحۡلِ اَنِ اتَّخِذِیۡ مِنَ الۡجِبَالِ بُیُوۡتًا وَّ مِنَ الشَّجَرِ وَ مِمَّا یَعۡرِشُوۡنَ ۙ

۶۹ - ثُمَّ کُلِیۡ مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسۡلُکِیۡ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا ؕ یَخۡرُجُ مِنۡۢ بُطُوۡنِہَا شَرَابٌ مُّخۡتَلِفٌ اَلۡوَانُہٗ فِیۡہِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوۡمٍ یَّتَفَکَّرُوۡنَ ۝

۷۰ - وَ اللّٰہُ خَلَقَکُمۡ ثُمَّ یَتَوَفّٰىکُمۡ ۟ۙ وَ مِنۡکُمۡ مَّنۡ یُّرَدُّ اِلٰۤی اَرۡذَلِ الۡعُمُرِ لِکَیۡ لَا یَعۡلَمَ بَعۡدَ عِلۡمٍ شَیۡئًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ قَدِیۡرٌ ۝

۶۸ - اور تیرے رب نے شہد کی مکھی کو وحی بھیجی کہ پہاڑوں اور درختوں میں اور بیلوں کی ٹٹیوں میں گھر بنا ○ ف۱

۶۹ - پھر ہر طرح کا میوہ کھا۔ پھر اپنے رب کی راہوں میں چل، کہ صاف پڑی ہیں، ان مکھیوں کے پیٹ میں سے پینے کی چیز (شہد) رنگ برنگ کی نکلتی ہے۔ اس میں آدمیوں کے لئے شفا ہے۔ بیشک فکر کرنے والوں کے لئے اس میں نشان ہے ○

۷۰ - اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا۔ پھر تمہیں موت دیتا ہے اور کوئی تم میں ایسا ہے کہ نکمّی عمر تک پہنچایا جاتا ہے۔ تاکہ جاننے کے بعد کچھ نہ جاننے لگے (یعنی) بے عقل ہو جائے۔ بیشک اللہ جاننے والا قدرت والا ہے ○ ف۲

## شہد کی مکھی اور یورپ!

ف۱ عجائب مخلوقات میں سے شہد کی مکھی بھی ہے۔ جو پتے پتے پر بیٹھتی ہے اور پھول پھول سے رس حاصل کرتی ہے اور اپنی محنت سے شہد مہیا کرتی ہے۔ اللہ نے اسے شہد اکٹھا کرنے کا عجب سلیقہ عطا کیا ہے۔ تم اگر اس کی فراست اور کوشش کو دیکھو تو حیران رہ جاؤ۔ کہ کس طرح سے وہ چھتے سے استفادہ کرتی ہے اور اس کا چھتہ اساس کے مسدس خانے حیرت انگیز صنعت کاری ہے۔

قرآن حکیم نے سب سے پہلے شہد کی مکھی کے عجائبات کی جانب توجہ دلائی ہے۔ مسلمان اس سے غافل رہے۔ حالانکہ قرآن حکیم نے فرمایا کہ اس کے مطالعہ میں غور و فکر کا وافر سامان موجود ہے۔ مگر یورپ نے شہد کی مکھی پر سینکڑوں کتابیں لکھی ہیں۔ عجیب عجیب تجربے کئے ہیں اور لاکھوں روپے کا شہد حاصل کر کے یورپ، ہندوستان اور دنیا کے دوسرے حصوں میں بھیج رہا ہے۔ بیسیوں دوائیں ہیں، جن میں شہد استعمال ہوتا ہے۔

قرآن کہتا ہے۔ اس میں لوگوں کے لئے شفا ہے۔ بہترین غذا اور بہترین دوا ہے۔ مگر اس کی اہمیت سے ہمارے ہندوستانی مسلمان کہاں تک آگاہ ہیں؟

اَوۡحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحۡلِ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالے نے ایسے چھوٹے جانوروں کو بھی عقل عنایت کی ہے۔ جسے (وحی) الہام کہتے ہیں۔ آج جدید تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کا یہ نظریہ بالکل درست ہے۔ عقل و فراست کی نعمت سے صرف انسان ہی بہرہ ور نہیں۔ بلکہ دوسری مخلوقات حیوانات وغیرہ بھی بہرہ ور ہیں۔ انسانی عقل اور حیوانی عقل میں فرق یہ ہے کہ انسان میں تفصیلی عقل ہے۔ اور حیوانات میں ذہنی اور جبلی، جو ضروریات طبعی تک محدود ہوتی ہے۔

ف۲ اللہ کے بے شمار مظاہر قدرت میں سے (ایک) یہ مسئلہ کہولت و شیخوخت انسانی کا بھی ہے۔ کہ کس طرح (ایک) انسان جوانی سے پیرانہ سالی تک پہنچ جاتا ہے۔ اور پھر بڑھاپے کی خرابیاں کس طرح نمودار ہو جاتی ہیں؟

(باقی برصفحہ ۶۵۵)

۷۱۔ وَ اللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ ۚ فَمَا الَّذِيْنَ فُضِّلُوْا بِرَآدِّيْ رِزْقِهِمْ عَلٰى مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَهُمْ فِيْهِ سَوَآءٌ ؕ اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ○

۷۱۔ اور اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں فضیلت دی۔ سو جنہیں فضیلت ملی ہے وُہ اپنا رزق اپنے غلاموں کو نہیں دے دیتے۔ تاکہ وہ سب (مالک غلام) رزق میں برابر ہو جائیں (پس کیا وہ اللہ کی نعمت کے منکر ہیں ○

۷۲۔ وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَ حَفَدَةً وَّ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ ۙ○

۷۲۔ اور اللہ نے تمہاری جنس میں سے تمہارے لئے عورتیں پیدا کیں۔ اور تمہاری عورتوں سے تمہارے لئے بیٹے اور پوتے پیدا کئے۔ اور تمہیں ستھری چیزیں کھانے کو دیں۔ سو کیا وہ باطل پر ایمان لاتے۔ اور اللہ کی نعمت کا انکار کرتے ہیں؟ ○

۷۳۔ وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

۷۳۔ اور اللہ کے سوا اُن کو پُوجتے ہیں، جو

(بقیہ حاشیہ)

اگر زندگی محض مادی اسباب وذرائع کی رہین منت ہو تو پھر شباب کی قوتوں کو محفوظ رکھا جاسکتا ہے۔ مگر چونکہ یہ اللہ کا مقررہ قانون ہے۔ اس لئے آج بھی باوجود سائنس کی حیرت انگیز ترقیوں اور کمال کے انسان کھولت و پیری کو دُور نہیں کرسکا۔

علم التشریح نے آج بے انتہاء ترقی کرلی ہے اور نظریۂ تجدید شباب بھی کامیاب ہورہا ہے۔ مگر اس کا اثر محض بڑھاپے کے آثار تک ہے۔ نفس کھولت کو دُور نہیں کیا جاسکتا ہے۔

## حلِ لغات

**النَّحْل**۔ شہد کی مکھی۔ تذکیر وتانیث میں برابر استعمال ہوتا ہے۔ لغت حجاز میں یہ لفظ مؤنث ہے۔ اسی لئے قرآن حکیم نے اس کی رعایت رکھی ہے۔

**حَفَدَةً**۔ جمع حافد۔ خدمت گزار۔ رجل **محفود**۔ یعنی مرد مخدوم۔ پوتے چونکہ زیادہ خدمت کرتے ہیں۔ اس لئے ان پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ چنانچہ کسی شاعر نے کہا ہے۔ ع

حفد الولائد بینهن ۔

مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۚ

آسمانوں اور زمین میں سے اُن کی روزی کے کچھ مختار نہیں ہیں اور نہ کچھ مقدور رکھتے ہیں ○ ف۱

۷۴۔ فَلَا تَضْرِبُوْا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

۷۴۔ سو تم اللہ کے لئے مثالیں مت بیان کرو، خدا جانتا ہے، اور تم نہیں جانتے ○

۷۵۔ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا عَبْدًا مَّمْلُوْكًا لَّا يَقْدِرُ عَلٰي شَيْءٍ وَّمَنْ رَّزَقْنٰهُ مِنَّا رِزْقًا حَسَنًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ سِرًّا وَّجَهْرًا ۭ هَلْ يَسْتَوٗنَ ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ○

۷۵۔ اللہ نے ایک مثال بیان کی کہ ایک غلام ہے جو پرائے بس میں ہے۔ جو کسی شے پر اختیار نہیں رکھتا۔ اور ایک وہ شخص ہے جسے ہم نے اپنی طرف سے اچھی روزی دی سو وہ اس میں سے چھپا کر اور اعلانیہ خرچ کرتا ہے کیا (دونوں) برابر ہیں؟۔ اللہ ہی کو حمد ہے پر ان میں اکثر نہیں جانتے ○ ف۲

۷۶۔ وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ اَحَدُهُمَآ اَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلٰي

۷۶۔ اور اللہ نے ایک مثال بیان کی، دو آدمی ہیں ایک ان میں گونگا ہے۔ کچھ کام نہیں کر سکتا،

ف۱

مختلف انعام ذکر کرنے کے بعد مبحث توحید کی جانب توجہ دلائی ہے۔ کہ یہ مشرک اللہ کی نعمتوں سے استفادہ کرتے ہیں مگر شکر ادا نہیں کرتے۔ بلکہ ان نعمتوں کا انتساب اوروں کی طرف کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ فلاں ولی نے ہمارے حال پر کرم کیا ہے۔ اور ہمیں رزق کی نعمت سے نوازا ہے۔ فلاں فقیر نے ہماری مشکلوں کو آسان کر دیا ہے۔ فلاں قلب اور شیخ نے ہماری سن لی ہے۔ اور بیماریاں دور کر دی ہیں۔ یہ نہیں جانتے، کہ یہ اللہ کی ناشکری ہے۔ وہ سارے پیر فقیر خود اس کے در کے بھکاری ہیں۔ انہیں جو کچھ ملتا ہے۔ اس کے فیض سے ملتا ہے۔ وہ تمہیں کیا دیں گے۔ وہ بذات خود اسی کے محتاج ہیں۔ نادار، نادار کی کیا مدد کر سکتا ہے۔ اس سے مانگو۔ جو سب کا داتا ہے جو سب کو دیتا ہے۔ جس کے خزانے ہر وقت بھرپور رہتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ خدا تک پہنچنے کے لئے وسیلے کی ضرورت ہے۔ درست ہے۔ مگر کیا تمہاری بیچارگی، حاجتمندی یہ خود وسیلہ نہیں؟ تمہاری بندگی اور حق عبودیت یہ ذریعہ نہیں؟ توحید اور ایک اللہ پر بھروسہ کیا یہ کافی نہیں؟ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ۔ کیا تمہارے اعمال تمہاری سفارش نہ کریں گے جبکہ کچھ نہیں تو تمہاری گنہگاری اور اللہ کی کریمی بجائے خود بخشش اور قبولیت کا ایک زبردست بہانہ ہو سکتا ہے۔

فرمایا۔ اللہ کا دربار اُمراء اور بڑے بڑے لوگوں ہی کے لئے نہیں۔ کہ وہاں منصب داروں کی سفارش کی حاجت ہو، اُس کا دربار غریبوں اور امیروں دونوں کے لئے یکساں کھلا ہے۔ اس لئے دُنیا کی مثالیں اس پر منطبق نہ کرو۔

ف۲

مومن اور مشرک کی مثال بیان کی ہے۔ مومن دل کا فیاض ہوتا ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ اور مشرک کا دل بخیل ہوتا ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتا۔ بلکہ اپنی خواہشات و ضروریات پر خرچ کرتا ہے۔

(باقی برصفحہ ۶۵۹)

شَيْءٍ وَّهُوَ كَلٌّ عَلٰى مَوْلٰىهُ ۙ اَيْنَمَا يُوَجِّهْهُ لَا يَاْتِ بِخَيْرٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيْ هُوَ ۙ وَمَنْ يَّاْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۧ

اور وہ اپنے مالک پر بوجھ ہے۔ جدھر اسے بھیجتا ہے، کچھ بھلائی نہیں لاتا کیا وہ اس کے برابر ہے جو انصاف کے ساتھ حکم کرتا، اور آپ راہِ راست پر ہے؟ ف

۷۷- وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

۷۷- اور آسمانوں اور زمین کے بھید اللہ ہی کے پاس ہیں۔ اور قیامت کا معاملہ پلک جھپکنے کی مانند یا اس کے بھی قریب ہے۔ اللہ ہر شے پر قادر ہے ○

۷۸- وَاللّٰهُ اَخْرَجَكُمْ مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ شَـيْـــًٔا ۙ وَّجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ

۷۸- اور اللہ نے تمہیں تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں سے نکالا۔ تم کچھ نہ جانتے تھے۔ اور تمہیں کان، اور آنکھیں، اور دل دیئے

یہ مقصد ہے، کہ جس طرح مملوک کے اختیار میں کچھ نہیں، بجز اور طاقت سے عاری ہو۔ نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح اللہ کے سوا سب اس کی مخلوق ہے۔ اس لیے خالق اور مخلوق میں کیونکر مساوات ہو سکتی ہے؟
(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف

یہ نتیجہ اور حکم مشرکین کی تمثیل ہے، کہ نیک کاموں میں مشرکین کی تلقین کرتا ہے، دنیا میں بھلائی پھیلاتا ہے۔ اور جو مشرک ہے۔ گونگا ہے۔ برائیوں سے روکتا نہیں

بلکہ گونگے کے سپرد کوئی کام نہیں کر سکتا ہے۔ اور ناخوش رہتا ہے؟

## حلِ لغات

كَلٌّ - بوجھ، دوبھر، وبال، دکھ درد۔
كَلَمْحِ الْبَصَرِ - آنکھ کا جھپکنا۔ لمحہ مہلت سے ہے۔

وَالْاَفْئِدَةَ ۙ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○

تاکہ تم شکر کرو ○ ف۱

۷۹- اَلَمْ يَرَوْا اِلَى الطَّيْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِيْ جَوِّ السَّمَآءِ ۭ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ○

۷۹- کیا انہوں نے پرندوں کو آسمان کی فضا میں حکم کے باندھے نہیں دیکھا؟ اُن کو اللہ ہی تھام رہا ہے۔ بے شک ایمانداروں کے لئے اس میں نشانیاں ہیں ○ ف۲

۸۰- وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ جُلُوْدِ الْاَنْعَامِ بُيُوْتًا تَسْتَخِفُّوْنَهَا يَوْمَ ظَعْنِكُمْ وَيَوْمَ اِقَامَتِكُمْ ۙ وَمِنْ اَصْوَافِهَا وَاَوْبَارِهَا وَاَشْعَارِهَآ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ○

۸۰- اور خدا نے تمہارے لئے تمہارے گھر بسنے کی جگہ بنائے، اور چارپایوں کی کھال سے تمہارے لئے ڈیرے بنائے، جو تمہیں تمہارے سفر کے دن اور تمہارے اقامت کے دن ہلکے معلوم ہوتے ہیں اور اُن کی اون اور اُن کے رووں اور بالوں سے کتنے اسباب اور فوائد ایک وقت تک ہیں ○

۸۱- وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا

۸۱- اور اللہ نے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کی تمہارے لئے سائے پیدا کئے اور تمہارے لئے پہاڑوں میں غار بنائے

## انسان کی عقلی تربیت!

ف۱ انسان اگر اپنے اندر نظر دوڑائے، تو معلوم ہو کہ خود اس میں کس قدر معارف و علوم کا خزانہ پنہاں ہے۔

اس آیت میں دامنِ فکر کی جانب توجہ دلائی ہے کہ خدا کو اللہ نے لطف بے پایاں سے تمہاری عقلی و ذہنی تربیت کی ہے جب تم پیدا ہوئے تھے۔ اُس وقت تم نہیں جانتے تھے کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے۔ آہستہ آہستہ تمہاری عقل بڑھی۔ اور تم اپنے حواس سے کام لینے لگے۔ ایک وقت آیا کہ وہ عقل و تجربہ تکمیل تک پہنچ گئی۔ اور تم ہر معاملہ کے حسن و قبح کو پہچاننے لگے۔ بتاؤ جس خدا نے ابتداء سے تمہاری عقلی ضروریات کو پورا کیا ہے۔ وہ کیا تمہاری دینی و مذہبی ضروریات کو پورا نہ کرے گا۔ کیونکہ مذہب بھی درحقیقت ایک قلبی و ذہنی تسکین کا نام ہے۔ ہر شخص قلبی طور پر کچھ عقیدے اپنی تسکین و طمانیت کے لئے مقرر کر لیتا ہے۔ تاکہ دل کو تسکین و طمانیت حاصل ہو۔ اس لئے مذہب ہے کہ دو۔

خدا جس نے ابتداء سے ہماری ذہنی و جسمانی تربیت کی ہے وہ دینی ضروریات کو بھی پورا کرے۔

ف۲ پرندے فضا میں اُڑ رہے ہیں۔ یہ پرواز اللہ کے ایک مقرر قانون کے ماتحت ہے۔ مَا يُمْسِكُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ۔ مگر کوئی لوگ جو ما ہیں۔ اس قانون کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قانون پر ماذبہ غور کرنے کے لئے مسلمان کو ترغیب دی تھی۔ مگر کافر اس کی جانب متوجہ ہو رہے ہیں۔ وہ پرندوں کی طرح ہواؤں اور فضاؤں میں اُڑ رہے ہیں۔ اُن کے پاس بے شمار ہوائی جہاز ہیں۔ طیارے ہیں۔ جن کی وجہ سے آج وہ ربعِ مسکون پر حکومت کر رہے ہیں۔

کیا مسلمان کبھی غور کرے گا کہ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ میں کس قدر طلبِ حقائق ہیں؟

قرآن نے ہر کھٹکے کی جانب ہماری توجہ کو مبذول کیا ہے مگر افسوس کہ ہم ہر راہ و رفتار سے دور بیٹھے ہیں۔

حلِ لغات:- سَكَنًا:- مستقل اور ناقابلِ انتقال مکان۔

وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُم بَأْسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُونَ ۝

اور تمہارے لئے کرتے بنائے ہیں کہ تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور ایسے کرتے بھی جو تمہیں لڑائی میں بچاتے ہیں (زرہ)، یوں وہ اپنی نعمت تم پر پوری کرتا ہے کہ شاید تم مسلمان ہو جاؤ ۝ ف۱

۸۲- فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝

۸۲- پھر اگر وہ نہ مانیں، تو تیرا فرض صاف سُنا دینا تھا ۝

۸۳- يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ ۝

۸۳- اللہ کی نعمت پہچانتے ہیں، پھر اس سے منکر ہوتے ہیں اور ان میں بہت کافر ہیں ۝ ف۲

۸۴- وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِن كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ۝

۸۴- اور جس دن ہم ہر اُمت میں سے ایک گواہ کھڑا کریں گے۔ پھر کافروں کو اذن نہ ہوگا، اور نہ اُن سے عذر قبول کئے جائیں گے ۝

۸۵- وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ ظَلَمُوا الْعَذَابَ فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ وَلَا هُمْ

۸۵- اور جب ظالم عذاب دیکھیں گے، تو نہ اُن سے ہلکا کیا جائے گا۔ اور نہ انھیں

ف۱

یہاں سے متعلق انعامات گنائے ہیں کہ کیونکر خدا نے تمہارے لئے سہولتیں مہیا کی ہیں۔ تمہیں مکانات دیئے ہیں۔ جو آرام و راحت کا باعث ہیں۔ یہ مسکن ہیں، تمہارے لئے خیموں اور قناتوں کا انتظام کیا ہے، کہ جہاں چاہو، گھر بنا لو، اور جو جنت خوب ہیں ان کے لئے دامن کوہ میں سایہ کا انتظام کیا ہے۔ وہ گھنے درختوں کے سائے آرام دیتے ہیں۔ تمہیں ملبوسات عطا کئے ہیں۔ جو سردی اور گرمی کے لئے مجدّ الجسد اور گرانمایہ ہیں۔ کچھ وہ ہیں، جو جنگ میں کام آتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ تم اللہ کی ان تمام نعمتوں کا استعمال کرو اور شکریہ ادا کرو۔

ف۲

یعنی وہ لوگ جو اللہ کی نعمتوں کو پہچانتے تو ہیں مگر اقرار نہیں کرتے۔ اور عملاً اس بات کا ثبوت نہیں دیتے، کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی نعمتوں سے مشرف کر رکھا ہے۔

قیامت کے دن یہ لوگ دربار خداوندی میں لا حاضر کئے جائیں گے۔ پیغمبر اور اللہ کے فرشتے ان کے خلاف شہادتیں دیں گے۔ اور کہیں گے کہ تم وہ ہو جنہوں نے اللہ کی بہت بڑی نعمت کو ٹھکرا دیا یعنی تمہارے پاس اللہ کا رسول آیا تو تم نے انکار کیا۔ تمہارے ہاں اللہ کا ہادی اور مصلح آیا۔ تم نے منہ پھیر لیا۔ حالانکہ وہ تمہارے بھلے اور فائدے کے لئے آیا۔ تمہیں جہل و تاریکی کے مسلک سے نکالنے کے لئے آیا۔ تم کو علم و معرفت کا سبق دینے کیلئے آیا۔ اور تمہارے لئے برکات و فیوض کا خزانہ لایا۔ لیکن تم نے سرے سے حق کو نہیں سُنا۔ اس لئے آج تمہاری کوئی شنوائی نہیں کی جائے گی۔ تمہاری معذرت قبول نہیں کی جائے گی۔ اور تمہیں کچھ کہنے سُننے کی بھی اجازت نہیں دی جائے گی۔

حل لغات :- سرابیل - جمع سربال کی جمع ہے۔ بمعنے پیراہن، پاجامہ، قمیص، واسکٹ۔ شہیدًا - گواہ، شاہد

يُنظَرُونَ ۝

٨٦- وَإِذَا رَأَى الَّذِينَ أَشْرَكُوا شُرَكَاءَهُمْ قَالُوا رَبَّنَا هَٰؤُلَاءِ شُرَكَاؤُنَا الَّذِينَ كُنَّا نَدْعُوا مِن دُونِكَ ۖ فَأَلْقَوْا إِلَيْهِمُ الْقَوْلَ إِنَّكُمْ لَكَاذِبُونَ ۝

٨٧- وَأَلْقَوْا إِلَى اللَّهِ يَوْمَئِذٍ السَّلَمَ ۖ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝

٨٨- الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوا يُفْسِدُونَ ۝

٨٩- وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا عَلَيْهِم مِّنْ أَنفُسِهِمْ ۖ وَجِئْنَا بِكَ

مہلت ملے گی ۝

۸۶- اور جب مشرک اپنے شریکوں کو دیکھیں گے بولیں گے، اے رب یہ ہمارے شریک ہیں جنہیں ہم تیرے سوا پکارتے تھے۔ تو وہ شریک اُن کی بات اُن ہی پر ڈالیں گے کہ تم جھوٹے ہو ۝ ف۱

۸۷- اور اُس دن اللہ کی طرف صلح کا پیغام ڈالیں گے اور اُن کے جھوٹ اُن سے گم ہو جائیں گے ۝

۸۸- جو کافر ہیں، اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں ہم اُنہیں عذاب پر عذاب بڑھائیں گے بدلہ اُس کا جو شرارت کرتے تھے ۝

۸۹- اور جس دن ہم ہر اُمت میں اُنہیں میں کا ایک گواہ اُن پر کھڑا کریں گے، اور تجھے لائے محمد اُن کی

ف۱

قیامت کے دن جب وہ اپنے معبودوں کو دیکھیں گے۔ تو اُن سے کہیں گے، کہ اللہ میاں یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کی ہم نے پرستش کی تھی۔ اور اُس وقت اللہ تعالیٰ سے معاملہ طلبی سے گریز کریں گے اُس وقت انہیں معلوم ہوگا کہ خدا کے ساتھ معبودوں کو شریک ٹھہرانا جرم ہے۔ اور عظیم ہمارا گناہ عظیم ہے۔ اور یقیناً توحید ہی صواب وحق کی راہ ہے۔

## حلِ لغات

السَّلَم۔ صلح و آشتی۔

شَهِيْدًا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ؕ وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ۝

پر گواہ لائیں گے۔ اور ہم نے تجھ پر کتاب اتاری۔ جس میں ہر شے کا بیان ہے اور ہدایت اور رحمت اور بشارت (ہے) مسلمانوں کے لئے ۝ ف۱

۹۰- اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝

۹۰- اللہ انصاف اور بھلائی اور اہل قرابت کو کچھ دینے کا حکم کرتا۔ اور بے حیائی اور نامعقول بات اور سرکشی سے منع کرتا ہے۔ تمہیں سمجھاتا ہے۔ شاید تم یاد رکھو ۝ ف۲

۹۱- وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝

۹۱- اور خدا کا عہد جب تم اس سے باندھو پورا کرو اور پکی قسمیں کھا کر نہ توڑو۔ حالانکہ تم نے اللہ کو قسموں میں اپنے اوپر ضامن ٹھہرایا ہے اللہ جانتا ہے، جو تم کرتے ہو ۝

۹۲- وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّتِيْ نَقَضَتْ

۹۲- اور تم اس عورت کی مانند نہ ہو، جس نے اپنا

## آخری شہادت!

ف۱ جب تمام پیغمبر شہادتیں دے چکیں گے۔ تب حضور تشریف لائیں گے۔ اور یہ شہادت دیں گے کہ ان تمام انبیاء نے اپنے فرائض سعی کو باحسن وجوہ پورا کیا ہے۔

تمام شہادتوں کے بعد آپ کی شہادت ہونے کے صاف معنی یہ ہیں کہ آپ پر نبوت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ اور اب کسی دوسرے نبی کے لئے توقع و امید نہیں۔ کیونکہ آپ سب کے آخر میں شہادت دیں گے۔ آپ سارے نبیوں کے نبی اور تمام پیغمبروں کے پیغمبر ہیں۔ آپ ہی کمالات نبوت کے آخری مرکز التفات ہیں۔ آپ کے بعد نبوت کے دروازے بند ہیں۔ کیونکہ قرآن کامل ہے۔ اس میں امور دینیات دین کی سب چیزیں مذکور ہیں۔ اب تشریح و تہذیب کے لئے مزید انتظار کی حاجت نہیں۔

تبیانا لکل شیء۔ یعنی ضروریات دینی کی تمام اصولی چیزیں قرآن میں مذکور ہیں۔ یہ مقصود نہیں۔ کہ سب کچھ دنیا جہان کی تفصیلات اس میں بتلائی گئی ہیں۔ کیونکہ یہ کتاب ہدایت و رشد و ہدایت کے لئے مخصوص ہے۔ اس میں ہدایت اخلاق کا پورا پورا ذخیرہ موجود ہے۔ قرآن میں لفظ کل کا استعمال عربی انداز کے مطابق ہے۔ اس سے استغراق مقصد نہیں۔ بلکہ عموم مقصود ہے۔

## روحِ اخلاق

ف۲ اس آیت میں اسلام کی اساسی تعلیمات کا ذکر ہے یعنی اللہ کے احکام کا خلاصہ ذکر کر دیا ہے۔ یہ جامع کلام ہونے کا ہے۔ بلکہ اسے اگر روح اخلاق سے تعبیر کیا جائے تو بجا ہے۔ عدل کے معانی میں اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس کہتے ہیں۔ اس سے مقصود توحید ہے۔ بعض کہتے ہیں دین متوسط یعنی اسلام ہے۔ بعض کی رائے میں معاملات میں مساوات کا حکم ہے۔ مگر لفظ عام ہے۔ یہ تمام مدارج عدل پر یکساں بولا جاتا ہے۔ توحید اس لئے عدل ہے کہ یہ [illegible] (باقی برصفحہ ۶۶۲)

غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا ۗ تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ أُمَّةٌ هِيَ أَرْبَىٰ مِنْ أُمَّةٍ ۚ إِنَّمَا يَبْلُوكُمُ اللَّهُ بِهِ ۚ وَلَيُبَيِّنَنَّ لَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ○

سوت بعد محنت ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کر تم اپنی قسموں کو اپنے درمیان فساد کرنے کا حیلہ بناتے ہو۔ محض اس لئے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے مال میں بڑھ جائے۔ اللہ تمہیں اس سے آزماتا ہے۔ اور اللہ قیامت کے دن تمہاری اختلافی باتوں کو تم سے کھول کر بیان کرے گا ○ ف۱

۹۳۔ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَجَعَلَكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَٰكِنْ يُضِلُّ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ ۚ وَلَتُسْأَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ○

۹۳۔ اور اگر اللہ چاہتا، تو سب کو ایک ہی دین پر کر دیتا۔ لیکن وہ جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت کرے۔ اور تمہارے عملوں کی تم سے پوچھ ہوگی ○

۹۴۔ وَلَا تَتَّخِذُوا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوتِهَا وَتَذُوقُوا السُّوءَ

۹۴۔ اور اپنی قسموں کو اپنے درمیان حیلہ د بناؤ۔ کہ کہیں جمے پیچھے کوئی قدم ڈگ جائے۔ اور تم اللہ کی راہ سے روکنے کا

اعتدال و توازن کی راہ ہے۔ بت پرستی یعنی عظم جزئیات کے معاملہ مذموم ہے اور جہالت میں غلو و مبالغت ہے۔ دین مسیح اس لئے کہ کہ اس سے قبل کے تمام ادیان میں افراط و تفریط ہے۔ یہودیت میں گمراہی اور ظاہریت آلودہ ہے۔ تشدد و تسخ کی آمیزش ہے۔ عیسائیت میں شریعت سے بے نیازی ہے۔ صرف اخلاقی نصائح کا ذکر ہے کوئی قانون اور قاعدہ نہیں۔ مجوسیت بڑا الحاد ہے۔ آریہ مذاہب میں تعقید یہیں۔ وہاں ہر بات مرموز ہے۔ خرافات و اوہام کا حصہ بہت آلودہ ہے۔ وہ مذہب جس میں ظاہر ترتیب بھی ہو۔ اور وضاحت بھی۔ اجمال اور شریعت کی تفصیل بھی۔ معارف الٰہی کا ذکر بھی ہو اور اسرار و حکمت بھی۔ تو وہ صرف اسلام ہے جو اعتدال و توازن میں سمویا ہوا ہے۔ کوئی انتہا نہیں۔ ہر حکم فطرت کے ترازو میں تلا ہوا، اور قسط کے پیمانہ میں ناپا ہوا ہے ○

عدل کے معنے معاملات میں مساوات کے عام طور پر تسلیم شدہ ہے کہ مسلمان پیکر انصاف ہو صداقت شعار ہو۔ احسان مرتبہ اخلاق کا دوسرا نام ہے۔ معاملات میں احسان کے معنے یہ ہوں گے، کہ ہم اپنے فرائض منصبی سے زیادہ کچھ کریں۔ اس کے بعد اللہ کا حکم یہ بھی ہے۔ کہ اقرباء کی خدمت کی جائے۔ ان سے مروت و مواسات کا سلوک کیا جائے۔ ان کو ہر طرح پر ترجیح دی جائے۔ برائیوں اور فواحش سے باز رہنے کی بھی تلقین ہے۔ فَحْشَاء سے ہر وہ برائی مراد ہے جو نمایاں اور ظاہر ہو۔ مُنْكَر کے معنے اس عیب کے ہیں جسے قلب و ضمیر برا سمجھے۔ غرض یہ ہے، کہ مسلمان اخلاق کا نہایت بہتر نمونہ ہو ○

ف۱

ان آیات میں وفاء عہد کی تلقین کی ہے، اور بتایا ہے کہ تمہیں عہد و معاہدہ کے معاملہ میں اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ مضبوط عہد کرنے کے بعد محض اس لئے کہ تم طاقتور حلیف کا ساتھ دو۔ عہد توڑ دو۔ کیونکہ تمہاری مثال بڑھیا اس دیوانی کی سی ہوگی۔ جو سوت کات کر تاگا تاگا کر دے ○

قرآن کی اصطلاح میں عہد عام التزام ہے جو شرع، اخلاق یا کسی کی جانب سے تمہارے اوپر عائد ہوتا ہو۔ یا جیسے تم خود اپنے

بِمَا صَدَدْتُّمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ وَلَكُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

۹۵- وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

۹۶- مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۭ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○

۹۷- مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ

باعث ہو کر عذاب چکھو۔ اور تمہیں بڑا عذاب ہو ○

۹۵- اور عہد خدا کے مقابلہ میں حقیر قیمت نہ لو۔ جو اللہ کے پاس ہے۔ وہ تمہارے لیے اچھا ہے۔ اگر تم جانو ○ ف ۱

۹۶- جو تمہارے پاس ہے جاتا رہے گا اور جو اللہ کے پاس ہے، وہ باقی ہے۔ اور ہم ثابت قدموں کو اُن کے نیک کاموں کا ضرور بدلہ دیں گے ○

۹۷- مرد ہو یا عورت۔ جو مسلمان ہو کر نیک کام کرے۔ ہم اُسے اچھی زندگی سے زندہ رکھیں گے۔ اور

## مسلمان خادم دین ہوتا ہے

ف ۱

یعنی مسلم کو اپنی اغراض نفسانی کے لیے دین فروشی کسی طرح مناسب اور موزوں نہیں۔ کیونکہ دُنیا کی تمام نعمتیں عارضی اور فانی ہیں۔ اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے۔ وہ باقی اور دائم ہے۔ اس لیے عقلمند وہ ہے جو دائم اور باقی رہنے والی چیز کا سودا عارضی اور فانی چیز سے نہ کرے۔

غرض یہ ہے کہ مسلمان دینی مفاد کو دُنیوی مفاد پر ترجیح دیتا ہے۔ دُنیا میں اس کا مطمح نظر ہوتا ہے کہ میرے ہر قدم سے دین کی خدمت ہو۔ یاد رہے کہ اس طرح دیندار کسی طرح گھاٹے اور ٹوٹے میں نہیں رہتے۔ بلکہ ان کو دُنیا و دین دونوں کی نعمتیں حاصل ہو جاتی ہیں۔ یہ مسلمان کا دعویٰ ہوگا۔ بلکہ وہ حق ہوتا ہے۔ وہ دُنیا طلب تو ضرور کرتا ہے۔ مگر دینی خواہشوں کی تکمیل کی حد تک۔ حاصل یہ کہ وہ صرف دیندار ہوتا ہے۔ اور یہ دین کی خاصیت ہے۔ کہ وہ دُنیا کی کسی نعمت سے بھی محروم نہیں رہتا۔ برخلاف اور دُنیادار انسان میں صرف حرص و آز کا شوق ہے۔ دُنیادار حرص کے لحاظ سے بڑھا ہوتا ہے وہ خواہشات نفس کا مطیع ہوتا ہے۔ اور دیندار انسان محض اللہ کا فرمانبردار ہوتا ہے بخلاف خواہشات نفس پر پورا پورا قابو رکھتا ہے۔

## حل لغات

بِعَهْدِ اللّٰهِ۔ یعنے دینی التزام۔

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ○

ان کے اچھے کاموں کا جو وہ کرتے تھے بدلہ دیں گے ○ ف۱

۹۸- فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ○

۹۸- سو جب تو قرآن پڑھے۔ تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ ○ ف۲

۹۹- إِنَّهُ لَيْسَ لَهُ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ○

۹۹- ان لوگوں پر جو ایمان لائے۔ اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ اس کا زور نہیں چلتا ○

۱۰۰- إِنَّمَا سُلْطَانُهُ عَلَى الَّذِينَ يَتَوَلَّوْنَهُ وَالَّذِينَ هُمْ بِهِ مُشْرِكُونَ ○

۱۰۰- اس کا زور صرف انہیں پر چلتا ہے جو اس کے دوست، اور مشرک ہیں ○

۱۰۱- وَإِذَا بَدَّلْنَا آيَةً مَكَانَ آيَةٍ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ قَالُوا إِنَّمَا أَنْتَ مُفْتَرٍ بَلْ

۱۰۱- اور جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدلتے ہیں، اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے تو وہ کہتے ہیں تو تو مفتری ہے، بلکہ

ف۱

اسلام نے حصول مراتب میں مرد اور عورت کی کوئی تخصیص نہیں کی۔ اسلام کی نگاہ میں مرد و عورت دونوں یکساں طور پر اللہ کی چوکھٹ پر جھک سکتے ہیں۔ اعمال صالح کے میدان میں دونوں یکساں بڑھ سکتے ہیں۔ نیکی اور پاکیزگی کے حصول میں دونوں برابر کوشش کر سکتے ہیں۔

اس لئے قرآن کہتا ہے کہ مرد و عورت میں جو کوئی بھی بشرط ایمان نیک عمل کرے گا۔ وہ ضرور پاکیزہ زندگی بسر کرے گا۔

ف۲

قرآن اللہ کی کتاب ہے۔ اس کے نزدیک نقطہ نگاہ کی تقدیس ضروری ہے۔ ذہن و خیال کی پاکیزگی لازم ہے۔ تاکہ اس مقدس کلام کی پہنائیوں تک رسائی ہو سکے۔ وہ شخص جو نفس کا ناپاک ہے۔ جس کے قلب میں خباثت ہے۔ جس کا باطن درست نہیں۔ وہ اس کے فیوض و برکات سے استفادہ نہیں کر سکتا اسی لئے ارشاد ہے۔ کہ جب قرآن پڑھو تو شیطانی وساوس کو دور کر لو۔ دل کو پاک اور یکسو کر لو۔ اعوذ پڑھ لو۔ غرض یہ ہے کہ پوری پاکیزگی کے ساتھ اس پاک کتاب کا مطالعہ کیا جائے۔

## حل لغات

فاستعذ باللہ۔ خدا کی پناہ میں آ۔ یعنے حصار توحید میں جگہ حاصل کر۔

أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝

۱۰۲- قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِن رَّبِّكَ بِالْحَقِّ لِيُثَبِّتَ الَّذِينَ آمَنُوا وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝

۱۰۳- وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّمَا يُعَلِّمُهُ بَشَرٌ ۚ لِسَانُ الَّذِي يُلْحِدُونَ إِلَيْهِ أَعْجَمِيٌّ وَهَٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُبِينٌ ۝

۱۰۴- إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ ۙ لَا يَهْدِيهِمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

۱۰۵- إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ

اکثر اُن میں نہیں جانتے ۝

۱۰۲- تُو کہہ۔ اسے پاک فرشتے نے تیرے رب کی طرف سے حق کے ساتھ نازل کیا ہے تاکہ ایمانداروں کو ثابت رکھے۔ اور مسلمانوں کو ہدایت و بشارت ہے ۝ ف۱

۱۰۳- اور ہمیں معلوم ہے کہ وہ (اہل مکہ) کہتے ہیں کہ محمدؐ کو ایک آدمی سکھلاتا ہے، حالانکہ جس کی طرف نسبت کرتے ہیں کہ فلاں شخص سکھلاتا ہے، اُس کی زبان عجمی ہے۔ اور یہ فصیح عربی زبان ہے ۝ ف۲

۱۰۴- جو اللہ کی باتوں پر ایمان نہیں لاتے اللہ اُنہیں ہدایت نہ کرے گا۔ اور اُنہیں دُکھ دینے والا عذاب ہوگا ۝

۱۰۵- جو اللہ کی آیتوں کو نہیں مانتے،

## قرآن اختراع نہیں ہے!

ف۱ بعض لوگ کہتے تھے۔ کہ قرآن ذہنی اختراع ہے حضورؐ نے خود اختراع کیا ہے۔ اور اللہ کی جانب اسے منسوب کر دیا ہے۔ اس کا جواب دیا ہے اور کہا ہے کہ اسے روح القدس لے کر آئے ہیں۔ یہ حق و صداقت کا اعلان ہے۔ مگر جو لوگ ذہنی شکوک و اضطراب میں مبتلا ہیں اُن کی تسلی و تسکین ہو، اس میں ہدایت و بشارت ہے۔ مگر ایمان و تجربہ شرط ہے۔

وہ کتاب جس نے قوم کے اخلاق کو بدل دیا ہو۔ جس نے گمراہی و ضلالت سے نکالا ہو۔ رشد و ہدایت کی طرف رہنمائی کی ہو۔ اور قوم کو خوش خبریوں کا مہبط بنایا ہو۔ کیا وہ ذہنی اختراع ہو سکتی ہے؟

کیا یہ اختراع اور جھوٹ کا نتیجہ ہے کہ قوم ترقی کے فراز اعلیٰ تک پہنچ گئی؟ پستی اور حضیض سے نکل کر ایمان کی بلند ترین چوٹیوں پر متمکن ہو گئی۔ کیا جھوٹ میں یہ قوت ہے۔ کہ اخلاق کو بدل دے عادات کو سنوار دے؟ ذہنوں کو بلند کر دے؟ اور خاص قسم کے افکار کو بیدار کر دے؟

ف۲ مخالفین کا خیال تھا۔ کہ حضورؐ نے قرآنی معارف کو کسی شخص سے سیکھ لیا ہے۔ اور اُن کے اپنے علم و بصیرت کا یہ نتیجہ و ثمرہ نہیں ہے۔ وہ آدمی جس سے حضورؐ نے سیکھا ہے عجمی ہے۔ اس لئے تعیّن میں اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ حبشی ہے کسی کے خیال میں عداس ہے کسی کی رائے میں ابوفکیہہ ہے۔ بہرحال وہ کوئی بھی ہے؟

قرآن کہتا ہے۔ اگر حضورؐ نے عجمی سے سیکھا ہے۔ تو پھر؟ اس میں یہ فصاحت و بلاغت کہاں سے؟ کیوں عجمی اثرات اس میں نمایاں نہیں؟

بات یہ ہے کہ اصل میں [illegible] ورنہ حضورؐ کی ساری زندگی مخالفین [illegible] سامنے ہے۔ آپ [illegible] ساری زندگی میں کہیں تعلیم حاصل نہیں کی۔ ایک [illegible] تمام عرب میں کسی آدمی سے سیکھیں [illegible] باقی [illegible]

لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ○

وہی جھوٹی باتیں بناتے۔ اور وُہی جھوٹے ہیں ○

۱۰۶- مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَ لٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

۱۰۶- جو کوئی بعد ایمان اللہ کا منکر ہوا سوائے اُس کے کہ جس پر زبردستی ہوئی۔ اور اُس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہے۔ مگر وُہ جو دل کھول کر منکر ہوا۔ سو اُن پر اللہ کا غضب ہے۔ اور اُن کے لیے بڑا عذاب ہے ○ ف۱

۱۰۷- ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ○

۱۰۷- یہ اس لیے کہ انہوں نے آخرت پر دُنیا کی زندگی کو پسند کیا۔ اور خدا کافر لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا ○

۱۰۸- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَ سَمْعِهِمْ وَ

۱۰۸- یہ وُہی ہیں۔ جن کے ف۲ دلوں، اور کانوں، اور آنکھوں پر اللہ نے

اور پھر وہ مستاؤ کیوں [illegible] کیا۔ اور اُسے کیوں ڈ کہہ دیا۔ کہ میاں یہ تو ہم زا لکھا یا پڑھایا ہے تم پریشان نہ ہو جاؤ۔ کہیں بھی شخص جو مجتہد اور علم و بصیرت کا مالک ہو۔ اس قسم کی حیرت انگیز کتاب پیش کر سکتا ہے۔ جو علوم و معارف کا خزانہ ہو ۔

ف۱

اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ۔ الآیۃ۔ یہ جملہ معترضہ ہے۔ غرض یہ ہے۔ کہ جو لوگ اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ اور ارتداد اختیار کرتے ہیں۔ وہ جھوٹے ہیں۔ اور عذاب کے مستحق ہیں۔ الا یہ کہ وہ مجبور ہوں۔ مجلس کے لیے وہ کفر کا اظہار کر دیں۔ مگر دل میں ایمان کا دریا موجزن ہو تو وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں ۔

یہ [illegible] (مجبوری) کے وقت [illegible] جائز تو ہے۔ مگر بہتر نہیں [illegible] کا ذکر بطور استثناء کے کیا [illegible] ۔

ف۲

اس آیت میں واضح طور پر بیان فرما دیا ہے کہ کن لوگوں کے دل پر مُہریں لگی ہیں۔ کون محروم ہیں! جن پر وعظ و نصیحت کا اثر نہیں ہوتا۔ ارشاد ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے عمداً دُنیا کو دین پر ترجیح دی، جنہوں نے جان بوجھ کر کفر کو قبول کیا۔ اور جو دین کے معارف سے آگاہ نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھو پہلے پارہ کی ابتدائی آیات جن میں خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ پر بحث کی گئی ہے ۔

## حلِ لُغات

مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا۔ یعنے کشادہ دلی کے ساتھ اظہار کفر کرے ۔

قُلُوْبَهُمْ وَ سَمْعَهُمْ وَ اَبْصَارَهُمْ۔ یعنے بدلنے والے دل میں تبدیلی کی استعداد نہیں رہی۔ دیکھنے والی آنکھ بصیرت

ف۱ دفاع۔ یعنی جبر کی حالت میں اسلام و انجیب

| آیات | ترجمہ |
|---|---|
| اَبْصَارِهِمْ ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝ | مُہر لگائی۔ اور یہی غافل ہیں ۝ |
| ۱۰۹- لَا جَرَمَ اَنَّهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ | ۱۰۹- بے شک آخرت میں وُہی نقصان اُٹھائیں گے ۝ |
| ۱۱۰- ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَ صَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ | ۱۱۰- پھر تیرا رب اُن کے لئے جنہوں نے ایذا دیئے جانے کے بعد ہجرت کی۔ پھر جہاد کیا اور ثابت قدم ہو کے لڑے اُن باتوں کے بعد تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے ۝ ف۱ |
| ۱۱۱- يَوْمَ تَاْتِيْ كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَّفْسِهَا وَ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ | ۱۱۱- جس دن ہر کوئی اپنے نفس کی طرف سے جھگڑتا ہوا آئے گا۔ اور ہر کسی کو اُس کے اعمال کا پورا بدلہ ملے گا۔ اور اُن پر ظلم نہ ہو گا ۝ |
| ۱۱۲- وَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً | ۱۱۲- اور اللہ نے مثال سُنائی، کہ ایک گاؤں |

## اِسلام جُرأت آموز ہے!

ف۱

یعنی وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی راہ میں مصیبتوں کو برداشت کیا۔ جنہوں نے گھر اور وطن کی آسائشوں کو چھوڑا۔ جنہوں نے مسافرت اور ہجرت اختیار کی۔ جنہوں نے نفس اور باطل قوتوں کے خلاف جہاد کیا۔ ان کے لئے اللہ کی بخششیں اور عنایتیں ہیں۔ وُہی اس کی مغفرت اور رحمت کے مستحق ہیں۔

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بحالت مجبوری مشتبہ محفوظ رہنے کے لئے کفر کا اظہار جائز ہے۔ بہتر نہیں۔ یعنی اللہ ایسے اُن کی لغزش کو معاف نہیں کرے گا۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں کہ یہ فضیلت کی چیز ہے۔ اس جواز کو جو خصوصی حالات میں قابل معافی ہے۔ عام کرنا۔ اور اسے فضیلت دینا ذہن فطرت کی توہین کرنا ہے۔

اسلام جرأت اور اظہار حق کو بہترین فضیلت قرار دیتا ہے۔ وہ مسلمان کو مجاہد دیکھنا چاہتا ہے جو پوری جسارت کے ساتھ باطل کے خلاف صف آرا ہو سکے۔ اور وہ جو بزدل ہے۔ جہاد سے جی چراتا ہے۔ مجاہد نہیں کہلا سکتا۔ یہ کمزوری اور بزدلی کا کھلا اعتراف ہے۔ اسلام خفیہ فریب کاری کو قطعاً پسند نہیں کرتا۔ اس کی تعلیم واضح اور دیتی ہے۔ وہ ہرگز تقیہ و تحفظ کو چھپاتا نہیں پڑا رہتا۔

كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَىِٕنَّةً يَّاْتِيْهَا
رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ
مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ
فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ
وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ○

۱۱۳- وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ
فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ
وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ○

۱۱۴- فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ
حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ
اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ○

۱۱۵- اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ
وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ

یعنی کہ امن چین میں تھا۔ ہر جگہ سے با
فراغت اُس کے پاس اُس کا رزق چلا
آتا تھا۔ پھر اُس شہر نے اللہ کے احسانوں کی
ناشکری کی تو خدا نے بھوک اور خوف کا لباس
اُسے پہنایا۔ اُن کی کرنی کے سبب ○

۱۱۳- اور اُن کے پاس اُنہیں میں سے ایک رسول آیا
تو اُنھوں نے اُسے جھٹلایا۔ اس لئے اُنہیں عذاب نے آپکڑا
اور وہ ظالم تھے ○ ف۱

۱۱۴- سو مسلمانو! تم اللہ کا دیا ہوا حلال اور پاک رزق
کھاؤ۔ اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو،
اگر تم اسی کو پوجتے ہو ○

۱۱۵- اللہ نے تو تم پر صرف مُردار حرام کیا
ہے۔ اور خون، اور سُور کا گوشت،

ف۱
غرض یہ ہے کہ اللہ
کی اطاعت اور اس کی
[illegible]
[illegible]

اور خوف و حزن کو
نیچے اوپر مسلط کر لیتا
ہے۔

[illegible]

وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

اور جس پر غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو، پھر جو نہ زور کرتا ہو۔ اور نہ ہی زیادتی، اور عاجز ہوگیا۔ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے○ ف۱

۱۱۶- وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۚ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ○

۱۱۶- اور تم اپنی زبانوں کی دروغ گوئی سے یُوں نہ کہو، کہ یہ حلال ہے، اور یہ حرام۔ کہ اللہ پر جھوٹ باندھو، جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں، اُن کا چھٹکارا نہ ہوگا○

۱۱۷- مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۖ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ○

۱۱۷- تھوڑا فائدہ ہے۔ اور اُنہیں دُکھ دینے والا عذاب ہوگا○

۱۱۸- وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ ۚ وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا

۱۱۸- اور یہود پر ہم نے وُہی حرام کیا تھا جو پہلے ہم تجھے سُنا چکے۔ اور اُن پر ہم نے کچھ ستم نہیں کیا تھا۔ لیکن وُہ اپنی

## کون کون چیزیں حرام ہیں؟

ف۱

قرآن حکیم ایک مکمل شریعت ہے اس میں توحید و تفرید کے معارف بھی ہیں۔ اور ضروری آداب و اخلاق بھی۔ کامل نظام مذہب کے معنی ہی یہ ہیں کہ اس میں ضروریات انسانی کی ہر چیز موجود ہو۔ چنانچہ قرآن سب باتوں پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالتا ہے۔

کھانا پینا بھی چونکہ تہذیب انسانی کا ایک ضروری جزو ہے اس لئے قرآن اس کے متعلق بھی ضروری ہدایات تشریح کرتا ہے قرآن کہتا ہے۔ پاکیزہ چیزیں بلا تکلف کھاؤ۔ جن میں مضرت نہ ہو۔ جو ناپاک نہ ہوں۔ جن کو ذوقِ سلیم گوارا کرلے جن کے کھانے سے اخلاق و مذہبی مضرتیں نہ پیدا ہوں۔ اور جو چیزیں ان صفات سے عاری ہوں۔ وُہ غذا کے قابل نہیں وہ حرام ہیں اور وُہ یہ ہیں:-

(۱) مُردار۔ اس کے کھانے سے خباثت پیدا ہوتی ہے قلب مجموعہ ہو جاتا ہے۔ زندہ قومیں اس کے کھانے سے پرہیز کرتی ہیں۔ صحت کے لئے بھی مضر ہے۔ پیٹ میں تعفن پیدا کرتا ہے۔

(۲) خون۔ یہ عہدِ وحشت کی یادگار ہے۔ اس سے درندگی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ دانتوں اور معدہ کے لئے سخت مضر ہے۔ عرب خون کو رنگ لیتے تھے۔ اور دہی کی طرح جم جانے پر کھاتے تھے۔

(۳) سُؤر کا گوشت۔ یہ تشنج کے مرض کو پیدا کرتا ہے جدید تحقیقات کے مطابق اس کے کھانے سے فوری موت کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ چنانچہ امریکہ میں اس کے متعلق بہت سے مضمون لکھے گئے۔ یہ ولولۂ شہوت میں تحریک پیدا کرتا ہے۔ اور اس کے کھانے والی قومیں بے غیرت ہوجاتی ہیں۔ ان میں جنسی غیرت کا مادہ اُٹھ جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے آج یورپ میں سب کچھ موجود ہے۔ مگر (باقی برصفحہ)

أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ○

جانوں پر آپ ستم کرتے تھے ○

۱۱۹۔ ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِينَ عَمِلُوا السُّوٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابُوا مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ وَأَصْلَحُوٓا ۙ إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ ○

۱۱۹۔ پھر تیرے رب کی یہ صفت ہے کہ جنہوں نے نادانی سے بدی کی۔ پھر بعد اس کے تائب ہوئے۔ اور اصلاح کر لی۔ تو اس توبہ کے بعد تیرا رب بخشنے والا مہربان ہے ○

۱۲۰۔ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً قَانِتًا لِلَّهِ حَنِيفًا ۖ وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ○

۱۲۰۔ اصل میں ابراہیم پیشوا خدا کا فرماں بردار یک طرفہ شخص تھا۔ اور مشرکوں میں سے نہ تھا ○

۱۲۱۔ شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ ۚ اجْتَبَاهُ وَهَدَاهُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ○

۱۲۱۔ اللہ کی نعمتوں کا شکرگزار تھا۔ خدا نے اُسے پسند کیا۔ اور راہِ راست دکھلائی ○

۱۲۲۔ وَآتَيْنَاهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً ۖ وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ

۱۲۲۔ اور ہم نے اُسے دنیا میں خوبی بخشی اور وہ آخرت میں نیکوں میں

حرمت متعلقہ ہے۔ کیونکہ وہ کثرت سے مُردہ کا گوشت کھاتے ہیں۔ رُوحانی لحاظ سے یہ حرص و آز کے جذبات کو ابھارتا ہے ٭

(۴) غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ۔ اس سے نظامِ شرک کی تائید ہوتی ہے۔ اسلام چونکہ توحید کا مذہب ہے۔ اس لئے تمام ایسے ذرائع بند کر دینا چاہیے [illegible] ہے۔ جن سے شرک کے پیچھے [illegible] کا احتمال ہو ٭

## حلِّ لغات

[illegible] مشہور کیا جائے۔ [illegible] کے معنے مشہور کرنے کے ہیں۔ [illegible] لام شم [illegible] کے معنے [illegible] ہیں [illegible] پہاں میں [illegible] ہے۔ تو اس کی جانب [illegible] ٭

الصّٰلِحِيْنَ ۝ | ہے ۝

۱۲۳ - ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

۱۲۳ - پھر ہم نے تیری طرف وحی بھیجی، کہ تو ابراہیمؑ کے مذہب پر چل جو ایک طرف کا ہو رہا تھا اور وہ مشرکوں میں نہ تھا ۝

۱۲۴ - اِنَّمَا جُعِلَ السَّبْتُ عَلَى الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَاِنَّ رَبَّكَ لَيَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

۱۲۴ - ہفتے کا دن انہیں لوگوں پر مقرر ہوا تھا، جنھوں نے اس میں اختلاف کیا۔ اور تیرا رب قیامت کے دن اُن کی اختلافی باتوں میں فیصلہ کرے گا ۝ ف ۱

۱۲۵ - اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ

۱۲۵ - تُو حکمت اور عمدہ نصیحت سے اپنے رب کی راہ پر بُلا - اور اُن کو اس طرح الزام دے، جس طرح بہتر ہو - تیرا رب اسے خوب

## جُمعہ کا احترام!

### ف ۱

اسلام اور دیگر ادیان میں اصولاً کوئی اختلاف نہیں البتہ بعض لوگوں نے اپنی خواہشاتِ نفس کی اطاعت میں اللہ کے حکموں میں اختلاف و تشتت پیدا کر لیا۔

جمعہ کا دن ہمیشہ سے دینی فرائض کے لئے مختص رہا ہے۔ مگر یہود و نصاریٰ نے اس میں اختلاف کیا۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا ہے۔ ہم سے پہلی قوموں پر بھی جمعہ کا احترام واجب تھا۔ مگر انھوں نے از راہِ عناد اس میں اختلاف کیا۔ اور اللہ نے اس معاملہ میں ہماری صحیح راہنمائی فرمائی۔ ہمیں توفیق مرحمت کی کہ جمعہ کے احترام کو قائم رکھیں۔ اس صورت میں اخْتَلَفُوْا کے معنے یہ ہوں گے کہ انھوں نے نبی کی تعلیمات میں اختلاف پیدا کیا۔ نہ یہ کہ سبت کے تعیین میں اختلاف کیا۔

## حلِّ لُغات

حَنِیْفًا - موحد توحید کے لئے وقف۔

سَبْت - احترام کا دن عیسائیوں میں اتوار اور یہودیوں میں ہفتہ۔

---

أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ۝

جانتا ہے۔ جو اُس کی راہ سے گمراہ ہُوا ہے۔ اور وہ ہدایت یافتوں سے بھی خوب آگاہ ہے ۝ ف۱

۱۲۶- وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ ۝

۱۲۶- اور جو تم بدلہ دو، تو اتنا ہی دو، جس قدر تمہیں تکلیف پہنچی ہے، اور جو تم صبر کرو، تو صبر صابروں کے لئے خوب ہے ۝

۱۲۷- وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ ۝

۱۲۷- اور صبر کر، اور بغیر خُدا کی مدد کے تُو صبر نہ کر سکے گا۔ اور اُن پر غم نہ کھا، اور اُن کے فریبوں سے تنگ دل نہ ہو ۝ ف۲

۱۲۸- إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ۝

۱۲۸- بے شک اللہ (خدا سے) ڈرنے والوں اور نیکوں کے ساتھ ہے ۝

ف۱

دعوت و تبشارت کا صحیح ترین اصول بتاتا ہے، یعنی جب خدا کے دین کی طرف لوگوں کو بلایا جائے تو نہایت سیدھے سادے انداز میں موعظت اور پند کے طریق پر صلح جوئی اور رواداری کے ساتھ اگر اختلافات کا موقع آئے، تو احسن طریق سے اُس کو نبھایا جائے مقصد جدل و تعصب نہ ہو۔

حضورؐ کا یہی طریق دعوت و تبلیغ تھا۔ یہی وجہ تھی لوگ کھچے ہُوئے اسلام کے قریب آتے، اور اُسے قبول کر لیتے۔ حضورؐ جب مخالف کو سمجھاتے، تو ایسے جاذب طریق سے کہ دل میں اتر جاتے۔

آج حضرات علماء کے اخلاق بگڑ چکے ہیں وہ تبلیغ و اشاعت کی نفسیات سے آگاہ نہیں۔ وہ نہیں جانتے، قول ہیج کیا ہے، کس طریق سے لوگوں کو حق و صداقت کی طرف بلانا چاہئے۔ قاعدہ ہے کہ اچھی بات بھی بُرے انداز میں پیش کیجئے، تو لوگ ٹھکرا دیں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ کلمۂ حق کا اظہار کیا جائے۔ مگر سلجھے ہُوئے انداز میں، جس میں مخاطب کی نفسیات کی رعایت نہ ہو۔

ف۲

اس میں حضورؐ کی شفقت و ہمدردی کا ذکر ہے۔ اور آپ سے کہا گیا ہے۔ کہ ان کی بدبختی پر غم نہ کھاؤ۔ جی تھوڑا نہ کرو۔ ان کو آزاد چھوڑ دو یہ تمام باطل تدبیروں کو آزما دیکھیں۔ تمہارے خلاف سازشیں کر لیں۔ اللہ انہیں ناکام رکھے گا۔ اور یہ اپنے مقصد میں ذلیل و خوار ہوں گے۔

## سُوْرَةُ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مَکِّیَّةٌ

اٰیَاتُھَا (۱۱۱) رُکُوْعَاتُھَا (۱۲)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

۱- سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ○

۲- وَاٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ وَجَعَلْنٰہُ ھُدًی لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِیْ وَکِیْلًا ○

۳- ذُرِّیَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّہٗ کَانَ عَبْدًا شَکُوْرًا ○

## سُورۂ بنی اسرائیل

مکی ـــــ آیتیں ۱۱۱ ـــــ رکوع ۱۲

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱- پاک ہے وُہ ذات جو اپنے بندہ (محمدؐ) کو راتوں رات مسجد حرام (کعبہ) ف۱ سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت دی ہے لے گیا، تاکہ ہم اُسے اپنی بعض نشانیاں دکھلائیں، بیشک وُہ سنتا دیکھتا ہے ○

۲- ہم نے موسیٰ کو کتاب دی، اور اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لئے ہدایت ٹھہرایا کہ میرے سوا تم کسی کو کارساز نہ جانو ○

۳- (اے) اُن لوگوں کی اولاد جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں چڑھایا تھا۔ نوح بندہ شکرگزار تھا ○

## رُوح اور جسم کی انتہائی پرواز

ف۱ میں اس وقت جبکہ مکہ میں حضورؐ کے ہم نواؤں کو ناقابل برداشت تکلیفیں دی جا رہی تھیں۔ حضورؐ کے وطن مالوف سے نکال باہر کرنے کی سازشیں کی جا رہی تھیں۔ عین اس وقت جب زمین والوں نے گلشن رسالت کو برباد کر دینے کا تہیہ کر لیا تھا۔ جب یہ طے پا چکا تھا کہ اس شمع ہدایت کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گل کر دیا جائے۔ آسمان پر کچھ اور ہی تیاریاں اور افکار کے سامان ہو رہے تھے۔ قضا و قدر کے دفاتر میں معراج و تقدم کے ہنگامے طے ہو چکے تھے۔

اللہ کی مشیت نے آپ کو اٹھایا اور مسجد اقصیٰ تک لے آئی۔ پھر وہاں سے آسمانوں تک۔ یہ سلسلہ اس لئے تھا، تا کہ آپ کو فتوحات اسلامی کی وسعت کا اندازہ ہو۔ کفار و معاندین کو معلوم ہو کہ جو شخص تنگ آ کے وطن سے نکل کر شام کے خوشہ تک پہنچ جائے گا۔ یعنی جس شخص کو تم وطن سے نکال رہے ہو، ساری دنیا اس کا وطن قرار پائے گی۔

حضورؐ آسمانوں تک گئے۔ اور جب مستقر کو چیرتے ہوئے حجابات تک پہنچ گئے۔ باتیں ہوئیں۔ اسرار دین سمجھائے گئے۔ نمازیں عطا ہوئیں۔ شریعت کی تفصیلات دی گئیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ قرب الٰہی کا بلند ترین مقام حصہ میں آیا۔

یہ طرح پرواز جسم و جسد کے ساتھ تھی۔ یا روح و نفس کے ساتھ۔ محل بحث و نظر ہے۔ اہل حدیث و تفسیر کی اکثریت معراج جسمانی کی قائل ہے اور میں سمجھتا ہوں عارف باللہ حضرت صدیق اکبرؓ نے ایک جملہ میں اس تمام کد و کاوش کا فیصلہ کر دیا ہے۔ ان کی قوت ایمانی نے اجتہاد و نظر کا مرحلہ طے کرلیا ہے جو عقل و فکر کو سالہا سال کے بعد بھی میسر نہ ہو سکا۔ وہ یہ کہ انا اصدقہ بابعد منہ، اصدقہ بخبر من السماء۔ یعنی جب میں نے آپ کی نبوت و رسالت کے کوائف کو مان لیا۔ جب یہ تسلیم کر لیا کہ آسمان سے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ کتابیں عطا کی جاتی ہیں۔ اور نبوت و رسالت میں ایک رشتہ محبت ہے۔ تو پھر معراج میں کیا استحالہ ہے؟ خدائے تعالیٰ اپنے محبوب ترین بندے کو اپنے ہاں بلاتا ہے اس میں کیا اعتراض ہے؟

فلسفہ و عقل کی تمام بحثیں بے معنی ہیں۔ جو خدا زمین کو حرکت سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ جو آفتاب کو محوری گردش پر مجبور کر سکتا ہے جس کے اشارے (باقی برصفحہ ۶۷۵)

حل لغات:- سُبحٰن، تقدیس کے لئے ہے۔ یعنی معراج کے سلسلہ میں جس قدر اعتراضات، عقل کی واماندگیوں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ ان سے منزہ

۴- وَ قَضَیْنَاۤ اِلٰی بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ فِی الْكِتٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِی الْاَرْضِ مَرَّتَیْنِ وَ لَتَعْلُنَّ عُلُوًّا كَبِیْرًا۝

۴- اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں صاف کہہ سنایا۔ کہ تم زمین میں دو بار فساد کرو گے۔ اور نہایت مغرور سرکش ہو گے۝

۵- فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ اُوْلٰىهُمَا بَعَثْنَا عَلَیْكُمْ عِبَادًا لَّنَاۤ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا خِلٰلَ الدِّیَارِ ؕ وَ كَانَ وَعْدًا مَّفْعُوْلًا۝

۵- پھر جب اُن دو فسادوں میں سے پہلے فساد کا وقت آیا۔ تو ہم نے اپنے سخت جنگ آزما بندے تم پر مسلط کر دیے۔ پھر وہ گھروں میں آ گھسے، اور خدا کا وعدہ ہونا تھا۝ ف

۶- ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَیْهِمْ وَ اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ وَ جَعَلْنٰكُمْ اَكْثَرَ نَفِیْرًا۝

۶- پھر ہم نے اُن پر تمہیں غلبہ دیا، اور مال اور اولاد سے تمہیں مدد دی، اور تمہارا لشکر بڑھایا۝

۷- اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ ۫ وَ اِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا ؕ فَاِذَا جَآءَ

۷- اگر تم بھلائی کرو تو اپنے ہی لیے بھلائی کرو گے اور اگر بُرائی کرو گے تو بھی اپنے لیے۔ پھر جب

اشارہ پر تمام انجم گھوم رہے ہیں۔ کیا وہ ایک لطیف و سبک جسم کو آسمان پر نہیں اٹھا سکتا؟

انسان کی تو یہ جرأت ہے۔ کہ فضائے آسمانی میں اُڑ رہا ہے۔ اور چاند کی ایجاد پرانی ہو چکی۔ اس طرح کے پر پیدا ہو گئے ہیں۔ جنہیں لگا کر اور پرندوں کی طرح اُڑتے پھرو۔ چاند اور مریخ تک پہنچنے کی جدوجہد ہو رہی ہے کیا خدا کی قدرت میں یہ نہیں کہ اپنے محبوب کو اپنے یہاں بلا لے۔ معلوم ہوا اس باب میں فلسفہ اور سائنس کی بحثیں بیکار ہیں۔ البتہ یہ نکتہ قابل غور ہے کہ قرآن کیا کہتا ہے۔ احادیث میں کیا مذکور ہے۔ اور ائمہ حدیث و تفسیر کی اکثریت کی رائے کیا ہے؟

سو عرض کر چکا کہ قرآن معراج جسمانی کی تائید میں ہے اور حدیث میں اس قدر وضاحت ہے کہ معراج روحانی کی گنجائش نہیں رہتی۔ ائمہ تفسیر بھی اکثر کے ساتھ معراج جسمانی کے قائل ہیں۔ تاویل کے مجتہد اعظم علامہ رازی سے [illegible] وہ بھی جسمانی معراج کے معترف ہیں اور نہایت قوی دلائل پیش فرماتے ہیں۔

اصل میں اس قسم کے اختلافات اُس وقت پیدا ہوتے ہیں، جب بصیرت دینی سے محروم ہو اور دماغ پر بدیہی عقل مسلط ہو۔

## بنی اسرائیل کی تباہی!

ف اللہ کا قانون ہے کہ جب قوموں کا اخلاق بگڑ جاتا ہے۔ فواحش کا ارتکاب کھلم کھلا ہونے لگے۔ دین کا احترام دلوں سے اٹھ جائے شہوت کا غلبہ ہو۔ تو اس قوم کی ذلت کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ رسوائی کو قریب کر دیتا ہے۔ اور کسی طاقتور زبردست قوم کو ان پر مسلط کر دیتا ہے تاکہ غلامی کی صعوبتوں سے دوچار ہوں۔ اور انہیں آزادی کے ناجائز استفادہ کا نتیجہ معلوم ہو۔ تاکہ وہ جان جائیں کہ اللہ سے بے اعتنائی ناقابل عفو جرم ہے۔

بنی اسرائیل نے جب حق و صداقت سے روگردانی کی اور طرح طرح کی برائیاں اُن میں پھیل گئیں تو وہ عبادت کے گھر بھی ناپاک کر دیے گئے۔ اُس نے اُن کو سخت سزائیں دیں۔ پھر توبہ و استغفار اور رجوع و انابت کے بعد حضرت داؤد نے اُس سے جہاد کیا۔ اور فتحیاب ہوئے۔ اس کے بعد پھر بنی اسرائیل بگڑ گئے۔ اُن میں بدستور دین کی (باقی برصفحہ ۶۷۵)

وَعْدُ الْاٰخِرَةِ لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا ۝

پچھلا وعدہ آیا تو ہم نے اپنے دوسرے بندے بھیجے تاکہ وہ تمہارے چہرے اداس کر دیں اور مسجد میں داخل ہوں جیسے پہلی بار (کسری) داخل ہوئے تھے اور جس پر غالب آئیں اُس کو پوری طرح برباد کریں ۝

۸- عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ ۚ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا ۝

۸- اب (بعد اسلام) نزدیک ہے کہ تمہارا رب تم پر رحم کرے اور جو تم (نافرمانی میں) لوٹو گے تو ہم بھی (سزا میں) لوٹیں گے اور ہم نے کافروں کے لئے جہنم کو جیل خانہ بنا دیا ہے ۝

۹- اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا ۝

۹- یہ قرآن وُہ راہ دکھلاتا ہے، جو بہت سیدھی ہے۔ اور نیک اعمال مومنین کو بشارت دیتا ہے، کہ اُن کے لئے بڑا اجر ہے ۝ ف۱

۱۰- وَّاَنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝

۱۰- اور جو آخرت کو نہیں مانتے۔ اُن کے لئے دُکھ کا عذاب ہم نے تیار کیا ہے ۝

بے غیرتی ہونے لگی۔ اور کھلے بندوں اخلاق کی حدود سے تجاوز کیا جانے لگا۔ تو اللہ نے بخت نصر کو ان پر مسلط کر دیا۔ اس نے ہزاروں کو تیغ و خنجر کے گھاٹ اتارا ہزاروں کو اسیر بنایا۔ لاکھوں روپے کا سونا چاندی لوٹا۔ بیت المقدس کو ڈھا دیا۔ ان کی قیمتی املاک چھین لیں۔ یعنی بیت المقدس کا بنی اسرائیل کو ذبح کیا۔ عورتوں کی بے حرمتی کی۔ تورات کے نسخے آگ میں جھونک دیے۔ مذہبی صحیفوں کو پاؤں تلے روندا۔ تاکہ یہ لوگ ذلیل ہوں۔ اُن کی جھوٹی مذہبیت کو صدمہ پہنچے۔ اور اپنی بدمعاشیوں کا مزا چکھیں۔

اس کے بعد پھر ان کی سنی گئی۔ اور انہیں ان دشمنوں سے مخلصی ملی۔ کیونکہ وعدہ یہ تھا کہ جب تک سیدھے رہو گے اللہ کا فضل تم پر سایہ فگن رہے گا۔ اور جب بگڑو گے، اللہ بھی نظریں پھیر لے گا۔

ف۱

یعنی قرآن حکیم جس مسلک کی دعوت دیتا ہے۔ وہ قوم ترین عقل و دانش کے قریں اور موافق ہے۔ سعادت انسانی کی تمام راہیں اس میں مذکور ہیں۔ انسانی بہتری و بہبود کا راز اس میں مضمر ہے۔ اس کی تعلیمات ایسی ہیں جو سب کے لئے قابل عمل ہیں۔ سب کے لئے مفید ہیں اس کی تعلیم چھوٹے بڑے سب کے لئے یکساں قابل فہم ہے۔ یہ شک و شبہ سے بالا ہے۔ مگر بشارت و خوشخبری ان کے لئے ہے۔ جو مومن ہیں۔ جن کے دلوں میں ایمان و یقین کا اجالا ہے۔ جن میں تعصب نہیں۔ اور جو آنکھوں اور کانوں کو ہمیشہ کھلا رکھتے ہیں۔

## حلِّ لُغات

حَصِیْرًا۔ حصر کے معنی احاطہ کرنے اور تنگی کرنے کے ہیں۔ وَاحْصُرُوْهُمْ۔ اَنْ يَّتَّقُوْا عَلَيْهِمْ۔ بہانہ قیدخانہ اور محبس دوام کے ہیں۔

۱۱- وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ؕ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝

۱۱- اور آدمی جیسے دُعاء خیر کرتا ہے۔ ویسے ہی بددُعاء بھی کرتا ہے۔ اور انسان جلد باز ہے ۝

۱۲- وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ؕ وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ۝

۱۲- اور ہم نے رات اور دن دو نشان مقرر کیے ہیں۔ پھر ہم نے رات کا نشان مٹایا اور دن کا نشان دیکھنے کو بنایا۔ تاکہ تم اپنے رب کا فضل (روزی) تلاش کرو، اور برسوں کا شمار اور حساب جانو۔ اور ہم نے ہر شے کا بہ تفصیل بیان کیا ف۱

۱۳- وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝

۱۳- اور ہر آدمی کا پرندہ (تقدیر) ہم نے اس کی گردن میں چپکا دیا ہے، اور قیامت کے دن ہم اس کے لئے کتاب نکالیں گے کہ وہ اُسے کھلا پائے گا ۝ ف۲

ف۱

یعنی دن رات میں ان کی تبدیلی و تغیر میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے نشان ہیں۔ جس طرح رات اور دن دونوں مخلوقات کے لئے یکساں مفید ہیں اسی طرح عبرت و نصیحت کے لئے ایمان، کفر کا باقی رہنا ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک کفر کی تاریکی و سیاہی موجود نہ ہو۔ ایمان کی روشنی کس طرح ظاہر ہو سکتی ہے۔

وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا سے مقصود یہ ہے کہ قرآن حکیم نے ہدایت و استدلال کے تمام مسائل سے بحث کی ہے۔ اور وہ تمام چیزیں بیان کر دی ہیں۔ جن کی ہمیں بطور ذریعۂ راہنمائی کے حاجت ہے۔

## نامۂ اعمال ہر شخص کے اندر موجود ہے!

ف۲

اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ سے مقصود یہ ہے کہ نامۂ اعمال ہر شخص کے اندر حقیقی طور پر موجود ہے۔ تمام اعمال لوحِ قلب پر مرتسم ہیں۔ تمام نقوش دماغ میں ثبت ہیں۔ جب ضرورت ہوگی۔ یہی نقوش ابھر آئیں گے۔ اور اعمال روشن طور پر ہمارے سامنے آجائیں گے اور کہا جائے گا۔ جو کچھ تم نے دُنیا میں کیا ہے۔ یہاں صاف صاف پڑھ لو۔ صحیفۂ اعمال کھلا ہے۔ انسانی دماغ کی صنعت کاریاں عجیب ہیں اس میں بعض ایسے مخفی زاویے موجود ہیں۔ جن میں ہمارے اعمال کا پورا پورا ریکارڈ محفوظ رہتا ہے۔ قیامت کے دن نگاہوں میں تیزی پیدا ہو جائے گی۔ اور ہم خود ان نقوش کا مطالعہ کر سکیں گے۔ تمام ذہنی واردات ہمارے سامنے موجود ہونگی۔ اور ہم عبرت کا مرقع بنے ہوئے چشم حیرت سے اعمال کو دیکھیں گے اور دل ہی دل میں نادم ہوں گے۔

۱۴- اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ؕ

۱۴- پڑھ اپنی کتاب۔ آج تُو خود ہی اپنا حساب لینے والا کافی ہے ○

۱۵- مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ○

۱۵- جو ہدایت پر آتا ہے اپنے ہی لئے آتا ہے۔ اور جو گمراہ ہوتا ہے، اپنے ہی بُرے کو ہوتا ہے۔ اور کوئی بوجھ اُٹھانے والا کسی دُوسرے کا بوجھ نہ اُٹھائے گا، اور ہم عذاب ف۱ نہیں کرتے جب تک کوئی رُسول نہ بھیجیں ○

۱۶- وَاِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰهَا تَدْمِيْرًا ○

۱۶- اور جب ہم کسی بستی کے ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو وہاں کے دولتمندوں کو حکم بھیجتے ہیں پھر وہ اُس حکم میں نافرمانی کرتے ہیں، تب اُن پر وعدۂ عذاب ثابت ہو جاتا ہے۔ پھر ہم اُنہیں اُکھاڑ پھینکتے ہیں ○

۱۷- وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْۢ بَعْدِ نُوْحٍ ؕ وَكَفٰى بِرَبِّكَ

۱۷- اور نُوحؑ کے بعد ہم نے بہت اُمتیں ہلاک کیں۔ اور تیرا رب اپنے بندوں کے

ف۱

اسلامی قانون مکافات یہ ہے، کہ ہر شخص بجائے خود اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے۔ اس لئے تناسخ غلط ہے۔ اور عقیدہ کفارہ بھی صحیح نہیں۔ ہر شخص اپنے اعمال کا جواب دہ ہے کوئی شخص کسی کے کام نہیں آسکے گا ۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا سے مُراد یہ ہے۔ کہ عذاب کے لئے تکذیب کی ضرورت ہے اور تکذیب کے لئے پیغام کی حاجت ہے۔ اس لئے ضرور ہے کہ عذاب سے قبل اتمام حجت ہو چکے، تاکہ انہیں یہ کہنے کا موقع نہ رہے۔ کہ ہم نے اعمال صالحہ کے لئے مقدور بھر کوشش کی تھی۔ اور ہمیں ناحق عذاب میں مبتلا کیا جاتا ہے ۔

یہ یاد رہے، کہ عذاب سے مُراد تمام تکالیف نہیں، وہ مادی مصائب مقصود ہیں۔ بلکہ عذاب وہ ہے جسے مستحق طور پر عذاب کہا جا سکے۔ جس کے متعلق تصریحات ہوں کہ عذاب ہے ۔

دُوسری بات غور طلب یہ ہے، کہ نَبْعَثَ سے غرض یہ نہیں کہ ہر عذاب سے قبل ایک نبوت کا ظہور ضروری ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہر عذاب سے قبل اتمام حجت ضروری ہے۔ مثلاً اس زمانہ میں اگر عذاب آئے۔ تو یہ کسی نئی نبوت کے انکار کا نتیجہ نہ ہوگا۔ بلکہ اس لئے عذاب آئے گا کہ خدا کا پیغام اسلام کی شکل میں موجود ہے۔ اس کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ اور اس کی بے حُرمتی کی گئی ہے ۔

## حَلِّ لُغَات

اَمَرْنَا۔ یعنی اَمَرْنَا بِطَاعَةٍ۔ بعض نے اَمَرْنَا سے مُراد کثَّرْنَا لیا ہے۔ یعنی ہم اُمراء کو تعداد میں بڑھا دیتے ہیں اور تائید میں یہ حدیث پیش کی ہے۔ کہ خیر المال مہرۃ ماموۃ۔ سے کثیر النسل ہو سکتا ہے اور یہ غرض تقریر ہو کیونکہ عرب یہ بھی کہتے ہیں۔ فتواصیر خیر ماموۃ۔

بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِیْرًا ۢ بَصِیْرًا ۝

گناہوں کا دانا بینا کافی ہے ۝

۱۸- مَنْ كَانَ یُرِیْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِیْهَا مَا نَشَآءُ لِمَنْ نُّرِیْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ ۚ یَصْلٰىهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝

۱۸- جو دُنیا کا طالب ہے، فوراً ہم اُس کو اسی دُنیا میں جو چاہیں دیتے ہیں جس کو ہم دینا چاہیں۔ پھر ہم نے اُس کے لئے دوزخ مقرر کیا ہے جس میں ملامت سُن کر اور مردُود ہو کر داخل ہو گا ۝

۱۹- وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْیَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْیُهُمْ مَّشْكُوْرًا ۝

۱۹- اور جو آخرت کا طالب ہے، اور مومن ہو کر اس کے لئے مناسب کوشش کرتا ہے سو اُن کی کوشش قابلِ شکرگزاری ہے ۝

۲۰- كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ۝

۲۰- اِن کو اور اُن کو ہر کسی کو ہم تیرے رب کی بخشش میں سے پہنچائے جاتے ہیں، اور تیرے رب کی بخشش رُکی نہیں گئی ۝ ف ۱

۲۱- اُنْظُرْ كَیْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۭ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ

۲۱- دیکھ ہم نے بعض کو بعض پر کیسی فضیلت دی ہے۔ اور آخرت میں تو بڑے درجے

## نیکی اور بُرائی دونوں کے لئے یکساں مواقع موجود ہیں!

ف ۱

اللہ نے دُنیا میں دو قسم کے گروہ پیدا کئے ہیں، ایک وہ ہے جس کا نصب العین دین کی بھلائیوں کو حاصل کرنا ہے۔ جو اپنی تمام قوتوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہتا ہے۔ جس کا مقصدِ حیات گلشنِ اسلام کی آبیاری ہے۔ اور دُوسرا وہ ہے جو دن رات دُنیا طلبی میں مصروف رہتا ہے۔ جس کی تگ و دو محض نفس کی خواہشات تک محدود ہے۔ اور آخرت سے بے پروا اور غافل ہے۔

اللہ اس گروہ کو جو طالبِ حق ہے اور بینا ہے، دُکھا دی اور ہدایت کی توفیق عنایت فرماتا ہے۔ اور ان کی مشکلات میں راہنمائی فرماتا ہے۔ اور وہ جو صرف جیفۂ دُنیا کا گرویدہ ہے۔ جس کی کوتاہ بینی اسے دُنیا کی حدود سے تجاوز نہیں کرنے دیتی ہمیشہ بُرائی کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ اور اللہ نے ایسے سامان پیدا کر رکھے ہیں۔ کہ اُسے طریقِ معصیت میں بھی قوت ملتی ہے۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ کے یہی معنی ہیں، کہ اللہ نے انسانی فطرت اور دُنیا کو اس ڈھب پر بنایا ہے کہ نیکی اور بُرائی دونوں کے لئے مواقع اور تسہیلات موجود ہیں۔ نیک انسان نیک مواقع سے استفادہ کرتا ہے، اور بدکردار بُرے حالات سے بہرہ حاصل کرتا ہے۔ کیونکہ دُنیا کا نظام یا کارگاہِ فطرت دونوں کے لئے یکساں طریق پر مددگار ہیں۔

## حلِ لغات

العاجلۃ: دُنیا۔ محظورًا: منقوص یا ممنوع۔

دَرَجٰتٍ وَّاَکْبَرُ تَفْضِیْلًا ○

۲۲- لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَقْعُدَ مَذْمُوْمًا مَّخْذُوْلًا ○

۲۳- وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ○

۲۴- وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ○

۲۵- رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ

ہیں۔ اور بڑی فضیلت ○

۲۲- اللہ کے ساتھ دُوسرا معبود نہ ٹھہرا کر تُو ملامت سُن کر اور بے کس ہو کر نہ بیٹھے ○

۲۳- اور تیرے رب نے حکم دیا کہ تم اُس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اور والدین سے نیکی کرو اگر ان میں سے ایک یا دونوں تیرے سامنے بڈھے ہو جائیں۔ تو اِن کو اُف بھی نہ کہہ، اور نہ اُن کو جھڑک۔ اور اُن کے سامنے ادب سے بات کر ○ ف۱

۲۴- اور مہربانی سے عاجزی کے بازو ان کے لئے جُھکا۔ اور کہہ کہ اے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ اُن دونوں نے جب میں چھوٹا تھا مجھے پالا تھا ○

۲۵- جو تمہارے دلوں میں ہے تمہارا رب خوب جانتا ہے

ف۱

ان آیتوں میں دو چیزوں کا ذکر فرمایا ہے۔ توحید کا اور والدین کی اطاعت اور آداب کا۔ اس لئے کہ ان دونوں میں ایک قسم کی نسبت اور مشابہت ہے۔ والدین کی پرورش، ان کی شفقت و محبت ربوبیت کبریٰ سے مشابہ ہے۔ جو شخص والدین کا اطاعت شعار ہے وہ ربوبیت کبریٰ کو بھی پہچان سکے گا۔ جس کا نام توحید ہے۔ اور جو والدین کا مطیع و فرمانبردار نہیں، جو عارضی ربوبیت سے غافل ہے۔ وہ اصلی رب کا مطلق اور لئے منکر ہوگا۔ یعنی جو خدا پرست ہے وہ حقوق انسانی کی نگہداشت کر سکے گا۔ اور جس کے دل میں اللہ کا ڈر نہیں۔ وہ انسانی فرائض کو کیونکر محسوس کر سکتا ہے؟ جو انسان کا شکر گزار نہیں۔ وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں ہو سکتا۔

آیت کا مقصد یہ ہے۔ کہ توحید اصل اصول ہے خدا کا فیصلہ ہے۔ عقل کا تقاضا ہے۔ اسی طرح والدین کی فرمانبرداری ضروری ہے۔ ان کے ساتھ مروت و اخلاق لازم ہے۔ گستاخی کے کلمات سے احتراز چاہیئے۔ انھیں نا ملائم اور درشت انداز میں مخاطب کرنا جائز نہیں۔

## حَلِّ لُغَات

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ۔ یعنے کلمۂ تنفر سے انھیں مخاطب نہ کرو۔ جس سے والدین اذیت و ذلت محسوس کریں۔

اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا ○

اگر تم نیک ہو۔ تو وہ رجوع کرنے والوں کو بخشتا ہے ○

۲۶- وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ○

۲۶- اور رشتہ دار کو اُس کا حق دے اور محتاج اور مسافر کو بھی۔ اور فضول خرچ نہ ہو ○

۲۷- اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ○

۲۷- بیشک فضول خرچ شیطانوں کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے رب کا ناشکر ہے ○ ف۱

۲۸- وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ○

۲۸- اور جو تُو اپنے رب کی رحمت (رزق) کے انتظار میں جس کے ملنے کی تجھے اُمید ہو کبھی اُن سے منہ پھیرے تو انہیں نرم کلام سے جواب دے ○

۲۹- وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا ○

۲۹- اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہُوا نہ رکھ۔ اور بالکل اُسے کھول بھی نہ دے کہ بیٹھا پچھتایا کرے اور لوگوں کی ملامت سُنے ف۲ ○

## انسانی حقوق کی رعایت!

ف۱

اسلام جہاں عقائد پر زور دیتا ہے اور چاہتا ہے کہ لوگ اللہ کی چوکھٹ پر جھک جائیں، وہ پاکباز بنیں، اور تخلق باخلاق اللہ کے زیور سے آراستہ ہوں۔ وہاں وہ حقوق انسانی کی مراعات کو بھی ذکر کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ عزیزداری اور قرابت کا خیال رکھو، رشتہ وتعلق کی حرمت کو ملحوظ رکھو، مسکینوں اور محتاجوں کا خیال رکھو، مسافروں اور غریب الوطن لوگوں کی مدد کرو۔ یعنی اسلام صرف زہد و تقویٰ کا نام نہیں۔ پرہیزگاری اور عبادت سے تعبیر نہیں۔ بلکہ اسلام میں یہ بھی داخل ہے کہ تمہارے ماں باپ تم سے خوش ہوں۔ تمہارے عزیزوں سے تمہارے تعلقات بہتر ہوں۔ تمہارے دل میں مسکینوں اور غریبوں کے لئے ہمدردی کا جذبہ موجزن ہو۔ تمہارا گھر مسافروں اور مہمانوں کے لئے کھلا رہے۔ اور اگر تمہیں ان لوگوں سے اختلاف کرنا پڑے، تو لڑائی اور جنگ درست نہیں۔ بلکہ دلنشین انداز میں اُن کو سمجھاؤ۔ عزیزوں سے لڑائی۔ انسانی حقوق سے تغافل، والدین کی نافرمانی، ناخوشی، مسافر اور غریبوں سے بدسلوکی، یہ جائز نہیں، مسلمان وہ ہے، جو اللہ کو خوش رکھے۔ اور اُس کی مخلوق کو بھی •

اَلْمُبَذِّرِيْنَ۔ وہ لوگ ہیں۔ جو اللہ کے دیئے ہوئے مال کو معصیت کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ اور اللہ کی نعمتوں کو استعمال نہیں کرتے۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا گیا۔ تبذیر کسے کہتے ہیں۔ اُس نے جواب دیا۔ اَلْاِنْفَاقُ الْمَالِ فِیْ غَیْرِ حَقِّهٖ یعنے ناحق اور نامناسب طور پر دولت کو صرف کرنا •

یہ یاد رہے کہ تبذیر و اسراف کا اطلاق صرف گناہوں کے کاموں پر ہوتا ہے۔ اگر ایک شخص معصیت کے لئے ایک پائی بھی صرف کرتا ہے تو یہ تبذیر اور اسراف میں داخل ہے۔ حیثیت نعمت یا مقدور کے موافق لباس و خوراک اسراف میں داخل نہیں۔ اگر ایک شخص نیک ہے اور صاحب مال و دولت بھی ہے تو وہ بےشک ٹھاٹ کے ساتھ رہے۔ مگر اللہ کی نعمتوں کا اظہار ہو۔ ریاکاری اور غریبوں کو مرعوب کرنا مقصود نہ ہو • ف۲ (دیکھو صفحہ ۶۸۱)

تشبیہ ہے۔ کہ بخیل کے ہاتھ کشادہ نہیں ہوتے •

۳۰۔ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝

۳۰۔ تیرا رب جس کی چاہے روزی فراخ کرے اور جس کی چاہے تنگ کرے، وہ اپنے بندوں کا دانا بینا ہے ۝

۳۱۔ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝

۳۱۔ اور افلاس کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔ انہیں اور تمہیں ہم رزق دیتے ہیں اُن کا قتل کرنا بڑا گناہ ہے ۝

۳۲۔ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝

۳۲۔ اور زنا کے نزدیک نہ جاؤ۔ کہ وہ بےحیائی اور بُری راہ ہے ۝

۳۳۔ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ۭ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝

۳۳۔ اور جس جان کا مارنا اللہ نے حرام کیا ہے، اُس کو نہ مارو مگر حق پر۔ اور جو ظلم سے مارا گیا۔ تو اس کے وارث کو ہم نے زور دیا ہے سو اسے چاہیئے کہ وہ قتل میں زیادتی نہ کرے بے شک اسی کی مدد ہونی ہے ۝

بقیہ ف۲ حاشیہ

اس آیت میں مسلمانوں کو اعتدال کے ساتھ رہنے کی تلقین کی ہے۔ اور اسے کہا ہے، کہ اپنی مالی حالت کا جائزہ لیتا رہے۔ نہ اس قدر شاہ خرچ ہو، کہ جو کچھ ہاتھ لگے۔ صرف کر دیا جائے۔ اور بعد میں پشیمانی اٹھانا پڑے۔ اور نہ بخل و امساک کا اتحاد ہو۔ بیچ بیچ سے۔ افسوس مسلمان آج خرچ کے مسائل میں بالکل محتاط نہیں۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے بکمال مہربانی کر ہر بات سمجھا دی ہے۔ مسلمان محنت سے روپیہ کماتا ہے۔ اور رسم و رواج کی پابندیوں میں اُڑا دیتا ہے۔ اور وہ روپیہ جو اللہ کی نعمت ہے محض فضول باتوں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ آج کسب و اکتساب کے جس قدر اسباب ہیں۔ وہ سب مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں۔ مگر پھر بھی مسلمان مفلس ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اس کی آمد و خرچ میں تناسب نہیں۔ وہ آمدنی سے زیادہ خرچ کرتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ محتاج رہتا ہے۔ ؎

چو دخلت نیست خرج آہستہ تر کن!
کہ می گویند ملاحان سرودے
بکوہستان اگر باراں نبارد!
بسالے دجلہ گردد خشک رودے!

## حلّ لغات

سُلْطٰنًا۔ یعنے انتقام کا حق۔ جن باتوں کی وجہ سے ایک مجرم کا خون بہانا مباح ہو جاتا ہے۔ قتل، زنا، ارتداد ●

۳۴۔ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ ۠ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا ۝

۳۴۔ اور مال یتیم کے نزدیک نہ جاؤ۔ مگر بہ طریق مناسب، جب تک وہ جوان ہو۔ اور عہد کو پورا کیا کرو۔ عہد کی بابت پرسش ہوگی ○

۳۵۔ وَاَوْفُوا الْكَيْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ۝

۳۵۔ اور جب ناپو تو پیمانہ پورا بھرو۔ اور سیدھی ترازو سے تولو۔ یہ بہتر ہے، اور اس کا انجام بہت عمدہ ہے ○

۳۶۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰۗىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ۝

۳۶۔ اور جس بات کا تجھے علم نہیں اس کے درپے نہ ہو، بے شک کان، اور آنکھ، اور دل، ان سب کی اس سے پرسش ہوگی ○ ف ۱

۳۷۔ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝

۳۷۔ اور زمین میں اتراتا ہوا نہ چل، نہ تو زمین پھاڑ سکتا ہے، اور نہ پہاڑوں کی بلندی پر پہنچ سکتا ہے ○

## حرمتِ نفس اور دیگر اخلاقی نصائح

ف ۱

ان تمام اخلاق وآداب کو اللہ تعالیٰ نے حکمت سے تعبیر کیا ہے۔ یعنی بہترین دانائی یہ ہے، کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھا جائے۔ جو شخص اللہ اور اس کے بندوں کو نہیں پہچانتا۔ وہ بے وقوف اور بے عقل ہے۔

اس سے قبل والدین کی اطاعت، توحید، عزیزوں اور قرابت داروں سے حسن سلوک کی تلقین کی تھی اسراف وتبذیر سے روکا تھا۔ میانہ روی اور اقتصاد پر ابھارا تھا۔ عربوں کو قتل اولاد کے فعل شنیع سے یہ کہہ کر روکا تھا۔ کہ رزق کا ذمہ دار تو خدا ہے۔ جب اس نے پیدا کیا ہے۔ تو وہ اس کے لئے رزق کا سامان بھی پیدا کر دے گا۔ تم محض بھوک اور افلاس کی وجہ سے ان کی موت نہ چاہیو۔

زنا کے متعلق فرمایا تھا۔ کہ یہ بدترین فعل ہے۔ اس سے نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔ غیرت وحمیت تباہ ہو جاتی ہے۔ قوم میں بزدلی اور کمینہ (بدعملی) پیدا ہو جاتے ہیں اور اخلاقی لحاظ سے قوم مردہ ہو جاتی ہے۔

ان آیات میں چند اخلاقی احکام اور فرائض بیان ہوئے ہیں جو یہ ہیں:۔

(۱) حرمت نفس۔ یعنی یہ جائز نہیں، کہ بلا کسی وجہ کسی شخص کو زندگی کے حق سے محروم کر دیا جائے، کیونکہ اس طرح دنیا میں ابتری اور بدنظمی پھیل جاتی ہے۔

(۲) یتیم کی عزت۔ یتیم کے مال کو اس کے فائدہ کے لئے صرف کرو۔ اور جب تک وہ جوان نہ ہو، دیانتداری کے ساتھ مال کی نگہداشت کرو۔

(۳) پورا پورا تولو۔ اور پورا ناپ کر دو۔

(۴) بے تحقیق بات نہ مانو۔ کیونکہ اللہ نے قلب ودماغ کو ذمہ دار اور مسئول بنایا ہے۔

(باقی بر صفحہ ۶۸۳)

۳۸- كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنۡدَ رَبِّكَ مَكۡرُوۡهًا ۝

۳۸- ان سب باتوں کی برائی تیرے رب کو ناپسند ہے ۝

۳۹- ذٰلِكَ مِمَّاۤ اَوۡحٰۤى اِلَيۡكَ رَبُّكَ مِنَ الۡحِكۡمَةِ ؕ وَلَا تَجۡعَلۡ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلۡقٰى فِىۡ جَهَنَّمَ مَلُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ۝

۳۹- یہ تعلیم اس حکمت سے ہے جو تیرے رب نے تجھے وحی کی ہے۔ اور اللہ کے ساتھ دوسرا معبود نہ ٹھہرا۔ ورنہ تو ملزم راندہ ہو کر جہنم میں ڈالا جائے گا ۝

۴۰- اَفَاَصۡفٰكُمۡ رَبُّكُمۡ بِالۡبَنِيۡنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الۡمَلٰۤئِكَةِ اِنَاثًا ؕ اِنَّكُمۡ لَتَقُوۡلُوۡنَ قَوۡلًا عَظِيۡمًا ۝

۴۰- کیا تمہیں خدا نے بیٹوں کے لئے چن لیا۔ اور آپ فرشتوں میں سے بیٹیاں لے بیٹھا ہے؟ تم بڑی بات بولتے ہو ۝

ربع

۴۱- وَلَقَدۡ صَرَّفۡنَا فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ لِيَذَّكَّرُوۡا ؕ وَمَا يَزِيۡدُهُمۡ اِلَّا نُفُوۡرًا ۝

۴۱- اور ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے سمجھایا ہے۔ تاکہ وہ نصیحت پکڑیں۔ اور یہ ان میں نفرت ہی بڑھاتا ہے ۝

۴۲- قُلۡ لَّوۡ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا

۴۲- تو کہہ اگر اس کے ساتھ اور معبود ہوتے جیسے

(بقیہ حاشیہ)

(۵) تکبر کا اظہار نہ کرو۔

(۶) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔

یہ عام معاملات کی باتیں ہیں۔ جن پر دنیا کا نظام عمرانی قائم ہے۔ جب تک ان باتوں پر عمل نہ ہو۔ دنیا کا امن مخدوش رہتا ہے۔ اسلام چونکہ فطرتاً اجتماعی و تمدنی مذہب ہے۔ اس لئے قرآن ان ہی حقائق کو پوری اہمیت کے ساتھ ظاہر کرتا ہے۔

## حلِ لغات

لَا تَقۡفُ۔ پیچھے مت پڑ۔ پیچھے نہ لگ۔

مَرَحًا۔ اکڑ اور مسرت میں غلو، اترانا تکبر کرنا۔

مَدۡحُوۡرًا۔ راندہ ہوا، یہ دحور کے معنی ہیں۔ دفع کرنا، چلانا، اور دور پھینکنا۔

يَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِى الْعَرْشِ سَبِيْلًا۝

وہ کہتے ہیں تو وہ سب صاحب عرش کی طرف (منازعت کی) راہ نکال لیتے ۝ ف۱

۴۳۔ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۝

۴۳۔ وہ پاک اور بالاتر ہے اس سے جو وہ کہتے ہیں بہت بلند ہے ۝ ف۲

۴۴۔ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ وَاِنْ مِّنْ شَىْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا۝

۴۴۔ ساتوں آسمان اور زمین اور جو ان میں ہے سب اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور کوئی شے نہیں ہے جو اس کی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کرتی ہو۔ لیکن تم ان کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ وہ بردبار بخشنے والا ہے ۝ ف۳

۴۵۔ وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا۝

۴۵۔ اور جب تو قرآن پڑھتا ہے تو ہم تیرے اور ان کے درمیان جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے ایک پوشیدہ پردہ ڈال دیتے ہیں ۝ ف۴

۴۶۔ وَّجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ

۴۶۔ اور ان کے دلوں پر ایک ڈھکنا رکھتے ہیں کہ

ف۱

اللہ کی توحید خاص اسلامی عقیدہ ہے۔ جس کو قرآن حکیم نے مختلف طریقوں سے بیان فرمایا ہے۔ کبھی مظاہر فطرت کی یکسانی کو تائید میں پیش کیا۔ کبھی خود نفس انسانی کی پہنائیوں کی طرف توجہ دلائی کبھی مشرکین کے عقائد کی تعدید کی اور بتایا کہ شرک عقلاً محال ہے چنانچہ اس آیت میں مشرکین کے عقیدۂ شرک پر اعتراض کیا ہے۔ ارشاد ہے کہ اگر واقعی یہ بت خدا ہیں جنہیں تم پوجتے ہو تو پھر ہونا یہ چاہیئے کہ انہیں صاحب عرش کا قرب خاص حاصل ہو۔ جو اللہ کے نزدیک ذی مرتبت اور ذی وجاہت ہوں۔ ورنہ جنہیں یہ قرب ہی نہیں وہ تمہیں کیونکر عطا کروا سکتے ہیں! جبکہ خود وہ بھی قرب سے محروم ہیں۔ آیت کا دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ اگر اللہ کے سوا اور خدا بھی موجود ہیں تو پھر اللہ کے ساتھ انہیں ہر بات میں تعرض کرنا چاہیئے۔ لڑائی اور فساد برپا ہونا چاہیئے۔ اور پھر اس صورت تخالف میں دنیا کا سارا نظام درہم برہم ہو جاتا ؟

ف۲ یہ کہ اللہ [illegible]

اور برتر شکل میں پیش کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ اللہ شائبۂ شرک سے پاک ہے اس کی ذات اور وحدانیت کا تقاضا ہے کہ جس طرح کسی وصف میں اس کا کوئی شریک اور مددگار نہ پایا جائے۔ وہ ہر لحاظ سے جسم و مکان سے بھی بے نیاز ہو۔

## اللہ کی تسبیح!

ف۳ یعنی اس کے لئے شرک کیسے جائز ہو سکتا ہے جبکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کی حمد و ستائش کر رہا ہے۔ اور عملی و قولی اطاعت شعاری کا اظہار کر رہا ہے۔ ہر چیز تسبیح کناں ہے اگرچہ ناشکرا اور نافرمان انسان اشیاء کی تسبیح کو سمجھ نہیں پاتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ سب چیزیں اس کی تعریف و توصیف میں رطب اللسان ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ ہر شے کے لئے قدرت کی ترکیب اور بقاء و فنا اور فطرت کی جانب سے ایک قاعدہ مقرر ہے۔ ہر چیز مقررہ نظام کے ماتحت برقرار اور قائم ہے۔ یہ اطاعت شعاری اور فطرت کے قوانین کی پابندی بے جان چیزوں کی تسبیح ہے۔

يَفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا ○

قرآن کو نہ سمجھیں اور اُن کے کانوں میں گرانی ڈالتے ہیں اور جب تو قرآن میں اپنے رب کا واحدانیت کے ساتھ ذکر کرتا ہے تو نفرت کرکے اپنی پیٹھ پھیر کر الٹے بھاگ جاتے ہیں ○

۴۷۔ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ○

۴۷۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ کس نیت سے قرآن سنتے ہیں یعنی سننے کو، جب تیری طرف کان لگاتے اور جب آپس میں سرگوشی کرتے ہیں۔ جب ظالم کہتے ہیں کہ تم تو ایک جادو کے مارے ہوئے کے پیرو ہو ○ ف۱

۴۸۔ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ○

۴۸۔ دیکھ تجھ پر کیسی مثالیں بٹھاتے ہیں اور گمراہ ہوتے ہیں سو راہ نہیں پا سکتے ○

۴۹۔ وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ○

۴۹۔ اور کہتے ہیں کہ جب ہم ہڈیاں، اور چورا ہو گئے۔ تو کیا ہم نئی پیدائش میں اٹھیں گے ؟ ○

۵۰۔ قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ○

۵۰۔ تو کہہ، تم پتھر ہو جاؤ۔ یا لوہا بن جاؤ ○

(بقیہ حاشیہ)

ف

غرض یہ ہے۔ کہ کفار اپنی فطری صلاحیتوں کو ضائع کر چکے ہیں۔ کہ ان میں قبول کا مادہ نہیں رہا۔ جب یہ قرآن سنتے ہیں۔ تو تعصب و جہالت کی دیواریں ان کے آگے کھڑی ہو جاتی ہیں۔ اس لئے استفادہ سے محروم رہتے ہیں۔

## حضورؐ سحر زدہ نہیں تھے!

ف

حضورؐ کو سحر زدہ کوتاہ نظری کی وجہ سے کہتے تھے جب دیکھتے کہ نبوت کے اسرار ان کی سمجھ سے بالا ہیں اور اسلام کے عجیب و غریب نظام کو سمجھنے کی صلاحیت ان میں موجود نہیں۔ تو حیرت و استعجاب میں ڈوبے ہوئے اس کی عظمت کو جادو وغیرہ کی جانب منسوب کر دیتے۔ اصل یہ ہے کہ نبوت انتہا درجے کی دانائی و عقل کا نام ہے، نبی فہم و فراست کے لحاظ سے انسانیت کا آخری نقطہ ہوتا ہے۔ اس کے اعمال و افعال میں نظم و ترتیب قائم رکھنے کیلئے بعید از بصیرت کی حاجت ہے۔ جو لوگ اس بصیرت و آگاہی کو محروم ہوتے ہیں۔ وہ سہل اندیشی کی بنا پر کہہ دیتے ہیں۔ ان کے اعمال میں ترتیب اور غرض و مقصد کی لطیفت نہیں۔ اس لئے یہ دیوانہ یا سحر زدہ ہے۔ حالانکہ اصل میں وہ مرتبہ نہایت بلند نگاہ انسان ہوتا ہے۔ جس طرح ایک گنوار شائستہ اور مہذب شہری کے اعمال و افعال سمجھنے سے قاصر ہے۔ اور وہ مجبور ہے۔ کہ اس کی بعض حرکات کو محض جنون سے تعبیر کرے۔ اسی طرح یہ گنوار بھی مجبور تھے۔ کہ حضورؐ کے اعمال کو جنون و سحر کہیں۔

## حل لغات

وَقْرًا۔ بوجھ، ثقل۔ رُفَاتًا۔ ما تکسر و تفرق من الشئین۔ ہڈیوں کا ٹوٹ کر اور ریزہ ریزہ ہو کر بھس کی طرح چورا ہو جانا۔

۵۱- اَوْ خَلْقًا مِّمَّا یَكْبُرُ فِیْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَیَقُوْلُوْنَ مَنْ یُّعِیْدُنَا ؕ قُلِ الَّذِیْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَیُنْغِضُوْنَ اِلَیْكَ رُءُوْسَهُمْ وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰی هُوَ ؕ قُلْ عَسٰۤی اَنْ یَّكُوْنَ قَرِیْبًا۝

۵۱- یا کوئی اور مخلوق جو تمہیں بڑی معلوم ہو، پھر وہ کہیں گے کہ ہمیں کون پھر اُٹھائے گا؟ تو کہہ جس نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔ پھر تیری طرف اپنے سر ہلائیں گے۔ اور ٹھٹھے سے کہیں گے قیامت کب ہوگی؟ تو کہہ شاید وہ نزدیک ہی ہو ؎ف ۱ ۝

۵۲- یَوْمَ یَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِیْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَ تَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِیْلًا۝

۵۲- جس دن وہ تمہیں پکارے گا۔ پھر تم اُس کی تعریف کرتے ہوئے جواب دو گے اور گمان کرو گے کہ ہم تھوڑی دیر رہے ۝

۵۳- وَ قُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَهُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا۝

۵۳- اور میرے بندوں سے کہہ کہ وہی بات بولیں جو بہتر ہے۔ شیطان اُن میں آپس میں لڑائی کراتا ہے۔ بے شک شیطان آدمی کا صریح دشمن ہے ۝

۵۴- رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِكُمْ ؕ اِنْ یَّشَاْ یَرْحَمْكُمْ اَوْ اِنْ یَّشَاْ یُعَذِّبْكُمْ ؕ

۵۴- تمہارا رب تمہیں خوب جانتا ہے اگر چاہے تم پر رحم کرے، یا چاہے تمہیں عذاب دے

## ف ۱

منکر والوں کا ایک شبہ آپ کی تعلیمات کے متعلق یہ تھا، کہ اس میں حشر و نشر کے کوائف کا ذکر ہے، وہ کہتے تھے، یہ کیونکر ممکن ہے، کہ مرا ہوا انسان جی اُٹھے۔ اور بوسیدہ ہڈیوں میں حرکت و عمل پیدا ہو جائے۔ اُن کے خیال میں یہ زندگی۔ جب ختم ہو جائے۔ تو پھر اس کا اعادہ نہیں ہو سکتا۔ اور ہم ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سو جاتے ہیں [illegible] اور حشر اجساد کا عقیدہ ان کے لئے نہایت حیرت انگیز تھا۔

قرآن حکیم فرماتا ہے۔ تمہیں اس میں کیا اعتراض ہے۔ کیا اللہ نے تم کو تم عدم سے لاکر وجود کی دنیا میں آباد نہیں کیا ہے؟ کیا اس نے تمہیں بغیر کسی خاص ذریعہ کے پیدا نہیں کیا؟ جب اُسی نے اس سے پہلے تمہیں پیدا کیا تھا۔ تو وہ تمہیں پھر بھی زندگی بخش سکتا ہے۔ جب حقائق و اسباب کو اُسی نے پیدا کیا ہے۔ تو اُس کے اقتدار میں یہ بھی ہے کہ ان کو بدل بھی دے۔ وہ پتھر اور لوہے کو انسانوں میں تبدیل کر سکتا ہے۔ اس لئے قرآن کہتا ہے، اگر تم جو کچھ بھی ہو جاؤ۔ تم میں لوہے اور پتھر کی سی سختی اور صلابت بھی پیدا ہو جائے تب بھی وہ تمہیں زندہ انسانی صورت میں تبدیل کر دے گا۔ یہ سب کچھ اُس کے اختیار میں ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِكَاتِبِهٖ
وَلِمَنْ سَعٰی فِیْهِ۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ وَكِيْلًا ○

اور ہم نے تجھے (اے محمدؐ) اُن کا داروغہ بنا کر نہیں بھیجا

۵۵- وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيّٖنَ عَلٰى بَعْضٍ وَّاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ○

۵۵- جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اُن کو تیرا رب خوب جانتا ہے۔ اور بعض نبیوں کو ہم نے بعض پر بزرگی دی۔ اور داؤدؑ کو ہم نے زبور دی ○ ف۱

۵۶- قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ○

۵۶- تو کہہ۔ اللہ کے سوا جن کو تم (معبود) سمجھے ہو اُن کو پکارو، سو نہ وہ تمہاری تکلیف دور کرنے پر قدرت رکھتے ہیں اور نہ بدلنے پر ○

۵۷- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۚ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ○

۵۷- وہ جنہیں پکارتے ہیں وہ خود اپنے رب کی طرف وسیلہ کی تلاش میں ہیں کہ کون اُن میں اُس کا زیادہ مقرب ہے اور اس کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بیشک تیرے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے ○ ف۲

## فرقِ مراتب

**ف۱**

اسلامی عقیدہ یہ ہے، کہ تمام انبیاء یکساں طور پر قابلِ احترام ہیں۔ سب کی عزت کرنا چاہئے اور سب کو اللہ کی جانب سے عہدۂ نبوت پر فائز سمجھنا چاہئے۔ البتہ مرتبے اور درجے کے لحاظ سے فرقِ مراتب ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو خلت کا خلعت عطا کیا گیا۔ جناب موسیٰؑ کو شرف مکالمہ بخشا گیا۔ حضرت مسیحؑ رفعت سے نوازے گئے۔ سلیمانؑ کو بادشاہت اور حضرت داؤدؑ کو زبور دی گئی۔ غرضیکہ سب انبیاء اپنے اندر کچھ نہ کچھ خصوصیات رکھتے ہیں جن کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے افضل ہیں۔

**ف۲**

مکے والے فرشتوں کی عبادت کرتے تھے عیسائی مسیح و عزیر علیہ السلام کو پوجتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس آیت میں یہ بتایا ہے، کہ تم جن لوگوں کی عبادت کرتے ہو۔ وہ تو خود محتاج ہیں؟ اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ ان کی بڑی کوشش یہی رہتی ہے۔ کہ اللہ کا تقرب حاصل کیا جائے جب ان کی یہ حالت ہے، تو کیونکر وہ تمہارے شرک پر خوش ہو سکیں گے؟

## حلِ لغات

تَحْوِيْلًا - تبدیلی، پھیرنا، ہٹانا۔

۵۸- وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

۵۹- وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ؕ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا ؕ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝

۶۰- وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ؕ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ؕ وَنُخَوِّفُهُمْ

۵۸- اور کوئی (نافرمان) بستی نہیں جسے ہم قیامت کے دن سے پہلے ہلاک نہ کریں۔ یا سخت عذاب میں نہ ڈالیں۔ یہ کتاب میں (تقدیر کی) لکھا ہوا ہے ۝

۵۹- اور ہم نے معجزے بھیجنا اس لئے موقوف کردیئے ہیں کہ اگلے لوگوں نے انہیں جھٹلایا تھا۔ اور ہم نے ثمود کو بطور دلیل (یعنی معجزہ) اونٹنی دی تھی پھر اُس پر انہوں نے ظلم کیا۔ اور معجزے ہم ڈرانے کے لئے بھیجتے ہیں ۝ ف۱

۶۰- اور جب ہم نے تجھ سے کہا کہ تیرے رب نے لوگوں کو گھیر رکھا ہے اور وہ دکھلاوا جو ہم نے تجھے دکھلایا تھا اور وہ درخت جس پر قرآن میں لعنت ہوئی ہے ہم نے لوگوں کے لئے فتنہ ٹھہرایا اور ہم انہیں ڈراتے

### ف۱

مشرکین کا ایک اعتراض یہ تھا کہ ہمارے مطلبے کیوں پورے نہیں ہوتے؟ کیوں مکے کے پہاڑ درمیان سے نہیں ہٹ جاتے؟ اور کیوں نہریں نہیں بہتیں؟ یعنی ہم جو کچھ چاہتے ہیں۔ اس کو کیوں پورا نہیں کیا جاتا؟ قرآن کہتا ہے۔ تمہیں معجزہ طلبی کی عادت ہو گئی ہے۔ تم عجائب پرستی کے مرض میں مبتلا ہو۔ تم سے پہلے تمام معجزات دکھائے جا چکے ہیں۔ مگر انکار کرنے والوں نے ہمیشہ انکار ہی کیا۔ اور ایماندار لوگوں نے ایمان کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اس لئے آج اگر تمہارے مطالبوں کو پورا بھی کر دیا گیا۔ جب بھی تم انکار ہی کرو گے۔ تم سے ایمان کی توقع نہیں۔ آیات معجزات کا مقصد تو یہ ہے کہ تمہارے دلوں میں خوف پیدا ہو۔ تم اللہ سے ڈرو۔ اور جب خوف و اتقاء کی نعمتوں سے تم تہی دامن رہتے ہو۔ تو اب معجزات کے دکھانے سے کیا فائدہ؟ ۔

ثمود کی قوم کو دیکھو۔ انہوں نے ہلاکت کے لئے معجزہ طلب کیا۔ انہیں اونٹنی کا معجزہ دیا گیا۔ ان سے کہا گیا۔ اس اونٹنی کا وجود بطور نشانی کے ہے۔ اس کی بے حرمتی نہ کرنا۔ ورنہ مٹ جاؤ گے انہوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اللہ کا عذاب آ گیا۔ کیا تم بھی یہی چاہتے ہو کہ تم ثمود کی طرح مٹ جاؤ ۔

## حلِّ لغات

بالاٰیٰت۔ خوارق۔ معجزات ۔

الرُّؤْیَا۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ مشاہدہ عینی کو رؤیت سے تعبیر کیا ہے ۔

والشَّجَرَۃُ الْمَلْعُوْنَۃُ۔ تھاسنگی سرخ جیسی جو مرغوب ہو عرب اُسے زقوم اور ملعون کہتے تھے۔ اس لئے یہاں

فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا ۝

ہیں مگر یہ ڈرانا اُن کی سرکشی کو اور بھی زیادہ بڑھاتا ہے۔

۶۱- وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ قَالَ أَأَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِينًا ۝

۶۱- اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو، تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا۔ بولا کیا میں اسے سجدہ کروں جسے تُو نے مٹی سے بنایا؟ ۝ ف۲

۶۲- قَالَ أَرَأَيْتَكَ هَٰذَا الَّذِي كَرَّمْتَ عَلَيَّ لَئِنْ أَخَّرْتَنِ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَأَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهُ إِلَّا قَلِيلًا ۝

۶۲- پھر بولا دیکھ تُو اس کو جسے تُو نے مجھ پر فضیلت دی ہے اگر تُو مجھے قیامت کے دن تک مہلت دیگا تو میں سوائے تھوڑے لوگوں کے اس کی اولاد کی جڑ کاٹ ڈالوں گا ۝ ف۳

۶۳- قَالَ اذْهَبْ فَمَن تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ جَزَاءً مَّوْفُورًا ۝

۶۳- فرمایا، چلا جا۔ اُن میں سے جو تیرے تابع ہوگا۔ تو تم سب کی سزا دوزخ ہوگی، پُورا بدلہ ۝

۶۴- وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُم بِصَوْتِكَ وَأَجْلِبْ عَلَيْهِم

۶۴- جسے تُو اپنی آواز سے اُن میں سے بہکا سکے، بہکا۔ اور اپنے سوار اور پیادے

## مدارکِ رُوحانیہ کا ارتقار

ف۱ اس آیت میں بتایا ہے کہ معراج جسمانی کا معجزہ قابل انکار نہ تھا۔ مگر تم نے انکار کیا۔ حالانکہ اس میں کیا استحالہ ہے؟ چاہئے تو یہ تھا۔ کہ آپ لوگ اس حیرت انگیز ارتقاء سے عبرت حاصل کرتے۔ اور حضورؐ کے مدارکِ رُوحانیہ کی برتری کے قائل ہوتے۔ دیر کہ انکار کرتے ہو۔

اسی طرح قرآن میں شجرِ زقوم کا ذکر کیا گیا۔ اور تمہیں اعتراض سوجھا۔ کہ آگ میں کیونکر اشجار پیدا ہو سکتے ہیں۔ حالانکہ تم وہاں کی آگ کی نوعیت سے واقف نہیں۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کے سب کچھ اختیار میں ہے۔

جب ان باتوں نے تم میں سوائے انکار کے اور کوئی جذبہ پیدا نہیں کیا، تو مزید معجزات سے کیا حاصل۔

ف۲ آدمؑ اور فرشتوں کے تذکرہ کو قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر دہرایا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ بنی نوع انسان کو اپنی قدر و منزلت سے آگاہی ہو۔ اور وہ اپنے زیرِ فضیلت سے آشنا ہو۔ اس میں جذبۂ خودداری پیدا ہو۔ اور وہ سوائے اللہ کے اور کسی کی چوکھٹ پر نہ جھکے۔ انہیں معلوم ہو کہ فرشتے تک ہمارے احترام میں جھک جاتے ہیں۔ یہ قصہ بائبل میں مذکور نہیں ہے۔ یہ قرآن کے عجائب مختصر میں سے ہے۔ کہ ابتدائے آفرینش کے واقعات بیان فرماتے ہیں۔

ف۳ شیطان کو مہلت دی گئی، کہ وہ ایک وقت مقررہ تک زندہ رہے۔ مگر اس کی زندگی کے یہ معنی نہیں ہیں، کہ وہ لامحالہ سب کو گمراہ کر دے گا۔ بلکہ صاف صاف کہہ دیا گیا۔ کہ تم اپنی تمام قوتوں کو بروئے کار لے آؤ۔ تم انسانوں کو گمراہ کرنے کے لئے وہ سب کچھ کر دیکھو۔ جو تمہارے اختیار میں ہے۔ ان سے جھوٹے وعدے کرو۔ خواہشاتِ نفس پر قبضہ کرو۔ دل کی گہرائیوں میں سمانے کی کوشش کرو۔ اپنے پورے لاؤ لشکر کے ساتھ متاعِ ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کرو۔ مگر یاد رکھو میرے مخلص بندے تیری دسترس سے باہر ہیں۔ اُن پر تیرا قبضہ نہیں ہو سکتا۔

بِخَیۡلِکَ وَ رَجِلِکَ وَ شَارِکۡہُمۡ فِی الۡاَمۡوَالِ وَ الۡاَوۡلَادِ وَعِدۡہُمۡ ؕ وَ مَا یَعِدُہُمُ الشَّیۡطٰنُ اِلَّا غُرُوۡرًا ○

اُن پر چڑھا لا۔ اور مال اور اولاد میں اُن کا شریک ہو، اور اُنہیں وعدہ دے اور شیطان اُنہیں جائے فریب کے اور کچھ وعدہ نہیں دیتا ○

۶۵۔ اِنَّ عِبَادِیۡ لَیۡسَ لَکَ عَلَیۡہِمۡ سُلۡطٰنٌ ؕ وَ کَفٰی بِرَبِّکَ وَکِیۡلًا ○

۶۵۔ جو میرے بندے ہیں اُن پر تیرا غلبہ نہ ہوگا اور تیرا رب کارساز کافی ہے ○

۶۶۔ رَبُّکُمُ الَّذِیۡ یُزۡجِیۡ لَکُمُ الۡفُلۡکَ فِی الۡبَحۡرِ لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِہٖ ؕ اِنَّہٗ کَانَ بِکُمۡ رَحِیۡمًا ○

۶۶۔ تمہارا رب وُہ ہے جو تمہارے لئے دریا میں کشتیاں چلاتا ہے تاکہ تم اُس کا فضل (روزگار) تلاش کرو۔ وہ تم پر مہربان ہے ○

۶۷۔ وَ اِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ فِی الۡبَحۡرِ ضَلَّ مَنۡ تَدۡعُوۡنَ اِلَّاۤ اِیَّاہُ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىکُمۡ اِلَی الۡبَرِّ اَعۡرَضۡتُمۡ ؕ وَ کَانَ الۡاِنۡسَانُ کَفُوۡرًا ○

۶۷۔ اور جب دریا میں تم پر سختی آتی ہے تو خدا کے سوا اُن سب کو جنہیں تم پکارا کرتے تھے بھول جاتے ہو۔ پھر جب وہ تمہیں خشکی پر بچا لاتا ہے تو تم مُنہ موڑتے ہو، اور انسان ناشکرا ہے ف ○

۶۸۔ اَفَاَمِنۡتُمۡ اَنۡ یَّخۡسِفَ بِکُمۡ

۶۸۔ کیا تم اس سے نڈر ہو کر وہ تمہیں جنگل کے کنارے

## فطرتِ انسانی کا اقرار!

### ف

انسانی فطرت ہے کہ مصائب و مشکلات کے وقت اس کی تمام قوتیں بیدار ہو جاتی ہیں۔ اور انسان کے مخفی نقوش جو مُواد ہوں کے تو تّل کی وجہ سے دب جاتے ہیں۔ اُبھر آتے ہیں۔ جب کہ مصیبت کے بادل مطلع قلب پر اضطراب و انتشار بن کر چھا جاتے ہیں۔ توحید الٰہی کے عقیدوں کو کھلنے کا موقع ملتا ہے۔ اسرار منکشف ہوتے ہیں۔ اور دل کی گہرائیوں میں یقین جھلکنے لگتا ہے۔ اِس آیت میں اس کیفیت وحال کی جانب قرآنِ حکیم نے انسان کو متوجہ کیا ہے۔ اور فرمایا ہے جب تم تکلیفوں اور مصیبتوں میں اللہ کو یاد کرتے ہو اور اس کے نام کے ساتھ تسلی و تسکین حاصل کرتے ہو تو عافیت و امن کی حالت میں کیوں اس حقیقت کو فراموش کر دیتے ہو؟ کیا وہ خدا جس نے تمہیں مشکلات سے نجات دی ہے۔ پھر تمہیں مشکلات میں نہیں پھنسا سکتا؟ تم عذاب الٰہی سے بچنے کیسے خیال کرتے ہو؟ جس نے جنگل کی تاریکیوں میں تمہاری راہنمائی کی۔ متلاطم سمندر سے تمہاری کشتی کو پار لگایا اور اگر وہ زمین میں تمہیں دھنسا دے۔ تو یہ اس کی قدرت میں ہے۔ اسی طرح وہ تمہیں بحت دریا میں غرق بھی کر سکتا ہے۔ یہ سب اُس کی قدرت کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ جب انسانی بے چارگی اور بے بسی کا یہ عالم ہے۔ تو پھر جو لمحہ عافیت سے گزر جائے اُسے اللہ کی بخشش اور نوازش سمجھنا چاہیئے کہ اس نے ہمیں مہلت دی۔ اور ہمارے گناہوں کی ہمیں فی الفور سزا نہیں دی ۔

جَانِبَ الۡبَرِّ اَوۡ یُرۡسِلَ عَلَیۡكُمۡ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوۡا لَكُمۡ وَكِیۡلًا ۝

زمین میں دھنسا دے یا تم پر پتھر برسا دے پھر اپنے لئے کوئی کارساز نہ پاؤ؟ ۝

۶۹ - اَمۡ اَمِنۡتُمۡ اَنۡ یُّعِیۡدَكُمۡ فِیۡهِ تَارَةً اُخۡرٰی فَیُرۡسِلَ عَلَیۡكُمۡ قَاصِفًا مِّنَ الرِّیۡحِ فَیُغۡرِقَكُمۡ بِمَا كَفَرۡتُمۡ ۙ ثُمَّ لَا تَجِدُوۡا لَكُمۡ عَلَیۡنَا بِهٖ تَبِیۡعًا ۝

۶۹ - یا اُس سے نڈر ہو کر پھر تمہیں دوسری بار دریا میں لائے ۔ اور تم پر آندھی کا جھونکا بھیجے ۔ اور تمہارے کفر کے سبب تمہیں غرق کرے پھر تم اپنے لئے ہم پر کوئی اس کا دعویٰ دار نہ پاؤ؟ ۝

۷۰ - وَلَقَدۡ كَرَّمۡنَا بَنِیۡۤ اٰدَمَ وَحَمَلۡنٰهُمۡ فِی الۡبَرِّ وَالۡبَحۡرِ وَرَزَقۡنٰهُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ وَفَضَّلۡنٰهُمۡ عَلٰی كَثِیۡرٍ مِّمَّنۡ خَلَقۡنَا تَفۡضِیۡلًا ۝

۷۰ - اور ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور انہیں خشکی اور دریا میں سواری بخشی ۔ اور پاکیزہ رزق دیا ۔ اور اپنی خلقت میں سے بہتوں پر انہیں افضل ٹھہرایا ۝ ف ۱

۷۱ - یَوۡمَ نَدۡعُوۡا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمۡ ۚ فَمَنۡ اُوۡتِیَ كِتٰبَهٗ بِیَمِیۡنِهٖ

۷۱ - جس دن ہم سب آدمیوں کو ان کے امام کے ساتھ بلائیں گے پھر جس کی کتاب اُس کے داہنے ہاتھ میں دی جائیگی

### ف ۱

اسلام سے قبل انسان کو فی نفسہ گنہگار اور مجرم قرار دیا جاتا تھا ۔ انسان کے لئے ضروری تھا کہ وہ کائنات کی ہر چیز کا احترام کرے ۔ وہ پہاڑوں کے سامنے جھکے ۔ دریاؤں کو پوجے بتوں کو سجدہ کرے ۔ آفتاب ماہتاب اور ستاروں کو معبود سمجھے سانپ اور بچھوؤں کو دیوتا قرار دے ۔ منتل کی معمولی کوڑی اس کی جبین ناز کا قشقہ بنے ۔ ہر آن ان معبودوں سے خائف رہے ۔ دُنیا کی ہر چیز کو قابل عبادت سمجھے ۔

قرآن نے انسان کے مرتبہ کو بلند قرار دیا ۔ جنت اس کا مسکن ٹھہرایا ۔ اور فرشتے اس کی تعظیم کے لئے جھکے ۔ احسن تقویم اور تکریم کا خلعت عطا ہوا ۔ اور طے پایا کہ انسانی مخلوق کائنات کی ہر شئے سے افضل ہے ۔ بحر و بر کی حکومتیں اس کے سپرد ہیں ۔ چاند اور ستارے اس کے مسخر ہیں ۔ سورج اس کا خادم ہے ۔ اللہ نے اسے عزت دی ہے ۔ اسے مکرم و محترم بنایا ہے ۔ ؎

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند
تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار
شرط انصاف نباشد کہ تو فرمان نبری

### حلِ لغت

حاصبا ۔ اگر حصب سے مشتق ہو ۔ تو اس کے معنی شدت سے پھینکنے کے ہوں گے ۔ اور اگر حصباء ۔ سے نکلا ہو ۔ تو معنی بہت سنگریزے برسانے والی آندھی یا اولے برسانے والے ابر ہونگے کیونکہ حصباء کے معنے پتھر اور کنکر کے ہیں ۔

قاصفا ۔ قصف کے معنی توڑنا ۔ وہ تیز ہوا جو درختوں کو اکھاڑ دے ۔ اور سخت آواز ۔

تبیعا ۔ تعاقب کرنے والا ۔

بِاِمَامِهِمۡ ۔ امام کے معنے عربی میں قابل اقتداء کے ہیں یہاں مفسرین نے پانچ معانی بیان فرمائے ہیں ۔

(۱) نبی مراد ہیں ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت ہے ۔

(۲) کتاب اعمال مراد ہے ۔ حسن ؒ قتادہ ؒ اور ابو کہانہ کا یہی مذہب ہے

(۳) مذہبی کتب مثل قرآن و توریت وغیرہ مقصود ہے ۔ (۴) اُم کی جمع ہے ۔ یعنی ہر شخص کو اس کی ماں کے نام سے پکارا جائے گا ۔ اہل زبان اس تاویل [illegible] کو اختیار کرتے ہیں ۔ (۵) [illegible] جس سے تمام عادات منتخب ہوں ۔ یعنی ہر شخص میں کچھ عادات اس قدر [illegible] ۔ [illegible] جنہیں ہر کوئی [illegible] عادات کہا جا سکتا ہے ۔ اصل میں یہی عادات [illegible] کے تحت [illegible]

فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۝

وہ اپنی کتاب پڑھیں گے۔ اور اُن پر ایک تاگے کے برابر بھی ظلم نہ ہوگا ۝

۷۲- وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۝

۷۲- اور جو اس دُنیا میں اندھا رہا۔ وہ آخرت میں اندھا ہے اور راہ سے بہت دُور ہے ۝

۷۳- وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ ۖ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ۝

۷۳- اور وہ تو تجھے ہماری وحی سے جو ہم نے تیری طرف نازل کی ہے بچلانے ہی لگے تھے تاکہ تُو اس کے سوا کچھ ہم پر افترا کرے اور اس وقت وہ تجھے دوست بنالیتے

۷۴- وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ شَيْـًٔا قَلِيْلًا ۝

۷۴- اور اگر ہم تجھے ثابت قدم نہ رکھتے تو تُو ان کی طرف تھوڑا سا جھک ہی جاتا ۝ ف۱

۷۵- اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا ۝

۷۵- اور اگر ایسا کرتا تو ہم تجھے زندگی میں اور موت کے بعد دُونا مزہ چکھاتے۔ اور تُو اپنے لیے ہم پر کوئی مددگار نہ پاتا ۝

۷۶- وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ

۷۶- اور وہ لوگ تو تجھے زمین (مکہ) سے دل برداشتہ

## پیغمبرانہ ذمہ داریاں

ف۱ آیت کے شانِ نزول میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک یہ آیت مدنی ہے اور بعض کے نزدیک مکی۔ اس اختلاف کی بنا پر واقعات بھی مختلف ہیں۔ یہاں ثقیف والوں کا قصہ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ وہ چند رعایتوں اور خصوصیتوں کے طالب تھے۔ جو اسلامی مسلمات کے منافی تھیں۔ اور مکہ میں حجرِ اسود کا قصہ بیان کرنے والے حضورؐ کو مجبور کرتے تھے۔ کہ جس طرح آپ اس پتھر کو بوسہ دیتے ہیں۔ اسی طرح آپ ہمارے بتوں کا بھی احترام کریں۔ تو کیا مضائقہ ہے۔ اس آیت کا مفہوم بہرحال واضح ہے۔ مخالفین چاہتے تھے کہ حضورؐ کو میٹھی میٹھی باتیں کر کے جھکا دیا جائے۔ اور اسلام کی راہِ اعتدال سے منحرف کر دیا جائے مگر تعالیٰ فرماتے ہیں۔ تم اس مطلب میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ نبی اگر صرف انسان ہوتا تو تمہارے حربے شاید کارگر ہو سکیں۔ مگر وہ پیغمبر بھی ہوتا ہے یعنی نفسِ بشری کے ساتھ وہ نفسِ نبوی بھی رکھتا ہے۔ اس لئے اس کو مغالطہ دینا سخت دشوار ہے۔ انبیاء کو ناموسِ نبوت کا بہت استقلال دیا جاتا ہے۔ ان کا قلب تجلیات کا مہبط ہوتا ہے۔ ان کا دماغ مطلع انوار ہوتا ہے۔

آیت کا یہ مقصد ہرگز نہیں۔ کہ حضورؐ واقعی شرک کی جانب مائل ہو گئے تھے۔ یا کفار کی حامی بھری تھی۔ اور اللہ نے انہیں ان کے چنگل سے نکالا۔ کیونکہ یہ منصبِ نبوت کے منافی ہیں۔ بلکہ غرض یہ ہے کہ مخالفین اسلام کی کوششیں یہی رہتی تھیں۔ کہ وہ اپنے مقاصد مشورہ کی تکمیل کریں۔ اور حضورؐ کو جادۂ مستقیم سے منحرف کر دیں۔ اور بات یہ ہے کہ وہ حد تک کامیاب بھی ہو جاتے۔ جس حد تک ان کی مساعی کا تعلق ہے۔ مگر آپ پیغمبر ہوتے اور آپ کو اللہ کی جانب سے تثبیت کلی کی نعمت دی جاتی۔

ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ کے لفظ سے غرض یہ بتانا ہے کہ نبی کی پیغمبرانہ ذمہ داری کس حد تک اہم ہوتی ہے۔ اس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ عام اخلاقی سطح سے بہرحال بلند ہو۔

### حل لغات

کَادُوْا کاد۔ قریب واقع ہونے کے لئے۔ وقوع ضروری نہیں۔

الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَ اِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا۝

۷۷- سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا۝

۷۸- اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۝

۷۹- وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۝

۸۰- وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا

کرنے ہی لگے تھے تاکہ تجھے زمین سے نکال دیں اس صورت میں وہ بھی تیرے بعد تھوڑے ہی دن رہنے پاتے ○

۷۷- یہ دستور رہا ہے (ف۱) ہمارے ان رسولوں کا جنہیں ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا تھا اور تو ہمارے دستور میں تبدیلی نہ پائے گا ○

۷۸- سورج ڈھلنے کے وقت سے رات کے اندھیرے تک نماز پڑھا کر۔ اور قرآن فجر کو (پڑھا کر)۔ بے شک فجر کا قرآن مشہود ہے (ف۲)

۷۹- اور کچھ رات قرآن کے ساتھ جاگتا رہ یہ تیرے لئے زائد حکم ہے۔ شاید تیرا رب تجھے تعریف کے مقام میں کھڑا کرے ○

۸۰- اور کہہ اے رب مجھے مدینہ میں پسندیدہ طور سے داخل کر، اور پسندیدہ طور سے مکہ سے نکال لے اور اپنی طرف سے مجھے ایک حکومت کی مدد

### ف۱

مشرکین کی دسیسہ کاریوں اور ریشہ دوانیوں کا ذکر ہے کہ یہ لوگ آپ کے وطن سے خارج کرنے کے لئے کس قدر کوشاں ہیں۔ اور کس کس طریق سے یہ آپ کو مجبور کر رہے ہیں۔ کہ آپ اپنا وطن مالوف ترک کر دیں۔ مگر ان کو یہ معلوم نہیں کہ انبیاء کی ایذادہی کے بعد اللہ کا عذاب آ جاتا ہے۔ اور مخالفین کی قوتوں کو نابود کر دیا جاتا ہے۔ یہ سنت الٰہی ہے جس میں خلاف نہیں ہوتا۔ چنانچہ ہجرت کے دوسرے سال بدر میں ان کفر کے کلاہ سے قدرت نے پوری طرح انتقام لے لیا۔ جو حضور کو مکے سے نکال دینے کا موجب بنے تھے۔

### ف۲

مجوسی سورج کی عبادت کرتے اور عموماً اس وقت کرتے جس وقت سورج کامل عروج پر ہو۔ قرآن نے نماز کے اوقات ایسے رکھے ہیں۔ جب کہ سورج زوال پذیر ہو جائے۔

دُلُوْك وہ وقت ہے۔ جب سورج افق سے ڈھل جاتا ہے اور یہ تین دفعہ ہوتا ہے۔ ظہر کے وقت جب سورج پہلی دفعہ زوال پذیر ہوتا ہے۔ عصر کے وقت جب دوسری دفعہ دوسرے مرتبہ میں افق نور سے سورج ڈھلتا ہے۔ اور تیسری دفعہ جب افق مغرب میں غروب ہو جاتا ہے۔

لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ سے غرض یہ ہوگی۔ کہ ظہر و عصر دُلُوْكِ الشَّمْسِ۔ غَسَقِ الَّيْلِ رات کی نماز ہے۔ یعنی عشاء اور قُرْاٰنَ الْفَجْرِ صبح کی۔ اس طرح پانچوں نمازوں کا ذکر قرآن کی ایک آیت سے ثابت ہوتا ہے۔

## حل لغات

نَافِلَةً لَّكَ۔ یعنی زیادت و برکت۔

نَصِیۡرًا ۝

دے ۝

۸۱- وَ قُلۡ جَآءَ الۡحَقُّ وَ زَهَقَ الۡبَاطِلُ ؕ اِنَّ الۡبَاطِلَ کَانَ زَهُوۡقًا ۝

۸۱- اور کہہ، حق آیا۔ اور باطل نکل بھاگا، بے شک باطل نکل بھاگنے والا ہے ۝

۸۲- وَ نُنَزِّلُ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحۡمَةٌ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۙ وَ لَا یَزِیۡدُ الظّٰلِمِیۡنَ اِلَّا خَسَارًا ۝

۸۲- اور قرآن میں سے ہم وہ باتیں نازل کرتے ہیں جو مومنین کے لئے صحت اور رحمت ہیں مگر ظالموں کا نقصان ہی زیادہ ہوتا ہے ۝ ف۱

۸۳- وَ اِذَاۤ اَنۡعَمۡنَا عَلَی الۡاِنۡسَانِ اَعۡرَضَ وَ نَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ کَانَ یَـُٔوۡسًا ۝

۸۳- اور جب ہم انسان پر فضل کرتے ہیں تو وہ ٹلا جاتا ہے۔ اور اپنی کروٹ (شکر سے) موڑ لیتا ہے اور جب اُسے برائی چھوئے تو ناامید ہوتا ہے ۝

۸۴- قُلۡ کُلٌّ یَّعۡمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِهٖ ؕ فَرَبُّکُمۡ اَعۡلَمُ بِمَنۡ هُوَ اَهۡدٰی سَبِیۡلًا ۝

۸۴- تو کہہ ہر کوئی اپنے طور طریقے پر کام کرتا ہے سو تیرا رب اُسے خوب جانتا ہے جو خوب راہ یافتہ ہے ۝ ف۲

۸۵- وَ یَسۡـَٔلُوۡنَکَ عَنِ الرُّوۡحِ ؕ قُلِ الرُّوۡحُ مِنۡ اَمۡرِ رَبِّیۡ وَ مَاۤ اُوۡتِیۡتُمۡ مِّنَ

۸۵- اور رُوح کی بابت تجھ سے پوچھتے ہیں تو کہہ رُوح میرے ربّ کے حکم سے ہے۔ اور تمہیں تھوڑا علم

## حق آگیا

ف۱ قرآن مجید حق و صداقت ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ باطل اس کے مقابلہ میں نہ ٹھہر سکے۔ تمام دُنیا نے کفر کو للکار کر کہہ دیا۔ کہ اب تمہاری عمر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے۔ حق ظہور پذیر ہو چکا ہے۔ آفتاب نکل آیا ہے۔ اب کفر کی تاریکیوں کے لئے گنجائش نہیں۔ دُنیا میں اب صرف صداقت اور سچائی کی حکومت ہوگی۔ اور اسلام کا آفتاب جلوہ افگن ہوگا۔ کیونکہ اس لئے کہ قرآن ہی وُہ کتاب ہے۔ جو فطرت کے اسرار و رموز کے چہرہ پر غور سے نقاب اُٹھاتی ہے۔ جو حق کی ترجمان ہے۔ جس سے دل کی تمام بیماریاں دُور ہوتی ہیں اور جو رحمت مجسم اور شفاء کامل ہے ۔

جو ایسے اعتراضات اور شکوک، جو دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور الحاد و کفر کا موجب بنتے ہیں۔ قرآن حکیم ہی ان کا بہترین حل موجود ہے۔ کیونکہ وہ خدا کی کتاب ہے۔ جو سینوں کے اسرار سے آگاہ ہے۔ دماغ کے خطرات سے واقف ہے۔ اور جس کے سامنے نفس کی مستور خواہشیں بھی واشگاف ہیں۔ مگر ظالم اور حق ناشناس طبیعتیں اس کی برکات سے محروم رہتی ہیں۔ اور سوائے خسارہ اور گھاٹے کے ان کے حصہ میں اور کچھ نہیں آتا ۔

ف۲ فطرت انسانی کی کمزوریوں کی طرف اشارہ ہے کہ نازو نعمت کے وقت محسن حقیقی کو بھول جاتا ہے اور تکلیف کے وقت مایوس ہو جاتا ہے۔ حالانکہ مسرتوں اور خوشیوں میں اللہ کو یاد رکھنا چاہیئے تھا۔ اور مصیبت میں تو خشوع کے ساتھ اس کے سامنے زیادہ جھکنا چاہیئے تھا۔ کیونکہ تربیت کا مرجع اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں۔ جو دونوں حالتوں میں شاکر رہتے ہیں۔ دُنیا کی آسائشیں ان کے لئے وجہ سلامتی ہوتی ہیں۔ اور مصیبتیں باعث الفزش ۔

## حلّ لغات

زَهَقَ - زَهُوۡقًا کے معنے ناپود اور ہلاک ہونے کے ہیں ۔

الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا ○

دیا گیا ہے ○ ف۱

۸۶- وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا ○

۸۶- اور اگر ہم چاہیں تو جو وحی ہم نے تیری طرف نازل کی ہے اسے لے جائیں پھر تُو اپنے لئے ہم پر کوئی وکیل نہ پائے کہ لا دے ○

۸۷- اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا ○

۸۷- مگر تیرے رب کی مہربانی سے۔ کیونکہ تجھ پر اُس کا بڑا فضل ہے ○

۸۸- قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓي اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ○

۸۸- تُو کہہ اگر سب آدمی اور جن ایسا قرآن لانے پر جمع ہو جائیں۔ تو اس کی مانند ہرگز نہ لا سکیں گے۔ اگرچہ بعض بعض کے مددگار ہوں ○

۸۹- وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۡ فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ○

۸۹- اور ہم نے آدمیوں کے لئے اس قرآن میں ہر ایک مثال کو طرح طرح سے بیان کیا ہے پھر بھی اکثر لوگوں نے ناشکری ہی کی ○

ف۱

یہاں کس رُوح کے متعلق پوچھا جا رہا ہے۔ اس میں مفسّرین کا اختلاف ہے۔ قرآن نے رُوح کو متعدد معانی میں استعمال کیا ہے۔ رُوح جبرئیل کو بھی کہتے ہیں اور قرآن کو بھی۔ اسی طرح رُوح سے مُراد رُوحِ حیوانی بھی ہے۔ جس پر زندگی کا دارومدار ہے۔ مفسّرین کی اکثریت کی رائے یہ ہے کہ یہاں رُوح سے متعارف رُوح مراد ہے۔

قرآن حکیم کہتا ہے۔ اس قسم کے سوالات کا تعلق مذہب سے نہیں ہے۔ پیغمبر کے فرائض میں یہ چیز داخل نہیں ہے۔ کہ وہ تمہیں رُوح کی حقیقت سمجھائے وُہ اس لئے آیا ہے، تاکہ رُوح کو جو کچھ بھی وُہ ہے ستھری اور منور کر دے۔ اسے تزکیہ و تطہیر سے اس قابل بنائے کہ وُہ فضائے قدس میں پرواز کر سکے۔ تمہارا علم محدود ہے۔ تم اس کی گہرائیوں کو نہیں پا سکتے اور تمہارے لئے یہ ناممکن ہے، کہ اس کی حقیقت کو سمجھ سکو۔ آج بھی جبکہ ہمارا علم ترقی کر چکا ہے۔ ہم رُوح کے متعلق بہت کم جانتے ہیں۔ اور آئندہ بھی ہم بہت زیادہ نہیں جان سکیں گے۔ کیونکہ ہمارا علم صرف محسوسات تک محدود ہے۔ اور وہ بھی ناقص طریق پر۔ ہمارے لئے کسی چیز کی پوری حقیقت سے آگاہ ہونا ناممکن ہے۔

## حلِّ لغات

ظَهِيْرًا - پُشت پناہ۔

۹۰۔ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ۝

۹۰۔ اور کہا کہ ہم تجھ پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے یہاں تک کہ تو زمین سے ہمارے لئے ایک چشمہ جاری کرے ۝

۹۱۔ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ۝

۹۱۔ یا تیرے لئے کھجور اور انگور کا کوئی باغ ہو پھر تو اس کے درمیان نہریں جاری کرے ۝

۹۲۔ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ۝

۹۲۔ یا جیسے تو کہا کرتا ہے آسمان کو ہم پر ٹکڑے ٹکڑے گرا دے۔ یا تو فرشتوں کو اور اللہ کو سامنے لے آئے ۝ ف

۹۳۔ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ ۚ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ۚ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝

۹۳۔ یا کوئی سونے کا گھر تیرے پاس ہو جائے یا تو آسمان پر ہمارے سامنے چڑھ جائے اور ہم تیرے چڑھنے پر پھر بھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک تو ہم پر ایک کتاب نہ لائے کہ ہم اسے پڑھ لیں تو کہہ میرا رب پاک ہے۔ میں تو ایک بھیجا ہوا آدمی ہوں ۝

۹۴۔ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ

۹۴۔ اور لوگوں کو ایمان لانے سے جب ان کے پاس

## پیغمبروں کا دائرہ اختیار

ف قرآن بے مثل اور بے نظیر صحیفۂ آسمانی ہے۔ انسانی ذہنیت اور طاقت میں اس کا جواب ممکن نہیں۔ اس میں ہر قسم کے لوگوں کے خیالات ملحوظ رکھے ہیں۔ ایک عامی انسان سے لے کر فیلسوف و دانا تک کے لئے اس میں ہدایت ہے۔ ہر دل و دماغ کے لوگ اس کی نعمتوں سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اور ہر قسم کی ترقی حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر بدبخت مکے والے، جن کی ذہنیت مسخ ہو چکی ہے۔ کم عقلیوں میں مبتلا ہیں۔ بجائے اس کے کہ اس نسخۂ کیمیا سے فائدہ حاصل کریں۔ بلا ضرورت معجزات طلب کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ جناب ہم تو جب مانیں گے جب یہاں مکے کی سنگلاخ زمین میں پانی کے چشمے پھوٹ نکلیں یا یہاں انگوروں اور کھجوروں کے باغات ہوں۔ یا آپ اتنے امیر اور متمول ہوں کہ آپ کا مکان سونے کا ہو۔ یا آسمان پر آپ ہماری آنکھوں کے سامنے چڑھیں۔ اور کتاب لے آئیں۔ اور یا پھر عذاب ہی آ جائے اور آسمان ہم پر ٹوٹ پڑے۔ جیسا کہ تو آپ کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ان سے کہہ دیجئے۔ تم لوگ منصب نبوت کو نہیں سمجھے۔ بھلا ان خوارق کا آپ سے کیا تعلق؟ آپ تو رسول ہیں اور انسان ہیں۔ اور پابند ہیں۔ کہ احکام الٰہی کی پیروی کریں۔ اس لئے تمہاری خواہشات کی تکمیل بلا ارادہ الٰہی از خود نہیں کر سکتے۔ اگر تمہاری آنکھیں بینا ہوں۔ تو نفس نبوت اور روح پیغام کو دیکھو۔ تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ صفحات قرآن میں کس قدر معانی کے دریا بہہ رہے ہیں۔ انگور اور کھجور تو کیا چیزیں ہیں۔ حکمت و دانائی کے کتنے بار آور شجر اس میں موجود ہیں جن کے پھل سے دنیا ہمیشہ شیریں کام رہے گی۔ تم قرآن کے احکام پر عمل پیرا ہو کر دیکھو۔ تو تمہیں چاندی سونے کے محلات بھی میسر مل جائیں۔ اور قیصر و کسریٰ کے سر بفلک قصر کو فتح کر لو گے اور تمہاری فتوحات اور کامرانی کا غلغلہ بلند ہوگا۔ اور تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ اسلام واقعی اللہ کا مذہب ہے۔ جو ہر طرح مدلل و اعلیٰ ہے۔

جَاۗءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ○

۹۵- قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰۗىِٕكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَىِٕنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ○

۹۶- قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًۢا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ○

۹۷- وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰي وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۭ كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ○

۹۸- ذٰلِكَ جَزَاۗؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا

ہدایت آئی صرف اسی بات نے روکا کہ بول اٹھے کیا اللہ نے ایک آدمی کو رسول بنا کر بھیجا ہے ○

۹۵- کہہ دو کہ اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے ہوتے، تو ہم ان پر آسمان سے ایک فرشتہ رسول بنا کر بھیجتے ○ ف۱

۹۶- کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے بے شک خدا اپنے بندوں کو خبردار ہے دیکھنے والا ○

۹۷- اور جسے اللہ ہدایت کرے وہی ہدایت پر ہے اور جسے گمراہ کرے ان کے لئے اس کے سوا تو کسی کو رفیق نہ پائے گا۔ اور ہم قیامت کے دن انہیں اوندھے منہ ف۲ اندھے اور گونگے اور بہرے کر کے اٹھائیں گے ○ ان کا ٹھکانا جہنم ہے جب بجھنے لگی ہم ان پر اور آگ بھڑکا دیں گے ○

۹۸- یہ ان کا بدلہ ہے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کا

ف۱

دراصل وجہ اعتراض یہ تھی کہ ان کے خیال میں انبیاء بشر نہیں ہونا چاہئیں۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ نبوت فوق البشر لوگوں کا حق ہے ان کی نخوت و غرور کو گوارا نہیں تھا کہ ان کا ہم جنس انسان نبوت کے خلعت سے نوازا جائے۔

اللہ تعالیٰ نے نہایت معقول جواب دیا ہے۔ کہ کم بختو! زمین پر جب تم جیسے انسان بستے ہیں۔ تو انبیاء بھی انسانوں میں سے ہونا چاہئیں۔ تاکہ تم صحیح معنوں میں ان کی اطاعت کر سکو۔ ورنہ کہہ سکو کہ صاحب ہم فرشتوں کی پاکبازی کو کب پہنچ سکتے ہیں؟ عجیب بات ہے۔ جو بات تمہارے بھلے کی ہے اسی سے تمہیں چڑ ہے۔ اور اسی بات کے تم مخالف ہو۔

## کافر منہ کے بل چلیں گے!

ف۲ اللہ کی ہدایت تو عام ہے۔ سب لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مگر کچھ لوگ جان بوجھ کر گمراہی قبول کر لیتے ہیں اور حقائق کی جانب سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ واقعات کو دیکھتے ہیں مگر عبرت حاصل نہیں کرتے۔ یہ ایسے لوگ ہیں۔ جن سے ہدایت کی قابلیت چھین جاتی ہے۔ اور محرومی و بدبختی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے متعلق ارشاد ہے کہ جب اللہ نے انہیں ہدایت نہیں دی۔ اور یہ تعصب و جہالت کی وجہ سے اسلام کی روشنی سے فیضیاب نہیں ہوئے۔ تو اب کون انہیں سمجھا سکے گا؟ کون ان کا مددگار اور چارہ ساز ہو سکے گا؟ ان لوگوں کو جہنم میں منہ کے بل چلایا جائے گا۔ یہ ایک نوع کی سزا ہے۔ جس طرح دنیا میں انہوں نے ہمیشہ سیدھی راہ کی مخالفت کی۔ اور ہمیشہ راہ صواب سے ہٹ کر چلے۔ اسی طرح آخرت میں انہیں صراط سوی نصیب نہ ہوگی۔ اور کہا جائے گا کہ دنیا میں تم نے اپنے جہل کی نعل پسندی کی۔ تو آج یہاں تمہاری سزا یہی ہے کہ منہ کے بل چلو۔ حضور سے پوچھا گیا۔ کہ یہ لوگ منہ کے بل کس طرح چل سکیں گے آپ نے فرمایا۔ جس طرح اب پاؤں کے بل چلتے ہیں یعنی جو خدا انہیں پاؤں کے بل دنیا میں چلا رہا ہے۔ وہ قیامت میں منہ کے

بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ○

۹۹- اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا كُفُوْرًا ○

۱۰۰- قُلْ لَّوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَاۗىِٕنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ○

۱۰۱- وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰي تِسْعَ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔـلْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اِذْ جَاۗءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّىْ

انکار کیا اور کہا کہ کیا جب ہم ہڈیاں اور بوسیدہ ہو گئے ہم پھر نئی پیدائش میں بھی اٹھیں گے؟ ف۱ ○

۹۹- کیا انہوں نے اس پر نظر نہیں کی کہ جس خدا نے آسمان زمین کو پیدا کیا۔ وہ ان کی مانند پیدا کرنے پر قادر ہے ان کے لئے ایک وقت (موت کا) ٹھہرایا ہے جس میں کچھ شبہ نہیں۔ سو ظالم بغیر ناشکری کئے نہیں رہتے ○

۱۰۰- تو کہہ، اگر تم میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تو اس خوف سے کہ سب ختم نہ ہو جائیں انہیں بند ہی کر رکھتے اور انسان دل کا تنگ ہے ف۲ ○

۱۰۱- اور ہم نے موسیٰ کو کھلی نو نشانیاں دیں۔ تو بنی اسرائیل سے پوچھ، کہ جب موسیٰ ان کے پاس آیا۔ تو فرعون نے اُسے کہا، کہ اے موسیٰ میں

## ف۱

آخرت کے متعلق ایک گروہ کو ہمیشہ شک رہا ہے، اور آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں جنہیں عاقبت کا یقین نہیں۔ اسی لئے قرآن حکیم نے اس شبہ کو کئی سورتوں میں ذکر فرمایا ہے اور جواب دیا ہے تاکہ ہر زمانہ کے متشکک لوگ تسلی و اطمینان حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ زمین و آسمان کو پہلی دفعہ پیدا کرنے میں ہمیں کوئی تکلف نہیں ہوا، تو اب فنا کے بعد بھی ہمیں دوبارہ منصہ شہود پر لانا کیا مشکل ہے۔ جو چیز ایک مرتبہ بغیر کسی وسیلہ اور مادہ کے پیدا ہو سکتی ہے اس کا ہزار مرتبہ کوئی پیدا ہونا بھی ممکن ہے۔ البتہ اگر تمہیں اللہ پر یقین نہیں۔ اور تم اللہ کو نہیں مانتے، تو پھر حشر و نشر کے کوائف پر بحث کرنا قطعاً غلط ہے۔ چاہئے کہ نفس خدا کے مسئلہ پر پہلے بحث کرلی جائے۔

## ف۲

اس آیت میں اس حقیقت کو واضح فرمایا ہے کہ دراصل اس قسم کے شبہات تمہارے دلوں میں اس لئے نہیں پیدا ہوتے کہ تمہیں ان مسائل کے سمجھنے میں الجھن ہوتی ہے، یا یہ مسائل ناقابل فہم ہیں، بلکہ یہ انکار و تمرد محض اس لئے ہے کہ تم حضرت کی نبوت کو فراخدلی کے ساتھ برداشت نہیں کر سکتے۔ تمہارے دلوں میں بخل ہے اور تم نہیں چاہتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے منصب نبوت کو ہر کس و ناکس کے سامنے پیش کریں۔ اس میں تم اپنی توہین سمجھتے ہو۔ تو رحمت کے خزانے اگر تمہیں ملتے، تو تم اس جود و دل سے ہرگز خرچ نہ کرتے تمہیں رنج ہے، تو یہ ہے، کہ ہدایت عام ہوئی جاتی ہے۔ اور تم جیسے بڑے بڑے لوگوں کے لئے کوئی وجہ تخصیص نہیں رہی۔

بات یہ ہے کہ انسان فطرتاً تنگ دل پسند ہے۔ کشادہ دلی کے ساتھ دوسروں کی خوبیاں تسلیم نہیں کرتا، اور ایک شخص کے فضائل و محاسن کا محض اس لئے انکار کر دیتا ہے، کہ وہ خود کیوں ان سے متصف نہیں۔

## حل لغات

قَتُوْرًا۔ بخیل، تنگ دل، قتر سے بنا ہے، جس کے معنے تنگی اور ضیق کے ہیں۔ تِسْعَ اٰیٰتٍ۔ نو معجزے جو موسیٰ کو دکھائے گئے تھے۔

لَاَظُنُّكَ یٰمُوۡسٰی مَسۡحُوۡرًا ○

۱۰۲- قَالَ لَقَدۡ عَلِمۡتَ مَاۤ اَنۡزَلَ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ بَصَآئِرَ ۚ وَ اِنِّیۡ لَاَظُنُّكَ یٰفِرۡعَوۡنُ مَثۡبُوۡرًا ○

۱۰۳- فَاَرَادَ اَنۡ یَّسۡتَفِزَّهُمۡ مِّنَ الۡاَرۡضِ فَاَغۡرَقۡنٰهُ وَ مَنۡ مَّعَهٗ جَمِیۡعًا ○

۱۰۴- وَّ قُلۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهٖ لِبَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ اسۡكُنُوا الۡاَرۡضَ فَاِذَا جَآءَ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ جِئۡنَا بِكُمۡ لَفِیۡفًا ○

۱۰۵- وَ بِالۡحَقِّ اَنۡزَلۡنٰهُ وَ بِالۡحَقِّ نَزَلَ ؕ وَ مَاۤ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا ○ م

۱۰۶- وَ قُرۡاٰنًا فَرَقۡنٰهُ لِتَقۡرَاَهٗ عَلَی النَّاسِ عَلٰی مُكۡثٍ وَّ نَزَّلۡنٰهُ

تجھے جادو کا مارا ہُوا سمجھتا ہوں ○

۱۰۲- موسیٰ بولا کہ تُو جان چکا ہے کہ ان کو سوائے آسمان و زمین کے رب کے اور کسی نے نازل نہیں کیا یہ تو سمجھانے کے لیے ہیں اور اے فرعون میں تجھ کو ہلاک ہونے والا سمجھتا ہوں ○

۱۰۳- پھر فرعون نے انہیں اس ملک میں سے بے چین کر دینا چاہا پھر ہم نے اُسے اور اُس کے سب ساتھیوں کو غرق کر دیا ○

۱۰۴- اور اس کے بعد ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ تم زمین میں بسو۔ پھر جب آخرت کا وعدہ آئے گا ہم تمہیں سمیٹ کر جمع کر لائیں گے ○

۱۰۵- اور ہم نے سچ کے ساتھ اُسے نازل کیا اور وہ سچ کے ساتھ نازل ہوا اور ہم نے تجھے تو صرف خوشخبری سنانے اور ڈرانے کیلئے بھیجا ہے ○

۱۰۶- اور ہم نے قرآن کو پڑھنے کا وظیفہ کیا جدا جدا کر کے تاکہ تُو ٹھہر ٹھہر کر لوگوں کے سامنے اُسے پڑھے اور ہم نے تو

## حضرت موسیٰ کی کامیابی

ف ۱

حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کی آزادی کے لیے تشریف لائے اور فرعون کو بہت سی نشانیاں دکھائیں، اور کہا کہ میں خدا کی طرف سے حُریت و آزادی کا پرچم لہرانے آیا ہوں۔ میں اس لئے مبعوث ہوا ہوں کہ بنی اسرائیل کی غلامی کو ختم کروں، اور تجھے کیفر کردار تک پہنچاؤں۔ تو فرعون نے از راہِ کبر کہا۔ میری رائے میں تمہارا دماغ صحیح نہیں ہے۔ میری حکومت کو کون الٹ سکتا ہے؟ حضرت موسیٰ نے فرمایا۔ مجھے اپنی صداقت پر یقین ہے، اور دل میں تُو بھی جانتا ہے کہ مجھے میرے رب نے بھیجا ہے، اور بصائر و دلائل سے نوازا ہے، تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تمہارے لئے ہلاکت مقدر ہو چکی ہے۔ اور تم عذاب الٰہی سے بچ نہیں سکتے ہو۔ چنانچہ ہوا کہ موسیٰؑ کی پیشگوئی پوری ہوئی۔ اور فرعون اپنے لاؤ لشکر سمیت غرق ہُوا۔

غرض یہ ہے جس طرح موسیٰؑ کے مقابلہ میں فرعون کامیاب نہیں ہُوا۔ اسی طرح آپ کے مقابلہ میں یہ لوگ بھی کامیاب نہیں ہو سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ہمہ گیر قانون یہ ہے، کہ صداقت کے علم کو بلند کیا جائے۔ اور جھوٹ کو سرنگوں کیا جائے۔ یہ ناممکن ہے کہ حق پرستوں کی جماعت رسوا اور ذلیل ہو۔ اللہ اپنے بندوں کی بہر حال حمایت کرتا ہے اور انہیں ہر قسم کے ابتلاء میں کامیاب فرماتا ہے۔

## حلِ لغات

اِنِّیۡ لَاَظُنُّكَ یٰفِرۡعَوۡنُ۔ ظنؔ کے معنے یہاں یقین کے ہیں۔ قرآن نے کثرت سے ظن کو یقین کے معنوں میں استعمال فرمایا ہے۔

مَثۡبُوۡرًا۔ مغبون، تباہ حال، خائب و خاسر، ہلاک وغیرہ۔

لَفِیۡفًا۔ اکٹھے۔ یہ اسم جمع ہے۔ اصمعی کی رائے میں یہ ہے جس کا واحد موجود نہیں۔

تَنْزِيْلًا ○

بتدریج نازل کیا (۲۳ برس تک) ○ ف۱

۱۰۷- قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ○

۱۰۷- تو کہہ اے اہل مکہ تم قرآن پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ بے شک وہ جنہیں قرآن سے پہلے علم دیا گیا ہے (اہل کتاب) جب یہ قرآن ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں پر گر کر سجدہ کرتے ہیں ○

۱۰۸- وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ○

۱۰۸- اور کہتے ہیں کہ ہمارا رب پاک ہے۔ بیشک ہمارے رب کا وعدہ ضرور ہونا ہے ○

۱۰۹- وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ○ (السجدۃ)

۱۰۹- اور روتے ہوئے ٹھوڑیوں پر گرتے ہیں اور قرآن ان کی عاجزی بڑھاتا ہے ○ ف۲

۱۱۰- قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ۭ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ○

۱۱۰- تو کہہ اللہ کو پکارو، یا رحمن کو پکارو، جس نام سے پکارو، سو اس کے اچھے نام کئی ایک ہیں اور تو اپنی نماز میں چلا کر نہ پڑھ اور نہ چپکے پڑھ۔ اور اس کے درمیان کی راہ تلاش کر ○ ف۳

**ف۱**

قرآن حکیم بتدریج نازل ہوا ہے۔ حالات کے مطابق اترتا رہا ہے تاکہ سینوں میں محفوظ رہے۔ اور لوگ اپنی ضروریات کا حل اس میں دیکھ کر اس کی صداقت کے قائل ہوں۔ کیونکہ کلام جو اسی موقع اور محل پر ہو وہ زیادہ مؤثر اور زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے۔

**ف۲**

یعنی قرآن حکیم کی خوبیاں مسلّم ہیں۔ وہ لوگ جو صاحب علم ہیں جنہیں اللہ کے کلام سے ذوق ہے۔ وہ جب اس کو سنتے ہیں تو سر جھکتے ہیں اور اظہار تشکر کے لئے بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہو جاتے ہیں۔ انہیں خوب معلوم ہے کہ یہ کلام انسانی دماغ کا اختراع نہیں۔ جو لوگ اس نعمت سے محروم ہیں۔ وہ اس کو نہیں جانتے۔ ورنہ اس کی وجہ سے قرآن کے فضائل میں کمی نہیں ہوتی۔ کیونکہ ذوق سلیم رکھنے والے لوگوں میں اس کو مقبولیت کا درجہ حاصل ہے۔

**ہر زبان میں خدا کا نام لو!**

**ف۳**

قرآن حکیم تمام بنی آدم کی مشترکہ کتاب ہے۔ اس لئے اس میں ضروری ہے کہ تمام اختلاف انگیز چیزوں کی مخالفت کرے۔ اور نوع مذہب کے مرکز پر سب کو جمع کر دے۔ اور ان تمام تفریقات کو مٹا دے۔ جن کی وجہ سے وحدت انسانیت نامکمل ہو جاتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ کو پکارو، یا رحمن کو یاد کرو، سب جائز ہے۔ بشرطیکہ خدا کے جمال و جلال کو ملحوظ رکھا جائے۔ یہ محض لفظی اختلافات کہ اللہ تو ہمارا خدا ہے۔ اور رحمن مسلمانوں کا خدا ہے۔ ناقابل التفات ہے۔ سارے اچھے نام اور تمام اچھی صفتیں اللہ کے ساتھ منسوب ہو سکتی ہیں۔ تم خدا کو جس نام کے ساتھ چاہو، یاد کرو، یہ لفظی اختلافات ہیں۔ خدا بہرحال ایک ہے۔ اور وہی سب کا مالک و خالق ہے۔ اور سب کے لئے یکساں لائق احترام و عبادت ہے۔ ان اختلافات اسمی سے اس کی ذات میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہوتا۔ کیا پانی کو آب، ماء، اور واٹر کہہ دینے سے اس کی حقیقت بدل جاتی ہے؟ اتفاقی پیوستہ

۱۱۱- وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ○

سُوْرَةُ الْكَهْفِ مَكِّیَّةٌ

(اٰیَاتُهَا ۱۱۰) (رُكُوْعَاتُهَا ۱۲)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

۱- اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ یَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ○

۲- قَیِّمًا لِّیُنْذِرَ بَاْسًا شَدِیْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَیُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ○

۳- مّٰكِثِیْنَ فِیْهِ اَبَدًا ○

۱۱۱- اور کہہ اللہ قابل تعریف ہے جس نے کوئی بیٹا نہیں لیا اور اُس کی سلطنت میں کوئی اُس کا شریک نہیں اور ذلت سے بچانے کو کوئی اس کا دوست نہیں اور اس کی بڑائی کر ○

## سورۂ کہف ف۱

مکی ــــ آیتیں ۱۱۰ ــــ رکوع ۱۲

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے اپنے بندہ پر کتاب نازل کی۔ اور اس میں کچھ عیب نہ رکھا ○

۲- ٹھیک اُتاری ہے تاکہ وہ اس کی طرف سے ایک سخت آفت سے ڈرائے اور نیک اعمال مومنین کو بشارت سنائے کہ ان کے لئے اچھا اجر ہے ○

۳- جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے ○

(بقیہ حاشیہ)

جب نہیں بدل جاتی، تو اللہ کو مختلف زبانوں میں تعبیر کرنے سے کیوں کفر لازم آئے؟

بات یہ ہے کہ اسلام نے اللہ تعالیٰ کا ایک نہایت محترم اور ذاتی نام تجلی بخش کیا ہے۔ جس میں تجسیم وحلول کا شائبہ تک نہیں۔ اس لئے اگر اس تخیل کو پیش نظر رکھا جائے۔ تو پھر مختلف زبانوں میں اس کا نام لینا قابل استحسان نہیں رہتا۔

آداب دعا میں یہ ہدایت فرمائی۔ کہ نہ تو بلند آواز میں ہو۔ کہ خشوع وخضوع پیدا نہ ہو سکے۔ اور نہ اتنی آہستہ ہو۔ کہ کان بھی نہ سُن سکیں۔ بلکہ درمیانی راہ اختیار کی جائے۔ کیونکہ اسلام تو کہتے ہی اس طریق کو ہیں جو وسط اور درمیانی ہو۔

### سورۂ کہف!

ف ۱

مکی سورۃ ہے۔ اس کے فضائل میں سے ہے کہ جو شخص اس کی دس اوّل آیتیں پڑھ لے گا، دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ کیونکہ ان دس آیتوں میں وہ حقائق ومعارف ہیں، کہ ان کے جان لینے کے بعد مرد مومن دجل وفریب کی راہوں سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ اور ایمان کی اس بلند جگہ پر متمکن ہو جاتا ہے، جہاں سے اس کو نیچے اتارنا ناممکن ہے تفصیل آئندہ صفحے پر دیکھئے۔

### حلِّ لغات

عِوَجًا۔ کجی، ٹیڑھاپن، پیچیدگی۔
قَیِّمًا۔ برقرار رکھنے والی، قائم رکھنے والی۔
بَاْسًا۔ عذاب، شدت، سختی۔

۴- وَّ يُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۝

۴- اور انھیں بھی ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ اولاد رکھتا ہے ۝

۵- مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝

۵- انھیں اس قول کا کچھ علم نہیں اور نہ ان کے باپ کو اس کا کچھ علم تھا۔ بڑا بول ہے جو ان کے منہ سے نکلتا ہے۔ جھوٹ ہے جو وہ کہتے ہیں ۝

۶- فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝

۶- پھر شاید تو پچھا پچھا کر ان کے پیچھے اپنی جان گھونٹ ڈالے گا کہ وہ اس حدیث پر ایمان نہیں لاتے ۝

۷- اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝

۷- جو کچھ زمین پر ہے ہم نے اسی کی رونق کیلئے بنایا تاکہ اہل دنیا کو آزمائیں کہ ان میں سے کون نیک کام کرتا ہے ۝

۸- وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا صَعِيْدًا جُرُزًا ۝

۸- اور جو کچھ زمین پر ہے ہم اسے چھانٹ کر میدان کر دیں گے ۝ ع ۱

۹- اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝

۹- کیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ غار اور کھوہ والے ہماری نشانیوں میں کچھ اچنبا تھے ۝!

## سورۂ کہف کی دس آیتیں!

ف ۱

اللہ کی ان دس آیتوں میں جو معارف بیان فرمائے ہیں ان کو سمجھ لینے کے بعد گمراہی کا کوئی احتمال نہیں رہتا۔ اور قلب جارح انوار و صداقت سے مستنیر ہو جاتے ہیں۔ ذیل میں یہ معارف درج ہیں:-

(۱) قرآن حکیم اللہ کی کتاب ہے۔ اس میں کسی قسم کا الجھاؤ نہیں مطالب واضح اور صاف ہیں۔

(۲) یہ ہماری تمام ضروریات دینی کی کفیل ہے۔ اس صحیفہ قیم کے بعد مزید تجدید و بعثت کی ضرورت نہیں۔

(۳) توحید کی راہ استقامت اور سلامت روی کی راہ ہے۔ مسلمان کا نصب العین ہمیشہ یہی رہے گا کہ ایک خدا کے سامنے جھکے۔

(۴) عقیدۂ شرک کی تمام صورتیں اور شکلیں غیر علمی اور غیر طبعی ہیں اور اللہ کی تقدیس پر اتہام و افترا ہے۔

(۵) جناب رسالت پناہ امت کے سب سے بڑے خیر خواہ ہیں۔ ہمارے لئے ان کے دل میں بے حد کرب و بے چینی تھی فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ میں اسی جانب اشارہ ہے۔ اس لئے آپ کا اسوۂ حسنہ ہمارے لئے مکمل اور تسلی بخش ہے۔

(۶) دنیا کی آرائش و زینت ناپائیدار اور فانی ہے۔ مقصود یہ ہے کہ ہم دنیا میں رہ کر آئندہ زندگی کے لئے تیاری کریں۔

(۷) اللہ کے نیک بندے ابتلاء کے وقت مایوس نہیں ہوتے۔ اور اللہ سے ہدایت و راہنمائی کی توفیق چاہتے ہیں۔

کیا یہ حقائق ایسے نہیں کہ انسانیت کو فروغ دیں۔ اور ہر طرح کی گمراہیوں سے بچالیں؟

## حل لغات

بَاخِعٌ۔ جان کھونے والا۔
جُرُزًا۔ زمین بے گیاہ، بنجر، غیر آباد، ناقابل زراعت۔
الرَّقِيْمِ۔ وہ جگہ ہے، جسے بائبل میں راقم کہا گیا ہے۔ وہ تختی جس پر اصحاب کہف کا قصہ لوگوں کے علم کیلئے لکھے ہوئے تھے۔

۱۰- اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ۝

۱۱- فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۝

۱۲- ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا ۝

۱۳- نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى ۝

۱۴- وَّرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اِذْ قَامُوْا فَقَالُوْا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَنْ نَّدْعُوَا۠ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا لَّقَدْ قُلْنَآ

۱۰- جب وہ جوان غار میں جا بیٹھے۔ پھر بولے اے رب ہم پر اپنی طرف سے رحم کر اور بنا دے ہمارے کام کی درستی ۝

۱۱- پھر ہم نے انہیں غار میں چند برس سُلا دیا ۝

۱۲- پھر ہم نے انہیں جگایا، تاکہ ہم معلوم کریں کہ دونوں فرقوں میں سے کس نے اُن کے غار میں رہنے کی مدت یاد رکھی ہے ۝

۱۳- ہم ٹھیک ٹھیک تجھے اُن کا قصہ سناتے ہیں، وہ چند جوان تھے کہ اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے اُن کو ہدایت زیادہ دی ۝ ف۱

۱۴- اور اُن کے دل پر ہم نے گرہ لگائی کہ جب وہ اُٹھ کھڑے ہوئے (تو کہنے لگے کہ) ہمارا رب زمین اور آسمان کا رب ہے ہم ہرگز اُس کے سوا کسی اور معبود کو نہ پکاریں گے (ورنہ) ہم نے

## ف۱

اصحابِ کہف و رقیم چند موحد شخص تھے، جو بُت پرست حکومت کے مظالم سے تنگ آ کر گوشہ نشین ہو گئے۔ اور آبادیوں سے دُور اپنے لئے ایک غار کو پسند کر لیا۔ تمام دُنیا و مافیہا کو فراموش کئے ہوئے اُس میں پڑے رہے۔ اور یادِ الٰہی میں مشغول رہے۔ اور جب باہر نکلے تو معلوم ہُوا، کہ ظالم حکومت کا دور ختم ہو چکا ہے اور ساری دُنیا عیسائیت کے پرچم تلے جمع ہے۔

یہ ہجرت کی قدیم ترین صورت ہے اسلام یہ نہیں چاہتا، کہ مسلمان ذہنی و

عملی غلامی کو گوارا کریں۔ وہ مسلمان کو ہر وقت اللہ کی محبت میں سرشار دیکھنا چاہتا ہے۔

## حلِّ لغات

فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ۔ یعنی دُنیا کی جانب سے انہیں بالکل بے خبر کر دیا۔ جمہور مفسرین نے نیند اور سکرِ طویل کے معنے لئے ہیں۔

اِذًا شَطَطًا ۝

۱۵- هٰٓؤُلَآءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً ؕ لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۭ بَيِّنٍ ؕ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۝

۱۶- وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝

۱۷- وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ مَنْ يَّهْدِ

تو اُس وقت ہم نے عقل سے دُور بات کہی ہوتی۔ قول عقل سے دُور ہوگا ۝

۱۵- یہ ہماری قوم ہے جس نے اس کے سوا کئی معبود ٹھہرائے ہیں اُن کے ثبوت پر دلیل واضح کیوں نہیں لاتے پس جو اللہ پر جھوٹ باندھے اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہے؟ ۝

۱۶- اور جب تم اُن سے اور اُن کے معبودوں سے جو اللہ کے سوا ہیں، الگ ہو گئے۔ تو اس غار میں چل بیٹھو تمہارا رب اپنی رحمت تم پر پھیلائے گا۔ اور تمہارے کام میں تمہیں آرام بخشے گا ۝ ف۱

۱۷- اور اے محمدؐ تو دھوپ کو دیکھے گا جب نکلتی ہے اُن کے غار سے بچ کر داہنی طرف کو جاتی ہے اور جب ڈوبتی ہے تو بائیں طرف کو کترا جاتی ہے اور وہ وہاں کشادہ میدان میں ہیں۔ یہ بات اللہ کی قدرت کے نمونوں میں سے ہے۔ ف۲

## اللہ اپنے بندوں کی مدد کرتا ہے

ف۱

جب کوئی قوم اللہ کے لئے اپنی آسائشوں کو ترک کر دے اور توحید کے لئے تمام تکلفات کو چھوڑ دے عقیدے کی حفاظت و صیانت کے لئے دکھ اور عذاب برداشت کر لے، تو اللہ کی رحمتیں اسے گھیر لیتی ہیں۔ اور تمام سامان حیات اس کے لئے مہیا ہو جاتے ہیں۔ اصحاب کہف۔ یہ چند نفوس قدسیہ تھے۔ ظالم استبداد سے گھبرا کر اللہ کی پناہ میں آ گئے۔ اور دین حق کے تحفظ کے لئے غار اور کھوہ کی زندگی پر قناعت کر لی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، کہ جب تم نے بت پرستی سے قطع تعلق کر لیا ہے، اور یہاں آ گئے ہو تو خوف و ہراس کی ضرورت نہیں۔ ہم تمہاری مدد کریں گے اور یہاں وہ لطف تمہیں میسر ہوگا۔ جو بڑے بڑے ایوانوں میں تمہیں میسر نہ ہوتا۔

ف۲

یعنی ان لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو جگہ پسند فرمائی ہے۔ وہ دھوپ سے محفوظ ہے۔ سورج طلوع و غروب کے وقت کترا کر نکل جاتا ہے۔ اور یہ لوگ آفتاب کی تمازت سے محفوظ رہتے ہیں۔ البتہ ہوا پہنچتی رہتی ہے۔ کیونکہ ہوا کے لئے غار کا دہانہ موجود ہے۔ خدا کی جانب سے یہ حسن انتظام خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔

## حل لغات

**شَطَطًا**۔ غلو، مبالغہ، اعتدال سے گزرنا، حد سے زیادہ، بعید از عقل۔

**مِرْفَقًا**۔ وسیلہ، راحت، آسائش۔

**فَجْوَةٍ**۔ کشادہ جگہ، فراخ مقام۔

اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا ۝

۱۸- وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۖ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۖ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ۝

۱۹- وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۚ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۚ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۚ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ

جسے اللہ نے راہ دکھائی وہی راہ یاب ہوا اور جسے وہ گمراہ کرے تو اس کے لئے کوئی راہنما دوست نہ پائے گا ○

۱۸- اور تو سمجھے گا کہ وہ جاگ رہے ہیں حالانکہ وہ سوتے ہیں اور ہم ان کی داہنی اور بائیں کروٹیں بدلتے رہتے ہیں۔ اور ان کا کتا چوکھٹ پر اپنی باہیں پھیلائے پڑا ہے۔ اگر تو انہیں جھانک کر دیکھے تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور تیرے دل میں ان کا خوف چھا جائے ○ ف۱

۱۹- اور اسی طرح ہم نے انہیں ایک دفعہ جگا دیا تھا کہ آپس میں لگے پوچھنے۔ ان میں سے ایک نے کہا تم کتنی دیر یہاں رہے ہو وہ بولے ایک دن یا دن کا کچھ حصہ رہے ہیں۔ پھر بولے تمہارا رب ہی خوب جانتا ہے کہ کس قدر رہے ہو تم اپنے میں سے ایک کو اپنا روپیہ دو اور شہر میں بھیجو تاکہ دریافت کرے کہ پاکیزہ کھانا کس کی دکان پر ہے کہ

ف۱

یہاں ایک عرصہ تک یہ لوگ رہے۔ اور زہد و ریاضت کی زندگی بسر کی۔ آخر ان کا انتقال ہو گیا۔ اور ایسی حالت میں موت آئی، کہ یہ لوگ کسی نہ کسی کیفیت عبادت میں مشغول تھے۔ کوئی سجدے میں تھا، کوئی رکوع میں، کوئی کھڑا تھا، اور کوئی جھکا ہوا۔ اس لئے باہر سے دیکھنے والے کو یہی معلوم ہوتا تھا کہ یہ لوگ زندہ ہیں اور عبادت میں مشغول ہیں، حالانکہ حقیقت میں وہ موت کی نیند سو رہے تھے۔

کتا بھی غار کی دہلیز پر پاؤں پھیلائے بیٹھا تھا اور وہ بھی اسی کیفیت میں طعمۂ اجل ہو چکا تھا۔ اس لئے منظر کو اس وقت بھی اچھی طرح دیکھا جا سکتا۔ جبکہ غور کیا جاتا۔ کیونکہ یہ لوگ جس غار میں پناہ گزین تھے وہ نہایت تاریک تھا۔ اور اول نظر میں تو یقیناً دل دہل جاتا ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس جگہ کو دہشتناک بنا دیا ہے قرآن حکیم نے اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔ وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا۔ اور لَوِ اطَّلَعْتَ میں اس وقت کی حالت بیان فرمائی ہے۔ یعنی اگر تم اس وقت موجود ہوتے، تو تم بھی پہلی نظر میں انہیں زندہ خیال کرتے۔ اور جب تمہیں معلوم ہو جاتا۔ کہ یہ زندہ نہیں مردہ ہیں، تو مارے خوف کے بھاگ جاتے۔

## حلِ لُغات

اَیْقَاظًا۔ جیتے جاگتے۔ جمع یَقِظٌ بمعنے بیدار۔

رُقُوْدٌ۔ موت کی نیند سوئے ہوئے۔ جمع رَاقِدٌ بمعنے سونے والا، خواب کنندہ۔

بِوَرِقِکُمْ۔ سکہ، روپیہ۔

بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا ۝

اُس میں سے تمہارے پاس لے آئے اور نرمی سے بولے اور کسی کو تمہارے حال کی خبر نہ دے ۝ ف۱

۲۰- إِنَّهُمْ إِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوكُمْ أَوْ يُعِيدُوكُمْ فِي مِلَّتِهِمْ وَلَن تُفْلِحُوا إِذًا أَبَدًا ۝

۲۰- اگر اہل شہر تم پر قابو پائیں گے تمہیں سنگسار کریں گے یا اپنے دین میں تمہیں لوٹا لیں گے اور اس صورت میں تم کبھی نجات نہ پاؤ گے ۝

۲۱- وَكَذَٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَأَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيهَا إِذْ يَتَنَازَعُونَ بَيْنَهُمْ أَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوا عَلَيْهِم بُنْيَانًا ۖ رَّبُّهُمْ أَعْلَمُ بِهِمْ ۚ قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِم مَّسْجِدًا ۝

۲۱- اور یوں ہم نے اُن کے حال سے لوگوں کو خبردار کیا تاکہ وہ جانیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اُس گھڑی (قیامت) میں شک نہیں۔ جب وہ اپنی بات پر جھگڑ رہے تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ ان کے اُوپر ایک عمارت بناؤ۔ اُن کو اُن کا پروردگار ہی خوب جانتا ہے جو اُن کے معاملہ میں غالب ہے اُنہوں نے کہا کہ ہم ان پر ایک مسجد بنائیں گے ۝ ف۲

۲۲- سَيَقُولُونَ ثَلَاثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ

۲۲- وہ کہیں گے کہ وہ تین شخص ہیں چوتھا اُن کا کتا ہے

ف۱

طویل مدت کے بعد اللہ نے اُن کو زندہ کیا۔ وہ اُٹھے اور ایک دوسرے سے پوچھنے لگے کہ ہم کتنی مدت یہاں سوئے اور یہ خیال کر کے کہ شاید ایک دن یا دن کا کچھ حصہ اس عالم سکر و بیہوشی میں گزرا ہے۔ اپنے ایک ساتھی کو شہر میں بھیجا۔ کہ وہ نفیس کھانا خرید لائے۔ اُسے تاکید کی کہ مخفی ہو کر جائے اور ہوشیار رہے ایسا نہ ہو مخالفین پکڑ لیں اور پھر غلط عقائد کے ماننے پر مجبور کر دیں۔

یہ تمام عرصہ انہیں بہت تھوڑا معلوم ہوا۔ اس لئے کہ وہ جس حالت میں تھے۔ اُسی میں زندہ ہو گئے۔ اُنہوں نے یہ خیال کیا ہوگا۔ کہ زہد و عبادت کی کثرت سے شاید قدرے بے ہوشی طاری ہو گئی ہو۔

## اصحاب کہف کی دوبارہ عزت افزائی

ف۲ - شہر کی کرشمہ سازیاں ملاحظہ ہوں۔ اصحاب کہف کا یہ آدمی جب شہر میں پہنچا۔ تو اس کے پاس پُرانا سکہ تھا۔ لیکن پُرانی حکومت کا انقلاب ہو چکا تھا۔ لوگ حیران ہوئے۔ کہ یہ لوگ کیونکر یہاں موجود ہیں؟ کیفیت دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ کہ یہ لوگ اس زمانہ کی حکومت کے مظالم سے تنگ آکر پہاڑ کے کسی غار میں پناہ گزین ہو گئے تھے چنانچہ یہ لوگ پکڑ لیے گئے۔ مگر اس وقت اُن کے ہم عقیدہ لوگ ہی برسر اقتدار تھے۔ اس لئے ان لوگوں کی بہت عزت کی گئی۔ اب یہ بحث تھی کہ ان کی جگہ غار پر عمارت بنائی جائے۔ جو بطور یادگار کے رہے۔ خود فرمایئے۔ یا تو وہ زمانہ تھا کہ یہ لوگ ابنائے قوم سے بیزار ہو کر بھاگ گئے تھے۔ اور یا یہ کیفیت ہے کہ لوگ انہیں ہاتھوں ہاتھ لے رہے ہیں۔

اور اس واقعہ سے جہاں یہ مقصود تھا۔ کہ ان لوگوں کو جو خدا کی پناہ میں آگئے ہیں۔ عزت بخشی جائے۔ اور انہیں بچا لیا جائے۔ کہ اللہ اپنے بندوں کی ہمیشہ دستگیری کرتا ہے وہاں یہ بھی مقصد تھا۔ کہ منکرین قیامت کو قیامت و حشر نشر کا ایک منظر دکھا دیا جائے اور انہیں معلوم ہو جائے کہ قیامت کے بعد مُردوں کو زندہ کرنا اسی طرح ممکن ہے جس طرح ان اصحاب کہف کا موت کے بعد زندہ (باقی بر پشت)

وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ ۗ فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا وَلَا تَسْتَفْتِ فِيهِم مِّنْهُمْ أَحَدًا ○

اور بعض کہیں گے وہ پانچ ہیں چھٹا اُن کا کُتّا ہے بِن دیکھے انکلیں دوڑاتے ہیں اور بعض کہیں گے کہ وہ سات ہیں اور آٹھواں اُن کا کُتّا ہے۔ تو کہہ میرا رب اُن کا شمار بہتر جانتا ہے اور لوگ انہیں نہیں جانتے مگر تھوڑے لوگ۔ سو تو اُن کے بارہ میں جھگڑا نہ کر مگر سرسری جھگڑا اور اُن کے بارہ میں کسی اہلِ کتاب سے نہ پوچھ ف۱ ○

٢٣- وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَٰلِكَ غَدًا ○

٢٣- اور کسی شے کی بابت یوں نہ بول کہ میں کل یہ کروں گا ○ ف۲

٢٤- إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ ۚ وَاذْكُر رَّبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسَىٰ أَن يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هَٰذَا رَشَدًا ○

٢٤- مگر انشاء اللہ کہہ کر اور جب تو (انشاء اللہ کہنا) بھول جائے تو اُس وقت اپنے رب کو یاد کر اور کہہ شاید میرا رب مجھے اس (مسئلہ) سے زیادہ قریب نیکی کی راہ سُجھائے ○

٢٥- وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا ○

٢٥- اور اصحاب کہف اپنے غار میں تین سو برس رہے اور نو برس اور زیادہ ہوئے ○

ہو جانا۔ اصحاب کہف کی صحیح تعداد معلوم نہیں۔ یہ لوگوں کی محض قیاس آرائیاں ہیں، جو اس آیت میں مذکور ہیں۔

قرآن حکیم نے غیر ضروری جزئیات کو اس لئے بیان نہیں کیا کہ قرآن کا مدعا کوئی کہانی یا قصہ بیان کرنا نہیں۔ بلکہ یہ بتانا مقصود ہے کہ اللہ کے چند بندوں نے جب متاعِ ایمان کی حفاظت کے لئے ہم پر بھروسا کیا۔ تو ہم نے کس طرح ان کی اعانت کی، اور ظالم حکومت کو ان کے سامنے بیخ و بُن سے اکھاڑ ڈالا۔ اور یہ مقصد اس حد تک بالکل واضح ہے۔

ف۱

قرآن حکیم میں اور بائبل میں بہت بڑا مابہ الامتیاز یہ ہے کہ بائبل میں غیر ضروری جزئیات و تفصیلات مذکور ہوتی ہیں اور قرآن صرف مغز و اصل پر اکتفا کرتا ہے۔ قرآن کا مقصد یہ ہے کہ ایام اللہ یا واقعات کو عبرت آموز طریق سے بیان کیا جائے اس لئے وہ تفصیلات کو اکثر نظر انداز کر دیتا ہے۔

اصحاب کہف کی زندگی کا وہ پہلو جو ہمارے لئے سبق آموز ہو سکتا تھا۔ بیان فرما دیا۔ اب اس بات کی بحث کہ اصحاب کہف کون کون شخص تھے۔ تعداد کیا تھی۔ بالکل غیر ضروری ہے۔ اس طرح کی تفصیلات بسا اوقات اس روح و مقصد سے دُور کر دیتی ہے۔ جس کی وجہ سے قصہ بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کی تعداد بہت کم لوگ جانتے ہیں آپ بھی اس میں زیادہ جستجو نہ کریں۔ کیونکہ جہاں تک غرض اور نصب العین کا تعلق تھا۔ واضح کر دیا گیا۔ آپ اسی قدر معلومات پر اکتفا کریں۔ جو وحی کے ذریعہ بتا دی گئی ہیں۔

## مستقبل کے متعلق ادعا نہ کرو!

ف۲

ہر کام کے لئے اللہ کی طرف سے ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ اور ہر بات میں مصلحتیں ہوتی ہیں جنہیں کوتاہ نظر انسان نہیں دیکھ سکتا اس لئے اسے چاہئے کہ اپنی ہر بات میں اس عاجزانہ نقطۂ نظر کو ملحوظ رکھے یعنی کبھی ادعا کے ساتھ مستقبل کے متعلق کچھ کہے تو باقی ہوش

۲۶ - قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا ۚ لَهٗ غَيْبُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اَبْصِرْ بِهٖ
وَاَسْمِعْ ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ
وَّلِيٍّ ۡ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا ○

۲۶ - تو کہہ اللہ ہی خوب جانتا ہے جس قدر وہ رہے
آسمان و زمین کا علم غیب اسی کو ہے کیا خوب دیکھتا
اور کیا خوب سنتا ہے اس کے سوا ان کے لئے کوئی دوست
نہیں اور وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا ○

۲۷ - وَاتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ
رَبِّكَ ۚ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ۚ وَلَنْ
تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ○

۲۷ - اور تیرے رب کی کتاب میں سے تجھ پر جو وحی کی گئی ہے
اُس کو پڑھ، کوئی اس کی باتیں بدل نہیں سکتا۔ اور تو
اُس کے سوا ہرگز کہیں پناہ نہ پائے گا ○

۲۸ - وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ
رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ
وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ ۚ
تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَا
تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ
ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ

۲۸ - اور جو لوگ صبح و شام اپنے رب کو پکارتے اُس کی
رضامندی چاہتے ہیں (یعنی فقراء مکہ) تو اُن کے ساتھ
بلا رہ، اور تیری آنکھیں اُن کی طرف سے پھر نہ جائیں،
کیا تو حیاتِ دُنیا کی زینت ڈھونڈتا ہے اور
اُس شخص کا مطیع نہ ہو، جس کا دل ہم نے اپنی یاد
سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کا پیرو ہے اور

کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ پردہ غیب سے کیا ظہور پذیر ہونے
والا ہے۔ اُسے نہیں معلوم، کل جو آفتاب طلوع ہوگا۔ وہ
میری تائید میں طلوع ہوگا یا مخالفت میں۔ اصحاب کہف
پر ظلم توڑنے والے لوگوں کو دیکھئے۔ حکومت وقت کے
دعاوی کیا تھے۔ یہی نا کہ ہم خدا پرستوں کو صفحۂ ہستی
سے مٹا دیں گے۔ اور ان کا نشان تک باقی نہیں
رہنے دیں گے۔ اس ادعا کا کیا حشر ہوا؟ چند
صدیوں میں حکومت کا تختہ الٹ گیا۔ جابر غارت
ہو گئے۔ اور غار میں پناہ لینے والے معزز و
ممتاز ہو گئے۔ اور خدا پرستوں کا اقتدار قائم
ہو گیا۔

اس قصے میں ایک تعلیم یہ بھی تھی، کہ حضور کی رسالت
سے اس قسم کے ادعا کرنے والوں کو متنبہ کیا گیا، کہ
خبردار آئندہ کے متعلق پیشگوئی کرنے کا تمہیں
کوئی استحقاق نہیں۔ کائنات میں اللہ کی بادشاہت
ہے۔ اس لئے وہی کچھ ہوگا، جو خدا کو منظور
ہے۔

## حل لغات

مُلْتَحَدًا - جائے پناہ۔ لحد سے بنا ہے۔ جس
کے معنے آغوش قبر کے ہیں۔

بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ - صبح و شام یعنے ہر
وقت۔

---

أَمْرُهُ فُرُطًا ○

۲۹- وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ إِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَإِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا ○

۳۰- إِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ إِنَّا لَا نُضِيْعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا ○

۳۱- أُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا مِّنْ سُنْدُسٍ وَّ

اس کا کام حد سے نکلا ہوا ہے ○ ف۱

۲۹- اور کہہ یہ سچی بات تمہارے رب کی طرف سے ہے۔ جو کوئی چاہے ایمان لائے۔ اور جو چاہے کافر رہے ف۲ ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کی ہے کہ اس کی قناتوں نے انہیں گھیر لیا ہے۔ اور اگر فریاد کریں گے تو ان کی فریاد رسی ایسے پانی سے ہوگی جو پیپ جیسا ہے منہ بھون ڈالے گا برا پینا ہے اور بری جگہ وہ آگ نعم اٹھانے کی ○

۳۰- جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ہم (ایسے) نیکوں کا اجر نہیں کھوتے ○

۳۱- ان کے لئے رہنے کے باغ ہیں ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ان کو وہاں زیور پہنایا جائے گا سونے کے کڑے۔ اور وہ پتلے اور گاڑھے ریشمی سبز کپڑے پہنیں گے

## پیغمبر مساکین!

ف۱ قرآن حکیم میں بعض باتیں بصیغہ امر ادا کی گئی ہیں۔ مگر اس سے مراد خبر ہے۔ اور ایک واقعہ کا اظہار ہے۔ اور اس کی بہت سی مثالیں ہیں۔ یہاں بھی بالکل یہی انداز بیان ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضور شاید ان عام لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا پسند نہ فرماتے تھے جو غریب اور مفلس تھے۔ اور قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آپ ان لوگوں کے ساتھ رہنے میں کوئی عار محسوس نہ کریں۔ حالانکہ واقعہ بالکل اس کے خلاف ہے۔ اصل یہ ہے کہ حضور ہمیشہ ابوذرؓ سلمان فارسیؓ اور اس قسم کے غریب اور مخلص عقیدت مندوں میں بے تکلفی سے بیٹھتے۔ اور انہیں صبح و شام وقت گزارتے۔ امراء کو یہ ناگوار تھا۔ کہ وہ اس حالت میں آپ سے ملیں۔ چنانچہ وہ کہتے کہ جناب ہم اس حلقے میں بیٹھ کر آپ سے گفتگو نہیں کر سکتے۔ ان کے کپڑوں سے بو آتی ہے۔ اور ہماری طبیعت میں تکدر پیدا ہوتا ہے آپ بھی ان سے الگ ہو جائیے۔ مگر وہ پیغمبر جو افلاس و فقر کو اعزاز بخشنے کے لئے آیا تھا۔ کیونکر ان کی باتوں کو مان لیتا۔ قرآن کی زبان میں ان کو بتایا گیا۔ کہ گو یہ مفلس ہیں۔ مگر دولت ایمانی سے ان کے دل مالا مال ہیں۔ ان کے کپڑوں سے گو تمہیں بو آتی ہو۔ مگر دل ذکر خدا سے مہک رہے ہیں۔ یہ مخلص ہیں، خدا پرست ہیں۔ تم انہیں حقیر سمجھو۔ تمہیں اختیار ہے۔ مگر قدرت کی جانب سے یہ طے شدہ امر ہے۔ کہ یہی لوگ دنیا میں انقلاب پیدا کریں گے تم حرص و ہوا کے بندے ہو۔ تمہارے دلوں پر غفلت کے حجاب پڑے ہوئے ہیں۔ تم اسلام کی برکات سے استفادہ نہیں کر سکتے۔ تم جب تک دنیا کی ان کثافتوں میں پڑے ہوئے ہو، صحبت نبوی سے فیضیاب نہیں ہو سکتے۔ اور تم ہرگز اس قابل نہیں ہو کہ پیغمبر مخلص مساکین کو چھوڑ کر تم مغرور اور متکبر انسانوں کے ساتھ بیٹھا کرے۔

ف۲ اس آیت میں واضح طور پر بتا دیا گیا ہے کہ ایمان ایک [illegible] ایک حقیقت ہے۔ چاہو تو اس سے اپنی جھولیاں بھر لو اور چاہو تو محروم رہو لیکن رسول تمہاری وجہ سے غرباء اور مساکین سے قطع تعلق نہیں کر سکتا۔

حل لغات: ۱- فُرُطًا - حد سے گزرنے والی بات ● سُرَادِق - پردے، قناتیں، شامیانے، سراپردہ ● اَسَاوِرَ - اَسْوِرَۃ کی جمع ہے کلائی میں پہننے کی زنجیر - یا کنگن - ملوک عجم عموماً زیور پہنتے تھے - اور بالخصوص ہاتھوں میں طلائی کنگن شاہان فارس کا طرۂ امتیاز تھا - ان کے تتبع میں امراء عرب بھی اس کو شان امتیاز سمجھنے لگے تھے۔

اِسْتَبْرَقٍ مُّتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا عَلَى الْاَرَآىٕكِ ۭ نِعْمَ الثَّوَابُ ۭ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا ○

وہاں تکیے لگا کر تختوں پر بیٹھیں گے اچھا ثواب اور اچھا آرام ہے ○ ف۱

۳۲- وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَیْنِ جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَیْنِ مِنْ اَعْنَابٍ وَّحَفَفْنٰهُمَا بِنَخْلٍ وَّجَعَلْنَا بَیْنَهُمَا زَرْعًا ○

۳۲- تو انہیں دو آدمیوں کی مثال سنا۔ اُن میں سے ایک کو ہم نے دو انگور کے باغ دیئے۔ اور اُن دونوں کے گرد کھجور کے درخت تھے اور اُن دونوں کے بیچ میں ہم نے کھیتی رکھی ○

۳۳- كِلْتَا الْجَنَّتَیْنِ اٰتَتْ اُكُلَهَا وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ شَیْــًٔا ۙ وَّفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا ○

۳۳- دونوں باغ اپنا پھل دیتے اور کچھ کم نہ کرتے تھے۔ اور ہم نے اُن کے درمیان نہر جاری کی ○

۳۴- وَّكَانَ لَهٗ ثَمَرٌ ۚ فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ یُحَاوِرُهٗۤ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ○

۳۴- اور اُس شخص کو میوے ملتے تھے پھر اُس نے اپنے حریف (ساتھی) سے تاثنا گفتگو میں کہا۔ میں تجھ سے مال اور جتھے میں زیادہ ہوں ○

۳۵- وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ

۳۵- اور اپنے باغ کے اندر آیا۔ اور وہ اپنی جان کا

---

**ف۱**

جو لوگ دُنیا میں اسلام کی وجہ سے ناخوش زندگی کو ترک کر دیتے ہیں، اور اسلام کے اصول کو بلند کرتے رہتے ہیں۔ اُخروی زندگی میں انہیں تمام اُن چیزوں سے بہرہ ور کیا جائے گا۔ جن کا تعلق انسانی اعزاز و فخر سے ہے ●

جن کے لبادے یہاں بوسیدہ، اور دریدہ ہیں۔ انہیں ابریشم و دقاقم دیا جائے گا۔ پہننے کے لئے زیور ہوں گے اور ٹھاٹ کی زندگی ہوگی۔ تاکہ اُن کو معلوم ہو کہ اللہ نے ان کے تحفۂ اعمال کو قبول فرما لیا ہے ●

## حَلِّ لُغات

حَفَفْنٰهُمَا۔ اُن کے گرداگرد۔ حف سے ہے۔ جس کے معنی گھیرنے اور کسی شے کے احاطہ کر لینے کے ہیں ●

یُحَاوِرُہٗ۔ محاورہ کے معنے باہم گفتگو کرنا ہے ●

لِنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا ۙ

ظلم کرتا تھا۔ بولا۔ میں خیال نہیں کرتا کہ یہ باغ کبھی برباد ہو ○

۳۶۔ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ○

۳۶۔ اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت کی گھڑی قائم ہو اور اگر میں اپنے رب کی طرف پھر پہنچایا بھی جاؤں تو ان باغوں سے بہتر جگہ پاؤں گا ○ ف

۳۷۔ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ○

۳۷۔ اس کے حریف نے باتوں میں اس سے کہا کہ کیا تو اس کا منکر ہوا جس نے تجھے مٹی سے بنایا۔ پھر نطفہ سے۔ پھر تجھے پورا مرد بنا دیا ○

۳۸۔ لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ○

۳۸۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں اپنے رب کے ساتھ کوئی شریک نہیں ٹھہراتا ○

۳۹۔ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ

۳۹۔ اور جب تو اپنے باغ میں آیا۔ تو نے کیوں نہ کہا کہ جو اللہ چاہے سو ہی ہوتا ہے بغیر اللہ کے کچھ زور نہیں

## سرمایہ داری کا غرور

ف کہنے والے مال و دولت کے نشہ میں سرشار تھے تجمل کا خمار کاسوں میں تھا۔ اور امارت کا سودا دماغ میں بسا رہا تھا مسلمان ابتداءً غریب تھے اس لئے وہ ازراہ کبر مسلمانوں سے نفرت کرتے، ان کے مذہب کو غربت و مسکنت کا مذہب سمجھتے اور کہتے کہ ہم ایسے دین کو قبول نہیں کر سکتے۔ جس کے ماننے والے دُنیوی حیثیت سے ہم سے بلند اور اعلیٰ نہ ہوں ●

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہاری مثال اُن دو آدمیوں کی سی ہے جن میں سے ایک کو اللہ تعالیٰ نے دُنیا کی ہر نعمت سے بہرہ ور کیا ہے۔ اُس کے پاس شاداب باغ اور کھیت ہیں۔ بکثرت دوست و مددگار ہیں۔ مگر مغرور و متکبر ہے۔ اپنے جاہ و حشم کو دیکھتا ہے۔ اور پھولا نہیں سماتا۔ اس کے خیال میں یہ عیش و کامرانی دائمی ہے۔ اور آخرت میں بھی بزعم خود عزت و افتخار کا سزاوار ہے۔ وہ اپنے دوسرے خدا پرست ساتھی سے کہتا ہے میرے پاس شاداب باغات ہیں۔ دولت تم سے زیادہ ہے۔ یہ سب باتیں اس انداز سے کہتا ہے کہ گویا ان تمام نعمتوں کو اُس نے اپنی محنت سے حاصل کیا ہے۔ اور اللہ کے فضل و کرم کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ مومن اور خدا پرست اس کی تمام شیخی کی باتوں کو سنتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ یہ کفر ہے۔ اللہ کے ساتھ اپنے نفس کو شریک ٹھہراتا ہے۔ تمہیں اپنی قوت پر نہیں، بلکہ اللہ کی توفیق پر خوش ہونا چاہیے تھا۔ اور یہ کہنا چاہیے تھا کہ یہ سب کچھ اللہ کی عنایت سے مجھے ملا ہے۔ اور جب تک اللہ چاہے گا۔ اُس کا فضل و کرم میرے شامل حال رہے گا تم مجھے حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہو، اور تمہیں نہیں معلوم کہ اللہ مجھے تم سے کہیں زیادہ دولت دے سکتا ہے۔ اس کے خزانے سدا معمور رہتے ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ تمہاری دولت لٹ جائے۔ اللہ کا عذاب آ جائے اور تمہارے باغات فنا ہو جائیں۔ چنانچہ یہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو چشم عتاب سے دیکھتے ہیں اور آن کی آن میں اس کا تمول (باقی بر صفحہ)

اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّ وَلَدًا ○

اگر تو مجھے مال اور اولاد میں اپنے سے کم دیکھتا ہے ○

۴۰۔ فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا ○

۴۰۔ تو شاید میرا رب مجھے تیرے باغ سے بہتر (باغ) دے اور تیرے باغ پر آسمان سے عذاب بھیج دے اور وہ صبح کو چٹیل میدان ہو جائے ○

۴۱۔ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا ○

۴۱۔ یا اُس کا پانی سوکھ جائے۔ پھر تُو تلاش سے بھی اُسے نہ لا سکے ○

۴۲۔ وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ عَلٰى مَآ اَنْفَقَ فِيْهَا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ لَمْ اُشْرِكْ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ○

۴۲۔ اور اُس کا پھل گھیر لیا گیا۔ پھر صبح کو اپنی لاگت پر جو اُس میں خرچ کی تھی ہاتھ ملتا اٹھا۔ اور وہ اپنی چھتریوں پر گرا پڑا تھا۔ اور کہنے لگا۔ کاش کہ میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ○

۴۳۔ وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا ○

۴۳۔ اور اللہ کے سوا اُس کی کوئی جماعت مددگار نہ ہوئی۔ اور نہ وہ بدلہ ہی لے سکا ○

خاک میں ملا دیتے ہیں۔ باغ اُجڑ جاتا ہے۔ بیلیاں گر گئی ہیں۔ سارا خرمن جل جاتا ہے۔ اب وہ کفِ افسوس ملتا ہے اور کہتا ہے اے کاش! میں اپنے رب کی عنایتوں کا معترف ہوتا۔ اور اس دولت و تمول کو دائمی نہ سمجھتا۔

اس مثال میں وہ شخص جو کبر و غرور کا مجسمہ ہے۔ کفارِ مکہ سے ملتا جلتا ہے۔ اور خدا پرست انسان مسلمان ہے جو اسلام کا نمائندہ ہے۔ وہ کہتا ہے۔ مکے والو! تمہیں مسکینوں کو بنگاہِ حقارت نہ دیکھنا چاہیئے۔ ہو سکتا ہے۔ ہم کو اللہ تعالیٰ بلندی پر پہنچا دے اور تم تمام آسائشوں سے محروم ہو جاؤ۔ یہ مال و دولت آزمائش کے لئے تمہیں دیا گیا ہے۔ کہ تم کہاں تک اس کے امین ثابت ہوتے ہو۔ جب تم غرور کا اظہار کرو گے۔ اور اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا نہیں کرو گے۔ تو اللہ تم سے یہ نعمتیں چھین لے گا۔ اور ان لوگوں کو دے دیگا۔ جو اس کے فرمانبردار بندے ہوں گے۔ سو بالکل اسی طرح وقوع پذیر ہوا۔ اللہ نے مکہ والوں سے اقتدار چھین لیا۔ اور مسلمانوں کو دے دیا جو مسکین مگر خدا کے شکرگزار اور دوست تھے۔ قیصر و کسریٰ کی حکومتوں کے وارث ٹھہرے۔ اور جو تھوڑی سی دولت پاس رکھ کر مغرور تھے ذلیل و رسوا ہوگئے۔

یہ اللہ کا قانون ہے کہ وہ حق شناس قوموں کو آگے بڑھاتا ہے اور ان قوموں کو جن کا سرمایۂ عمل محض تعلّی اور بختری ہو۔ گرا دیتا ہے۔ اور فنا کے گھاٹ اُتار دیتا ہے۔

## حلِّ لُغت

غَوْرًا۔ عمق، گہرائی، نیچے اتر جانا۔

عُرُوْشِهَا۔ جمع عرش، بلند ٹٹی۔

۴۴- هُنَالِكَ الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ۚ هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ عُقْبًا ۝

۴۴- اسی مقام پر سب اختیار سچے اللہ کیلئے ثابت ہے۔ وُہی بدلہ اور ثواب دینے میں بہتر ہے ۝

۴۵- وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا ۝

۴۵- اور حیاتِ دُنیا کی مثال تو انہیں سُنا۔ وہ پانی کی مانند ہے جو ہم نے آسمان سے نازل کیا۔ پھر اُس میں روئیدگی رل مل گئی پھر کل کو چُورا چُورا ہو گئی۔ اُسے ہوا نے اُڑایا۔ اور اللہ ہر شئے پر قادر ہے ۝ ف

۴۶- اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝

۴۶- مال اور بیٹے حیاتِ دُنیا کی زینت ہیں، اور نیکیاں جو باقی رہنے والی ہیں وُہ تیرے ربّ کے پاس ثواب میں اور اُمید میں بہتر اور خوب ہیں ۝

۴۷- وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى

۴۷- اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تُو

## بَاقِیَاتُ الصَّالِحَات

ف یہ آیت سابقہ تمثیل کا تتمہ ہے۔ غرض یہ ہے کہ ان لوگوں کو جو دُنیا کی آب و تاب سے مرعوب ہیں اور آخرت سے غافل، اُن کو بتایا جائے کہ یہ تمہاری حشمت و دولت چند ہی دنوں میں اپنا رنگ کھو بیٹھے گی۔ دُنیا کی مثال کس قدر عمدہ اللہ تعالےٰ نے بیان فرمائی ہے۔ کہ جیسے برسات میں ہری ہری گھاس بھلی معلوم ہوتی ہے۔ اور اس کی تازگی و شادابی آنکھوں میں ایک نور پیدا کر دیتی ہے۔ اسی طرح دُنیا بظاہر بہت خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ اور تمہارے لئے سرمایۂ نشاط و ہم پہنچاتی ہے۔ مگر خزاں میں جس طرح گھاس سوکھ جاتی ہے۔ پاؤں کے نیچے روندی جاتی ہے۔ اسی طرح دُنیا [illegible] وقت اس کی خوبصورتی اس سے چھن جاتی ہے۔

آج جو شخص مالدار ہے۔ سرمایہ اور دولت میں کھیل رہا ہے۔ کل مفلس اور قلاش نظر آتا ہے۔ اور ایک جو اس کے پاس نہیں رہتا۔

بچے، اور جوان جہاں باپ کی آنکھوں کا نور ہیں۔ اچانک موت کے چنگل میں پھنس جاتے ہیں۔ اور ان کے چراغ سکون و عیش گل کر جاتے ہیں۔ یہ ہے دُنیا کی مسرتوں کا انجام۔

اس لئے سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر محبت کس چیز سے کی جائے۔ اور کن چیزوں کو دیرپا اور نتیجہ خیز سمجھا جائے۔

قرآن حکیم فرماتا ہے۔ باقیات الصالحات زیادہ بہتر ہیں، زیادہ نیک انجام ہیں، اور زیادہ موزوں۔

یعنی ایسے نیک کام کرو۔ جو باقی رہنے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ دُنیا ہٹ جائے، مگر تمہارے اعمال کے نقوش اس کی لوح سے نہ مٹ سکیں۔ ایسے کام کرو۔ جو قوموں کو زندہ کر دیں۔ تم مر کے بھی جی جاؤ۔ [illegible] کیونکہ دراصل صرف اعمال ہی باقی رہنے والی چیز ہے۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے پاس صحیح معنوں میں سرمایۂ جنت و سرور ہو وہ اعمال صالحہ کو اپنا نصب العین بنائے (باقی برصفحہ [illegible])

الْاَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا ۚ

۴۸- وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ۭ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۡ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا

۴۹- وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا ۚ وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۧ

۵۰- وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰۗىِٕكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ

زمین کو کھلی دیکھے گا اور ہم اُن سب کو اٹھائیں گے تو ہم اُن میں سے کسی کو نہ چھوڑیں گے

۴۸- اور وہ سب صف بستہ تیرے رب کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔ تم ہمارے پاس آ لیے جیسے ہم نے تمہیں پہلے پیدا کیا تھا۔ بلکہ تم نے گمان کیا تھا کہ ہم تمہارے لیے کوئی وعدہ ہی نہ ٹھہرائیں گے۔ ف۱

۴۹- اور کتاب رکھی جائے گی اُس وقت تو مجرموں کو دیکھے گا کہ کتاب کے لکھے ہوئے سے ڈر رہے ہوں گے اور کہیں گے کہ افسوس ہم پر اس کتاب کا کیا حال ہے کہ کوئی چھوٹی یا بڑی بات ایسی نہیں جو اس میں درج نہ ہو۔ اور جو عمل کیے تھے وہ سب اپنے سامنے موجود پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم نہ کرے گا

۵۰- اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو

مال و دولت۔ اور عزت وجاہ عارضی چیزیں ہیں تم جانتے ہو لاکھوں ... بے شمار افراد زمین کے نیچے مدفون پڑے ہیں۔ آج انہیں کون جانتا ہے۔

مگر کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں عزت و احترام سے یاد کیا جاتا ہے ... اعمال و اخلاق زندہ ہیں۔ باوجود زمانہ کے حوادث کے لوگوں کے دلوں میں برابر جاگزیں ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں جو ... نے دنیا میں رہ کر اس کی ... سے کبھی کچھ ... اللہ کی رضا کو اپنا نصب العین قرار دیئے ۔

ف۱

قرآن حکیم ۔ تصویری طرز بیان ہے کہ واقعہ کی تصویر کھینچ دیتا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا واقعہ کی تمام جزئیات کو آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔ قیامت اور حشر و نشر کے متعلق جتنی آیتیں ... ہیں، سب میں اسلوب بیان کی یہی ندرت ہے۔ اور یہ طرز بیان اس وجہ سے موثر ہے کہ قیامت کے سوال کو پڑھ کر دل کو ... یہ احساس ہوتا ہے جیسے آپ ...

قیامت گزری ہے اور اللہ کے سامنے کھڑے ہیں اور ان تمام کیفیات کو دیکھ رہے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ تم ہمارے پاس پہلی حالت میں لائے جاؤ گے۔ بالکل فطرت میں تمام تکلفات دنیا میں دھرے رہ جائیں گے۔ تمہارا خیال یہ تھا کہ ہم کبھی مر کر اپنے ہاں نہ بلائیں گے۔ اور تمہارے لئے اعمال کے نتائج کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ مگر آج تم پر یہ حقیقت ثابت ہو رہی ہے۔ آج تم ہمارے حضور میں کھڑے ہو۔ اپنے ... کی فہرست تمہارے ہاتھ میں ہے۔ ... دیکھ رہے ہو ... سب باتیں اس میں مندرج ہیں۔ کہو اب کیا جواب ہے۔ ... خوب سوچ لو، یہ وقت آنے والا ہے اور وہ اتنا سخت وقت ہوگا کہ کوئی شخص تمہیں ان مشکلات سے مخلصی نہیں دلا سکے گا۔ اس سے قبل کہ موت کے فرشتے آئیں تمہارا فرض ہے کہ اپنی آئندہ زندگی پر غور کرو۔ اور زاد آخرت مہیا کرو۔

... ہی کرنے لگے ۔

فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ۭ اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِيْ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۭ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ○

تو سب نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا۔ وہ جنوں میں سے تھا۔ سو اپنے رب کے فرمان سے نکل بھاگا۔ پس کیا تم میرے سوا اُس (ابلیس) کو اور اُس کی اولاد کو دوست ٹھہراتے ہو؟ حالانکہ وہ تمہارے دشمن ہیں۔ اور ظالموں کا بدلہ بُرا ہے ○

۵۱۔ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ ۠ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ○

۵۱۔ آسمان اور زمین کی پیدائش میں نے اُن (ابلیس اور اس کی اولاد) کو نہیں دکھلائی اور نہ خود اُن کی پیدائش انہیں دکھلائی۔ اور میں اپنا بازو گمراہ کرنے والوں کو نہیں بنایا کرتا۔

۵۲۔ وَيَوْمَ يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَاۗءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ○

۵۲۔ اور جس دن وہ کہے گا، کہ میرے شریکوں کو جو تمہارے گمان میں تھے اب پکارو۔ پھر وہ پکاریں گے پھر وہ انہیں جواب نہ دیں گے۔ اور ہم اُن کے درمیان ایک ہلاکت کی جگہ قائم کریں گے ○

۵۳۔ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ

۵۳۔ اور مجرم آگ کو دیکھ کر سمجھ جائیں گے کہ وہ اس میں

## انسانی فطرت کی بلندیاں!

ف ۱

مشرکین کو بتایا ہے، کہ تم کبھی اپنی فطرت کی بلندیاں کو محسوس کرو، تمہیں اللہ تعالیٰ نے مسجود ملائک بنایا تھا تمہیں اس منصب پر فائز کیا تھا۔ کہ دنیا کی اعلیٰ ترین مخلوق تمہارے سامنے جھکے۔ تمام کائنات پر حکومت کرو، ذرے سے آفتاب تک سب چیزیں تمہاری مسخر کردیں۔ تاکہ تم اللہ کی نیابت کے فرائض ادا کرو، اور اس کی عظمت کی گواہی دو۔ مگر تم ہو کہ نفس کی پوجا میں مبتلا ہو۔ شیطان کے نقش قدم پر چل رہے ہو۔ غیر اللہ کی پرستش کو عبادت سمجھتے ہو۔ کیا یہ لوگ جن کو تم عرش الوہیت پر بٹھا رہے ہو۔ اللہ کے ساجھی ہیں۔ انہوں نے آسمان کا کوئی حصہ بنایا ہے یا زمین کی پیدائش میں اُن کا کوئی بہرہ ہے؟ اور جب یہ عالم مخلوقات کی طرح محتاج اور مجبور ہیں۔ تو تم کیوں ان کی عبادت کرتے ہو؟ آہ! انسان کس قدر جاہل اور ظالم ہے۔ اتنا بلند مرتبہ ہو کر وہ دوسروں کے آگے جھکنا فرض سمجھتا ہے اور اپنی فطرت سے ناآشنا ہے۔

## حلِّ لغات

مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ ۔ مقصد یہ ہے، کہ وہ کائنات کی تخلیق کے وقت شاہد و معاون نہیں تھے جو کہ خدائی اور ساجھے کے مستحق ہوں۔

عَضُدًا ۔ بازو، یا معاون۔

مَّوْبِقًا ۔ ہلاکت کی جگہ۔ بعض کے نزدیک یہ جہنم کی ایک وادی ہے یا حصہ ہے جسے جہنم کے مختلف طبقات کے لیے برزخ کہنا چاہیے۔

مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا ۝

اُس میں گرنا ہے مگر اُس سے ہٹ جانے کا موقع نہ پائیں گے

۵۴- وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا ۝

۵۴- اور ہم نے اس قرآن میں آدمیوں کے لئے ہر ایک کہاوت کو طرح طرح سے بیان کیا ہے اور آدمی بڑا جھگڑالو ہے ۝ ف۱

۵۵- وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَاۗءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا رَبَّهُمْ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝

۵۵- اور آدمیوں کو جب اُن کے پاس ہدایت (قرآن) آئی قرآن کو ایمان لانے اور اپنے رب سے استغفار مانگنے سے صرف اسی بات نے روکا کہ اگلوں کی رسم (یعنی قہر آلہٰی) اُن پر آ گئے یا اُن کے سامنے عذاب آ کھڑا ہو ۝ ف۲

۵۶- وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۝

۵۶- اور ہم رسولوں کو بشارت سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا کرتے ہیں۔ اور کافر باطل جھگڑے لا کر جھگڑا کرتے ہیں کہ حق کو باطل سے گرا دیں اور اُنہوں نے ہماری آیتوں کو جن سے ڈرائے گئے ٹھٹھا ٹھیرا لیا ہے ۝

## قرآن نسلِ انسانی کی مُشترکہ میراث ہے!

ف۱

قرآن حکیم چونکہ تمام نسلِ انسانی کی مُشترکہ میراث ہے اس لئے اس میں ہر طبقہ اور ہر نوع کے انسانوں کے لئے رشد و ہدایت کا سامان موجود ہے۔ اس میں اُن لوگوں کے لئے بھی تسکین ہے جو حکمت و فلسفہ کے دلدادہ اور جویاں ہیں۔ اور اُن لوگوں کے لئے بھی جو فلسفہ و حکمت سے زیادہ، رُوحانیت سے شغف رکھتے ہیں۔ طرزِ بیان میں تخیلات بھی ہیں، خطابیات بھی ہے منطق بھی ہے۔ اور تشبیہات اور استعارے بھی، ترغیب اور ترہیب بھی۔ غرضیکہ فلسفہ قیادت کا کوئی پہلو ایسا نہیں۔ جو اس میں تفصیل کے ساتھ موجود نہ ہو مگر انسان بالطبع جھگڑالو ہے۔ اس لئے اس چشمۂ ہدایت و عرفان سے کمل استفادہ نہیں کرتا۔ اور اللہ کی رحمت و فیضان سے محروم رہتا ہے ۔

ف۲

یعنی قرآن کی تعلیمات صداقت اور سچائی پر مبنی ہیں اور یہ منکرین محض تعصب کی وجہ سے ان کو قبول نہیں کرتے ہیں۔ ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ اگر ان کی گمراہی بڑھتی گئی۔ اور عناد و دشمنی نے غیرت حق کو برانگیختہ کر دیا۔ تو اللہ کا قانونِ مکافات حرکت میں آ جائے گا۔ اور یہ عذاب الٰہی سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکیں گے ۔

## حلِّ لُغات

مَثَلٍ۔ صفت، حال، داستان، قصہ ۔
سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ۔ پہلوں کا سا معاملہ یعنی قانونِ مکافات
قُبُلًا۔ سامنے، مقابل ۔

٥٧- وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰي قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ○

٥٧- جو کوئی اپنے رب کی آیتوں سے سمجھایا گیا اور اس نے اس سے منہ موڑا اور اپنے آگے بھیجے ہوئے اعمال کو بھول گیا، اس سے زیادہ ظالم کون ہے۔ ہم نے ان کے دلوں پر پردہ ڈالا اور کانوں میں گرانی تاکہ قرآن کو نہ سمجھیں۔ اور اب اگر تو انہیں ہدایت کی طرف بلائے تو وہ کبھی ہدایت پر نہ آئیں گے ○ ف۱

٥٨- وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ○

٥٨- اور تیرا رب بخشنے والا، رحمت والا ہے، اگر ان کے کئے پر ان کا مواخذہ کرے، تو فوراً ان پر عذاب بھیج دے۔ بلکہ ان کے لئے ایک میعاد ہے اس سے ادھر کہیں پناہ کی جگہ نہ پائیں گے ○

٥٩- وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ

٥٩- اور یہ بستیاں (سدوم وغیرہ کی) ہیں جنہیں ہم نے

ف۱

یہ ان کی قساوت قلبی اور بدبختی کی انتہائی صورت ہے۔ کہ دل مسخ ہو گئے ہیں، اور کانوں میں حق کے لئے قوت سماعت نہیں رہی ◆

یہ یاد رہے کہ یہ محض ایک انداز بیان ہے، ورنہ اعراض وغفلت کی کوتاہیاں ہمیشہ ان سے سرزد ہوئیں۔ انہوں نے خود دلوں کو تعصب وعناد کی تاریکیوں سے آلودہ رکھا، اور کانوں کو حق کی آواز سے ناآشنا۔ اللہ تعالیٰ اس کیفیت تغافل وانکار کو دلوں پر پردہ ڈال دینے سے تعبیر کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے۔ ان لوگوں نے بھی اس بات پر اصرار نہیں کیا۔ کہ قرآن ہمیں ناقابل اصلاح ٹھہراتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ بالکل ہمارے ارادوں کی ترجمانی ہے ◆

## حلِ لغات

مَوْئِلًا۔ مرجع وماویٰ ◆

لَمَّا ظَلَمُوا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَوْعِدًا ۞

٦٠ - وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَاهُ لَا أَبْرَحُ حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا ۞

٦١ - فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۞

٦٢ - فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ لِفَتَاهُ آتِنَا غَدَاءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِنْ سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا ۞

٦٣ - قَالَ أَرَأَيْتَ إِذْ أَوَيْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحُوتَ وَمَا أَنْسَانِيهُ

ہلاک کیا جب وہ ظالم ہو گئی تھیں اور ہم نے اُن کی ہلاکت کا وقت مقرر کیا تھا ○

٦٠ - اور جب موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ میں برابر چلوں گا۔ جب تک مجمع بحرین پر نہ پہنچوں یا میں قرنوں تک ہی چلتا جاؤں ○ ف۱

٦١ - پھر جب دونوں مجمع بحرین پر پہنچ گئے تو وہ اپنی مچھلی بھول گئے۔ پھر مچھلی نے دریا میں سرنگ بنا کر اپنی راہ نکال لی ○

٦٢ - پھر جب دونوں آگے نکل گئے تو موسیٰ نے اپنے جوان سے کہا کہ ہمارا صبح کا کھانا لاؤ۔ ہم نے اپنے اس سفر میں تکلیف اٹھائی ہے ○

٦٣ - بولا۔ تو نے دیکھا کہ جب ہم نے پتھر کے پاس آرام کیا تھا۔ میں مچھلی بھول گیا۔ اور اس کا ذکر کرنا مجھے

## موسیٰ اور خضر!

ف۱ حضورؐ سے قبل یہودیوں اور عیسائیوں میں جن مباحث اور قصص کا چرچا تھا۔ اُن میں ایک بحث یہ بھی تھی۔ کہ اصحاب کہف کون تھے۔ موسیٰ اور خضر کا قصہ کیونکر ہے۔ اور ذوالقرنین کے حالات کیا ہیں؟ اس لئے ان کو حضورؐ سے بھی ان مسائل کے متعلق پوچھنا ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے علم کے لئے ان قصوں کی حقیقت بیان فرمائی۔ اور نکات و معارف کی جانب اشارہ فرمایا۔ جو اس قصے کے ضمن میں پنہاں ہیں۔ اصحاب کہف کے قصہ میں بتلایا کہ خدا پرستوں کو خدا کیونکر کامیاب و کامران فرماتا ہے۔ اور کیونکر باطل پرستوں کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ اس قصہ میں علم کی وسعت کی جانب ہماری توجہ کو مبذول کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ ایک نبی اور پیغمبر بھی باوجود حصول کمالات کے علم کی پہنائیوں سے پوری طرح بہرہ ور نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ واقعہ حضرت موسیٰ کے ابتدائی عہد نبوت کا ہو۔ یعنی حضرت موسیٰ کو جب توراۃ مل چکی۔ اور احکام و قوانین عنایت ہو چکے۔ تو ضرورت تھی کہ ان احکام کا طریق استعمال ان کو بتایا جائے۔ حضرت خضرؑ کے ذریعہ اس ترتیب کا انتظام ہو گیا۔ اُنھوں نے واقعات کو اس رنگ میں پیش کیا۔ کہ حضرت موسیٰ قضاء و فیصلہ کے اسرار و رموز سے آگاہ ہو گئے۔ ان کو معلوم ہو گیا کہ فیصلہ و قضا کے وقت صرف ظاہری صورت حالات پر بھروسہ کرنا بعض اوقات غلط ہوتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ فیصلے سے قبل مقدمہ کی ظاہری و باطنی سطح کا اچھی طرح سے جائزہ لے لیا جائے۔

حضرت خضرؑ کے متعلق زیادہ تفصیلات قرآن و حدیث میں مذکور نہیں۔ حضرت موسیٰ وہی حضرت موسیٰ ہیں جو فرعون کے مد مقابل ہیں۔ اور بنی اسرائیل کی نجات کے داعی ہیں۔ بعض لوگوں نے سمجھا ہے کہ موسیٰ بن میشا بن یوسف ہیں۔ امام بخاری نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے اس کی تغلیط فرمائی ہے۔ بہر حال قصہ کا آغاز یہ ہے کہ حضرت موسیٰ (باقی برصفحہ ۷۱۹)

اِلَّا الشَّیْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِیْلَهٗ فِی الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ۝

شیطان ہی نے بھلا دیا۔ اور اُس نے عجب طور سے دریا میں راہ لی ○

۶۴ - قَالَ ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۖ فَارْتَدَّا عَلٰۤى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۝

۶۴ - موسیٰ نے کہا یہی وہ جگہ ہے جس کی ہم تلاش میں تھے پھر دونوں اپنے نقشِ قدم شناخت کرتے پیچھے لوٹے

۶۵ - فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَاۤ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝

۶۵ - پھر دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جس پر ہم نے اپنی طرف سے رحمت کی تھی اور اپنے پاس سے ہم نے اُسے علم سکھلایا تھا ○

۶۶ - قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰۤى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝

۶۶ - موسیٰ نے اُس سے کہا کیا میں اس شرط پر تیری پیروی کروں کہ جو بھلائی تجھے سکھلائی گئی ہے تو اُس میں سے مجھے سکھلائے ○

۶۷ - قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا ۝

۶۷ - کہا کہ تو میرے ساتھ ہرگز صبر کی طاقت نہ رکھ سکے گا ○

۶۸ - وَ كَیْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۝

۶۸ - اور تو کیونکر اس بات پر صبر کرے گا جس کی سمجھ تیرے قابو میں نہیں ○

۶۹ - قَالَ سَتَجِدُنِیْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا

۶۹ - کہا ان شاء اللہ تو مجھے صابر پائے گا،

طلبِ علم کے لیے سفر کرتے ہیں۔ ساتھ ساتھ ایک ملازم ہے۔ اُس کے پاس زادِ راہ ہے۔ حضرت موسیٰ کی منزل دُور ہے۔ وہ وہاں پہنچنا چاہتے ہیں۔ جہاں دو دریاؤں کا سنگم ہے۔ ملازم سے اثنائے سفر میں جبکہ تھک جاتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ کھانا لاؤ۔ وہ کہتا ہے کہ حضرت کھانا غائب ہے۔ جب آپ سستانے کے لئے پتھر پر بیٹھے تھے۔ اس وقت مچھلی جھولے میں سے نکل کر پانی میں جا گری۔ اور بھاگ گئی۔ اب کیا پکائیں۔ اور کیا کھائیں حضرت موسیٰ کو معلوم تھا کہ یہی وُہ مقام ہے۔ جس کی ہمیں تلاش ہے۔ اُن کو حق تعالیٰ کی طرف سے بتا دیا گیا ہو گا۔ کہ جہاں تمہاری مچھلی خود بخود پانی میں جا گرے گی۔ وُہی خضر کا مقام ہے چنانچہ حضرت موسیٰ خوشی سے اُچھل پڑے آپ نے فرمایا۔ یہی تو وہ جگہ ہے۔ جہاں ہم پہنچنا چاہتے ہیں۔

## حلِ لغات

حُقُبًا۔ حُقُبٌ کی جمع ہے۔ طویل مدت کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ حضرت موسیٰ کی طلبِ صادق کو ظاہر کرتا ہے کہ کیونکر وہ حصولِ علم کے لئے ساری عمر صرف کر دینے کے لئے طیار ہیں۔

غَدَآءَنَا۔ ناشتہ کھانا۔ نَصَبًا۔ تھکن، سفر کی کوفت، تکان۔ رُشْدًا۔ بہتری کی بات۔

وَلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ۝

٧٠- قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى اُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ۝

٧١- فَانْطَلَقَا ٚ حَتّٰٓى اِذَا رَكِبَا فِي السَّفِيْنَةِ خَرَقَهَا ۭ قَالَ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا ۚ لَقَدْ جِئْتَ شَـيْـــًٔا اِمْرًا ۝

٧٢- قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝

٧٣- قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِيْ مِنْ اَمْرِيْ عُسْرًا ۝

٧٤- فَانْطَلَقَا ۫ حَتّٰٓى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ شَـيْـــًٔا نُّكْرًا ۝

اور میں تیرے کسی حکم کی نافرمانی نہ کروں گا ۝

٧٠- کہا تو اگر تُو میری پیروی کرتا ہے تو کسی بات کا مجھ سے سوال نہ کیجیو جب تک کہ میں اس کا آپ ہی تجھ سے ذکر نہ کروں ۝

٧١- پھر وہ دونوں چلے، تا آنکہ ایک کشتی میں سوار ہوئے، خضر نے کشتی کو پھاڑ ڈالا۔ موسیٰ نے کہا کیا تُو نے اسے اس لیے پھاڑ ڈالا کہ کشتی والوں کو ڈبو دے۔ تُو نے نرالا کام کیا ۝ ف١

٧٢- بولا کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تُو میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکے گا ۝

٧٣- کہا میری بھول پر مجھ سے مؤاخذہ نہ کر اور میرے کام کے سبب میرے سر پر سختی نہ ڈال ۝

٧٤- پھر دونوں چلے، تا آنکہ ایک لڑکے سے ملے تو خضر نے اسے مار ڈالا۔ موسیٰ نے کہا کیا تُو نے ایک پاک جان کو بغیر کسی جان کے بدلے مار ڈالا؟ یہ تو تُو نے ناپسند کام کیا ۝

## حضرت موسیٰ کا تقاضائے اصلاح اور خضر کی عاقبت اندیشی

ف١ حضرت موسیٰ جب خضر سے ملتے ہیں تو طلب علم کی خواہش ظاہر کرتے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں کہ ان کے ساتھ رہیں۔ تا ان کی صحبت سے استفادہ کریں۔ اس واقعہ سے یہ معلوم ہوا کہ تعلیم صرف کتابیں پڑھا دینا نہیں بلکہ استاد شاگرد کو ہر لحظہ اپنے ساتھ رکھے۔ اور اس کی دماغی تربیت کا کام اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے۔ حضرت خضر کہتے ہیں صبر و برداشت شرط ہے۔ اگر میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو جو کچھ بھی دیکھو، اس پر خاموشی سے غور کرتا ہو گا۔ اور جب تک میں تمہیں خود نہ بتاؤں، تم مجھ سے سوالات نہ کرنا۔ مقصد یہ تھا کہ شاگرد پہلے عجیب و غریب حالات کے مشاہدہ کے لیے مستعد ہو جائے۔ حضرت موسیٰ نے یہ شرط منظور کر لی۔ اب استاد اور شاگرد دونوں نے سفر اختیار کیا۔ کشتی پر بیٹھے حضرت موسیٰ نے دیکھا کہ جس کشتی پر یہ سفر کر رہے ہیں۔ استاد نے اس کے ایک تختہ کو توڑ دیا ہے۔ یہ دیکھ کر ان سے نہ رہا گیا۔ اور جذبہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نوجوان ہو گیا۔ اور بلا وجہ شرط کے پوچھ ہی ڈالا۔ کہ حضرت آپ نے یہ کیا ستم ڈھایا، جو اس کشتی کو توڑ دیا؟ حضرت خضر مسکرائے اور کہا میں نے پہلے ہی کہا تھا کہ تم خاموشی سے واقعات کا مطالعہ نہ کر سکو گے۔ حضرت موسیٰ کو فوراً احساس ندامت ہوا۔ سمجھ گئے کہ آپ صاحب فراست ہیں۔ بلا وجہ حرکت نہ کی ہو گی۔ پھر آگے بڑھے، کشتی سے اترے، دیکھا کہ ایک لڑکا کھیل رہا ہے۔ حضرت خضر نے اسے پکڑا اور قتل کر دیا۔ اب حضرت موسیٰ سے صبر نہ ہو سکا۔ بے قرار ہو کر پوچھا۔ کہ کیوں صاحب بلا قصور ایک معصوم کو مار ڈالنا کہاں کی بھلائی ہے۔ آپ نے یہ بہت برا کام کیا ہے؟

اس قصہ میں دو باتیں بتانا مقصود ہیں۔ ایک تو یہ کہ پیغمبر میں جذبہ اصلاح کس قدر جوش کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔ وہ نہیں برداشت کر سکتا کہ ذرا سی کسی برائی کا اس کے سامنے ارتکاب کیا جائے۔ اور وہ اسے روکنے کی کوشش نہ کرے۔ وہ گناہوں کو دیکھ کر بے چین ہو جاتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہر واقعہ کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک ظاہری اور دوسرا باطنی۔ یعنی دانا حضرات کا فرض ہے کہ وہ تمام واقعات دقت نگاہی سے دیکھیں اور ظاہری صورت حال سے دھوکا نہ کھائیں۔ تفصیل آئندہ صفحہ میں دیکھئے ۔

### حل لغات

اِمْرًا ۔ خطرناک اور بہت اہم چیز۔ چنانچہ جب کوئی واقعہ خطرناک ہو

فِي الْبَحْرِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا ۝

تھے، سو میں نے چاہا کہ اُسے عیب دار کر دوں اور ان کے پرے ایک بادشاہ تھا جو ہر بے عیب کشتی زبردستی چھین لیتا تھا ○ ف۱

۸۰۔ وَاَمَّا الْغُلٰمُ فَكَانَ اَبَوٰهُ مُؤْمِنَيْنِ فَخَشِيْنَآ اَنْ يُّرْهِقَهُمَا طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۝

۸۰۔ اور وُہ لڑکا جو تھا، تو اُس کے والدین مومن تھے سو ہم ڈرے کہ کہیں یہ لڑکا سرکشی اور کفر کے آگے عاجز نہ کر دے ○ ف۲

۸۱۔ فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۝

۸۱۔ سو ہم نے ارادہ کیا کہ اُن کا رب اُن کے لئے ستھرائی اور محبت میں اُس سے بہتر اور زیادہ لگاؤ رکھتا لڑکا بدل دے ○

۸۲۔ وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا ۚ فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا ۖ رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۚ وَمَا

۸۲۔ اور وہ دیوار جو تھی سو شہر کے دو یتیم لڑکوں کی تھی، ف۳ اور اُس کے نیچے اُن کا خزانہ گڑا تھا۔ اور اُن کا باپ نیک شخص تھا، سو تیرے رب نے چاہا کہ وہ دونوں جوان ہو کر اپنا وہ خزانہ تیرے رب کی رحمت سے (خود) نکالیں۔ اور میں نے یہ

ف۱ حضرت خضر نے بتایا کہ کشتی کو عیب دار کر دینے کی وجہ یہ تھی کہ وہ اُن غریب ملاحوں کے لئے ہر حال وسیلۂ روزگار بنی ہے۔ اندیشہ ہو گیا ہے کہ آگے بیگار دار بادشاہ اسے اپنے لئے مخصوص کر لے۔ اُن مسکینوں کی گزر محض کشتی کے ذریعے تھی۔ اس وقت کا بادشاہ ظالم اور غاصب تھا۔ دریا کی ہر اچھی جہاز جبراً منگوا لیتا۔ اور اپنے لئے مخصوص کر لیتا۔

ف۲ لڑکے کو اس لئے اُٹھا لیا کہ اس کے والدین نیک اور صالح تھے اس کی چال چلن اور قرائن سے معلوم ہوتا تھا کہ بڑا ہو کر یہ کفر و سرکشی کا پیکر ہو گا والدین کو سخت مصیبت میں ڈال دیگا۔ اس لئے اُس کا زندگی سے محروم ہو جانا والدین کے لئے خیر و برکت کا موجب تھا۔ یہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کسی شخص کے متعلق اس قسم کا آخری فیصلہ عام انسان نہیں کر سکتے۔ حتیٰ کہ حضرت موسیٰؑ بھی ظاہراً اس واقعہ کی حقیقت کو نہیں سمجھ سکے۔ اس کے لئے خضر کی نظر چاہیئے۔ جو مستقبل کی تاریکیوں کو خدا کی روشنی میں دیکھ سکیں۔

ف۳ دیوار کے متعلق بتایا کہ اس کے نیچے یتیموں کا ایک خزانہ مخفی تھا اگر اس کو گرنے سے نہ بچایا جاتا۔ تو لوگ یتیموں کے ہوش سنبھالنے سے پہلے ہی لے جاتے۔ اور اس طرح وہ ایک بہت ضروری امانت سے محروم رہتے۔

بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ جس طرح حضرت خضرؑ کا الہام موسیٰؑ کی شریعت کے بظاہر مخالف تھا۔ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ اولیاء اللہ کا الہام شریعت ظاہری شرع کے مخالف ہو۔ اور حقیقت میں درست ہو۔

یہ استدلال غلط ہے۔ حضرت خضر کے الہامات بالکل موسوی شریعت کے مطابق تھے۔ بات صرف یہ تھی کہ حضرت موسیٰؑ نے وقتِ تفکر سے کام نہیں لیا۔ اور فقدان کا مقصد محض یہ سمجھانا اس کا تعلق ظواہر سے ہے۔ خضر نے انہیں بتایا کہ یہ درست نہیں۔ شریعت ظاہر و باطن کی محتوی ہوتی ہے۔ چیز وہ ہے جس کی نگاہ واقعات اور حقائق کی گہرائیوں تک پہنچے۔

## حلِّ لُغات

يُرْهِقَهُمَا۔ انہاق سے ہے۔ جس کے معنی بلوغ کی حد تک پہنچنے اور دشوار کرنے کے ہیں۔

زَكٰوةً۔ اخلاق کی پاکیزگی۔ پاک طینتی۔

رُحْمًا۔ ہمدردی۔

فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِیْ ؕ ذٰلِكَ تَاْوِیْلُ مَا لَمْ تَسْطِعْ عَّلَیْهِ صَبْرًا ؕ۝

کام اپنی طرف سے نہیں کیا۔ یہ اس کا بھید ہے جس پر تو صبر نہ کر سکا ۝

۸۳- وَیَسْـَٔلُوْنَكَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ ؕ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْكُمْ مِّنْهُ ذِكْرًا ؕ۝

۸۳- اور وہ (یہود) تجھ سے اے محمد ذوالقرنین کا حال پوچھتے ہیں تو کہہ اب اس کا ذکر میں تمہارے سامنے پڑھتا ہوں ۝

۸۴- اِنَّا مَكَّنَّا لَهٗ فِی الْاَرْضِ وَ اٰتَیْنٰهُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا ۝

۸۴- ہم نے اُسے زمین میں قدرت دی اور ہر شے کا سامان بھی اُسے دیا ۝ ف ۱

۸۵- فَاَتْبَعَ سَبَبًا ۝

۸۵- پھر وہ ایک راہ پر چلا ۝

۸۶- حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا ؕ۬ قُلْنَا یٰذَا الْقَرْنَیْنِ اِمَّاۤ اَنْ تُعَذِّبَ وَ اِمَّاۤ اَنْ تَتَّخِذَ فِیْهِمْ حُسْنًا ۝

۸۶- یہاں تک کہ جب سورج ڈوبنے کی جگہ پر جا پہنچا تو اس نے سورج کو کیچڑ کے چشمہ میں ڈوبتا ہوا پایا۔ اور وہاں اُس نے ایک قوم کو دیکھا ہم نے کہا اے ذوالقرنین یا تو (اُنہیں) عذاب دے یا اُن میں خوبی رکھ دے ۝

۸۷- قَالَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ یُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَیُعَذِّبُهٗ عَذَابًا

۸۷- بولا جو کوئی ظالم ہے ہم اُسے عذاب دیں گے پھر وہ اپنے رب کی طرف جائے گا۔ اور وہ بھی اُسے

## ف ۱

قرآن حکیم نے بتایا ہے۔ کہ یہودیوں کے تعلقات مشرکین مکہ سے بہت زیادہ تھے۔ بنا بریں مشرکین مکہ ان سے اسلام کے متعلق اعتراضات پوچھتے رہتے۔ انھوں نے کہا ہوگا پیغمبر اسلام سے ذوالقرنین کے متعلق دریافت کرو۔ تاکہ معلوم ہو کہ اس کا مبلغ علم کیا ہے۔

چنانچہ انھوں نے حضورؐ سے پوچھا۔ یہ آیات جواباً میں نازل ہوئیں۔

قرآن حکیم کا مخصوص طرز بیان ہے۔ کہ وہ غیر ضروری تفصیلات کو چھوڑ دیتا ہے اور قصے کے صرف اس حصہ کو بیان کرتا ہے جس کا تعلق انسانی رشد و ہدایت سے ہے۔

چنانچہ قرآن حکیم نے بتایا۔ کہ خدائے تعالیٰ نے اُسے وسیع اقتدار دے رکھا تھا۔ وہ بہت بڑا فاتح تھا۔ اس کا شوق فتوحات اُسے سمندر کے کنارے تک لے گیا۔ جہاں اس نے محسوس کر دیکھا۔ کہ گویا سورج پانی میں ڈوب رہا ہے۔ یعنی وہ خشکی سے بہت دور ہے۔ وہاں ایک قوم آباد تھی۔ اس نے دریافت کیا کہ ہم سے ظالمانہ سلوک نہ کیا جائے۔ ہم مروت اور احسان کے خواہشمند ہیں۔ ذوالقرنین نے انہیں تسلی دی اور کہا۔ تم ظلم نہ دکھاؤ۔ میں نیکو کاروں سے نیک سلوک کروں گا۔

## حل لغات

ذُوالْقَرْنَیْنِ۔ قرن وسعت یا حصہ اقتدار سے تعبیر ہے۔ حضورؐ نے حضرت سے کہا تھا۔ اِنَّ لَكَ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ وَاَنْتَ ذُوْ قَرْنَیْهَا۔

مَكَّنَّا۔ تمکنت سے ہے جس کے معنی قدرت اور توانگری کے ہیں۔

تَغْرُبُ۔ مراد یہ ہے کہ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ اسی لئے وَجَدَهَا کا لفظ استعمال کیا ہے۔

نُّكْرًا ○

سخت عذاب دے گا ○

۸۸- وَاَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ۨالْحُسْنٰى ۚ وَسَنَقُوْلُ لَهٗ مِنْ اَمْرِنَا يُسْرًا ○

۸۸- اور جو کوئی ایمان لایا اور نیک کام کئے، اس کے لئے اچھا بدلہ ہے۔ اور ہم اُسے اپنے کام میں آسان بات کہیں گے ○

۸۹- ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ○

۸۹- پھر ایک اَور راہ (یعنی منزل) چلا ○

۹۰- حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَطْلُعُ عَلٰى قَوْمٍ لَّمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ○

۹۰- یہاں تک جب سُورج نکلنے کی جگہ جا پہنچا تو اُس نے اس کو ایسے لوگوں پر طلوع ہوتے پایا جن کیلئے ہم نے سُورج کے ورے کچھ پردہ ہی نہ رکھا تھا ○

۹۱- كَذٰلِكَ ؕ وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ○

۹۱- یوں ہی ہے۔ اور اس کے پاس کی خبر خوب ہمارے قابو میں آچکی ہے

۹۲- ثُمَّ اَتْبَعَ سَبَبًا ○

۹۲- پھر وہ ایک اَور راہ چلا ○ ف

۹۳- حَتّٰۤى اِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمَا قَوْمًا ۙ لَّا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ قَوْلًا ○

۹۳- یہاں تک کہ جب دو دیواروں کے درمیان جا پہنچا، تو ان دو دیواروں سے اُس طرف اُس نے ایک قوم کو پایا، جو بات نہیں سمجھتے تھے ○

## معیارِ حکمرانی

ف مغرب میں فتوحات کے بعد جب ذوالقرنین نے مشرق کا رُخ کیا، تو وہاں ایک خانہ بدوش قوم پائی یہ لوگ ننگے بدن رہتے تھے۔ اس کے بعد دوسری جانب بڑھا۔ یہاں دونوں طرف پہاڑ تھے۔ اور درمیان میں ایک درہ تھا۔ یہاں کچھ لوگ آباد تھے۔ انہوں نے اپنی زبان میں کہا۔ جسے ذوالقرنین نہیں سمجھتے تھے۔ کہ یاجوج ماجوج کی قومیں ہمارے ہاں آکر لوٹ مار کرتی ہیں۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار کھینچ دیں؟ تاکہ ہم ان کے حملوں سے محفوظ ہو جائیں۔ ہم اس کام کے معاوضہ بھی آپ کو دینے کے لئے تیار ہیں۔ ذوالقرنین نے کہا مجھے اللہ نے بہت کچھ دے رکھا ہے۔ تمہارے روپے پیسے کی ضرورت نہیں۔ ہمت ہے، اگر تم میرا ساتھ دو۔ تو میں ایک مضبوط دیوار تعمیر کر سکتا ہوں۔ جس پر یاجوج ماجوج کی قومیں غالب نہ آسکیں گی۔ چنانچہ ذوالقرنین نے ان کی اعانت سے ایک دیوار تعمیر کرادی۔ اور ان کو ہمیشہ کے لئے بیرونی حملے سے محفوظ کر دیا۔

ذوالقرنین کون تھا؟ اس کی تعمیر کردہ دیوار کہاں ہے؟ یاجوج ماجوج کن قوموں کا نام ہے؟ اس قسم کے سوالات ہیں۔ جن کا جواب تفسیر سے متعلق نہیں۔ تاریخ سے متعلق ہے۔

قرآن کا مقصد یہ بتانا ہے، کہ ذوالقرنین نہایت نیک اور صالح بادشاہ تھا۔ صرف فاتح نہ تھا۔ بلکہ نوع انسانی کا سچا ہمدرد بھی تھا۔ وہ فتوحات کی وسعت کے ساتھ ایمان دار اور مخلوق کے دلوں کی تسخیر کرنے والا بھی تھا۔ وہ صرف بادشاہ نہ تھا۔ بلکہ نیک خصال اور مصلح انسان بھی تھا۔ اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے، کہ بادشاہ کے فرائض کیا ہیں۔ بادشاہ وہ نہیں جو رعیت کے مال و دولت پر غاصبانہ قبضہ جمالے، اور عیش کرے (باقی بر صفحہ)

٩٤- قَالُوْا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِنَّ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلٰٓى اَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا ○

٩٤- وہ بولے، اے ذوالقرنین! یاجوج و ماجوج زمین میں بڑے فسادی ہیں۔ پس کیا ہم تجھے اس شرط پر خراج دیں کہ تو ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دے ○

٩٥- قَالَ مَا مَكَّنِّيْ فِيْهِ رَبِّيْ خَيْرٌ فَاَعِيْنُوْنِيْ بِقُوَّةٍ اَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا ○

٩٥- بولا جو میرے رب نے مجھے مقدور دیا ہے وہ بہتر ہے سو تم قوت سے میری مدد کرو تاکہ میں ان کے اور تمہارے درمیان ایک موٹی دیوار بنا دوں ○

٩٦- اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ۭ حَتّٰٓى اِذَا سَاوٰى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ○

٩٦- تم لوہے کے تختے میرے پاس لاؤ۔ یہاں تک کہ جب اس نے دونوں پہاڑوں کے درمیان کا میدان لوہے سے بھر کر برابر کر دیا تو ذوالقرنین نے کہا تم سب آگ دھونکو۔ یہاں تک کہ جب اس لوہے کو آگ کر دیا تو ذوالقرنین نے کہا کہ پگھلا ہوا تانبا میرے پاس لاؤ کہ اس کے اوپر ڈال دوں ○

٩٧- فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ○

٩٧- پھر ان یاجوج ماجوج کو طاقت نہ ہوئی کہ اس پر چڑھ سکیں اور اس میں سوراخ بھی کر سکے ○

٩٨- قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَاۗءَ

٩٨- کہا یہ میرے رب کی رحمت ہے پھر جب میرے رب کا

(بقیہ حاشیہ)

بادشاہ وہ ہے۔ جو رعایا کا خادم ہو۔ اور جو اغراض محض اغراض نفسی سے متاثر ہو کر محکوموں کی فلاح و بہبود کے متعلق سوچے۔ یہ وہ معیار حکمرانی ہے جس کو بادشاہوں کے سامنے قرآن پیش کرتا ہے۔ اور مطالبہ کرتا ہے کہ خدمت اور اصلاح کو دستور العمل بناؤ۔ اور بنی نوع انسان کی ہمدردی دلوں میں پیدا کرو تاکہ تمہاری حکومت لوگوں کے لئے خیر و برکت کا موجب ہو۔ ورنہ حکمرانی اور سفاکی باہم مترادف حقیقتیں ہوں گی جو ہرگز قابل تعریف نہیں ہو سکتیں ۔

## حلِّ لغات

خَرْجًا ۔ خرچ ۔ محصول ۔
رَدْمًا ۔ مضبوط دیوار ۔
قِطْرًا ۔ پگھلا ہوا تانبہ ۔
نَقْبًا ۔ سوراخ، نقب اسی سے ہے ۔

وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّيْ حَقًّا ۝

وعدہ آئے گا، وہ اس دیوار کو ڈھا دے گا، اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے ۝

۹۹- وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ۝

۹۹- اور اس دن ہم بعض کو بعض میں موجیں مارتا چھوڑ دیں گے اور نرسنگا پھونکا جائے گا پھر ہم ان سب کو اکٹھا کریں گے ۝

۱۰۰- وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ۝

۱۰۰- اور اس دن ہم کافروں کے سامنے جہنم پیش کریں گے ۝ ف۱

۱۰۱- الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ۝

۱۰۱- جن کی آنکھیں ہمارے ذکر سے پردہ میں تھیں اور وہ سن نہ سکتے تھے ۝

۱۰۲- اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ نُزُلًا ۝

۱۰۲- کیا کافر سمجھتے ہیں کہ میرے سوا میرے بندوں کو حمایتی ٹھہرائیں؟ ہم نے کافروں کی مہمانی کے لئے دوزخ تیار کر رکھی ہے ۝ ف۲

۱۰۳- قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ۝

۱۰۳- تو کہہ کیا ہم تمہیں بتلائیں کہ اعمال میں زیادہ زیاں کار کون ہے ۝

۱۰۴- اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

۱۰۴- وہ جن کی کوشش حیات دنیا میں اکارت گئی

ف۱

ذوالقرنین اور یاجوج ماجوج کی تفصیلات کے بعد موعود حشر کی جانب توجہ مبذول فرمائی ہے۔ اور بتایا ہے کہ اصل حکمرانی اللہ کے لئے مختص ہے۔ قیامت کا وعدہ سچا ہے۔ ایک دن ایسا آئے گا۔ جب سب لوگ خدا کے حضور میں جمع ہوں گے۔ اور مکافات عمل کی بنا پر شخص اپنے اعمال کا جواب دہ ہوگا۔ اس وقت منکرین حق جن کی آنکھیں حقائق سے بے نور ہیں، جہنم میں پھینکے جائیں گے۔ آج جو اللہ کی یاد سے غافل ہیں، اس کا ہم سننا بھی گرانبار گوش معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ بصیرت سے محروم ہیں۔ اس دن پچھتائیں گے۔ ولات حین مناص۔

ف۲ یعنی تعجب کی بات یہ ہے کہ مشرک ان لوگوں کی پوجا کرتے ہیں۔ جو میرے بندے ہیں۔ اور جنہیں اپنی بندگی پر ناز ہے۔ کیا ان سے یہ لوگ چارہ سازی کی امید رکھتے ہیں؟ کیا ان کا خیال ہے، کہ یہ لوگ ان کی خاطر طوق عبودیت اتار پھینکیں گے۔ اور مسند الوہیت پر بیٹھ جائیں گے۔ فرمایا ان کا یہ خیال محض وہم ہے۔ مخلص بندے ان کی مشرکانہ حرکات سے بیزار ہیں۔

## حل لغات

نُزُلًا ۔ ضیافت، مہمانی۔ بطور طنز و تہکم کے ہے۔

وَهُمْ يَحْسَبُونَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا ○

اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھے کام کر رہے ہیں ○ ف۱

۱۰۵- اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَ لِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ○

۱۰۵- وہی اپنے رب کی آیتوں اور اس کی ملاقات کے منکر ہیں سو ان کے اعمال اکارت ہوئے سو ہم ان کے لئے قیامت کے دن تول قائم نہ کریں گے ○

۱۰۶- ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا كَفَرُوْا وَ اتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَرُسُلِيْ هُزُوًا ○

۱۰۶- یہ ان کا بدلہ جہنم ہے اس سبب سے کہ وہ کافر ہوئے اور میری آیتوں اور میرے رسولوں کو ٹھٹھا ٹھہرایا ○

۱۰۷- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ○

۱۰۷- جو ایمان لائے اور نیک کام کیے، ان کی مہمانی کے لیے ٹھنڈی چھاؤں کے باغ ہیں ○ ف۲

۱۰۸- خٰلِدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ○

۱۰۸- ان میں ہمیشہ رہیں گے وہاں سے جگہ بدلنا نہ چاہیں گے ○

۱۰۹- قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ○

۱۰۹- تو کہہ اگر میرے رب کی باتیں لکھنے کے لیے سمندر سیاہی بن جائے، تو میرے رب کی باتیں تمام ہونے سے پہلے سمندر خرچ ہو جائے گا، اور اگرچہ ہم ویسا ہی ایک اور سمندر مدد میں لائیں ○ ف۳

## اعمال کے متعلق اسلام کا فلسفہ!

ف۱ خود فریبی کی انتہا ہے کہ انسان برائی کا ارتکاب کرے اور پھر یہ یقین رکھے کہ اس کا دامن عصمت قطعاً گناہ سے آلودہ نہیں ہوا۔ اور اپنے اعمال میں حق بجانب ہے۔ اس قسم کے لوگ غایت درجہ کے بدبخت اور شقی ہیں ان سے توبہ و انابت کی توقع نہیں رکھی جا سکتی۔ یہ معصیت کو ثواب اور شر کو خیر سمجھتے ہیں۔ ان کا زاویہ نگاہ بدل چکا ہے۔ اور یہ قطعاً جنت کی استعداد کھو چکے ہیں اس لئے ان کے اعمال اکارت جائیں گے۔ اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ اعمال کے مقدار اور افعال کے حجم کو نہیں دیکھتا۔ بلکہ اس کی نظر نصب العین پر پڑتی ہے۔ جو شخص بلند نصب العین کو اپنے اعمال و افعال کا محور قرار دیتا ہے۔ وہ اسلام کی اصطلاح میں نیک ہے اور جو کوئی نصب العین نہیں رکھتا۔ جس میں وسیع علمی نظر کا فقدان ہے اس کا ہر عمل ضائع ہو جاتا ہے۔

ف۲ منکرین کا انجام واضح کرنے کے بعد اب مومنین کا مآل بتایا ہے کہ ان کا مقام فردوس ہے جس میں یہ لوگ ابدی زندگی بسر کریں گے۔ کفار کے لئے منزل جہنم کے لفظ کو بطور طنز کے استعمال فرمایا تھا۔ یہاں مومنوں کے لئے بھی ضیافت ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ باوجود ابدی زندگی کے خاطر مدارات میں ہر لحظہ تنوع ہوگا۔ اور یہ لوگ جنت میں اس طرح آرام و آسائش سے رہیں گے جس طرح کوئی عزیز مہمان رہتا ہے۔ اس وضاحت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام میں عمل کا درجہ کتنا بلند ہوگا۔

## خُدا کا علم

ف۳ اس سورۃ میں اصحاب کہف، موسیٰ و خضر، اور ذوالقرنین کے قصوں کے اندر اللہ تعالیٰ نے حکم و حقائق کے دریا بہائے ہیں۔ بتایا گیا ہے کہ کیونکر حق و صداقت کے لئے ثبات، دوام مقدرات میں ہے۔ اور اللہ کا علم کس قدر وسیع و متنوع ہے کہ موسیٰ و خضر دونوں اس بحر بیکراں سے مستفید ہوتے ہیں۔ فرمایا ہے کہ حکمرانی اور طاقت بخشی میرے اختیار میں ہے۔ میں جسے چاہوں سرفراز کروں اور جسے چاہوں چشم زدن میں تاموز آت کے گھاٹ اتار دوں۔ (باقی بر صفحہ ۲۴۸)

حلِ لغات:- وَزْنًا:- تول، وزن۔ فِرْدَوْس:- جنت، باغ۔ حِوَلًا:- جگہ بدلنا۔

۱۱۰- قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۝

۱۱۰- تو کہہ، میں بھی آدمی ہوں تمہاری مانند میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود فقط ایک معبود ہے پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا اُمیدوار ہے اُسے چاہئے کہ نیک عمل کرے، اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے ۝

## سُوْرَةُ مَرْيَمَ مَكِّيَّةٌ

## سُورۂ مریم

اٰيَاتُهَا (۹۸) رُكُوْعَاتُهَا (۶)

مکی ۔۔۔ آیتیں ۹۸ ۔۔۔ رکوع ۶

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

۱- كٓهٰيٰعٓصٓ ۝ ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝

۱- کٓھٰیٰعٓصٓ۔ یہ تیرے رب کی رحمت کا بیان ہے اُس کے بندہ زکریا پر ۝ ف ۱

۲- اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝

۲- جب اُس نے اپنے رب کو ہلکی آواز سے پکارا ۝

۳- قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ

۳- بولا، اے رب میرے بدن کی ہڈیاں سست ہو گئیں اور سر بڑھاپے کا شعلہ بھڑک اُٹھا اور میں کبھی

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اسی وسعتِ علم اور عظمتِ شان کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ بتایا ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ میرا علم انبیاء اور ان ہی کتابوں تک محدود ہے۔ تم میرے علم کی وسعتوں کو نہیں پا سکتے یہ قصّے، ارشاد و ہدایت کے طریقے، اور دوزخ اور جنت کی تفصیلات تو بقدرِ ضرورت تم کو بتا دی گئی ہیں۔ ورنہ میری بے شمار عجائبات قدرت ہیں اور بے انتہا الطاف و کرم اور جود و عطا۔ جن کی تعبیر کے لئے تمہارے پاس الفاظ تک نہیں۔ میری صفات بے حد کے سامنے سمندر ایک قطرہ کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتا۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب نے اب تک جو کچھ اللہ تعالیٰ کے متعلق بتایا ہے۔ اور جہاں علوم نے جس حد تک ترقی کی ہے۔ الوہیت کے چہرے سے نقاب اُٹھائے ہیں اور ذاتِ حق کے بارہ میں انسان جو کچھ سمجھا ہے۔ محض بقدر ظرف و استعداد کے ہے۔ ورنہ ذاتِ باری اور اس کے لامحدود قوانین کے متعلق جو ہم نہیں جانتے ہیں۔ وہ بغیر اندازہ کے ہے۔ ہمارا علم محدود ہے۔ اور وہ ذاتِ اقدس لامحدود۔ اسی لئے فرمایا ہے فخرِ دو عالم خیر البشر صلے اللہ علیہ وسلم نے۔ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ ۔

## اللہ کے اندازہ ہائے بخشش!

ف ۱ سورۂ مریم کا آغاز جس واقعہ سے کیا ہے۔ حقیقت میں یہ سابقہ آیت کی تفسیر ہے۔ جس میں بتایا گیا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا کوئی مقررہ و متعین اندازہ نہیں۔ ہم اُس کی وسعتوں کا صحیح صحیح جائزہ نہیں لے سکتے۔ ہم نہیں جانتے کہ اس کی بخشش کن طریقوں اور واسطوں سے ہوتی ہیں۔ ہمارا علم محدود ہے تو اس کے دینے اور بخشنے کے انداز لامحدود ہیں۔

### حل لغت

وَهَنَ الْعَظْمُ۔ ضعف و ناتوانی سے تعبیر ہے کیونکہ بڑھاپے میں ہڈیوں میں قوتِ حیات کم ہو جاتی ہے۔

وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ۔ بالوں کی سفیدی کو شعلوں سے تشبیہ دینا کمال بلاغت ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ بالکل اچھوتی تشبیہ ہے۔

بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ○

تجھ سے اے رب دعا کر کے محروم نہیں رہا ○

۵- وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِن وَرَآءِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا ○

۵ - اور میں اپنے بعد وارثوں سے ڈرتا ہوں، اور میری عورت بانجھ ہے۔ سو تو اپنی طرف سے مجھے ایک وارث بخش ○ ف۱

۶- يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ○

۶ - جو میرا اور اولاد یعقوب کا بھی وارث ہو اور اے رب اسے پسندیدہ کر ○

۷- يَٰزَكَرِيَّآ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَٰمٍ اسْمُهُ يَحْيَىٰ لَمْ نَجْعَل لَّهُ مِن قَبْلُ سَمِيًّا ○

۷ - اے زکریاؑ ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں اس کا نام یحییٰ ہوگا۔ اس سے پہلے ہم نے کسی کو اس کا ہم نام نہیں کیا ○ ف۲

۸- قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَٰمٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ○

۸ - بولا۔ اے رب میرے لڑکا کیونکر ہوگا، حالانکہ میری عورت بانجھ ہے اور میں بوڑھا ہو گیا یہاں تک کہ اکڑ گیا (یعنی سوکھ گیا) ○

۹- قَالَ كَذَٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَيَّ

۹ - فرمایا، یونہی ہوگا۔ تیرے رب نے کہا یہ مجھ پر آسان

ف۱

واقعہ یہ ہے کہ حضرت زکریاؑ جب بوڑھے ہو گئے، اور دیکھا کہ قوم جو اصلاح وہدایت کی محتاج ہے اور یہ بھی دیکھا کہ ان کے بعد ان کا کوئی اہل جانشین نہیں۔ جو ان کے کام کو سنبھال سکے۔ تو بیٹے کی خواہش دل میں پیدا ہوئی۔ اللہ سے دعا مانگی اور کہا۔ خدایا میں کمزور اور بہت بوڑھا ہو گیا ہوں۔ بیوی نے بھی حسب مطلوب اولاد کو اثر نہ کیا ہے۔ اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی مخالفت سے ڈرتا ہوں۔ کہ کہیں عمر بھر کی سعی تبلیغ رائیگاں نہ ہو جائے۔ اس لئے چاہتا ہوں کہ میرے بعد نیک اور مستعد اولاد ہو۔ جو اس بار عظیم کو اچھے ڈھنگ سے اٹھائے۔ اور میں دین کی جانب سے بالکل مطمئن ہو کر دنیا سے رخصت ہوں۔ ساتھ ہی مشکل بھی ہے کہ بیوی بانجھ ہے اور خود بڈھے ہیں۔

ف۲

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ دعا قبول ہے۔ تیرے ہاں لڑکا ہوگا اس کا نام یحییٰ رکھنا۔ بڑا سعادت مند اور نامور بچہ ہوگا۔ زکریاؑ ان کریہاں ہو جاتے ہیں۔ اور حیرت سے پوچھتے ہیں۔ کیا ان حدود تک ان حالات کے باوجود بھی مجھے اولاد عطا کی جائے گی؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ہاں۔ میرے لئے یہ کوئی مشکل بات نہیں "ایسا ہی ہوگا" غور فرمائیے۔ کیا واقعی اس کی صفات لامحدود نہیں۔ اب تک یہ سمجھا جاتا تھا۔ کہ اولاد کے لئے ایک وقت مقرر ہے جب انسان اس وقت معینہ سے تجاوز کر جائے تو اولاد سے مایوس ہو جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی گوناگوں حکمتوں نے ثابت کر دیا۔ کہ اس کے ارادہ اور بخشش تمہارے احاطہ علم میں نہیں آ سکتے۔

اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ انسان کو کسی حالت میں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی بخششوں کا امیدوار رہنا چاہیے۔

## حل لغات

عَاقِرًا۔ عقر کے معنے چلنے سے باز رکھنے اور مجبور کر دینے کے ہیں۔ ویران اور عاقرہ کہتے ہیں۔ یہاں مراد ہے۔ کہ بیوی ناقابل اولاد ہے۔
رَضِیًّا۔ خوش آئند اور پسندیدہ خو۔

هَيِّنٌ وَّقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْـًٔا ۝

آسان ہے اور میں نے تجھے پہلے بنایا، اور تو کچھ چیز نہ تھا ۝

۱۰- قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ؕ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَيَالٍ سَوِيًّا ۝

۱۰- بولا، اے رب میرے لئے کوئی نشانی مقرر کر۔ کہا، تیری نشانی یہ ہے کہ تو چنگا بھلا لوگوں سے تین رات بول نہ سکے گا ۝

۱۱- فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ مِنَ الْمِحْرَابِ فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ اَنْ سَبِّحُوْا بُكْرَةً وَّعَشِيًّا ۝

۱۱- پھر وہ محراب سے نکل کر اپنی قوم کے سامنے آیا۔ پھر ان کی طرف اشارہ کیا، کہ صبح اور شام تسبیح کرتے رہو ۝ ف۱

۱۲- يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَاٰتَيْنٰهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا ۝

۱۲- اے یحییٰ، زور سے کتاب تھام لے، اور ہم نے طفلی میں اُسے حکم دیا (یعنی نبوت) ۝

۱۳- وَّحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً ؕ وَكَانَ تَقِيًّا ۝

۱۳- اور اپنی طرف سے شفقت اور ستھرائی (بھی) اور وہ پرہیزگار تھا ۝ ف۲

۱۴- وَّبَرًّۢا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝

۱۴- اور اپنے والدین سے نیکی کرتا تھا اور سرکش نافرمان نہ تھا ۝

## انسانی تقاضے

ف۱ ... الٰی نے حضرت زکریا کی سن لی۔ اور ان کو بشارت دی کہ ... میں عنقریب ایک سعادت مند لڑکا ہوگا۔ حضرت زکریا نے فرمایا ... باپ میں بھی ایسا ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جواب ارشاد ... ہُوَ عَلَیَّ ہَیِّنٌ۔ کہ اس قسم کے خرقِ عادات جانے لے کچھ بھی دشوار نہیں۔ حضرت زکریا اس جواب سے گو مطمئن ہو گئے مگر تقاضائے بشریت سے مزید تسلی کے لئے پوچھا کہ اس وقت سعادت کی علامتیں کیا ہوں گی؟ کیونکہ انبیاء جہاں نبوت سے سرفراز ہوتے ہیں اور تائید الٰہی سے نوازے جاتے ہیں۔ وہاں بشری تقاضے بھی ان میں موجود رہتے ہیں۔ اور قدرتاً ان کے دل میں بھی وہی سوالات پیدا ہوتے ہیں جو ایک انسان کے دل میں پیدا ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا، عدمِ تکلم علامت ہے۔ عدمِ تکلم کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ حضرت زکریا سے ان دنوں گفتگو کی قوت سلب ہو جائے۔ اور وہ لوگوں سے مخاطب نہ ہو سکیں۔ اور دوسری یہ کہ وہ گفتگو سے پرہیز کریں۔ اور ایک قسم کا روزہ رکھیں۔ بہرحال مقصد یہ ہے کہ ان اوقات میں حضرت زکریا اللہ کی حمد و ثنا میں مصروف رہیں۔

## نیک اولاد

ف۲ حضرت یحییٰ ... ہوئے بوڑھے باپ کی آغوش میں عنایت میں تربیت پائی۔ سنِ رشد کو پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اب کتاب و رسالت کو قوت کے ساتھ تھام لو اور صبر و استقلال کے ساتھ تبلیغ میں مصروف ہو جاؤ ... بعد ان کے اوصاف بیان کئے ہیں کہ وہ لڑکپن ہی سے سمجھدار تھے۔ نرم دل اور پاکیزہ اعمال تھے۔ پرہیزگار تھے۔ والدین کے اطاعت گزار تھے۔ اور طبیعت میں سرکشی و بغاوت کا عنصر قطعاً موجود نہ تھا۔

درحقیقت ان اوصاف کا پیغمبر کی ذات میں نبوت سے قبل جمع ہونا ضروری ہے۔ تاکہ آگے چل کر وہ دنیا کے لئے خیر و برکت کا باعث ہو سکے۔

## حل لغات

الْمِحْرَاب۔ زاویۂ عبادت۔ یا حجرہ۔

۱۵- وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا ۝

۱۵- اور سلام ہے اُس پر جس دن وہ پیدا ہُوا اور جس دن وُہ مرے گا اور جس دن جی کر اُٹھ کھڑا ہوگا ۝

۱۶- وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝

۱۶- اور کتاب (قرآن) میں مریم کو یاد کر۔ جب وُہ اپنے لوگوں سے ایک شرقی مکان میں الگ ہو بیٹھی ۝

۱۷- فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۚ فَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝

۱۷- پھر اُن کی طرف سے ایک پردہ ڈال لیا۔ پھر ہم نے اس کی طرف اپنی رُوح کو بھیجا۔ پھر وہ ہماری رُوح پُورا انسان بن کر اس کے سامنے آئی

۱۸- قَالَتْ اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝

۱۸- مریم نے کہا میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تُو پرہیزگار ہے ۝ ف۱

۱۹- قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا ۝

۱۹- کہا، میں تو تیرے رب کا بھیجا ہُوا ہوں تاکہ تجھے ایک پاکیزہ لڑکا بخشوں ۝

۲۰- قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَكُ بَغِيًّا ۝

۲۰- وُہ بولی، میرے لڑکا کیونکر ہوگا۔ اور کسی آدمی نے مجھے نہیں چھُوا، اور میں ہرگز بدکار بھی نہیں ۝

۲۱- قَالَ كَذٰلِكِ ۚ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ

۲۱- بولا، یُوں ہی ہوگا۔ تیرے ربّ نے کہا ہے یہ کام مجھ پر

## مسیح کا تولد!

ف۱ ان آیات میں حسب ذیل نکات کا ذکر ہے۔

۱۔ حضرت مریم کا کسی جنسی یا غیر جنسی ضرورت کے لئے خلوت اختیار کرنا۔

۲۔ جبریل کا انسانی شکل میں نمودار ہونا۔ اور حضرت مریم کا اظہار پاکبازی اُن سے اپنے خوف کا اظہار کرنا۔

۳۔ جبریل کا فرمانا۔ کہ میں ایک خاص ضرورت سے آیا ہُوں یعنی تم کو ایک پاکباز لڑکے کی خوشخبری سُنانے۔

۴۔ مریم کا اظہار تعجب کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ جبکہ میں شادی شدہ نہیں ہُوں۔ اور کسی مرد سے میرا کبھی تعلق نہیں ہُوا۔

۵۔ جبریل کا فرمانا کہ یہ بات تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بالکل سہل ہے۔ وہ باوجود ان موانع کے اولاد پیدا کر سکتا ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ انداز بیان غیر معمولی واقعہ پر دلالت کرتا ہے۔ شادی کا پیغام نہیں۔ جیسا کہ بعض کوتاہ فہم لوگوں نے سمجھا ہے۔

فرشتے کا خلوت میں ملنا۔ اور جنسی خواہشات کے وقت اس کے معنے یہ ہیں کہ اس وقت تخیل پر خوشخبری زیادہ اثر انداز ہو سکتی ہے۔

مریم کا اظہار تعجب اس لئے ہے۔ کہ وہ نہ شادی شدہ ہے۔ اور نہ کلیسا کے شروط کے مطابق شادی اس سے ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کَذٰلِکِ فرمانا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ باوجود شادی شدہ نہ ہونے کے ایسا ہوگا۔ تاکہ مادیت پرست یہودی ابتداہی سے مسیح سے متعارف ہو جائیں۔

واقعات کا یہ رنگ بتاتا ہے۔ کہ یہ چیزیں بالکل بطور خرق عادت کے ہیں۔ عام واقعات سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قادر مطلق مان لینے کے بعد قدرت کی وسعتوں کو خاص صورتوں اور شکلوں میں محدود سمجھ لینا نادانی ہے۔ اللہ چاہے تو آسمان سے انسان برسا سکتا ہے۔ زمین سے پیدا کر سکتا ہے۔ وہ پہاڑوں کی صلابت کو روئی کی سی نرمی سے تبدیل کر دے تو کون مانع ہو سکتا ہے۔ پھر ایک عورت کے پیٹ سے بچے کا تولد کیوں حیرت انگیز ہو۔

خدا کے کاموں کو ہم لوگ [illegible] پر نہیں ہوتے [illegible] ابو البشر ہو کے بے مادر و پدر پیدا۔

هَيِّنٌ ۚ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ۚ وَكَانَ أَمْرًا مَّقْضِيًّا ۝

۲۲- فَحَمَلَتْهُ فَانتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ۝

۲۳- فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنتُ نَسْيًا مَّنسِيًّا ۝

۲۴- فَنَادَاهَا مِن تَحْتِهَا أَلَّا تَحْزَنِي قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا ۝

۲۵- وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا ۝

۲۶- فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۖ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ

آسان ہے، اور ہم چاہتے ہیں کہ اس کو لوگوں کے لئے (اپنی قدرت کی) نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں اور یہ بات تو طے شدہ ہے ○

۲۲- پھر مریم کو اس لڑکے کا حمل رہ گیا پھر وہ اس کو لیکر کسی دور کے مکان میں الگ ہو بیٹھی ○

۲۳- پھر جننے کا درد اسے ایک کھجور کی جڑ کے پاس لے آیا، بولی، کاش کہ میں اس سے پہلے مر چکتی، اور بھولی بسری ہو جاتی ○ ف

۲۴- پھر اس کے نیچے سے (فرشتے) نے اس کو آواز دی کہ غم نہ کھا تیرے رب نے تیرے نیچے ایک پانی کا چشمہ جاری کیا ہے ○

۲۵- اور تو اپنی طرف کھجور کا تنہ ہلا۔ تجھ پر پکی کھجوریں گریں گی ○

۲۶- سو کھا، اور پی اور آنکھ ٹھنڈی رکھ۔ اور جو تو کسی آدمی کو دیکھے تو کہیو کہ میں نے خدا کے لئے روزہ کی منت مانی ہے۔ سو آج میں ہرگز کسی آدمی سے

## بغیر باپ تولید کے امکانات

ف اللہ تعالیٰ کو جب یہ منظور ہوا کہ مسیح علیہ السلام کو بطور خرق عادت کے پیدا کرے تو پہلے حضرت مریم کو اس کی اطلاع دی۔ اس کو یقین دلایا کہ لوگوں کے اعتراضات کا ہدف بنے گی۔ اور پھر قدرت کا فیصلہ فرمایا۔ فَحَمَلَتْهُ سے عرفاً طبعی مدت حمل ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت مریم میں پہلے سے اللہ تعالیٰ نے فعل و انفعال کی قوتیں یکجا رکھی ہوں۔ اس قسم کی مثالیں آج کل اکثر مل رہی ہیں، کہ بہت سے نوجوان مرد عورت بن گئے۔ اور بہت سی شادی شدہ عورتیں مردوں کی صحت میں تبدیل ہو گئیں۔ یہ انقلاب احوال شخصیت اس بات کا ثبوت ہے کہ بعض عورتوں میں قدرت کی جانب سے تذکیر کا مادہ موجود ہوتا ہے۔

بعض اوقات جب عورت حد سے زیادہ ذہین ہو۔ اور اس کی قوت کا جذبہ غایت نازک ہو۔ تو اس وقت بھی حسن یقین اور خیال کی قوت سے حمل ٹھہر سکتا ہے۔ طبیعت خود بخود اس طرح کے عناصر پیدا کر لیتی ہے جو اس تبدیلی کے لئے ضروری ہیں۔

قوت خیال کا اثر بہت گہرا ہوتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک خاص عورت کو یقین ہو جائے۔ اور فرشتہ روح کو حمل بھی ہونے کا آ جائے۔ تو پھر بغیر مرد کے حمل ٹھہر جانا مشکل نہیں۔ بہرحال اس باب میں اصل چیز قرآن کی تصریحات ہیں۔ جب قرآن نے اس تبدیلی کا ذکر تفصیل و وضاحت سے فرمایا ہے۔ تو پھر اب مسلمان کے لئے شک اور تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔

## حل لغات

قصیا۔ دور کی جگہ۔ اقصی المدینۃ۔

نسیا۔ بھول جانے کے لائق جو چیز ہو۔

سریا۔ چشمہ یا نہر۔ بعض سلف سے سری کے معنے شریف اور کریم شخص کے بھی کئے گئے ہیں۔ مگر یہ صحیح نہیں معلوم ہوتے کیونکہ تحتک کا لفظ چشمے کے لئے کوئی معنی پیدا نہیں ہو سکتا۔ نیز اس کے بعد ہی بطور نتیجہ ترتیب کے کلی واشربی کا لفظ آیا ہے۔ جس سے یہ دلالت ہوتی ہے کہ سری کے معنے چشمہ یا نہر کے ہیں۔

إِنْسِيًّا ○

۲۷- فَأَتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهُ ۚ قَالُوا يٰمَرْيَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَيْئًا فَرِيًّا ○

۲۸- يٰٓأُخْتَ هٰرُونَ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا ○

۲۹- فَأَشَارَتْ إِلَيْهِ ۚ قَالُوا كَيْفَ نُكَلِّمُ مَنْ كَانَ فِي الْمَهْدِ صَبِيًّا ○

۳۰- قَالَ إِنِّي عَبْدُ اللّٰهِ ۛ اٰتٰنِيَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِي نَبِيًّا ○

۳۱- وَّجَعَلَنِي مُبٰرَكًا أَيْنَ مَا كُنْتُ ۖ وَأَوْصٰنِي بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَيًّا ○

۳۲- وَّبَرًّا بِوَالِدَتِي ۫ وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا

بولوں گی ○ ف

۲۷- پھر مریمؑ لڑکے کو اپنے لوگوں کے پاس لے گئیں۔ وہ بولے اے مریمؑ تُو نے بہت بری حرکت کی ○

۲۸- اے ہارون کی بہن تیرا باپ بدکار آدمی نہ تھا، اور تیری ماں بھی بدکار نہ تھی ○

۲۹- اس پر مریمؑ نے لڑکے کی طرف اشارہ کیا، وہ بولے ہم اس سے جو گہوارہ میں بچہ ہے کیونکر کلام کریں ○

۳۰- بچہ بولا۔ میں اللہ کا بندہ ہوں اُس نے مجھے کتاب انجیل دی اور نبی بنایا ہے ○

۳۱- اور مجھے مبارک کیا جہاں کہیں میں ہوں اور مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا۔ جب تک میں زندہ ہوں ○

۳۲- اور مجھے اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا ٹھہرایا اور مجھے

### ف

حضرت مریمؑ صدمہ کی وجہ سے بے قرار ہو گئیں۔ اور جنگل کی طرف نکل کھڑی ہوئیں۔ وہیں حضرت مسیحؑ تولد ہوئے۔ اس طرح سے بچہ کی پیدائش بجائے خود حضرت مریمؑ کے لئے موجب تشویش تھی۔ اس پر مزید یہ کہ لوگ کیا کہیں گے۔ اور پھر بے سروسامانی کا عالم کہ پاس کوئی مرد نہیں جو تیمارداری کر سکے۔ اس لئے فطرت کی کمزوری سے اُس نے اضطراراً پکارا یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ ھٰذَا وَکُنْتُ نَسْیًا مَّنْسِیًّا۔ قرآن حکیم نے بجا فرمایا۔ حالات کا تقاضا یہی تھا کہ ان کے منہ سے اس قسم کے کلمات نکلیں۔

اللہ تعالیٰ نے تسلی دی۔ حضرت مریمؑ کو فرشتہ نے پکار کر کہا فکر نہ کرو۔ اس بے سروسامانی میں بھی ضروری چیزیں موجود ہیں۔ تر و تازہ کھجوریں۔ اور چشمہ کا صاف اور شیریں پانی۔ اور سب سے زیادہ غم غلط کرنے والا۔ اور آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والا لختِ جگر۔

حضرت مریمؑ کا چپ رہنا۔ اور اس کو صوم کے لفظ سے تعبیر کرنا۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ اس زمانے میں روزہ کی یہ شکل بھی ہوتی تھی۔ غالباً حضرت زکریاؑ کو بھی اسی روزہ کی تلقین کی گئی تھی۔

## حلِّ لغات

اِمْرَأَ سَوْءٍ۔ برا آدمی۔ سَوْءٍ کا لفظ گو عام برائی کے لئے مخصوص ہے۔ مگر اس کا انتساب جب انسان کی طرف ہو۔ تو اس سے مراد اخلاق کی برائی ہوتی ہے۔

بَغِيًّا۔ بدکار۔

بَرًّا۔ نیک۔ احسان شناس۔ حق آشنا۔

شَقِیًّا ○

۳۳- وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا ○

۳۴- ذٰلِكَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ ۚ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ ○

۳۵- مَا كَانَ لِلّٰهِ اَنْ یَّتَّخِذَ مِنْ وَّلَدٍ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ اِذَا قَضٰۤی اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ ○

۳۶- وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ○

۳۷- فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَیْنِهِمْ ۚ فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ مَّشْهَدِ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ○

۳۸- اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ ۙ یَوْمَ یَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْیَوْمَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ○

ظالم بدبخت نہیں بنایا ○

۳۳- اور مجھ پر سلام ہے جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا۔ اور جس دن میں جی اٹھوں گا ف۱

۳۴- یہ ہے عیسیٰ بن مریم۔ سچی بات ہے جس میں (نصاریٰ) شک کر رہے ہیں ○ ف۲

۳۵- خدا کو لائق نہیں کہ کوئی بیٹا رکھے، وہ پاک ہے جب کوئی بات ٹھہراتا ہے تو اس کو کہتا ہے کہ ہو جا سو ہو جاتی ہے ○

۳۶- اور عیسیٰ نے کہا کہ بیشک اللہ ہی میرا اور تمہارا رب ہے سو اس کی عبادت کرو، یہ راہ راست ہے ○

۳۷- پھر فرقوں نے آپس میں اختلاف کیا سو بڑے دن کی حضوری کے وقت کافروں کے لئے واویلا ہے ○

۳۸- جس دن ہمارے سامنے آئیں گے کیا کچھ سنیں گے اور کیا کچھ دیکھیں گے لیکن ظالم آج کے دن صریح گمراہی میں ہیں ○

**حضرت مسیح کا بولنا**

ف۱ بہتان اور بدشماری یہودیوں نے جب بچہ کو لے کر مریم پر اعتراض کیا کہ کیا غضب ہے، اتنی گود میں یہ کیسا بچہ ہے، تمہارا باپ تو زاہد تھا۔ اور تمہاری ماں بھی عفیفہ نیک اطوار تھی۔ پھر یہ بچہ کہاں سے آ گیا؟ مریم چپ ہو گئیں اور بچہ کی جانب اشارہ کیا کہ اس سے پوچھو۔ غالباً یہ بالکل الہامی حرکت تھی۔ حضرت مریم نے یہ سوچا ہوگا کہ جب خرق عادت کے طور پر بچہ پیدا ہو سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس بچہ کو خاص طور پر پیدا فرمایا ہے تو کیا اس صورت حالات میں اللہ میری برأت نہ فرمائے گا۔ اور کیا یہ ممکن نہیں کہ یہ بچہ خود بول کر حقیقت حال واضح کر دے۔ یہودی اس جواب پر ہنسے اور کہا کہ بھلا ہم بچے سے کس طرح پوچھیں۔ یہ ابھی تو گود میں ہے۔ بھلا یہ شبہات کا جواب کیسے دے سکتا ہے۔ حضرت مسیح کے ہونٹ ہلے اور آپ نے بولنا شروع کیا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھے نبوت کے منصب پر سرفراز کیا ہے اور کتاب عنایت فرمائی ہے۔ میرا وجود قوم کے لئے ہر حالت میں باعث برکت و سعادت ہے۔ میں نماز و زکوٰۃ کے احکام پر عمل پیرا رہوں گا۔ اور اس کو دنیا میں پھیلاؤں گا۔ والدہ کے حق میں حسن سلوک کروں گا۔ اور میری ولادت اور موت اور اس کے بعد بعثت یہ سب چیزیں میرے لئے اللہ کی جانب سے سلامتی کی باعث ہیں۔ ظاہر ہے یہ جواب یہودیوں کے لئے حیران کن اور مسکت ہوگا۔ مسیح کا اس وقت بولنا اس بات کا ثبوت ہے کہ انبیاء میں ابتداء ہی سے استعداد موجود ہوتی ہے اور ان کے زمان و دماغ میں پیغمبرانہ جوہر روشن ہوتا ہے۔ وہ بچپن میں بھی نبوت کی جانب رہنمائی پاتے رہتے ہیں۔ اگرچہ وہ اس عہدہ جلیلہ پر فائز نہیں ہوتے۔ مگر غیر شعوری طور پر ان میں تمام کمالات نبوت موجود ہوتے ہیں جن کی ایک پیغمبر کو ضرورت ہوتی ہے۔

ف۲ حضرت مسیح کی پیدائش ایک طرف یہودیوں کے لئے فتنہ ثابت ہوئی۔ اور دوسری جانب مسیحی حضرات کے لئے گمراہی کی علت بن گئی۔ عیسائی مذہب کے متبعین نے یہ سمجھا کہ مسیح کی یہ حیرت انگیز ولادت اس کی خدائی پر دال ہے۔ ورنہ ایک انسان کیونکر بغیر قدرت کے [illegible]۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا۔ یہ بات غلط ہے۔ مسیح کا تولد ہونا اس کی الوہیت پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ میری جلالت قدرت کا ایک ثبوت ہے۔ میں جب چاہتا ہوں محض ارادے ہی سے ہر شے کو کائنات کو پیدا کر دیتا ہوں۔ مجھے کسی سامان اور شریک کی مطلقاً ضرورت نہیں ہے۔

۳۹۔ وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِيَ الْاَمْرُ ۘ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ وَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝

۳۹۔ اور اے محمدؐ تو انہیں حسرت کے دن سے ڈرا جب کہ فیصل ہوگا اور اب تو وہ غفلت میں ہیں اور ایمان نہیں لاتے ۝

۴۰۔ اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَ اِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝

۴۰۔ ہم ہی باقی رہیں گے اور ہر کسی شخص کے جو زمین پر ہے وارث ہوں گے اور وہ سب ہماری طرف آئیں گے ۝

۴۱۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۥ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ۝

۴۱۔ اور کتاب میں ابراہیم کا ذکر کر۔ بے شک وہ سچا نبی تھا ۝ ف ۱

۴۲۔ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْئًا ۝

۴۲۔ جب اس نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا جان تم اسے کیوں پوجتے ہو جو نہ سن سکے اور نہ دیکھ سکے اور نہ تمہارے کچھ کام آئے ۝

۴۳۔ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَآءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ۝

۴۳۔ اے میرے باپ مجھے وہ علم ملا ہے جو تجھے نہیں ملا سو تو میرے تابع ہو جا۔ میں تجھے سیدھی راہ دکھلاؤں گا ۝

۴۴۔ يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ۝

۴۴۔ اے میرے باپ شیطان کی عبادت نہ کر شیطان رحمٰن کا نافرمان ہے ۝

۴۵۔ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يَّمَسَّكَ عَذَابٌ

۴۵۔ اے میرے باپ میں ڈرتا ہوں کہ رحمٰن کی طرف سے تجھے

ف ۱

یہ تیسرا قصہ ہے۔ مکے کے منکرین حق بظاہر حضرت ابراہیم کی عقیدت کا دم بھرتے اور احترام کرتے تھے۔ اللہ نے فرمایا کہ کمبختو! اگر تم واقعی طور پر حضرت ابراہیم سے عقیدت رکھتے ہو۔ تو پھر بت پرستی کیسی؟ ابراہیم سے دوستی، محبت کا دعوے اور پھر شرک کا ارتکاب، یہ دو چیزیں کیونکر جمع ہو سکتی ہیں؟ حضرت ابراہیم تو صدیق تھے۔ یعنی توحید اسلامی کے پرجوش علمبردار۔ انھوں نے توحید کے سلسلے میں کبھی تعلق کا پاس نہیں کیا۔ انھوں نے اپنے باپ کو جب دیکھا کہ بت پرستی کے مرض میں مبتلا ہے تو ٹوک دیا۔ ابا! ان بتوں کی پرستش کیوں کرتے ہو جن میں نہ تو سننے کی قوت ہے نہ دیکھ بھی نہیں سکتے۔ اور قطعاً ناکارہ ہیں۔ کیا تم لوگوں میں یہ جرأت ہے کہ اپنے بزرگوں کی مخالفت کر سکو۔ اپنے ہم قوم اور ہم قبیلہ لوگوں کو شرک کی آلائشوں سے باز رکھ سکو۔ کیا تم میں ہمت ہے کہ جرأت کے ساتھ عقیدۂ توحید کو قبول کرلو۔ اور کھلے بندوں بتوں کی بیچارگی کا اعلان کرو۔

حضرت ابراہیم اس وقت پیدا ہوئے جب بابل اور قرب و جوار میں ستارہ پرستی اور بت پرستی کا رواج عام تھا۔ جب ہر جگہ بت پرستی کے بڑے بڑے ہیکل موجود تھے۔ اور حکومت وقت ان کی ممد بنی تھی۔ وہ جب جوان ہوئے۔ اس صورت حالات کو گوارا نہ کر سکے۔ اس لئے بتوں کے خلاف جہاد شروع کر دیا۔ اور نمرود تک جا تصادم ہوئے۔ انھوں نے بتایا کہ یہ آسمان پر چمکنے والے تمام چھوٹے بڑے ستارے فنا ہو جانے والے ہیں۔ سب غروب اور زوال و فنا کی منزلوں سے گزرتے ہیں۔ اس لئے یہ خدا نہیں ہو سکتے۔ خدا وہ ہے جس نے ان سب کو تابانی بخشی ہے۔ اور جو ان سب کا پیدا کرنے والا ہے۔

حضرت ابراہیم کی دعوت اسلامی میں خاص بات یہ ہے کہ انھوں نے دعوت کا آغاز اپنے گھر سے کیا ہے۔ اور سب سے پہلے اپنے باپ کی اصلاح کے لئے کوشش کی۔ کیا مسلمین کو معلوم ہو کہ تبلیغ و دعوت کا صحیح اور مؤثر طریق کیا ہے؟

صحیح معنوں میں تبلیغ یہ ہے کہ پہلے قریب کے ماحول کی درستی کی جائے۔ جب وہ سنور جائے تو پھر آہستہ آہستہ قدم باہر نکالے جائیں۔

## حل لغات

صِدِّیْقًا۔ انتہا درجہ کا صداقت شعار، وہ شخص جس کا دل اور زبان یکساں

مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّيْطٰنِ وَلِيًّا ۝ | عذاب آجائے اور پھر تُو شیطان کا ساتھی ہو جائے ۝

۴۶- قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ۝ | ۴۶- بولا۔ اے ابراہیم کیا تُو میرے معبودوں سے پھرا ہوا ہے؟ اگر تُو باز نہ آئے گا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا اور جا مدت تک مجھ سے دور ہو جا ۝

۴۷- قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا ۝ | ۴۷- ابراہیمؑ بولا۔ سلام علیک، میں جلد اپنے رب سے تیرے لیے مغفرت مانگوں گا۔ وُہ مجھ پر مہربان ہے ۝ ف۱

۴۸- وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ ۖ عَسٰۤى اَلَّاۤ اَكُوْنَ بِدُعَآءِ رَبِّيْ شَقِيًّا ۝ | ۴۸- اور میں تم سے اور جن کو تم خُدا کے سوا پکارتے ہو ان سے یکسُو ہوتا ہوں اور اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اُمید ہے کہ میں اپنے رب سے دُعا کر کے بے نصیب نہ ہوں گا ۝

۴۹- فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۙ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا ۝ | ۴۹- پھر جب وہ ان سے اور اللہ کے سوا ان کے معبودوں سے جنہیں وہ پکارتے تھے یکسُو ہوا، تو ہم نے اسے اسحاق اور یعقوب بخشا۔ اور ہر ایک کو ہم نے نبی بنایا ۝ ف۲

۵۰- وَوَهَبْنَا لَهُمْ مِّنْ رَّحْمَتِنَا وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا ۝ | ۵۰- اور ان تینوں کو ہم نے اپنی رحمت سے بہت کچھ دیا اور ہم نے ان کے لیے سچا بول اونچا رکھا ۝

## ف۱

باپ نے بُتوں کی محبت میں بیٹے کو غصہ اور عتاب سے کام لیا اور صاف کہا کیا میں اپنے خداؤں کو چھوڑ دوں؟ میں ہرگز اپنے عقائد سے کنارہ کش ہونے کے لیے تیار نہیں۔ اور میں یہ چاہتا ہوں کہ تُو ان خیالات میں الجھ کر نہ رہ۔ تُو اپنا توحید کے عقیدے سے باز آ جاؤ۔ ورنہ میں تجھے سنگسار کر دوں گا۔ اور تُو دور ہو جا۔ اب میرے اور تیرے درمیان اختلافات کی ایک عظیم خلیج حائل ہے۔

حضرت ابراہیمؑ صدیق تھے۔ حق گوئی اور بیباکی ان کا خاص وصف تھا انہوں نے یہ سب کچھ سنا۔ اور نہایت استقلال اور عزیمت سے جواب دیا۔ کہ جناب خدا کی راہ میں میں گھر کی آسائشوں کی قطعاً پروا نہیں کرتا، میں بُتوں کے ساتھ ساتھ تم کو بھی چھوڑ دوں گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ میرا خدا میری دستگیری فرمائے گا۔ اور ہرگز مجھے تنہا نہیں چھوڑے گا۔

## ہجرت الی اللہ کے ثمرات

ف۲ جب کوئی شخص اللہ کے لیے تمام لذات کو چھوڑ دے۔ مال و دولت اور عزّو اقتدار کی ہمدردیوں سے محروم ہو جائے۔ اور وطن کی آسائش اور اس کے تعلقات سے یکسر محروم قرار پائے، تو اس وقت اس کی تسکین قلب کے لیے اللہ کی مدد کا ہاتھ بڑھتا ہے۔ اور وطن و علائق کو مسرتوں سے معمور کر دیتا ہے۔ غور فرمائیے۔ دُنیا کو چھوڑ دینا آسان ہے مگر خالق کائنات کو کیونکر چھوڑا جا سکتا ہے۔ اس کارساز کے ساتھ اگر اپنے تعلقات قائم ہیں۔ تو پھر ساری مخلوق کا بھی اعتراف ہو جاتا ہے اگر وہی روٹھ گیا۔ تو پھر یہاں کی مسرتوں میں کیا لطف ہے۔

حضرت ابراہیمؑ اس اہم نکتہ سے خوب واقف تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ یہ لوگ دعوت حق کو قبول کرنے کی صلاحیت سے محروم ہیں اور مجھے ہجرت پر مجبور کر رہے ہیں۔ تو فوراً ہجرت الی اللہ پر مستعد ہو گئے۔ اور اللہ کے لیے اللہ کی مخلوق کو چھوڑ دیا۔

اب اللہ کی مہربانیاں ملاحظہ ہوں کہ وطن سے بے یار و مددگار گئے اللہ نے اسحاق جیسا بیٹا، اور یعقوب جیسا پوتا بخشا۔ اور وطن بزرگی الٰہی ترین منصب پر فائز تھے۔ اور ان کے علاوہ مال و دولت دیا۔ عزت دی سے علاوہ قبولیت بخشی۔ اور ہمیشہ کے لیے معزز لقب سے مشرف ہوئے۔

۵۱- وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مُوْسٰىؗ اِنَّهٗ كَانَ مُخْلَصًا وَّكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا۝

۵۱- اور کتاب میں موسیٰ کا ذکر کر۔ بے شک وہ چنا ہوا اور رسول نبی تھا۝

۵۲- وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا۝

۵۲- اور ہم نے اُسے کوہ طور کی داہنی جانب سے پکارا اور بھید بتانے کو اُسے اپنے نزدیک کیا۝

۵۳- وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَاۤ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِيًّا۝

۵۳- اور ہم نے اپنی رحمت سے اُسے اُس کا بھائی ہارون نبی بخشا۝ ف۱

۵۴- وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِسْمٰعِيْلَؗ اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا۝ۚ

۵۴- اور کتاب میں اسمٰعیل کو یاد کر۔ وہ وعدے کا سچا اور رسول نبی تھا۝

۵۵- وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ۪ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا۝

۵۵- اور اپنے گھر والوں کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا تھا۔ اور اپنے رب کے نزدیک پسندیدہ تھا۝ ف۲

۵۶- وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِدْرِيْسَؗ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا۝ۙ

۵۶- اور کتاب میں ادریس کا ذکر کر۔ بے شک وہ سچا نبی تھا۝ ف۳

**ف۱**

حضرت موسیٰ بھی ان پیغمبروں میں ہیں، جنہیں عرب جانتے تھے۔ فرمایا، وہ ہمارے خاص مقربین میں سے تھے ہم نے انہیں نبوت ورسالت کا خلعت بخشا۔ اور طور پر شرف مکالمہ عطا ہوا۔ اور ہارون کو نبی بنایا۔ تاکہ وہ مرتے دم تک شریک حال رہیں۔ اور ان کو دعوت و تبلیغ میں مدد دکھائیں۔

**ف۲**

یہودی اور عیسائی حضرت اسمٰعیل کی بزرگی کے قائل نہ تھے اس لئے قرآن حکیم نے خصوصیت سے ان کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ وہ گروہ میں ایک اعلیٰ پایہ کے بزرگ تھے۔ مذہبی اور دینی جوش کا یہ عالم تھا۔ کہ گھر کے تمام لوگوں کو نماز اور زکوٰۃ کی تلقین کرتے۔ اس لئے ان اوصاف حسنہ کی وجہ سے وہ اللہ کے محبوب پیغمبر تھے۔

**ف۳**

حضرت ادریس کے نام سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہیں درس و تعلیم سے بہت زیادہ شغف تھا۔ چنانچہ بعض روایات میں آتا ہے۔ کہ انہوں نے ضروریات اولیہ میں بہت سی چیزیں ایجاد کیں۔ ان کا زمانہ حضرت نوحؑ سے پہلے ہے۔ رفعتِ مکانی سے مراد درجات میں برتری ہے۔

## حلِّ لغات

مُخْلَصًا۔ خاص کر لیا گیا۔ خالص کیا ہوا۔ برگزیدہ۔
اَهْلَهٗ۔ ہو سکتا ہے۔ اس کے معنے علاوہ اپنے گھر والوں کے، ماننے والوں اور معتقدین کے ہوں۔

۵۷۔ وَّ رَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ○

۵۷۔ اور ہم نے اُسے اونچے مکان پر اٹھا لیا ○

۵۸۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۗ وَ مِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۫ وَّ مِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَ اِسْرَآءِيْلَ ۫ وَ مِمَّنْ هَدَيْنَا وَ اجْتَبَيْنَا ؕ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ بُكِيًّا ○

۵۸۔ یہ وہ ہیں جو اولاد آدم میں سے نبیوں میں ہیں جن پر اللہ نے فضل کیا۔ اور ان کی نسل میں جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں چڑھا لیا تھا۔ اور اولاد میں سے ابراہیم و اسرائیل کی اور ان میں جنہیں ہم نے ہدایت کی اور برگزیدہ کیا۔ جب رحمٰن کی آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی تھیں تو روتے ہوئے سجدہ میں گر پڑتے تھے ف۱ ○

۵۹۔ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ○

۵۹۔ پھر ان کی جگہ ایسے ناخلف لوگ جانشین ہوئے جنہوں نے نماز چھوڑ دی۔ اور شہوتوں کے تابع ہو گئے۔ سو عنقریب ان کو ان کی گمراہی کی سزا ملے گی ○ ف۲

۶۰۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ شَيْـًٔا ○

۶۰۔ مگر جنہوں نے توبہ کی اور ایمان لائے اور نیک عمل کئے۔ سو وہ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان پر کچھ ظلم نہ ہوگا ○

## پاکباز اسلاف!

ف۱ یہ سب وہ لوگ ہیں۔ جن کے دلوں میں ایمان کے شرارے تھے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی توفیق مرحمت فرمائی تھی۔ اور جو مقبول بندے تھے۔ ان لوگوں کی کیفیت یہ تھی کہ جب ان کے سامنے ان کے مہربان۔۔ کا کلام پڑھا جاتا۔ تو فرط عقیدت سے اس کے سامنے جھک جاتے۔ اور رقت وانفعال کے جذبات ان پر طاری ہوجاتے۔ اللہ کے حضور میں سجدہ کناں ہوتے۔ اور کمال عجز و محبت کا اظہار کرتے۔

غرض یہ ہے کہ وہ لوگ جو ان حضرات سے تعلق و ارادت رکھتے ہیں ان کو چاہیے کہ ان کے دلوں میں بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ کی محبت کا جوش ہو۔ وہ بھی انہیں پاکیزہ جذبات کے حامل ہوں۔ وہ بھی خدا کے احکام کو نماز۔۔ اور نماز و عبادت میں خلوص کے ساتھ مشغول ہوں۔ یہی کہ جب ۔۔۔ ان انبیاء کے نام لیوا تھے۔ اور مسلمانوں کے سامنے ان سے ایک گونہ تعلق کا اظہار کرتے تھے۔ اور وہ کہتے تھے۔ کہ ہم ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں ان کے خیال میں مسلمان جس تعلیم کو مانتے تھے۔ وہ ان انبیاء کی تعلیم سے بالکل مختلف تھی۔ چنانچہ وہ مسلمانوں کے خیالات کو بدعت سے تعبیر کرتے اور علی الاعلان کہتے کہ ہمارے علماء اور آباؤ اجداد ہرگز ان خیالات کے حامی نہ تھے۔ اس لئے قرآن حکیم کو ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ وہ انبیاء کے حالات بیان کرے۔ اور ان کی تعلیمات واضح طور پر پیش کرکے بتائے کہ تم راہ راست پر گامزن نہیں ہو۔ تاکہ ان کو اپنے غلط مسلک پر تنبیہ ہو۔ اور کج روی سے باز آئیں۔

## نااہل جانشین!

ف۲ خلف سے مراد برے جانشین ہیں۔ جو سلف کی روایات کے حامل نہ ہوں۔ لبید کہتا ہے ؎

ذهب الذين يعاش في اكنافهم — وبقيت في خلف كجلد الاجرب

یعنی ان لوگوں کے بعد کھچا ہے ۔۔۔ پیدا ہوئے جو بجائے نفس کی پیروی اور خواہشات کی تکمیل میں دینی ۔۔۔ کو ۔۔۔ برتے۔

۶۱- جَنّٰتِ عَدْنِ ۣالَّتِیْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ عِبَادَهٗ بِالْغَیْبِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ وَعْدُهٗ مَاْتِیًّا ۝

۶۱- ہمیشہ رہنے کے باغ جن کا رحمٰن نے بن دیکھے اپنے بندوں کو وعدہ کیا۔ بے شک اس کا وعدہ آنے والا ہے ۝ ف۱

۶۲- لَا یَسْمَعُوْنَ فِیْهَا لَغْوًا اِلَّا سَلٰمًا ؕ وَلَهُمْ رِزْقُهُمْ فِیْهَا بُكْرَةً وَّ عَشِیًّا ۝

۶۲- وہاں بیہودہ بات نہ سنیں گے مگر سلام اور ان کا رزق صبح اور شام وہاں انہیں ملا کرے گا ۝

۶۳- تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِیًّا ۝

۶۳- یہی جنت ہے جس کا ہم اپنے بندوں میں سے ان لوگوں کو وارث کریں گے جو متقی ہیں ۝

۶۴- وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ لَهٗ مَا بَیْنَ اَیْدِیْنَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَیْنَ ذٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِیًّا ۝

۶۴- اور ہم بغیر تیرے رب کے حکم کے نہیں اترتے تمام جو ہمارے آگے اور جو ہمارے پیچھے اور جو اس کے درمیان میں سب کچھ اسی اللہ کا ہے۔ اور تیرا رب بھولنے والا نہیں ۝

۶۵- رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ ؕ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِیًّا ۝

۶۵- وہ آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیانی اشیا کا رب ہے۔ سو تو اس کی عبادت کر اور اس کی عبادت پر قائم رہ کیا تو اس کے نام کا ساکوئی پہچانتا ہے؟ ۝

بھول گئے۔ اور تم گویا انہیں لوگوں کے نقش قدم پر ہو۔ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ کے بعد وَاتَّبَعُوا الشَّهَوٰتِ کا ذکر اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ جو قوم اپنے مذہبی فرائض سے غفلت برتتی ہے۔ اور جس کے دل سے اللہ اور دنیا مندی کے جذبات خارج ہو جاتے ہیں۔ وہ شہوات کی جانب جھک پڑتی ہے۔ اور اس کے دل و دماغ پر لذتی و جنسی خیالات مستولی ہو جاتے ہیں۔

بہرحال اس نوع کے لوگ یقیناً اپنے اعمال کا خمیازہ بھگتیں گے۔ اور حرص و آز کی زندگی انہیں تباہ کر دے گی۔

ف۱

ان آیات میں ان لوگوں کا ذکر ہے۔ جو گناہوں سے توبہ کر لیتے ہیں۔ اور ایمان و عمل کی نعمت سے بہرہ ور ہوتے ہیں۔ جو خواہشات و شہوات کی پیروی نہیں کرتے، اور اپنے دلوں میں تقویٰ اور پرہیزگاری کے جذبات پیدا کر لیتے ہیں۔ ان لوگوں کے لئے جنت کے دروازے کھلے ہیں۔ یہ لوگ اطمینان و سلامتی کے ساتھ ابدی زندگی بسر کریں گے۔

## حَلِّ لُغَات

(صفحہ ۴۳۸)

اِسْرَآءِیْلَ۔ حضرت یعقوبؑ کا دوسرا نام ہے۔ عبرانی زبان میں اسرائیل کے معنے برگزیدہ خدا، یا بندۂ خدا کے ہیں۔

غَیًّا۔ گمراہی کی سزا، گمراہی، ہر بری بات۔

٦٦ وَيَقُولُ الْإِنْسَانُ أَإِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ أُخْرَجُ حَيًّا ○

٦٦- اور انسان کہتا ہے کہ جب میں مر گیا تو کیا پھر زندہ کر کے قبر سے نکالا جاؤں گا؟ ○

٦٧- أَوَلَا يَذْكُرُ الْإِنْسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ يَكُ شَيْئًا ○

٦٧- کیا انسان یاد نہیں کرتا۔ کہ ہم نے اُسے پہلے بنایا۔ اور وہ کچھ بھی نہ تھا ○

٦٨- فَوَرَبِّكَ لَنَحْشُرَنَّهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لَنُحْضِرَنَّهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمَ جِثِيًّا ○

٦٨- سو تیرے رب کی قسم ہم انہیں اور شیطانوں کو اکٹھا کریں گے پھر ہم انہیں گھٹنوں کے بل جہنم کے گرد حاضر کریں گے ○

٦٩- ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ أَيُّهُمْ أَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَٰنِ عِتِيًّا ○

٦٩- پھر ہم ہر فرقہ میں سے اُسے جو رحمٰن سے سب سے زیادہ اکڑا تھا کھینچ کر الگ کریں گے ○ ف۱

٧٠- ثُمَّ لَنَحْنُ أَعْلَمُ بِالَّذِينَ هُمْ أَوْلَىٰ بِهَا صِلِيًّا ○

٧٠- پھر ہم انہیں خوب پہچانتے ہیں جو دوزخ میں داخل ہونے کے زیادہ لائق ہیں ○

٧١- وَإِنْ مِنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ○

٧١- اور تم میں سے ایک بھی نہیں ہے مگر اس پر ضرور پہنچیگا یہ وعدہ تیرے رب پر لازم ہے اور مقرر کیا گیا ○ ف۲

٧٢- ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ

٧٢- پھر ہم متقیوں کو وہاں سے نجات دیں گے۔ اور ظالموں کو اسی میں

## حشر کا ثبوت اور لفظ ورود کی تشریح

ف۱ اس سے قبل کی آیت میں عبادت و استقلال کی تلقین کی گئی تھی، اس میں اس شبہ کا ذکر ہے جو منکرین کے دل میں پیدا ہوتا ہے اور جس کی وجہ سے وہ اللہ کی عبادت سے روگرداں رہتے ہیں۔ وہ شبہ یہ ہے کہ مرنے کے بعد کیونکر ہم دوبارہ جی اٹھیں گے۔ اور کس طرح ممکن ہے کہ بوسیدہ ہڈیاں پھر سے گوشت پوست کی حامل ہو جائیں۔ اور رگوں میں زندگی کا خون دوڑنے لگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم اپنی پیدائش پر غور کرو۔ کیا اس سے پہلے تمہارا کہیں وجود تھا کس قدر کبر و غرور کی وجہ سے اللہ کے سامنے نیاز نہیں جھکاتے ہو گویا کہ خدا نے تمہیں نعمت وجود نہیں بخشا۔ سمجھو اور یقین کرو۔ کہ جس نے تمہیں پہلی دفعہ پیدا کیا ہے۔ وہ دوبارہ زندہ کر سکے گا۔ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ۔ یعنی جو محض عدم سے انسان کو منصۂ شہود پر جلوہ افگن کر سکتا ہے وہ فنا کے بعد بھی کوزۂ بقا کی نعمتوں سے بہرہ ور کر سکتا ہے۔ وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ۔

فَوَرَبِّكَ سے مراد اللہ کی ربوبیت کو حشر کے لئے بطور ثبوت کے پیش کرتا ہے یعنی اگر اس دنیا کا انتظام کسی ربوبیت و نظم کا مرہون منت ہے تو پھر اس کا کھلا تقاضا ہے۔ کہ کائنات میں کوئی ایک الگ عالم کا وجود تسلیم کیا جائے جہاں کا قانون سب کے لئے عدل پر ہو۔ جہاں مظلوم کی فریاد سنی جائے گی اور ظالم کو سزا دی جائے۔ جہاں سفارش اور سرمایہ داری کے تمام امتیازات اٹھ جائیں۔ جہاں کمزور اور پاکباز انسانوں کو اللہ کے خلاف عدم مساوات کا گلہ نہ رہے۔ اور جو ایسا مقام ہو کہ اس میں صرف اپنے اعمال زندگی و مسرت کا باعث ہوں۔ بنا بریں ارشاد ہے کہ ہم تمام منکرین کو حشر کریں گے اور ان کے معبودان باطل کے جہنم کے گرد اگرد جمع کریں گے پھر ان میں زیادہ سخت مجرمین کو چھانٹ لیں گے۔ اور دیکھیں گے کہ ان میں سے کون کون لوگ نار جحیم کے مستحق ہیں یعنی یہ سب باتیں قاعدہ اور تقسیم کے ماتحت ہوں گی۔ ثُمَّ کا لفظ یہاں تراخی بیان کے لئے ہے۔

ف۲ اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے دو طرح کے تین پہلو اختیار کئے ہیں۔

(۱) اس سے مراد کفار ہیں۔ جیسا کہ سیاق و سباق کا تقاضا ہے یعنی جن کا ذکر اوپر کی آیتوں میں چلا آرہا ہے۔ کہا نہیں (باقی برصفحہ [illegible])

۸۳ - أَلَمْ تَرَ أَنَّا أَرْسَلْنَا الشَّيَاطِينَ عَلَى الْكَافِرِينَ تَؤُزُّهُمْ أَزًّا ○

۸۳ - کیا تُو نے نہ دیکھا کہ ہم نے کافروں پر شیطان چھوڑ رکھے ہیں جو انہیں اُبھار کر خوب اُچھالتے رہیں ○

۸۴ - فَلَا تَعْجَلْ عَلَيْهِمْ ۖ إِنَّمَا نَعُدُّ لَهُمْ عَدًّا ○

۸۴ - تو اُن پر جلدی نہ کر ہم تو اُن کے لئے شمار پوری کر رہے ہیں ○

۸۵ - يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَٰنِ وَفْدًا ○

۸۵ - جس دن ہم متقیوں کو رحمٰن کے پاس مہمان بنا کر جمع کریں گے ○

۸۶ - وَنَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا ○

۸۶ - اور مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسا ہانکیں گے ○

۸۷ - لَا يَمْلِكُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا ○

۸۷ - انہیں شفاعت کا اختیار نہ ہوگا مگر اُس کو جس نے رحمٰن سے اقرار لے لیا ہے ○ ف۱

۸۸ - وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَٰنُ وَلَدًا ○

۸۸ - اور کہتے ہیں کہ رحمٰن بیٹا رکھتا ہے ○

۸۹ - لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا ○

۸۹ - البتہ تم بُری چیز لائے ○

۹۰ - تَكَادُ السَّمَاوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ○

۹۰ - قریب ہے کہ اس بات سے آسمان پھٹ جائیں اور زمین ٹکڑے ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑیں ○

۹۱ - أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمَٰنِ وَلَدًا ○

۹۱ - اس لئے کہ وہ رحمٰن کے لئے بیٹا ثابت کرتے ہیں ○ ف۲

---

تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رسالت کا انکار کرو۔ خباب نے عشقِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں سرشار ہو کر کہا کہ یہ تو کبھی ممکن نہیں۔ نہ زندگی میں نہ موت کے وقت۔ نہ اس وقت جب کہ تم خدا کے ہاں پیش کئے جاؤ گے۔ عاص کمینے نے اس جذبہ کی ہنسی اُڑائی۔ اور کہا کہ بعثت کا عقیدہ اگر بقول تمہارے صحیح ہے۔ تو میں وہاں بھی آخر اسی حیثیت سے جاؤں گا۔ وہاں معاملہ چکا دوں گا۔ مطمئن رہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا اسے کیونکر معلوم ہو گیا کہ عقبےٰ میں بھی اس کی مالداری کی حیثیت قائم رہے گی۔ کیا اُمورِ غیب وہ جانتا ہے یا اللہ سے اس نے اس نجات کا عہد لیا ہے۔

ارشاد ہے۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ وہ عذاب کیا جائے گا۔ اور ہمارے رُوبرو نہایت بے بسی اور بیچارگی کے ساتھ پیش کیا جائے گا۔

ف۱ مشرکین کا ذکر ہے کہ ان لوگوں نے اس اُمید پر کہ ان کے معبودان قیامت کے دن ان کی سفارش کریں گے اور جہنم کی آگ سے بچائیں گے ان کی پرستش شروع کر دی۔ حالانکہ یہی لوگ قیامت کے ہول سے ان معبودوں کو بھول جائیں گے اور ان کی عبادت سے یکسر انکار کریں گے۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ شرک و کفر کی گمراہیاں ان کی طبیعت و ذوق کے موافق ہیں جہاں شیاطین کی جانب سے تحریک ہوئی۔ یہ متاثر ہو گئے۔

ارشاد ہے کہ اللہ کے پاکباز بندوں کے لئے تو وہاں عزت و احترام کا سامان موجود ہے۔ انہیں بارگاہِ رحمت میں فرشتے تعظیم و توقیر سے پہنچا دیں گے۔ مگر یہ لوگ جو بت پرستی کے مجرم ہیں جنہوں نے دُنیا میں خس کی پوجا کی ہے۔ جنہوں نے شخصیتوں اور قوتوں کے سامنے سروں کو جھکایا ہے بحیثیت مجرم اور گنہگار کے پیش کئے جائیں گے۔ ان کی تمام توقعات غلط ثابت ہوں گی۔ کوئی شخص ان کی سفارش نہ کر سکے گا۔

## ہولناک عقیدہ

ف۲ بت پرستی اور شرک اللہ تعالیٰ کو نہایت ناپسند ہے۔ اس لئے کہ اس سے نفسِ انسانی میں ذلت و انکسار کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں اور انسان اس فطری شرافت سے محروم ہو جاتا ہے۔ جو اس کا مخصوص حصہ ہے۔ اور جس کی وجہ سے وہ تمام کائنات سے اعلیٰ اور برتر ہے۔ نیز شرک کا وہ حیثیت سے اللہ تعالیٰ کے تخیل کو سخت صدمہ پہنچتا ہے۔

(باقی بر صفحہ ۴۷۴)

۹۲- وَمَا يَنْۢبَغِيْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ۝

۹۳- اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا ۝

۹۴- لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا ۝

۹۵- وَكُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ۝

۹۶- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا ۝

۹۷- فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِيْنَ وَتُنْذِرَ بِهٖ قَوْمًا لُّدًّا ۝

۹۸- وَكَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ ؕ هَلْ تُحِسُّ مِنْهُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَوْ تَسْمَعُ لَهُمْ رِكْزًا ۝

۹۲- اور رحمٰن کو لائق نہیں کہ بیٹا رکھے ○

۹۳- آسمانوں اور زمین میں کوئی نہیں ہے کہ رحمٰن کے پاس بندہ ہو کر نہ آئے ○

۹۴- اس نے انہیں گھیر لیا ہے اور ان کا شمار کر رکھا ہے ○

۹۵- اور وہ سب قیامت کے دن اس کے پاس اکیلے آئیں گے ○

۹۶- بے شک جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کو رحمٰن محبت دے گا ○ ف۱

۹۷- سو ہم نے یہ قرآن تیری زبان میں آسان کیا ہے تاکہ تو اس سے متقیوں کو بشارت دے اور اس سے جھگڑالو لوگوں کو ڈرائے ○ ف۲

۹۸- اور ان کے پہلے ہم بہت امتوں کو ہلاک کر چکے ہیں کیا ان میں سے تو کسی کو بھی دیکھتا ہے یا کسی کی آواز بھی سنتا ہے ○

## سُوْرَةُ طٰهٰ مَكِّيَّةٌ (۲۰)

اٰيَاتُهَا ۱۳۵ — رُكُوْعَاتُهَا (۸)

## سورۂ طٰہٰ

مکی — آیتیں ۱۳۵ — رکوع ۸

اور کوئی شخص معرفت وسلوک کی راہوں کو شرک کے عقیدوں سے طے نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کا آئینۂ قلب شرک کی ظلمتوں سے اندھا ہو جاتا ہے اور معرفت کی شعاعیں اس میں نفوذ نہیں کر سکتیں۔

اس لئے قرآن ہر نوع کے شرک اور تخیل سے بیزاری کا اعلان کرتا ہے اور بنی نوع انسان کیلئے اسے کھلی گمراہی قرار دیتا ہے۔ اور ابن اللہ کا عقیدہ تو قرآن کے نزدیک بدترین قسم کا شرک ہے۔ جو نقطۂ نگاہ سے وحشت خیز ہے۔ کیونکہ اس میں شرک کی دو شکل وصورت پنہاں ہے۔ جو عقیدۂ توحید کے بالکل منافی ہے۔ ابن اللہ کے عقیدہ کو مان کر اللہ کے لئے ذہن وقلب کے کسی گوشے میں عقیدت باقی نہیں رہ جاتی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ عقیدہ اتنا انوکھا، اتنا ہولناک اور ایسا ہے کہ آسمان میں بھی اس کے لئے قوت برداشت موجود نہیں۔ اور زمین اور پہاڑ بھی اس افتراء کو سن لیں تو مارے خوف کے دہل جائیں۔ اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ گویا اس عقیدے کی شناعت اور برائی بدرجہ اتم واضح ہے جو کوئی اسے قبول کرنے کو تیار ہے۔ کائنات کی ہر چیز اس کی مخالف ہے۔ اور عالم کا ذرہ ذرہ نفرت گیر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب آسمان کی بلندیاں اور زمین کی وسعتیں اور یہ سب لوگ جو ان کے درمیان ہیں، ہمارے علم وشعار میں ہیں، تو ہم کو بیٹے اور سہارے کی کیا ضرورت ہے؟

یاد رکھو، یہ سب لوگ جنہیں تم خدا کا بیٹا اور اس کا شریک اور سہیم ٹھہراتے ہو، اس کے سامنے عاجز اور محتاج ہیں۔ قیامت کے دن جب یہ خدا کے حضور میں آئیں گے۔ تو بالکل تنہا بےیار ومددگار! عقیدت مندوں کا گروہ ان کے ساتھ نہ ہوگا۔

ف۱ یعنی اللہ کے پاکباز بندے محبوبیت اور عزت کا اعلیٰ مقام حاصل کر لیتے ہیں اور خدا ان لوگوں کے دلوں میں جذبات عقیدت و محبت پیدا کر دیتا ہے۔

ف۲ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ان حقائق کو عربی میں کیوں بیان کیا گیا ہے۔ اس لئے کہ حضورؐ ان باتوں کو خوش اسلوبی سے دوسروں تک پہنچا سکیں۔

### حل لغات

وُدًّا۔ محبوبیت، محبت۔ لُدًّا۔ جمع اَلَدّ۔ جھگڑالو، ضد پیدا کرنے والے۔ رِكْزًا۔ گن سن آواز۔

اَوْ اَجِدُ عَلَى النَّارِ هُدًى ۝

۱۱- فَلَمَّآ اَتٰىهَا نُوْدِيَ يٰمُوْسٰى ۝

۱۲- اِنِّيْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝

۱۳- وَاَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى ۝

۱۴- اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ ۙ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ ۝

۱۵- اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۢ بِمَا تَسْعٰى ۝

۱۶- فَلَا يَصُدَّنَّكَ عَنْهَا مَنْ لَّا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ فَتَرْدٰى ۝

۱۷- وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ۝

۱۸- قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا

یا آگ کے پاس رستے کا پتہ پاؤں ۝

۱۱- پھر جب اس کے پاس آیا تو پکارا گیا کہ اے موسیٰ! ۝

۱۲- میں تیرا رب ہوں سو تو اپنی دونوں جوتیاں اتار کہ تو مقدس وادی طویٰ (کہ ملک شام میں ہے) میں ہے ف۱ ۝

۱۳- اور میں نے تجھے پسند کیا سو جو تجھے وحی کی جاتی ہے سن ف۲ ۝

۱۴- میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری بندگی کر اور میری یاد کے لئے ہی نماز پڑھا کر ۝

۱۵- بے شک قیامت آنے والی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس کو چھپاؤں، تاکہ ہر کوئی اپنی کوشش کا بدلہ پائے ۝

۱۶- سو تجھے قیامت کے فکر سے وہ شخص روک نہ دے جو اس پر یقین نہیں رکھتا، اور اپنی خواہش نفس کا تابع ہے ورنہ تو ہلاک ہو جائے گا ۝

۱۷- اور اے موسیٰ! یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ ۝

۱۸- بولا، یہ میری لاٹھی ہے، میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں

ہوئے تو بیوی ساتھ تھیں۔ رات تاریکی اور سردی میں آگ کی ضرورت محسوس ہوئی۔ جنگل اور سنسان راستہ میں آگ کہاں! بے چین تھے کہ دور سے شعلے اٹھتے معلوم ہوئے۔ اہل و عیال سے کہا تم یہیں ٹھہرو۔ میں جاتا ہوں ممکن ہے آگ کے چند انگارے لے آؤں، جن سے تم بدن گرم کر سکو۔

حضرت موسیٰ کو آگ کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔ قرآن حکیم نے اس کی تفصیل نہیں بتائی ہے۔ مفسرین کہتے ہیں اس وقت حضرت موسیٰ کی بیوی درد زہ سے جانکاہ حالت میں تھی۔ غور فرمائیے جنگل میں جہاں ہمدردی اور اعانت کے لئے کوئی شخص موجود نہ ہو۔ جہاں آگ تک میسر نہ ہو یہ وقت کس قدر نازک ہو جاتا ہے۔ یہ وقت نہایت گھبراہٹ اور اضطراب کا ہے۔ مگر آپ جب کوہ [illegible] میں دیکھئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سب کچھ بھول جاتے ہیں اور جلوہ ہائے لاہوت کی کرشمہ سازیوں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

## وادیٔ طویٰ میں تجلیات

ف۱ حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ لینے کے لئے گئے تھے۔ اور ایک وادی میں پہنچ گئے جو تجلیات سے معمور تھی۔ مخاطب کیا گیا کہ میں تمہارا رب ہوں جس نے تمہیں بلایا ہے۔ قریب آؤ۔ اور جوتا اتار دو۔ یہ مقام پاک و متبرک ہے۔

موسیٰ جس چیز کو آگ سمجھے، وہ حضرت اللہ تعالیٰ کی تجلی تھی یعنی ایک صورت التفات اور ایک عنوان ظہور و تصوف کی اصطلاح میں تجلی کہتے ہیں جس کے ماتحت التفات و شہود کی مختلف صورتیں آجاتی ہیں۔ تجلیات کی بڑی بڑی قسمیں یہ ہیں:-

(۱) عام کائنات میں حسن و جمال، نظم و نسق، افادہ اور شہود۔
(۲) خصوص مقامات الٰہی و مساجد میں تزئین اور وضوح ظہور۔
(۳) قلب عارف میں [illegible]۔
(۴) کلام وحی اور الہام۔
(۵) معجزات اور خوارق۔

یعنی اللہ تعالیٰ انسانی توجہات کو اپنی ذات پاک کی جانب متوجہ کرنے کے لئے جو بھی صورت التفات اختیار کرے۔ وہ تجلی ہے۔

ف۲ یہاں سے تجلی بصورت الہام کا آغاز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ موسیٰ میں نے تمہیں منتخب کر لیا ہے۔ [illegible]

۲۸ - يَفْقَهُوا قَوْلِي ۝
۲۹ - وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي ۝
۳۰ - هَارُونَ أَخِي ۝
۳۱ - اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي ۝
۳۲ - وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي ۝
۳۳ - كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا ۝
۳۴ - وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا ۝
۳۵ - إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا ۝
۳۶ - قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ ۝
۳۷ - وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَيْكَ مَرَّةً أُخْرَىٰ ۝
۳۸ - إِذْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّكَ مَا يُوحَىٰ ۝
۳۹ - أَنِ اقْذِفِيهِ فِي التَّابُوتِ فَاقْذِفِيهِ فِي الْيَمِّ فَلْيُلْقِهِ الْيَمُّ بِالسَّاحِلِ

۲۸ - کہ وہ میری بات سمجھیں ۝
۲۹ - اور میرے اہل میں سے میرے لئے ایک وزیر بنا ۝
۳۰ - میرا بھائی ہارون ۝
۳۱ - اُس سے میری کمر مضبوط کر ۝
۳۲ - اور اسے میرے کام میں شریک کر ۝
۳۳ - تاکہ ہم تیری تسبیح کریں ۝
۳۴ - اور تجھے کثرت سے یاد کریں ۝
۳۵ - تُو ہمارا حال دیکھتا ہے ۝ ف۱
۳۶ - فرمایا، اے موسیٰ! تیرا سوال تجھے ملا ۝
۳۷ - اور ہم نے ایک اور دفعہ بھی تجھ پر احسان کیا تھا ۝
۳۸ - جبکہ ہم نے تیری ماں کو وُہ وحی کی جو آگے سناتے ہیں ۝
۳۹ - یہ کہ لڑکے کو صندوق میں ڈال کر دریا میں ڈال دے، پھر دریا اُس کو کنارہ پر ڈال دے گا،

## موسیٰ کی دُعاء

ف۱ جب نبوت مل چکی۔ اور کام کی نوعیت بھی بتادی گئی۔ کہ فرعون سے مقابلہ ہے۔ اس کی سرکشی اور طغیان کے خلاف جہاد ہے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس خاص باب میں توفیق و اعانت چاہی۔ فرمایا میرے سینہ کو انشراح و وضاحت کے انوار سے بھر دو۔ میرے کام میں آسانیاں بہم پہنچا۔ زبان میں حلاوت و بلاغت پیدا کر۔ کہ وہ جذب دلوں کی گہرائیوں تک پہنچ سکے۔ اور میرے بھائی ہارون کو بھی میرا شریک کار بنادے۔ تاکہ ہم دونوں مل کر تیری تسبیح خوانی کریں۔ تیرا پیغام بنی اسرائیل کے ہر فرد تک پہنچاویں۔ اے اللہ تُو ہمارے حالات سے آگاہ ہے۔ ہماری ضروریات کو جانتا ہے۔ اس لئے اس خدمت جلیلہ کے لئے میری امداد فرما۔ اللہ نے فرمایا۔ منظور ہے۔ موسیٰ! تیری سب باتیں مان لی گئیں۔ تمہیں یہ سب نعمتیں دیدی گئیں۔ تم جاؤ۔ اور بے باکانہ فرعون کے ظلم کا مقابلہ کرو۔

موسیٰ علیہ السلام کی اس دعا کے معنی یہ ہیں کہ ہر کام کے لئے اللہ کی توفیق اور اس کی اعانت ضروری ہے۔ انبیاء اور اللہ کے پاکباز بندے بھی اس کی کرم فرمائیوں سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔

اس دُعا سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ دُعا میں اگر خلوص ہو۔ دُعا مانگنے والا اگر نیک کام کے لئے پوری توجہ کے ساتھ دعا مانگے۔ اور صرف اللہ کو اپنا کارساز سمجھے۔ تو وہ اس دُعا کو ضرور قبول فرماتا ہے۔ اور اطمینان کے لئے دل میں ڈال دیتا ہے کہ دُعا قبول ہوگی۔

دُعا بجائے خود ایک عبادت ہے۔ ایک لذت ہے۔ مجھ سے کچھ مانگتا ہے۔ اور کامیابی و کامرانی کا یقین ہے۔ اور وُہ لوگ جو اس لذت سے شاد کام ہیں۔ وُہ قبول اور عدم قبول سے بھی بے پروا ہو جاتے ہیں۔ اُن کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کے ساتھ اپنے نیازمندانہ تعلقات قائم رکھیں۔ اور بہر حال اپنی احتیاج اور اس کے فقر کو محسوس کرتے رہیں۔ جیسے بھیک مانگنے والے۔ ان کا نصب العین یہ ہوتا ہے اور اس کیفیت سے سرور حاصل کرتا ہے۔ کہ اس محبوب حقیقی سے ایک نسبت خاص قائم ہے اور بس۔

**حلِ لغات:**- وزیرًا۔ مضبوط مددگار، زور اور شریک کار۔

سُؤْل:- سوال، مطالب۔ أَنِ اقْذِفِيهِ۔ قذف سے ہے۔ پھینک ڈال دینا، پھینک دینا۔

يَأْخُذْهُ عَدُوٌّ لِّي وَعَدُوٌّ لَّهُ ۚ وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي ۚ وَلِتُصْنَعَ عَلَىٰ عَيْنِي ۝

موسیٰ کا اور میرا دشمن اُسے اُٹھا لے گا، اور میں نے اپنی طرف سے تجھ پر محبت ڈالی، اور تاکہ تُو میری آنکھ کے سامنے پرورش پائے ○ ف۱

۴۰- إِذْ تَمْشِي أُخْتُكَ فَتَقُولُ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ مَن يَكْفُلُهُ ۖ فَرَجَعْنَاكَ إِلَىٰ أُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ ۚ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنَاكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنَّاكَ فُتُونًا ۚ فَلَبِثْتَ سِنِينَ فِي أَهْلِ مَدْيَنَ ۚ ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ ۝

۴۰- جب تیری بہن جا رہی تھی، اور کہتی تھی میں تجھے ایک شخص بتاؤں جو اس لڑکے کو پالے پھر ہم تجھے تیری ماں کی طرف لے آئے تاکہ اُس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ غم نہ کھائے اور تُو نے ایک شخص کو قتل کیا اور ہم نے تجھے غم سے نجات دی اور ہم نے تجھ کو ایک ذرا سا جانچا، پھر تُو اہل مدین میں کئی برس رہا، پھر تُو اے موسیٰ! اس گھڑی میں تقدیر کے موافق آ پہنچا ○

۴۱- وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِي ۝

۴۱- اور میں نے تجھے اپنے لئے چن لیا ○

۴۲- اذْهَبْ أَنتَ وَأَخُوكَ بِآيَاتِي وَلَا تَنِيَا فِي ذِكْرِي ۝

۴۲- تُو اور تیرا بھائی معجزے لے کر جاؤ، اور میری یاد میں تم دونوں سُستی نہ کرو ○

ف۱

ام موسیٰ کی جانب وحی کے معنے یہ ہیں۔ کہ خدا نے ان کے دل میں یہ بات ڈال دی۔ کہ موسیٰ کو دریا میں صندوق میں رکھ کر بہا دو۔ وہ امن و سلامتی کے ساتھ ساحل تک پہنچ جائے گا۔ اور دشمنوں سے اس کی تربیت حاصل کرے گا۔ ام موسیٰ کا ایمان ملاحظہ ہو کہ لخت جگر کو اپنے ہاتھ سے دریا میں پھینک رہی ہیں کتنا دل دوز منظر ہے۔ کس قدر عظیم یقین ہے۔ کہ نتائج سے بے پروا ہو کر اپنے بیٹے کو موجوں کے سپرد کر رہی ہیں۔

اب اللہ تعالیٰ کی اعانت دیکھئے۔ کہ اس نے ام موسیٰ کے تقویت ایمان کے طور میں حضرت موسیٰ کو شاہی محلات میں پہنچا دیا۔ اور تربیت کے لئے یہ سامان کیا۔ کہ ماں ہی کو دودھ پلانے کی خدمت سونپی گئی۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتے ہیں وہ اسی طرح حیرت انگیز طور پر ان کی مدد فرماتا ہے۔

ثُمَّ جِئْتَ عَلَىٰ قَدَرٍ يَا مُوسَىٰ سے غرض یہ ہے۔ کہ ابتدائی تمام منزلیں طے کر چکنے کے بعد اب تم اس انداز خاص تک پہنچ گئے ہو۔ جہاں ضرور ہے کہ تمہیں اپنی خدمات کے لئے مختص کر لیا جائے۔

۴۳- اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝

۴۳- تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ کہ اس نے سر اٹھا رکھا ہے

۴۴- فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهٗ يَتَذَكَّرُ اَوْ يَخْشٰى ۝

۴۴- سو اس سے نرمی سے بات کرو، شاید وہ سوچے یا ڈرے ۝ ف۱

۴۵- قَالَا رَبَّنَآ اِنَّنَا نَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَآ اَوْ اَنْ يَّطْغٰى ۝

۴۵- دونوں بولے کہ اے ہمارے رب ہم ڈرتے ہیں کہ وہ ہم پر تعدی کرے یا جوش میں آ جائے ۝

۴۶- قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَاَرٰى ۝

۴۶- فرمایا۔ ڈرو نہیں، میں تم دونوں کے ساتھ ہوں سنتا ہوں اور دیکھتا ہوں ۝

۴۷- فَاْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۥ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ ۭ قَدْ جِئْنٰكَ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ ۭ وَالسَّلٰمُ عَلٰي مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى ۝

۴۷- سو اس کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم دونوں تیرے رب کے بھیجے ہوئے رسول ہیں تو ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے اور انہیں دکھ نہ دے۔ ہم تیرے رب کی نشانی لیکر تیرے پاس آئے ہیں اور سلامتی اس کی ہے جو ہدایت کا پیرو ہے ۝

۴۸- اِنَّا قَدْ اُوْحِيَ اِلَيْنَآ اَنَّ الْعَذَابَ عَلٰي مَنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝

۴۸- ہم پر وحی آئی ہے کہ جو کوئی جھٹلائے اور منہ موڑے اسی کو عذاب ہوگا ۝

## شیریں گفتار ہونا مبلغ کیلئے ضروری ہے

ف۱ فرعون کے پاس بھیجتے وقت اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو جو نصیحتیں ارشاد فرمائی ہیں حقیقت یہ ہے کہ وہ آج کل کے علماء کو آب زر سے لکھ لینا چاہئیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ دیکھنا میری یاد سے غافل نہ ہو جانا۔ اور ہر وقت عبودیت اور نیازمندی کے تعلقات کو قائم رکھنا۔ یہی ذکر ہی وہ چیز ہے جس سے دلوں میں پاکیزگی موجود رہتی ہے اور انسان دنیا کی تمام لذتوں کو آخرت کے مقابلہ میں ہیچ سمجھتا ہے۔ ذکر و شغل کی برکات سے دلوں میں نزہت و توانائی پیدا ہوتی ہے اور دل و دماغ مجلے اور روشن ہو جاتے ہیں۔ یہی وہ اکسیر ہے جس کے باعث چہروں پر نور اور قلب میں سرور و حزن ہوتا ہے۔ اور یہی وہ کیمیائے اثر ہے جس سے بہرہ ور ہونے والا انسان حقیقتاً نہایت خوش قسمت انسان ہے۔

موسیٰ اور ہارون چونکہ ایک جابر و ظالم اور زبردست قوت سے نبرد آزما ہونے کے لئے جا رہے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان میں اسی قدر ہمت و عزم ثابت ہو۔ اور فرعون کی طاقت کے مقابلہ میں ان کے پاس بھی اللہ کی زبردست اعانت موجود ہو۔

علماء اور رہنمایان دین کے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز یہ ہے کہ وہ بھی اللہ کے اس ارشاد کو دیکھیں۔ اور تمام اصلاح پر چلیں۔ فرمایا ہم نے پہلے صالح، نیک اور خدا پرست انسان بننے کی کوشش کریں۔ اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ جب کبھی خود کسی جابر کے پاس جاؤ۔ جیسا کہ تم فرعون ہے۔ تو نہایت نرمی و ملاطفت سے پیش آؤ۔ ملاطفت اور شیرینی سے باتیں کرو۔ تاکہ اس کے دل میں اثر پیدا ہو سکے۔ اور اس کی تمام تر نفسی پر خشیت الٰہی غالب ہو جائے۔ یہاں غور فرمائیے۔ فرعون کے مقابلہ میں جو جابر ہے۔ ظالم ہے۔ اور جو مجسم غرور اور سرکش ہے۔ اپنے منکر آخرت ہے اور ملاطفت کی تلقین کی جا رہی ہے۔ سوچئے اور بتائیے ہمارے علماء اور مدرسیان طریقت کا رویہ عام مسلمانوں کے مقابلہ میں کیا ایسا ہی ہے وہ مسلمان جو کلمہ گو ہیں۔ خدا کو ایک جانتے ہیں۔ اور فروعی اختلافات [illegible] دنیا کے لئے قرار پاتے ہیں۔ ان کی [illegible] علماء اور مرشدین کس خشونت اور درشتی سے پیش آتے ہیں!

ف۲ فرمایا فرعون سے جا کر بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ پیش کرو

۴۹ - قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ○

۵۰ - قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ○

۵۱ - قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ○

۵۲ - قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ فِيْ كِتٰبٍ ۚ لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ○

۵۳ - الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۭ فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ شَتّٰى ○

۵۴ - كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ○

۵۵ - مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ

۴۹ - وہ بولا۔ اے موسیٰ! تم دونوں کا رب کون ہے؟

۵۰ - کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے کو اُس کی درست صورت عطا فرمائی، پھر اُسے ہدایت فرمائی ○

۵۱ - بولا۔ پہلی اُمّتوں کا کیا حال ہے؟ ○

۵۲ - کہا۔ اُن کا علم میرے رب کے پاس کتاب میں ہے۔ میرا رب نہ بھٹکتا ہے اور نہ بھولتا ہے ○

۵۳ - وُہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور اُس میں تمہارے لئے سڑکیں چلائیں، اور آسمان سے پانی اُتارا، سو اُس سے ہم نے مختلف اقسام کی سبزی بُوٹی نکالی ○

۵۴ - کھاؤ اور اپنے چارپائے چراؤ، بے شک اس میں عقلمندوں کے لئے نشانیاں ہیں ○

۵۵ - زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اُسی میں تمہیں پھر لے جائیں گے

ع

مطالبہ کرو۔ اس سے کہو، ہم اللہ کے رسول ہیں۔ اور اس بات پر مامور ہیں کہ بنی اسرائیل کی غلامی اور قیمت کو آزادی اور حریت سے بدل دیں۔ تو تمہیں زیبا نہیں، کہ مزید تکلیفات اور عذاب میں ہماری قوم کو مبتلا رکھو ہم تمہارے پاس معجزات اور خوارق لے کر آئے ہیں۔ بھلائی اور بہتری اسی میں ہے کہ ہدایت و رشد کو قبول کرلو اور ان مطالبے سے باز آجاؤ۔

ف ۱ حکمرانوں کی ہمیشہ یہ ذہنیت رہی ہے کہ محکوموں کو غیر متعلق مسائل میں الجھا دیا جائے۔ اور اصل مطالبے سے ان کی نگاہیں پھیر دی جائیں۔ چنانچہ موسیٰؑ اور ہارونؑ نے جب فرعون سے کہا۔ کہ ہم تمہارے پروردگار کی جانب سے رسول مقرر ہو کر آئے ہیں۔ اور ہمارا مطالبہ یہ کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کردو۔ تو اس نے بجائے اس کے کہ اصل مطالبہ کے متعلق کچھ جواب دے۔ یہ کہا۔ کہ تمہارا پروردگار کون ہے؟ میں تو ابھی تک یہی نہیں جان سکا۔ موسیٰؑ نے نہایت حکیمانہ جواب دیا کہ رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔ اور پھر ہر چیز کے فرائض عمل وا بات سے مرتب کئے۔ اور تم جو کہ بادجود فرعون الوہیت کے بنی اسرائیل پر مظالم ڈھا رہے ہو۔ اس کے بعد اس نے سوالات کا رخ دوسری طرف پھیر دیا۔ کہنے لگا۔ تو تمہارے خیال میں پہلے سب لوگ گمراہ تھے؟ آخر جب تم نہیں آئے تھے۔ اس وقت لوگوں کے پاس اللہ کا کونسا پیغام تھا؟ موسیٰ علیہ السلام کا جواب دیکھئے کتنا اچھا نکلا ہے کہ اس کے بعد کچھ کہنے سننے کی گنجائش نہیں رہی فرمایا۔ گزشتہ قوموں کے حالات اللہ کو معلوم ہیں۔ اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ و مستتر نہیں۔ غرض یہ تھی کہ فرعون غیر متعلق بحثوں میں الجھا نہ سکے۔ ایسے جامع اور مستقل جواب دیئے کہ اس کو اصل مسئلہ کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔

## حلِّ لغات

الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى۔ پہلی قومیں، گزشتہ زمانے کے لوگ۔

لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى۔ میرا پروردگار نہ چوکتا ہے، نہ بھولتا ہے۔

لِاُولِي النُّهٰى۔ نُھیۃ کی جمع۔ معنے عقل والوں کے لئے۔

وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ○

اور اسی میں سے دوسری بار تمہیں نکالیں گے ○

۵۶- وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَىٰ ○

۵۶- اور ہم نے فرعون کو اپنے کل معجزے دکھلائے سو اس نے جھٹلایا اور نہ مانا ○

۵۷- قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَا مُوسَىٰ ○

۵۷- بولا اے موسیٰ کیا تو اس لئے آیا ہے کہ اپنے جادو سے ہمیں ہماری زمین سے نکالے ○

۵۸- فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِثْلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سُوًى ○

۵۸- سو ہم بھی تیرے پاس ایک ایسا ہی جادو لائیں گے تو ہمارے اور اپنے درمیان ایک صاف میدان میں ایک وعدہ گاہ مقرر کر کہ اس کے خلاف نہ کریں ہم اور نہ تو ○

۵۹- قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ وَأَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ○

۵۹- کہا تمہارا وعدہ گاہ جشن کا دن ہے اور یہ کہ لوگ پہر دن چڑھے جمع ہوں ○ ف

۶۰- فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَىٰ ○

۶۰- پھر فرعون واپس لوٹا۔ پھر اپنا فریب جمع کیا۔ پھر ہمراہ آیا ○

۶۱- قَالَ لَهُمْ مُوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ

۶۱- موسیٰ نے ان کو کہا کمبختی تمہاری خدا پر جھوٹ باندھو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں عذاب کے ساتھ ہلاک کرے

## جادوگروں سے مقابلہ

ف حضرت موسیٰ کی معقول اور مسکت بحث سے مجبور ہو کر آخر فرعون نے اصل سوال کی جانب توجہ منعطف کی۔ مگر عجیب تمکین اور چالاکی سے کہنے لگا۔ اچھا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے جادو کے زور سے ہمیں ہمارے شہروں سے نکال باہر کرو۔ ہم اس مقابلہ کے لئے تیار ہیں۔ ایک دن مقرر کرو۔ ہم بھی اپنے جادوگر بلاتے ہیں۔ اس دن مقابلہ ہو جائے گا۔ اور معلوم ہو گا۔ کہ کون زیادہ کامیاب اور فتحیاب ہے۔

موسیٰ علیہ السلام نے اس خیال سے کہ اسے معلوم ہو کہ جادو کی حقیقت کیا ہے۔ اور معجزہ و سحر میں کیا فرق ہے۔ اس اعلان مبارزت کو قبول فرمالیا۔ اور کہا یوم الزینہ کو تم آجانا۔ میلہ کی وجہ سے لوگوں کا اژدہام بھی ہوگا۔ اور بھرے مجمع میں اس حقیقت کے اظہار کا موقع ملے گا۔ کہ تائیدات غیبی کس کے ساتھ ہیں۔

یوم الزینہ سے مراد وہ دن ہے جس دن قبطی اور اسرائیلی۔ یعنی قبطی مل کر جشن مناتے تھے قرآن میں اس دن کی تعیین موجود نہیں۔ حضرت ابن عباس کا خیال ہے۔ کہ عاشورہ کا دن تھا۔

فرعون کی ستم ظریفی دیکھئے۔ کہ آزادی و استقلال کے مطالبہ کو کس غلط رنگ میں دیکھتا ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ بنی اسرائیل غلام ہیں۔ مظلوم ہیں۔ چار سو سال سے نہایت ذلیل زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا۔ کہ وہ ان کی غلامی کی زنجیریں کاٹ دیں۔ فرعون یہ سمجھتا ہے کہ یہ سب کوششیں ہمیں ہمارے ملک سے محروم کرنے کے لئے ہیں۔ اور آزادی و استقلال بجائے خود کوئی چیز نہیں۔

حل لغات:۔ مَوْعِدًا۔ ظرف زمان و مکان دونوں کے لئے آتا ہے۔ کَیْدَہٗ۔ تدبیر، مکر۔

وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰى ○

اور جس نے جھوٹ باندھا، وہ نامراد ہوا ○

۶۲- فَتَنَازَعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَاَسَرُّوا النَّجْوٰى ○

۶۲- پھر وہ اپنے معاملے میں باہم جھگڑے اور پوشیدہ مشورہ کیا ○ ف۱

۶۳- قَالُوْٓا اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ○

۶۳- بولے بیشک دونوں جادوگر ہیں ان کا ارادہ ہے کہ تمہیں اپنے جادو کے زور سے تمہارے ملک سے نکال دیں اور تمہارا دین جو اشرف ہے موقوف کر دیں ○

۶۴- فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ○

۶۴- سو تم اپنا فریب جمع کرو، پھر صف باندھ کر آؤ اور آج جو غالب آیا، وہی جیتا ○

۶۵- قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ○

۶۵- بولے۔ اے موسیٰ! یا تو ڈال، یا ہم پہلے ڈالیں ○

۶۶- قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ○

۶۶- کہا نہیں تم ڈالو۔ پھر تب ہی ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو سے موسیٰ کے خیال میں دوڑتی ظاہر ہوئیں ○

### ف۱

جب فرعون اپنے جادوگروں اور لشکر کے ساتھ بڑی طمطراق سے مقابلہ میں آ گیا۔ تو حضرت موسیٰ نے واعظانہ طور پر فرمایا کہ تم جو حقیقت و صداقت کے پیغام کو محض جادو سے تعبیر کر کے کیوں اللہ پر بہتان باندھتے ہو۔ کیا تمہارے دلوں میں خوف موجود نہیں۔ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔ یاد رکھو۔ اگر تمہارے تمرد کا یہی عالم رہا۔ تو تم تباہ و برباد کر دیے جاؤ گے۔ ان لوگوں نے یہ باتیں سنیں، اور آپس میں اختلاف رائے کا اظہار کرنے لگے۔ اور بالآخر اسی بات پر جمع ہو گئے جس کو فرعون نے ان میں پھیلایا تھا۔ کہ موسیٰ و ہارون، دو جادوگر ہیں۔ جو چاہتے ہیں۔ کہ قبطیوں کو ان کے گھروں سے نکال دیں۔ اور ان کی روایات سے ان کو پلٹ دیں۔ تو خواہ مخواہ پر اتفاق ہوا۔ کہ سب لوگ پوری تیاری کر کے صف آرا ہوں۔ تمام تدبیروں کو بروئے کار لانے کے لئے متفق ہو کر۔ اور پوری قوت کے ساتھ باطل کا مظاہرہ کیا جائے۔

معلوم ہوتا ہے فرعون کے خاندان میں بھی جادو کا سلسلہ قائم تھا۔

مذہبی راہنما عموماً شعبدہ باز اور ساحر ہوتے تھے۔ جو سادہ لوح قبطیوں اور اسرائیلیوں کو گمراہ کرتے۔ ابتداءً جب انہوں نے حضرت موسیٰ و ہارون کو بھی مسند رشد و ہدایت پر فائز دیکھا تو انہوں نے یہی سمجھا۔ کہ یہ بھی کاہن یا جادوگر ہیں۔ کیونکہ ان کے زمانے میں اس قسم کے لوگ ادنیٰ درجہ کے پیغمبر خیال کیے جاتے تھے۔

## حلِ لغات

اِنْ هٰذٰنِ ۔ میں اصحاب نحو اور ادب نے جیسیوں توجیہیں پیش کی ہیں۔ مگر سب قسم کے جوابات اس الجھن کو دور نہیں کر سکے۔ آخر قرآن میں اس غیر مانوس انداز کو کیوں اختیار کیا گیا۔ تفصیلات کا یہ مقام نہیں۔ یوں سمجھ لیجئے کہ ہر آیت کی ایک موسیقی ہوتی ہے اور اس آیت کی ضروری مناسبت کا تقاضا یہی تھا کہ هٰذٰنِ پہلی اور دوسری تمام آیت کی موسیقی قائم ہے اور یہ کمال بلاغت ہے۔

حِبَالُهُمْ ۔ رسّے حَبْلٌ کی جمع۔ عِصِيُّهُمْ ۔ عصا کی جمع ہے

٦٧ - فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ ○
٦٨ - قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنتَ الْأَعْلَىٰ ○
٦٩ - وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ○
٧٠ - فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ○
٧١ - قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ○

٦٧ - سو موسیٰ اپنے دل میں ڈر پانے لگا ○
٦٨ - ہم نے کہا مت ڈر، تو ہی غالب رہے گا ○ ف۱
٦٩ - اور جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے وہ ڈال دے کہ ان کی بناوٹ کو نگل جائے، جو انہوں نے بنا لیا ہے۔ تو جادوگر کا فریب ہے اور جہاں جادوگر آتا ہے نامراد رہتا ہے ○
٧٠ - پھر جادوگر سجدہ میں گر پڑے بولے ہم موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لائے ○ ف۲
٧١ - بولا تم میرے حکم سے پہلے اس پر ایمان لائے وہی (موسیٰ) تمہارا بڑا ہے جس نے تمہیں جادو سکھلایا ہے سو اب میں تمہارے مقابل کے ہاتھ پاؤں کٹواؤں گا۔ اور تم سب کو کھجور کے تنوں پر سولی چڑھا دوں گا اور تم جان لو گے کہ ہم میں کس کا عذاب سخت اور دیر تک رہتا ہے ○

## معجزہ اور جادو کا مقابلہ

ف۱ میدان مقابلہ میں دونوں فریق جمع ہو گئیں اور انتظار کیا جانے لگا کہ دیکھیں کون غالب رہتا ہے۔ جادوگروں نے ابتداء کی اور حضرت موسیٰ سے کہا۔ یا تو آپ کچھ ڈالیے۔ یا ہماری کرشمہ سازیاں دیکھیے موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا۔ پہلے جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ اس کو ظاہر ہو جانے دو اس کے بعد میں بھی اپنی طرف سے کچھ پیش کروں گا دونوں حریف اپنی اپنی جگہ پر مطمئن تھے۔ اس لیے اس تقدیم و تاخیر کو اہمیت نہیں دی گئی اور مقابلہ کا آغاز ہو گیا۔ جادوگروں نے اپنی لاٹھیاں اور رسے پھینکے۔ تو وہ ایسے دکھائی دینے لگے۔ کہ سانپ لہرا رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ یہ افسوں گری دیکھ کر ... اللہ تعالیٰ نے فرمایا گھبراؤ نہیں تم غالب رہو گے۔ اپنا عصا جو تم نے داہنے ہاتھ میں لیا ہوا ہے زمین پر پھینک دو تمہارا یہ عصا اتنا بڑا اژدہا بن جائے گا کہ ان سانپوں کو جو جادو کی وجہ سے نظروں میں آ گئے ہیں نگل جائے گا ... جادوگر کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

سحر اصل میں دھوکا و فریب اور تخییلاتی قلب کا نام ہے۔ جادوگر کچھ تو خواص اشیاء کو جانتے تھے۔ جس سے عام لوگ آگاہ نہیں ہوتے اور کچھ تخیلاتی قوت کو بعض ریاضتوں سے بڑھا لیتے جس کے باعث وہ جو کچھ چاہتے۔ عوام کی نظروں میں کر دکھاتے۔ یہی جو تھا کہ محض چالاکی اور فن فریب سے وہ لوگوں کو اپنی بزرگی اور عظمت کا یقین دلاتے۔

موسیٰ علیہ السلام نے جب دیکھا کہ بظاہر رسے سانپ کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ تو بشریت کی وجہ سے قدرے گھبرائے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فوراً اس غلط فہمی کو دور کر دیا۔ ارشاد ہوا کہ اس میں حقیقت موجود نہیں یہ محض نظر بندی ہے۔ جادو اور دھوکا ہے۔ ان شاء اللہ تم غالب رہو گے۔

اور اس کے بعد بطلان کے واضح کر دیا۔ کہ اس طرح کے شعبدہ باز حق کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتے۔ حق کے لیے کامیابی مقدرات میں سے ہے۔

اس قصے سے [illegible] کے معلوم ہوتا ہے (باقی برصفحہ ۴۵۸)

۷۲- قَالُوْا لَنْ نُّؤْثِرَكَ عَلٰى مَا جَآءَنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالَّذِيْ فَطَرَنَا فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ ؕ اِنَّمَا تَقْضِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ؕ○

۷۲- وہ بولے جو کھلی دلیلیں ہمارے پاس آگئی ہیں ہم ان پر اور اس پر جس نے ہمیں پیدا کیا ہے ہم تجھ کو ہرگز ترجیح نہیں دیں گے۔ پس جو حکم تو دینا چاہتا ہے وہ حکم دے تو صرف اسی دنیا کی زندگی میں حکم دے سکتا ہے ○

۷۳- اِنَّآ اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطٰيٰنَا وَمَآ اَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ؕ وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ○

۷۳- ہم اپنے رب پر ایمان لائے کہ وہ ہمارے گناہ بخش دے اور یہ گناہ بھی کہ تو نے ہم سے جبراً جادو کرایا، اور اللہ بہتر اور دیر تک رہنے والا ہے ○

۷۴- اِنَّهٗ مَنْ يَّاْتِ رَبَّهٗ مُجْرِمًا فَاِنَّ لَهٗ جَهَنَّمَ ؕ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ○

۷۴- بے شک جو اپنے رب کے پاس مجرم ہو کر آیا اس کے لئے جہنم ہے، نہ اس میں مرے گا اور نہ جیئے گا ○ ف۱

۷۵- وَمَنْ يَّاْتِهٖ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصّٰلِحٰتِ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الدَّرَجٰتُ الْعُلٰى ○

۷۵- اور جو اس کے پاس باایمان ہو کر نیکیاں کر کے آیا، تو ایسوں کے لئے بلند درجے ہیں ○ ف۲

۷۶- جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا

۷۶- ہمیشہ رہنے کے باغ، جن کے نیچے نہریں

---

کہ وہ شخص جو عالم دین ہے جس کا منصب ہدایت کو لوگوں میں پھیلانا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ان تمام علوم میں ماہر ہو۔ جو اس کے مخاطب معاصرین میں پائے جاتے ہیں تاکہ کسی علمی بات میں ان لوگوں سے مرعوب نہ ہو۔ آج کل جو الحاد پھیل رہا ہے۔ اس کی بہت بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے علماء میں جمود اور تعطل پیدا ہو گیا ہے۔ وہ سائنس و فرنگ کے طلسمات سے آگاہ نہیں۔ اور نہیں جانتے کہ دشمن کن ہتھیاروں سے ملک پر حملہ آور ہوتا ہے۔ غور فرمائیے موسیٰ کو اسی قسم کے اعلیٰ ترین معجزات دیئے گئے جس قسم کے شعبدات ان میں رائج تھے۔ اسی لئے ان لوگوں کو معلوم ہوا، کہ جو شخص ہمیں ایمان و اسلام کی دعوت دیتا ہے علم و معارف و معلومات میں ہم سے کہیں آگے ہے۔

ف۲

جادوگروں نے اپنی فریب کاریوں کے مقابلہ میں جب حقیقت کی جلوہ گری دیکھی۔ تو چونکہ صاحب بصیرت تھے۔ خدا اللہ کے سامنے جھک گئے اور بے اختیار پکار اٹھے۔ کہ ہم رب موسیٰ و ہارون کا اعلان کرتے ہیں۔ اس کی قدرتیں بے پناہ اور عظیم ہیں۔ فرعون نے جب یہ منظر آنکھوں سے دیکھا تو بے بس ہو گیا۔ اور حاکمانہ انداز میں دھمکیاں دینے لگا۔ جادوگر چونکہ دل میں ایمان کی قوت داخل ہو چکی تھی۔ اس لئے وہ بے خوف ہو گئے۔ اور جرأت کے ساتھ فرعون سے کہہ دیا۔ کہ جو کچھ کرنا چاہتے ہو کر گزرو۔ ہم ان دھمکیوں سے خائف نہیں ہیں۔ تمہارا تعلق محض اس دنیا سے ہے۔ ہمارے دل حق کی روشنی سے منور ہو چکے ہیں۔ ان میں بجز اللہ کے خوف و ہراس کے لئے کوئی جگہ نہیں۔

(حاشیہ صفحہ ھذا)

ف۱

لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى - نہ اس میں مرے گا نہ جیئے گا۔ سے غرض یہ ہے۔ کہ جہنم کی زندگی نہایت تلخ اور ناگوار ہوگی۔ نہ تو ممکن ہوگا کہ موت کی وجہ سے ختم ہو سکے۔ اور نہ اختیار میں ہوگا کہ زندگی کے لوازم سے استفادہ کیا جائے۔

ف۲ حصول جنت کے لئے جس طرح ایمان شرط ہے اسی طرح عمل صالح ضروری ہے۔ محض اعتقاد جو عمل کے لئے محرک نہ ہو مفید نہیں ہوگا۔ اسلام اور ایمان دل و عمل دونوں کا نام ہے۔

الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَذٰلِكَ جَزٰۗؤُا مَنْ تَزَكّٰى ۝

بہتی ہیں، وہاں ہمیشہ رہیں گے، یہ اس کا بدلہ ہے جو پاک ہوا ۝

۷۷۔ وَلَقَدْ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى ڏ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰى ۝

۷۷۔ اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی، کہ میرے بندوں کو رات میں لے نکل، پھر ان کے لئے دریا میں خشک رستہ بنا دے، اور تو ان کے آ پکڑنے کا خوف خطرہ نہ کر ۝ ف۱

۷۸۔ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُوْدِهٖ فَغَشِيَهُمْ مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ۝

۷۸۔ پھر فرعون اپنی فوج لے کر ان کے پیچھے ہو لیا، اور گھیر لیا ان کو پانی نے جیسا گھیر لیا ۝

۷۹۔ وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى ۝

۷۹۔ اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور راہ نہ دکھائی ۝

۸۰۔ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ قَدْ اَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوٰعَدْنٰكُمْ جَانِبَ الطُّوْرِ الْاَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ۝

۸۰۔ اے بنی اسرائیل! تمہارے دشمن سے ہم نے تمہیں نجات دی، اور کوہ طور سے داہنی طرف تم سے وعدہ کیا۔ اور تم پر من و سلویٰ نازل کیا ۝

## تائید غیبی کے سامان!

ف۱ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے ہر چند یہ کہا کہ بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دو۔ مگر اس نے نہ مانا۔ اور چونکہ مقابلہ کی قوت نہ تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے غیب سے تائید کا سامان پیدا کروا دیا۔ فرمایا۔ تم بنی اسرائیل کو رات کی تاریکی میں ارض مصر سے نکال لے جاؤ۔ اور پھر دریا میں عصا مارو کہ خشک ہو جائے گا۔ تمہارے اور تمہاری قوم کے لئے اس میں رستہ بن جائے گا جس کی وجہ سے تم نیل کے عبور کر سکو گے۔

فرعون کو جب معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ قوم کو ساتھ لے کر ارض مصر سے بھاگ نکلنے کی کوشش میں ہیں۔ تو اس نے اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ تعاقب کیا۔ اور دریا میں گھوڑے ڈال دیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ فرعون غرق ہو گیا۔ نے فرعون اور اس کے ساتھیوں کا طعمہ بنایا۔ اور موت کے گھاٹ اتار دیا۔ واضح یہ ہے کہ جب کوئی قوم اللہ پر توکل کر کے ہمت باندھ لیتی ہے۔ تو خدا جو رب مسلمانوں کے ساتھ ہی کی اعانت فرماتا ہے اور غیب سے اس کے لئے غلبہ و اقتدار کے سامان پیدا ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔

دیکھ لیجئے۔ وہ دریا جس نے موسیٰ اور اس کی قوم کو راستہ دیدیا۔ وہ فرعون کے لئے مرگ و ہلاکت کا سامان بن گیا۔ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ خدائی مدد موسیٰ علیہ السلام کے شامل حال تھی۔ دریا کا پانی رک جانا اور اس میں راستہ بن جانا۔ یہ بصورت معجزہ ہے۔ عام حالات میں ایسا نہیں ہوتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جس نے دریا اور سمندر پیدا کئے ہیں اگر چاہے تو چشم زدن میں تمام سمندروں کو خشکی سے بدل دے اور ریت کو پانی کر دے۔ اس کی قدرت و استطاعت کے سامنے ہر چیز ممکن اور مطیع ہے۔

ان کلمات میں بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ دیکھو خدا نے کس طرح تمہیں تمہارے دشمن سے نجات دلائی۔ اور کیونکر تمہاری تربیت کے لئے موسیٰ کو طور پر آنے کی دعوت دی۔ پھر کن کن عنایات کے ماتحت تمہیں معیشت کے دھندوں سے آزاد رکھا۔

تم پر من و سلویٰ نازل کیا۔ تاکہ آزادی سے تم دین سیکھ سکو۔ اور اللہ تعالیٰ کی ایک شاندار قوم بن سکو۔

یہ عجیب بات ہے۔ کہ بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے ربانی ہونے

۸۱- كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ ۚ وَمَنْ يَّحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِيْ فَقَدْ هَوٰى ○

۸۱- اچھی چیزیں کھاؤ جو ہم نے تمہیں دیں اور اس میں سرکشی نہ کرو کہ تم پر میرا غضب نازل ہو۔ اور جس پر میرا غضب نازل ہوا، وہی گر گیا ○

۸۲- وَاِنِّيْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى ○

۸۲- اور بیشک جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے پھر ہدایت پائے میں اس کیلئے بڑا بخشنے والا ہوں ○

۸۳- وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ○

۸۳- اور اے موسیٰ تُو نے اپنی قوم سے ایسی جلدی کیوں کی ○

۸۴- قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ○

۸۴- بولا وہ یہ میرے پیچھے ہی ہیں اور اے میرے رب میں نے تیری طرف آنے میں اس لئے جلدی کی کہ تُو راضی ہو جائے ○

۸۵- قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ○

۸۵- فرمایا ہم نے تو تیرے پیچھے تیری قوم کو آزمایا، اور سامری نے انہیں گمراہ کر دیا ○ ف

۸۶- فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ اَفَطَالَ

۸۶- پھر موسیٰ غصہ میں بھرا ہوا غمگین اپنی قوم کی طرف لوٹا۔ کہا اے قوم کیا تمہارے رب نے تم سے اچھا وعدہ نہ کیا تھا، کیا تم پر مدت بڑھ گئی

جس قدر عنایات کی بارش کی۔ یہ لوگ اُسی قدر ہی غافل رہے۔ اور برابر سرکشی بڑھتی گئی۔

ان نعمتوں کے اظہار کی ضرورت اس لئے پیش آئی۔ کہ حضورؐ کے وقت کے یہودی اور عیسائی ان باتوں کو سمجھیں۔ اور ان کو معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو جو بھیجا ہے۔ تو ان کی رشد و ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ اور یہ بھی ان پر اللہ کا ایک مزید انعام ہے۔

## سامری کا بچھڑا

ف۱ موسیٰ علیہ السلام جب طور پر چلے گئے تو ان کے پیچھے بدبخت لوگوں کو موقع ملا کہ قوم میں گمراہی کے جراثیم پھیلائیں۔ چنانچہ سامری نامی ایک شخص نے ان کو مشورہ دیا۔ کہ جو زیورات اور چاندی سونے کے ظروف تمہارے پاس ہیں۔ وہ آگ میں ڈال دو۔ انہوں نے اس کی بات مان لی۔ اس نے پھر اس طرح چاندی اور سونے کو پگھلا کر ایک قالب تیار کیا۔ جو بچھڑے کی شکل کا تھا۔ اور اس میں ہوا کے آنے جانے کی وجہ سے ایک قسم کی آواز پیدا ہوتی تھی۔ بنی اسرائیل جو ذہنی لحاظ سے بہت پست اور ماؤف تھے۔ اور غالباً مصریوں کی گائے کی پرستش کے عادی ہو چکے تھے۔ سامری کے بچھڑے میں آ گئے۔ سامری نے کہا۔ یہ تمہارا اور موسیٰ کا رب ہے۔ تمہیں اس کی پرستش کرنا چاہیئے۔ وہ پرانے جذبۂ گاؤ پرستی اور اس کرشمہ کی وجہ سے کہ سونے چاندی کا مرکب بول رہا ہے۔ گمراہ ہو گئے۔ اور گائے کے بچھڑے کو حقیقی خدا سمجھنے لگے۔

موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے اطلاع دی۔ تو وہ غضب و غصہ سے بھرے ہوئے واپس لوٹے۔ اور قوم سے سختی کے ساتھ احتساب کیا کہ تم نے یہ کیا حرکت کی۔ کہ بے جان قالب کی پوجا شروع کر دی۔ کیا اللہ کے وعدے کے ایفاء میں کچھ دیر ہو گئی تھی۔ یا تمہیں عذاب الٰہی کی خواہش تھی۔ انہوں نے کہا۔ اس فعل کی ساری ذمہ داری سامری پر عائد ہوتی ہے ہم نے اس کے کہنے کے موافق کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان احمقوں کو بھی [?] سمجھایا کہ خدا ہونے کے لئے صرف عجیب ہونا کافی نہیں۔ بلکہ ضروری ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کی ضروریات کو جانے۔ ان کی پکار سنے۔ اور قبول کرے۔ ان کو منافع و برکات سے بہرہ مند کرے۔ اور ان کے دشمنوں کو مغلوب کرے۔ یہ بچھڑا تو ان کی باتوں کا جواب بھی [illegible] (باقی بر صفحہ)

حلِ لغات :- فَتَنَّا۔ آزمائش میں ڈال دیا۔ یعنی آزمائش کا ایک موقع پیدا کر دیا۔ اسی لئے گمراہی کا انتساب سامری کی جانب کیا ہے۔ وَاَضَلَّهُمْ

عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ۝

تھی، یا تم نے یہ چاہا، کہ تم پر تمہارے رب کا غضب نازل ہو۔ کہ تم نے میرے وعدہ کے خلاف کیا؟ ۝

۸۷- قَالُوْا مَاۤ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَاۤ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ ۝

۸۷- بولے ہم نے اپنے اختیار سے تیرے وعدہ کا خلاف نہیں کیا، مگر ہم پر قوم فرعون کے زیورات کے بوجھ لادے گئے تھے، سو ہم نے وہ پھینک دیئے پھر اس طرح سامری نے (اس کو) ڈھالا ۝

۸۸- فَاَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهٗ خُوَارٌ فَقَالُوْا هٰذَاۤ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۬ فَنَسِيَ ۝

۸۸- پھر اس نے ان کے لئے ایک بچھڑا بنا نکالا وہ ایک دھڑ تھا جو گائے کی آواز دیتا تھا پھر بولے کہ یہ تمہارا معبود ہے اور موسیٰ کا بھی معبود ہے۔ سو موسیٰ بھول کر چلا گیا ۝

۸۹- اَفَلَا يَرَوْنَ اَلَّا يَرْجِعُ اِلَيْهِمْ قَوْلًا ۬ وَّلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۝

۸۹- کیا وہ نہیں دیکھتے کہ وہ انہیں کسی بات کا جواب نہیں دیتا۔ اور ان کے نفع نقصان پر کچھ اختیار نہیں رکھتا؟ ۝

۹۰- وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ

۹۰- اور پہلے انہیں ہارون کہہ چکا تھا، کہ

(بقیہ حاشیہ)

نفع یا نقصان پہنچا سکتا ہے۔ پھر کیونکر اس کو خدائی مسند پر فائز قرار دیا جائے۔

بات یہ ہے کہ خدا وہ ہے، جو ہماری تمام ضروریات سے آگاہ ہے۔ جو دل کے بھیدوں کو جانتا ہے اور ہر آن ہمارا خیال رکھتا ہے۔ وہ ایسی ذات بابرکت ہے۔ جس کے نام سے دلوں میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ اور جو ہمارے لئے ہر طرح موجب اطمینان اور راحت وسکون قلب ہے۔ مگر مشرک ہیں کہ ان کی نظر ان معنوی حقائق تک بھی نہیں پہنچتی۔ وہ ہر عجیب و نادر چیز کے سامنے جھک جاتے ہیں۔

اور یہ نہیں سمجھتے۔ کہ خدائی کا تخیل کس درجہ بلند و ارفع ہے۔

## حلِ لغات

اَوْزَارًا۔ جمع وزر۔ بمعنے بوجھ۔

بنی اسرائیل چاندی سونے کے زیورات بجائے خود اپنے ساتھ لے آئے تھے۔ اب چونکہ وہ ان تمام باتوں کو چھوڑ چکے تھے۔ اور جنگل میں آباد تھے اس لئے ان زیورات کو غیر ضروری بوجھ قرار دیا۔ اور آسانی سے اطاعت پر راضی ہو گئے۔

يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ ۚ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِيْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ ○

اے قوم اس بچھڑے کے سبب تم بہکا دیئے گئے ہو ○ تمہارا رب تو رحمٰن ہے سو تم میرے تابع رہو اور میری بات مانو ○

۹۱- قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى ○

۹۱- بولے کہ ہم برابر اسی بچھڑے کے معتکف رہیں گے جب تک موسیٰ ہمارے پاس لوٹ کر آئے ○

۹۲- قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا ○

۹۲- موسیٰ نے کہا اے ہارون جب تو نے ان کو دیکھا تھا کہ وہ گمراہ ہوئے تو تجھ کو کس چیز نے روکا ○

۹۳- اَلَّا تَتَّبِعَنِ ۭ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِيْ ○

۹۳- کہ تو نے میری پیروی نہ کی کیا تو نے میرے حکم کی نافرمانی کی ○

۹۴- قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِيْ وَلَا بِرَاْسِيْ ۚ اِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِيْ ○

۹۴- بولا۔ اے میری ماں کے بیٹے میری ڈاڑھی اور میرا سر نہ پکڑ۔ میں ڈرا کہ تو کہے گا، کہ تو نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈالی، اور میری بات یاد نہ رکھی ○ ف

۹۵- قَالَ فَمَا خَطْبُكَ يٰسَامِرِيُّ ○

۹۵- موسیٰ بولا۔ اے سامری تیرا کیا حال ہے؟ ○

۹۶- قَالَ بَصُرْتُ بِمَا لَمْ يَبْصُرُوْا بِهٖ

۹۶- وہ بولا میں نے وہ کچھ دیکھا جو ان اسرائیلیوں نے نہ دیکھا

## حضرت موسیٰ کی غیرت دینی

ف موسیٰ علیہ السلام قوم کی اس بت پرستی کی حرکت سے سخت طیش میں تھے۔ فرط غضب میں انہوں نے حضرت ہارون سے بھی سختی کے ساتھ باز پرس کی۔ اور کہا کہ تم نے یہ سب کچھ کیوں اپنے سامنے ہونے دیا۔ یہاں چند باتیں قابل غور ہیں:-

(۱) حضرت موسیٰ کی طبیعت میں فطرتاً سختی تھی۔ اور ایسا ہونا ضروری بھی تھا۔ کیونکہ مقابلہ فرعون سے تھا۔ اور اس کی قوم کے جابر سے۔

(۲) یہ غضب ذاتی طور پر نہ تھا۔ بلکہ دین کے مقابلے میں محض اللہ کی محبت کے جوش سے تھا۔

(۳) واقعات اسی نوع کے تھے۔ کہ موسیٰ جیسے پیغمبر کا غصہ سے بے تاب ہو جانا بالکل اضطراری تھا۔ کیونکہ انہوں نے بڑی مشکلوں سے بنی اسرائیل کو فرعون کے چنگل سے نکال کر یہاں رکھا تھا۔ تاکہ یہ گمراہی کے اثرات سے محفوظ رہیں۔ مگر جب انہوں نے دیکھا کہ یہاں بھی یہ لوگ محفوظ نہیں رہے۔ اور ساری محنت اکارت گئی تو غصہ سے بھڑک اٹھے۔

(۴) موسیٰ نے جہاں پیغمبر تھے۔ وہاں انسان بھی تھے۔ اور بشری تقاضے اور ولولے ان میں موجود تھے۔

ان حقائق و حالات میں اگر انہوں نے ہارون کی ڈاڑھی پکڑ لی۔ اور بظاہر غیر اولیٰ الفاظ میں مخاطب فرمایا۔ تو بالکل طبعی اور مقتضیٰ امر تھا۔

اس جواب طلبی میں ہارون علیہ السلام نے جو کچھ ارشاد فرمایا۔ وہ سننے کے قابل ہے۔ کہتے ہیں۔ میں نے زیادہ زور کے ساتھ اس لئے ان لوگوں کو گوسالہ پرستی سے نہیں روکا۔ کہ ان میں تفریق نہ پیدا ہو جائے گویا ہارون علیہ السلام کی نظر میں اختلاف و تشتت کا مرض شرک کے مرض سے بھی زیادہ خطرناک اور ہولناک ہے۔ انہوں نے یہ تو گوارا کر لیا۔ کہ ایک جماعت کی جماعت گمراہی کے عقیدے پر چل رہی ہے مگر یہ گوارا نہیں کیا۔ کہ قوم میں اختلاف پیدا ہو۔ اور قوم دو گروہوں میں تقسیم ہو جائے کیونکہ ان کو یقین تھا کہ حضرت موسیٰ کے آجانے کے بعد شرک توحید سے بدل سکتا ہے۔ اور قوم پھر ایک خدا کی پرستار بن سکتی ہے مگر شاید بمشکل ہرگز دو گروہوں میں بٹی ہوئی جماعت پھر سے ایک صف میں منسلک ہو سکے۔ کیا ہمارے فرقہ بازی کے علمبردار اس حقیقت پر غور فرمائیں گے؟

فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ فَنَبَذْتُهَا وَكَذَٰلِكَ سَوَّلَتْ لِي نَفْسِي ○

پھر میں نے اُس رسول (جبریل) کے نقشِ قدم میں سے ایک مٹھی خاک اٹھالی اور پھر اسے (بچھڑے کے پیٹ میں) ڈال دی اور میرے جی نے مجھے یہی صلاح دی ○ ف

۹۷- قَالَ فَاذْهَبْ فَإِنَّ لَكَ فِي الْحَيٰوةِ أَن تَقُولَ لَا مِسَاسَ ۖ وَإِنَّ لَكَ مَوْعِدًا لَّن تُخْلَفَهُ ۖ وَانظُرْ إِلَىٰ إِلٰهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۖ لَّنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا ○

۹۷- موسیٰ بولا اچھا جا، تیری سزا اسی زندگی میں یہ ہے کہ تو کہا کرے گا کہ مجھے نہ چھوؤ اور تیرے لئے ایک وعدہ ہے جو تجھ سے خلاف نہ ہوگا (یعنی عذاب قیامت) اور اپنے معبود کو دیکھ، جس پر تو مجاور ہو بیٹھا تھا۔ ہم اس کو جلا دیں گے، پھر اسے دریا میں بکھیر دیں گے ○

۹۸- إِنَّمَا إِلٰهُكُمُ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ وَسِعَ كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ○

۹۸- تمہارا معبود صرف وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر شے اس کے علم میں سما رہی ہے ○

۹۹- كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ مَا قَدْ سَبَقَ ۚ وَقَدْ آتَيْنٰكَ

۹۹- گزشتہ خبروں میں سے ہم تجھے اے محمد (ﷺ) قصے سناتے ہیں اور ہم نے تجھے اپنے پاس سے

ف

سامری نے جو یہ قصہ سنایا ہے۔ کہ میں نے جبریل کے نقش قدم کو دیکھ لیا تھا۔ اور ایک مٹھی مٹی وہاں سے اٹھالی تھی۔ اور اس گوسالہ میں ڈال دی تھی۔ تاکہ اس میں آواز پیدا ہو جائے۔ یا تقدس آ جائے۔ یہ محض اس کا اپنا وہم تھا۔ جیسا کہ اس نے خود تصریح کر دی ہے کہ یہ نفس نے مجھے یونہی سمجھا دیا تھا۔ ورنہ قرآن حکیم نے اس بات کی صراحت نہیں فرمائی۔ کہ اس مٹی کی وجہ سے اس میں آواز پیدا ہو گئی تھی۔ نہ قرآن میں یہ مذکور ہے کہ جبریل کے نقش پا میں یہ تاثیر ہے۔

ابو مسلم اصفہانی نے بَصُرْتُ کے معنے علم کے لئے ہیں۔ اور فَقَبَضْتُ قَبْضَةً مِّنْ أَثَرِ الرَّسُولِ کے معنے سنت موسیٰ کی پیروی کے قرار دیئے ہیں۔ تو ترجمہ یہ ہوگا۔ کہ سامری نے کہا۔ کہ میں نے معلوم کیا۔ کہ یہ لوگ راہ راست پر نہیں ہیں۔ اس لئے میں نے آپ کی اطاعت کی اور آپ کی پیروی اختیار کی۔ پھر چھوڑ دی۔ اور گوسالہ پرستی کی طرح ڈالی۔

## حلِ لغات

أَن تَقُولَ لَا مِسَاسَ۔ یعنے تمہاری حالت ایسی ہو جائے گی۔ کہ لوگ تم سے نفرت کریں گے۔ اور قریب نہیں بھٹکنے دیں گے۔

بنی اسرائیل کو گمراہ کرنے کی سزا اس کو اللہ تعالیٰ نے یہ دی۔ کہ باقی عمر لوگوں سے جدا رہا۔ کیونکہ قدرت نے اس کے جسم میں ایسا مادہ پیدا کر دیا۔ کہ وہ جس کو ہاتھ لگاتا یا کوئی اس کو چھوتا۔ تو جس کو ہاتھ لگایا جاتا۔ اور چھونے والا دونوں بخار میں مبتلا ہو جاتے۔ یہ تو صرف دنیا کے عذاب کی کیفیت تھی۔ عقبٰے کا عذاب اس کے سوا رہا۔

مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا ۚۖ

نصیحت کی کتاب دی ہے ۞ ف۱

۱۰۰۔ مَنْ اَعْرَضَ عَنْهُ فَاِنَّهٗ یَحْمِلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وِزْرًا ۞

۱۰۰۔ جو اس سے منہ موڑے وہ قیامت کے دن ایک بوجھ اٹھائے گا ۞

۱۰۱۔ خٰلِدِیْنَ فِیْهِ ؕ وَ سَآءَ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حِمْلًا ۞

۱۰۱۔ اور اس بوجھ میں ہمیشہ رہے گا۔ اور قیامت کے دن ان کے لئے برا بوجھ ہے ۞

۱۰۲۔ یَّوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِیْنَ یَوْمَىٕذٍ زُرْقًا ۚۖ

۱۰۲۔ جس دن نرسنگا پھونکا جائے گا اور ہم اس دن مجرموں کو نیلی آنکھیں کر کے اٹھائیں گے ۞

۱۰۳۔ یَّتَخَافَتُوْنَ بَیْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ۞

۱۰۳۔ وہ آپس میں چپکے چپکے کہیں گے کہ تم تو صرف دس دن دنیا میں رہے تھے ۞

۱۰۴۔ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ اِذْ یَقُوْلُ اَمْثَلُهُمْ طَرِیْقَةً اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا یَوْمًا ۞

۱۰۴۔ ہم خوب جانتے ہیں جو وہ کہیں گے جب ان میں اچھی راہ والا شخص کہے گا۔ کہ تم تو صرف ایک ہی دن رہے تھے ۞ ف۲

۱۰۵۔ وَ یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ

۱۰۵۔ اور پہاڑوں کی بابت تجھ سے پوچھتے ہیں تو کہہ

## دُنیا کی جامع ترین کتاب

ف۱ قرآن حکیم میں کمال یہ ہے کہ اس میں رشد و اصلاح کا کوئی پہلو نہیں چھوڑا گیا۔ ہر نوع اور ہر قسم کے دلائل بیان کئے گئے ہیں آپ دیکھیں گے کہ کہیں فلسفیانہ براہین کا انبار ہے۔ کہیں فطرت کے عجائبات سے استشہاد ہے۔ کہیں یہ کہا گیا ہے کہ خود اپنے نفسیات کا مطالعہ کرو۔ اور دل کی گہرائیوں کو دیکھو۔ اور کہیں دنیا کے اہم اور مفید البیان اقتباسات گنائے ہیں۔ اخلاق و معاشرت کی تفصیلات ہیں اور حکم و نصائح کا ذکر۔ علم و عقائد کے مسائل بھی ہیں۔ اور اقوام و امم کے حالات بھی۔ یہی وجہ ہے کہ جامعیت کے اعتبار سے قرآن کا پایہ کائنات کے تمام صحیفوں سے کہیں بلند ہے ۔

ف۲ جو لوگ یہاں ان آسائشوں میں الجھ کر رہ جاتے ہیں اور آخرت کو اس وجہ سے بھول جاتے ہیں۔ کہ قرآن کی آواز پر کان نہیں دھرتے ایک وقت آئے گا۔ جب کہ پچھتائیں گے۔ ان کی گذشتہ زندگی بوجھ سے کم ہو جائے گی۔ اور یہاں کے تمام تعلقات کی ان کو حقیقت کھل جائے گی ۔

یَوْمَ یُنْفَخُ سے مراد یہاں دوسری دفعہ صور پھونکنا ہے۔ اس وقت تمام لوگ اللہ کی حکمت و مشیت سے جی اٹھیں گے۔ قرآن و حدیث کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ دو دفعہ یہ صور پھونکا جائے گا۔ ایک اس وقت جب اللہ کو یہ منظور ہو گا۔ کہ دنیا کا خاتمہ کر دیا جائے اور ایک اس وقت جب دوبارہ دنیا والے زندہ کئے جائیں گے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالٰے نے اس نفخ صور میں یہ تاثیر رکھی ہو۔ کہ وہ ایک وقت تو کائنات کی موت اور دوسرے وقت مخلوق کی زندگی کا موجب بن سکے۔ اور یہ بھی ممکن ہے۔ کہ یہ محض ایک اعلان اور تنبیہ ہو اور براہ راست زندگی اور موت میں اس کا دخل نہ ہو۔ بہر حال یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالٰے کے سامنے کوئی چیز محال نہیں۔ یہ تخلیق و اماتت کے مختلف طریقے اللہ کے شئون مختلفہ میں سے محدودے چند ہیں۔ ورنہ اصل بات یہ ہے کہ وہاں مطلقاً ارادہ کی ضرورت ہے۔ وسائل و ذرائع بالکل ثانوی حیثیت رکھتے ہیں۔ جب وہ کسی چیز کو پیدا یا ناپید کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کے ارادہ میں دباقی بر صفحہ(...)

حل لغات:۔ حِمْلًا ۔ بوجھ و بار ۔ زُرْقًا ۔ ازرق کی جمع ہے نیلی آنکھوں والے ۔ عرب میں نیلی آنکھوں والا منحوس شمار ہوتا تھا۔ اور اس کے

۱۱۲- وَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخٰفُ ظُلْمًا وَّلَا هَضْمًا ۝

۱۱۳- وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا وَّصَرَّفْنَا فِيْهِ مِنَ الْوَعِيْدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ اَوْ يُحْدِثُ لَهُمْ ذِكْرًا ۝

۱۱۴- فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّقْضٰٓى اِلَيْكَ وَحْيُهٗ ۫ وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا ۝

۱۱۵- وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا ۝

۱۱۶- وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اَبٰى ۝

۱۱۲- اور جس شخص نے مومن ہوکر نیک عمل کیے، اُسے نہ بے انصافی کا ڈر ہوگا، اور نہ کسی کے دبانے کا خوف ہوگا ۝

۱۱۳- اور یونہی ہم نے تجھ پر عربی زبان میں قرآن نازل کیا اور اس میں ان باتوں کو جن سے ڈر پیدا ہو بار بار ذکر کیا ہے شاید وہ ڈریں، یا قرآن ان کے دل میں غور و فکر پیدا کرے ف۱

۱۱۴- تو اللہ جو سچا بادشاہ ہے بڑا بلند مرتبہ ہے۔ اور قرآن پڑھنے میں اے محمد قبل اس کے کہ تیری طرف اس کی وحی نازل ہو جلدی نہ کر اور کہہ کہ اے میرے رب مجھے اور زیادہ علم دے ۝ ف۲

۱۱۵- اور ہم نے آدم سے اس کے پہلے عہد کیا تھا سو وہ بھول گیا، اور ہم نے اس میں کچھ ہمت نہ پائی ۝ ف۳

۱۱۶- اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا، مگر ابلیس نے انکار کیا ۝

ف۱

یعنی قرآن حکیم میں وعید اور عذاب کی تفصیلات اس لئے بیان کی گئی ہیں۔ تاکہ وہ لوگ جن کے دلوں میں ذرہ بھر بھی اثر پذیری کی استعداد موجود ہے وہ خشیت الٰہی سے قلب کو معمور کرلیں۔ اور اس دنیا میں اللہ کی رضا کو حاصل کریں۔

## تفہیمات قرآن بھی منزل من اللہ ہیں!

ف۲

جس طرح قرآن منزل من اللہ ہے۔ اور منشاء الٰہی کا ترجمان ہے اسی طرح اس کی تفصیلات جو قلب پیغمبر اور افق نبوت سے جلوہ گر ہوتی ہیں۔ منزل من اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم کو تمام ضروری تفصیلات اور وضاحت کے ساتھ نازل فرمایا ہے۔ چنانچہ اس آیت میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ جب قرآن نازل ہو تو اس کے جاننے میں جلدی نہ کیجئے۔ جب تک کہ تفصیلات کا انکشاف نہ ہو جائے۔ اور وحی کے مقاصد تمام نہ ہو جائیں اور ہمیشہ دعا کیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ فہم قرآن میں زیادہ سے زیادہ برکت عنایت فرمائے پیغمبر جو عصر نبوت میں تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہوتا ہے۔ جس کی معلومات براہ راست مشکوٰۃ قدس سے مستنیر ہوتی ہیں اُن اس آیت میں ارشاد ہوتا ہے۔ کہ وسعت علمی کے لئے ہمیشہ کوشاں رہو۔ اور کسی منزل پر بھی قناعت اختیار نہ کرو جس کے صاف صاف معنے یہ ہیں کہ نفس علم کی پہنائیاں بے حد وسیع ہیں۔ اور کسی شخص کے اختیار میں نہیں کہ وہ پورے علم کا احاطہ کر سکے ان یہ ضروری ہے کہ شوق تحصیل برقرار رہے۔ اور کاروان طلب راستے میں کہیں نہ قیام نہ کرے

ف۳ یہاں آدم علیہ السلام کی طرف سے ربانی عہد

١١٧- فَقُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَّكَ وَ لِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى ۝

١١٧- پھر ہم نے کہا اے آدمؑ یہ ابلیس تیرا اور تیری زوجہ کا دشمن ہے، سو کہیں تم دونوں کو جنت سے نہ نکلوا دے، پھر تُو تکلیف میں پڑے ۝

١١٨- اِنَّ لَكَ اَلَّا تَجُوْعَ فِيْهَا وَلَا تَعْرٰى ۝

١١٨- جنت میں تیرے لیے یہ ہے کہ نہ بُھوکا ہو، نہ ننگا ۝

١١٩- وَ اَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ۝

١١٩- اور نہ وہاں تُو پیاسا ہو۔ اور نہ دُھوپ کھائے ۝

١٢٠- فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَ مُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ۝

١٢٠- پھر شیطان نے آدمؑ کے دل میں ڈالا۔ بولا "اے آدمؑ کیا میں تجھے سدا جینے کا درخت اور وہ سلطنت کہ پُرانی نہ ہو، بتاؤں؟ ۝

١٢١- فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ز وَ عَصٰٓى اٰدَمُ

١٢١- پھر اس درخت میں سے دونوں نے کھایا، پھر ان دونوں کو شرمگاہیں معلوم ہو گئیں اور دونوں اپنے اُوپر باغ کے پتّے ٹانکنے لگے۔ اور آدمؑ نے اپنے رب کی

## بقیہ حاشیہ

صنعت بیان فرمائی ہے۔ کہ ان سے اجتہادی لغزش کا صدور ہو گیا۔ ورنہ قصداً نافرمانی کی جرأت انبیاء میں نہیں ہوتی۔ کیونکہ منصب نبوت کے معنے ہی یہ ہیں۔ کہ اللہ کی فرمانبرداری کے جذبات کو عام کیا جائے۔ اور بڑے سے بڑے سرکشوں کو ربّ العالمین کے سامنے جھکا دیا جائے۔ پھر یہ کس طرح ممکن ہے، کہ جو اطاعت شعاری کی تلقین کے لیے آیا ہے، وہ خود نافرمانی و عصیان کا ارتکاب کرے؟

## حلِ لغات

لَا تَظْمَؤُا۔ ظَمَأٌ پیاس کو کہتے ہیں۔ یہاں مُراد پیاس کی سختی اور ناگواری ہے۔ مطلقاً پیاسا مقصود نہیں۔

شَجَرَةِ الْخُلْدِ۔ خُلد کا درخت۔ جس کا پھل کھا کر دوامی نعمت حاصل ہو جائے۔

يَخْصِفٰنِ۔ خصف کے معنے اصل میں جُوتا گانٹھنے کے ہیں۔ یہاں مُراد یہ ہے کہ وہ بدن پر پتّے چپکاتے تھے۔

عَصٰى اور غَوٰى۔ عصیان اور غوایت کا لفظ چھوٹی بڑی سب لغزشوں پر بولا جاتا ہے۔

رَبَّهٗ فَغَوٰى ۝

نافرمانی کی، سو راہ سے بھٹک گیا ۝

۱۲۲- ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى ۝

۱۲۲- پھر اُس کے ربّ نے اُسے نوازا، اور اس پر توجہ کی اور ہدایت کی ۝ ف۱

۱۲۳- قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيْعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ ۚ فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى ۙ فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ۝

۱۲۳- فرمایا، تم دونوں یہاں سے اکٹھے اترو، ایک دوسرے کے دشمن ہو، پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے ہدایت آئے۔ تو جو میری ہدایت کے مطابق ہوگا، وہ نہ بھٹکے گا، اور نہ دُکھ اٹھائے گا ۝

۱۲۴- وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝

۱۲۴- اور جو میری یاد سے منہ موڑے گا، اس کی معیشت تنگ ہوگی، اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اٹھائیں گے ۝

۱۲۵- قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ۝

۱۲۵- وہ کہے گا، اے ربّ مجھے اندھا کیوں اٹھایا میں تو بینا تھا ۝

۱۲۶- قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا

۱۲۶- خدا فرمائے گا، اسی طرح ہماری آیتیں تیرے پاس آئیں

## ہمارا اصلی مقام جنت ہے!

ف۱ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا۔ اور تمام فرشتوں کو اس کے سامنے جھکایا۔ تاکہ اس میں عزتِ نفس کے جذبات بیدار ہوں۔ اور وہ صحیح معنوں میں اللہ کا نائب کہلا سکے۔ پھر جنت میں جگہ دی تاکہ اس کو معلوم ہو کہ اس کا اصلی مقام جنت ہے اور اس کی فطرت میں نیکی اور خدا کا قرب لکھا ہے۔ مگر آدم شیطان کی عیارانہ باتوں میں آگیا۔ اور اس سے وہ لغزش ظہور میں آئی جو انسانی عہد جنت سے انزال پر منتج ہوئی۔ شیطان نے کہا آدم کی بشری ضعیفات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا جانتے ہو تمہیں شجرِ ممنوعہ سے کیوں روکا گیا ہے؟ اس لئے کہ کہیں تم اس درخت کے پھل کو کھا کر خلود و دوام کی نعمتیں نہ حاصل کر لو۔ اور تمہیں ہمیشہ کی بادشاہت نہ مل جائے۔ آدم کے دل میں ایک کھٹکا پیدا ہوئی۔ اور تجسس اور معلومات کی خواہش سے کہ دیکھیں اس کے کھانے کا کیا ہوتا ہے۔ شجرِ ممنوعہ کے قریب گیا۔ اور پھل توڑ کر کھا لیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ مادی اور اخلاقی احساسات بیدا ہو گئے۔ ان کو معلوم ہوا۔ کہ ان کے بدن پر لباس نہیں ہے اور انہیں لباس کی ضرورت ہے۔ چنانچہ جنت کے پتوں سے تن ڈھانکنے لگے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ یہ آدم کی لغزش اور عصیان کا نتیجہ تھا۔ مگر جب ان کو اپنی لغزش کا احساس ہوا۔ اور انھوں نے معافی مانگ لی، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو پھر برگزیدہ کر دیا۔ مگر جنت سے ایک خاص وقت تک محروم رکھا۔ فرمایا۔ اب تمہاری یہاں گزر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ تم میں اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔ شیطان اور اس کی ذریت ہر وقت تمہاری تاک میں ہے۔ تم دنیا میں جاؤ، اور شیطان کا وہاں جا کر مقابلہ کرو۔ میری ہدایات وقتاً فوقتاً نازل ہوتی رہیں گی۔ تمہاری اولاد نے اگر اس سے تمسک کیا۔ تو وہ پھر اس مقام کو حاصل کر لے گی۔ اور اگر انھوں نے نافرمانی کا ارتکاب کیا۔ تو پھر قیامت میں خیر نہیں۔ بہت بری زندگی بسر کریں گے، وہاں مکافاتِ عمل کے ماتحت جو سزائیں ملیں گی۔ وہ بالکل ہمارے اعمال کے مطابق ہوں گی۔ جیسے کہ وہ لوگ جو یہاں عمداً آنکھیں بند کر لیتے ہیں۔ اور حقائق کو نہیں دیکھتے۔ (باقی بر صفحہ ۷۶۶)

فَنَسِيتَهَا ۚ وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ ۝

سو تُو نے اُنہیں بھلا دیا۔ اور اسی طرح آج تُو بھلا یا گیا ۝

۱۲۷- وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي مَنْ أَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِن بِآيَاتِ رَبِّهِ ۚ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَىٰ ۝

۱۲۷- اور اسی طرح ہم اُس کو بدلہ دیں گے جو حد سے باہر نکل گیا اور اپنے رب کی آیتوں پر ایمان نہ لایا۔ اور بیشک آخرت کا عذاب سخت اور زیادہ پائدار ہے ۝

۱۲۸- أَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي مَسَاكِنِهِمْ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ ۝

۱۲۸- سو کیا اُنہیں اِس بات سے ہدایت نہ ہوئی کہ اُن سے پہلے ہم نے بہت سی اُمتوں کو ہلاک کیا جن کے گھروں میں یہ چلتے پھرتے ہیں بیشک اس میں عقلمندوں کیلئے نشانیاں ہیں ۝

۱۲۹- وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَكَانَ لِزَامًا وَأَجَلٌ مُّسَمًّى ۝

۱۲۹- اور اگر ایک کلمہ جو تیرے رب کی طرف سے پہلے صادر ہو چکا ہے، اور ایک مقررہ وقت نہ ہوتا، تو عذاب فوراً آ چپٹتا ۝ ف

۱۳۰- فَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَسَبِّحْ

۱۳۰- سو جو وہ کہتے ہیں اُس پر صبر کر، اور سورج

وہ جب اٹھیں گے۔ تو اُن سے دیکھنے کی استعداد چھین لی جائے گی۔ وہ کہیں گے۔ پروردگار دُنیا میں تو ہماری آنکھیں تھیں۔ یہاں کیوں ہم اندھے ہیں۔ اور نظر و بصر سے محروم ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرمائیں گے۔ اس لئے کہ جب میری آیتیں اور نشانیاں تمہارے سامنے آئیں۔ تو تم نے آنکھیں بند کر لیں۔ اور کبر و غرور سے میرے پیغام کو ٹھکرایا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آج جنت کی نعمتوں نے تم سے منہ پھیر لیا ہے اور تم اندھے ہو گئے ہو۔ کہ اب خدائے رحیم کی نعمتوں کو نہ دیکھ سکو۔

ارشاد ہوتا ہے۔ کہ تم دُنیا کی مصیبتوں سے ڈر کر سچائی کو نہیں مانتے۔ اور نہیں جانتے کہ آخرت کا عذاب بہت زیادہ سخت اور ناقابلِ برداشت ہے اور پھر اس کی تلخیاں ایسی نہیں، کہ ختم ہو جائیں۔ وہ باقی رہنے والی ہیں۔

ف

وہ سرکش لوگوں کی سرکشیاں جب حد سے بڑھ گئیں، اور وہ حق کو

ناقابلِ برداشت ایذائیں پہنچانے لگے۔ تو اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ تمہیں اپنی قوت و جاہ پر مغرور نہ ہونا چاہیئے اور محض اس لئے نازاں نہ ہونا چاہیئے۔ کہ تمہارے پاس قوت و دولت کے فراواں خزانے ہیں۔ تم سے پہلے گذشتہ قوموں نے بھی اللہ کی نافرمانی کی۔ اور کبر و غرور سے اس کے پیغام کو ٹھکرا دیا۔ اور اپنی مادی قوتوں پر بھروسہ کیا۔ مگر جب اللہ کے عذاب سے دوچار ہوئے۔ تو بالکل تباہ کر دیئے گئے اور ان کا نشان تک باقی نہ رہا۔ ارشاد ہوتا ہے، کہ اللہ کی ڈھیل سے ناجائز فائدہ نہ اٹھاؤ۔ اس نے اگر تم کو بعض مصالح کی بنا پر ہلاک نہیں کیا۔ تو یہ نہ سمجھو کہ وہ تم سے خوش ہے۔ اس کے عذاب کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے جب کسی قوم کے گناہوں کا پیمانہ لبریز ہوتا ہے۔ تو اس وقت خدائے تعالیٰ عذاب بھیجتا ہے۔ بہرحال عذاب سے قبل مہلت و ڈھیل کی پوری مہلت دیتا ہے۔

حلِ لغات: ۔ تُنسٰی۔ یعنی تجھ سے بالکل بے پروائی برتی جائے گی

ہے۔ یعنی حتمی اور یقینی عذاب۔

بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا ۚ وَمِنْ آنَائِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ۝

نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کیا کر اور رات کی بعض گھڑیوں اور دن کی اطراف میں تسبیح کر، شاید تو راضی ہو ۝ ف۱

۱۳۱- وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ ۚ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّأَبْقٰى ۝

۱۳۱- اور حیاتِ دنیا کی آرائش کے سامان جو ہم نے ان لوگوں میں سے بعض کو طرح طرح کے فوائد بخشے ہیں تو ان کی طرف اپنی آنکھیں نہ پسار کہ اس میں ان کی آزمائش ہے اور تیرے رب کا رزق بہتر اور پائیدار ہے ۝

۱۳۲- وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝

۱۳۲- اور تو اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر قائم رہ۔ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے بلکہ تجھے روزی دیتے ہیں اور آخر متقیوں ہی کا بھلا ہے ۝

۱۳۳- وَقَالُوا لَوْلَا يَأْتِينَا بِآيَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ أَوَلَمْ تَأْتِهِمْ بَيِّنَةُ

۱۳۳- اور وہ کہتے ہیں کہ اپنے رب سے ہمارے لیے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا، کیا ان کے پاس پہلی کتابوں کی

ف۱

ان آیات میں حضورؐ کو صبر و برداشت کی تلقین فرمائی ہے کہ اگر بدبخت بدزبانی اور دشنام طرازی سے باز نہیں آتے۔ تو آپ ان سے اتنے بلند ہو جائیے کہ ان کو خود اپنے بد اعمال پر ندامت محسوس ہونے لگے اللہ کی عبادت کیجئے۔ اس کی حمد و ستائش کا اظہار کیجئے اور ان کے تکلفات کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھئے کہ یہ سب سامانِ عیش و طرب ان کے لئے وجہ آزمائش ہیں۔ تمہاری دولت اصلی اور رہنے والا سرمایہ تو وہ ہے جس کا تعلق آخرت سے ہے۔ خود قیام صلوٰۃ پر عمل کیجئے اور اپنے قریب کے لوگوں کو اس پر آمادہ کیجئے۔ اور رزق کی جانب سے بے نیاز ہو جائیے۔ ہم آپ کو دنیا کے فکر سے مستغنی کر دیں گے۔ تاکہ آپ فراغ قلبی کے ساتھ اسلام کو دنیا کے کناروں تک پہنچا سکیں۔ ان سب احکام کا مقصد یہ نہیں۔ کہ حضورؐ میں صبر و برداشت کا مادہ نہیں تھا۔ یا تسبیح و ستائش کا جذبہ نہیں تھا، یا ان کی نظر دنیا کے تکلفات پر تھی۔ یا یہ کہ آپ دولت حاصل کرنے کی فکر میں تھے۔ بلکہ بات یہ ہے، کہ قرآن حکیم کا یہ مخصوص انداز بیان ہے۔ کہ وہ حضورؐ کی سیرت کو احکام کی شکل میں پیش کرتا ہے۔ اس لئے حاصل ان آیات کا مطلب یہ ہے کہ گو کفار مکہ حضورؐ کو بے حد ایذائیں پہنچاتے ہیں مگر آپ ان کے مقابلہ میں بدرجہ ہا صبر و برداشت ہیں۔ تسبیح و ستائش رب العزت سے کام ہے۔ اور گو کفار کی نظریں محض دولت و آسائش پر ہیں۔ مگر آپ قطعاً ان تکلفات سے بالا ہیں۔

## حلِ لغات

اَزْوَاجًا۔ انواع واقسام کے لوگ۔

زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ۔ زندگی کا حسن و جمال۔

مَا فِي الصُّحُفِ الْأُولٰى ○

جو پہلی کتابوں میں ہے ○

۱۳۴۔ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى ○

۱۳۴۔ اور اگر ہم اس سے پہلے انہیں عذاب کے ساتھ ہلاک کر دیتے، تو وہ کہتے کہ اے ہمارے رب ہمارے پاس کوئی رسول کیوں نہ بھیجا کہ ہم ذلیل اور رسوا ہونے سے پہلے تیری آیتوں کے تابع ہو جاتے ○ ف۱

۱۳۵۔ قُلْ كُلٌّ مُّتَرَبِّصٌ فَتَرَبَّصُوْا ۚ فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى ○

۱۳۵۔ تو کہہ ہر کوئی منتظر ہے، پس تم منتظر رہو، عنقریب تم جان لوگے کہ سیدھی راہ والے کون تھے، اور کس نے راہ پائی ○

## سُوْرَةُ الْاَنْبِيَاۗءِ

مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا (۱۱۲) رُكُوْعَاتُهَا (۷)

## سورہ انبیاء

مکی

آیتیں ۱۱۲ ——— رکوع ۷

ف۱

کہ والوں کی حالت یہ تھی۔ کہ جب انہیں اصلاح و تہذیب کے ہمہ گیر پروگرام کی طرف بلایا جاتا۔ تو وہ کہتے پہلے ہمیں ہماری مرضی کے مطابق نشانیاں دکھائیے۔ پھر اس کے بعد ہم تمہاری دعوت پر غور کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کیا انہوں نے پہلے صحیفوں کو پڑھ لیا ہے۔ اور انبیاء سابقین کے پیغامات پر غور کر لیا ہے۔ یہ اگر عبرت و فکر سے ان گزشتہ آسمانی کتب کا مطالعہ کریں۔ تو انہیں قرآن کی صداقت فوراً معلوم ہو جائے گی۔

## حلِ لغات

مُتَرَبِّصٌ۔ منتظر۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا)

۱- اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِيْ غَفْلَةٍ مُّعْرِضُوْنَ ۝

۱- لوگوں کے حساب کا وقت قریب آگیا اور وہ غفلت میں منہ پھیرے ہوئے ہیں ۝

۲- مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ مُّحْدَثٍ اِلَّا اسْتَمَعُوْهُ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ ۝

۲- جو نئی نصیحت ان کے رب کے پاس سے ان کو آتی ہے اسے کھیل میں ہی لگے ہوئے سنتے ہیں ۝

۳- لَاهِيَةً قُلُوْبُهُمْ ۭ وَاَسَرُّوا النَّجْوَى ۖ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۖ هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۚ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝

۳- ان کے دل کھیل میں پڑے ہیں اور ظالموں نے چپکے چپکے مصلحت کی رکھتے ہیں کہ یہ تو تم ہی جیسا ایک آدمی ہے۔ پھر تم اپنی آنکھوں دیکھتے جادو میں کیوں پڑتے ہو ۝ ف۱

۴- قٰلَ رَبِّيْ يَعْلَمُ الْقَوْلَ فِي السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۡ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

۴- پیغمبر نے کہا، میرا رب ہر بات جو آسمان اور زمین میں ہے جانتا ہے اور وہ سننے والا جاننے والا ہے

۵- بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۢ بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ښ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ

۵- بلکہ وہ کہتے ہیں کہ قرآن پریشان خوابوں کا مجموعہ بلکہ اس نے جھوٹ باندھ لیا ہے بلکہ وہ شاعر ہے سو اس کو چاہئے کہ

## وقتِ حساب قریب ہے!

ف۱ قرآن حکیم کا موضوع دل کی دنیا میں انقلاب پیدا کرنا ہے اور دلوں کی کثافتوں اور صلاحیتوں کو ایمان کی لذت اور آسانیوں سے بدلنا ہے اس لئے اُس کے نزدیک اصل چیز ذمہ داری کا احساس ہے۔ خشیت و خوف کا جذبہ ہے۔ تقویٰ اور پرہیزگاری ہے، ہوشیاری اور آگاہی ہے۔ جو لوگ قرآن کی پیاری آیات سنتے تو ہیں، لیکن بے پروائی سے عمل نہیں کرتے قرآن ان کو غافل قرار دیتا ہے۔ انسان کے حق میں آخرت کا انکار کرتا ہے فرماتا ہے لوگوں کے حساب کا وقت قریب آگیا ہے۔ اور ہر لحظہ یہ لوگ فنا کی منزل کے قریب پہنچ رہے ہیں۔ مگر انہیں اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں ہوتا اور جب قرآن حکیم کی آئتیں نازل ہوتی ہیں۔ تو ان کی تلاوت بھی ہوتی اور پڑھی جاتی ہے۔ اور وہ ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرنے لگتے ہیں۔ کہ یہ تو ہماری طرح ایک انسان ہے گویا بشریت اور انسانیت اتنا بڑا جرم ہے کہ وہ معاف نہیں کیا جا سکتا۔ پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ خیالات پریشان ہیں بلکہ افترا ہے اور محض ایک شاعری ہے۔ اور نہ سمجھے کہ ان اعتراضات میں کوئی بات بھی معقول ہے؟ کیا بشر ہونا نبوت کے منافی ہے؟ کیا انسان کو عہدۂ نبوت پر فائز نہیں ہونا چاہئے؟ کیا سحر و افسوں اتنا بڑا انقلاب پیدا کر سکتے ہیں؟ کیا خیالات پریشان زندگی کا دستور العمل بن سکتے ہیں۔ اور کیا شاعری میں یہ قوت ہے کہ ٹھوس اور سچے سُلجھے خیالات زندگی کے متعلق پیش کر سکے۔

• بات یہ ہے کہ ان کے دلوں میں چونکہ مذہب کی تڑپ نہیں تھی غفلت و جمود کے حجابات سے دل بے نور تھا۔ اس لئے قرآن کی روشنی انہیں محسوس نہ ہوئی۔ وہ آیات کو سنتے قیامت کے ہولناک احوال سے گوش آشنا ہوتے۔ مگر طبیعت میں تعلق اثر و گداز پیدا نہ ہوتا اور نہ سمجھنے کے لئے مختلف بہانے بنا لیتے کبھی کہتے کہ یہ انسانی کلام ہے۔ کبھی کہتے جادو ہے۔ اور کبھی اسے افترا قرار دیتے۔ اور شاعری سے زیادہ وقعت نہ دیتے۔ فی الحقیقت اس نوع کے اعتراض خود ان کی پراگندگی خیالات کے آئینہ دار ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ قرآن کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ کیونکہ جس قسم کے اعتراضات پیش کئے گئے۔ ان کو حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

(باقی بقیہ ...)

حلِ لغات: ۱۔ يَلْعَبُوْنَ۔ یعنی بے اعتنائی اور بے توجہی برتتے ہیں۔ لعب کا لفظ عربی میں ہر ایسی بات کے متعلق [illegible]

كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ○

ہمارے پاس کوئی نشانی لائے جیسے پہلے لوگ بھیجے گئے تھے ○

۶ - مَآ اٰمَنَتْ قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا ۚ اَفَهُمْ يُؤْمِنُوْنَ ○

۶ - اُن سے پہلے کوئی بستی جس کو ہم نے ہلاک کیا ایمان نہیں لائی تھی، پس کیا یہ ایمان لائیں گے؟ ○

۷ - وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ فَسْـَٔلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○

۷ - اور تجھ سے پہلے جو ہم نے بھیجے وہ بھی آدمی ہی تھے اُن پر ہم وحی بھیجتے تھے، سو اگر تم نہیں جانتے تو یاد رکھنے والوں (یعنی اہل کتاب) سے پوچھ لو ○ ف

۸ - وَمَا جَعَلْنٰهُمْ جَسَدًا لَّا يَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَمَا كَانُوْا خٰلِدِيْنَ ○

۸ - اور ہم نے اُن کے ایسے بدن بھی نہیں بنائے تھے کہ کھانا نہ کھائیں، اور وہ ہمیشہ رہنے والے تھے ○

۹ - ثُمَّ صَدَقْنٰهُمُ الْوَعْدَ فَاَنْجَيْنٰهُمْ وَمَنْ نَّشَآءُ وَاَهْلَكْنَا الْمُسْرِفِيْنَ ○

۹ - پھر ہم نے اُن سے سچا وعدہ کیا، سو انہیں اور جن کو چاہا بچا لیا، اور مسرفوں کو ہلاک کیا ○

۱۰ - لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ۖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ○

۱۰ - ہم نے تمہاری طرف (اے قریش) کتاب نازل کی ہے اُس میں تمہارا ذکر ہے کیا تم کو عقل نہیں؟ ○

۱۱ - وَكَمْ قَصَمْنَا مِنْ قَرْيَةٍ كَانَتْ

۱۱ - اور ہم نے بہت سی بستیاں جو ظالم تھیں توڑ پھوڑ

قرب قیامت کے معنی یہ ہیں کہ موت ہر آن یقینی ہے۔ اور موت کے بعد اعمال کے نیک اور بد ہونے کا معاملہ قبر میں احساس ہو جاتا ہے اس لئے جو ہر چیز قطعی اور حتمی ہے۔ اور جس کا آغاز موت کے بعد شروع ہو جاتا ہے اس کو ابھی سے محسوس کرنا چاہیئے۔

بَلْ کا لفظ عربی میں اضراب کے لئے استعمال ہوتا ہے یعنی پہلے جو مفہوم ذکر کیا گیا ہے۔ بعد میں آتا ہے۔ صحیح نہیں۔ صحیح وہ ہے جو اس کے بعد ذکر ہے۔ اس آیت میں لفظ بَلْ اضراب کے لئے نہیں بلکہ استدراک کے لئے ہے۔ یعنی جہاں وہ قرآن حکیم کو خیالات پریشان کہتے ہیں۔ وہاں اسے افترا سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔ اور اسے شاعری بھی قرار دیتے ہیں۔

## انبیاء بشر ہوتے ہیں

ف اس آیت میں کہ کفار کے اس شبہ کا جواب ہے کہ نبی کو عام انسانوں کی طرح نہیں۔ اس لئے لائق اعتماد نہیں۔ قرآن فرماتا ہے۔ جہاں تک انبیاء کی جماعت کا تعلق ہے۔ سب کے سب بشر تھے کیونکہ وہ انسانوں کے لئے راہ نما ہو کر آئے تھے۔ اس لئے ضروری تھا کہ وہ جسم و جان کے لحاظ سے ذوق و خواہشات کے لحاظ سے بالکل انسان ہوں تاکہ دوسرے انسانوں کے لئے ان کی زندگی اسوہ اور نمونہ قرار پائے۔ ورنہ (فوق البشر) ہونے کی صورت میں وہ انسانوں کے لئے کامل راہ نما نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ تبع اور پیروی کے لئے ضروریات اور حالات کا مشترک ہونا لازم ہے۔ جب تک ہمیں یہ معلوم ہو کہ ہمارے راہ نما کے آگے بھی تو یہی زندگی کی مشکلات ہیں، جو ہمیں پیش آتی ہیں۔ اور وہ باوجود ان مشکلات کے کامیاب زندگی بسر کرتے ہیں اس وقت تک ہم میں ان سے تحصیل اخلاق کی خواہش پیدا نہیں ہوتی۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔ کہ کائنات میں جس قدر انبیاء آئے ہیں گو اخلاق اور روحانیت کے اعتبار سے کہیں بلند و ارفع تھے۔ مگر سب کے سب انسان تھے۔ بشری ضروریات سے مستغنی نہ تھے۔ بھوک کی خواہش انہیں بھی بے قرار کر دیتی تھی۔ اور پیاس کی شدت کا بھی احساس ہوتا تھا۔ بیماریاں بھی آتی تھیں۔ اور موت بھی۔ مگر باوجود ان عوارض بشری کے وہ برگزیدہ تھے۔ اللہ کے پیارے اور محبوب تھے۔ یقیناً واقعہ ان کے لئے علماء سے پوچھو جو آسمانی کتابوں اور صحیفوں کو سمجھتے ہیں اور اتفاق برتتے

ظَالِمَةً وَّ اَنْشَاْنَا بَعْدَهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ○

کر برباد کیں۔ اور ان کے بعد دوسرے نئے لوگ پیدا کیے ○ ف

۱۲- فَلَمَّآ اَحَسُّوْا بَاْسَنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَرْكُضُوْنَ ○

۱۲- پس جب اُنھوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی تو فوراً ہی وہاں سے بھاگنے لگے ○

۱۳- لَا تَرْكُضُوْا وَارْجِعُوْٓا اِلٰى مَآ اُتْرِفْتُمْ فِيْهِ وَمَسٰكِنِكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْـَٔلُوْنَ ○

۱۳- بھاگو مت، اور اسی کی طرف لوٹو جس میں تم آرام کرتے تھے اور اپنے گھروں کی طرف (لوٹ جاؤ) شاید تم کو کوئی پوچھے ○

۱۴- قَالُوْا يٰوَيْلَنَآ اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ○

۱۴- بولے ہائے ہماری کم بختی ہم ظالم تھے ○

۱۵- فَمَا زَالَتْ تِّلْكَ دَعْوٰىهُمْ حَتّٰى جَعَلْنٰهُمْ حَصِيْدًا خٰمِدِيْنَ ○

۱۵- پھر یوں ہی کہتے رہے یہاں تک کہ ہم نے انہیں ایسا کر دیا جیسے کٹی ہوئی کھیتی اور بجھی ہوئی آگ ○

۱۶- وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ○

۱۶- اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو ان کے درمیان ہے بطور کھیل کے نہیں بنایا ○

۱۷- لَوْ اَرَدْنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ لَهْوًا لَّاتَّخَذْنٰهُ

۱۷- اگر ہم کھلونا بنانا چاہتے، تو ہم اُسے اپنے

وہ تمہیں بہکاتی ہے کہ نبوت کے کیا معنے ہیں۔ بات اصل میں یہی تھی کہ کہنے والے یہ نہیں برداشت کر سکتے تھے کہ بنی ہاشم کا ایک بے نوا یتیم انسان اس عہدۂ جلیلہ پر فائز ہو۔ اور محامد و فضائل میں ان سے بڑھ جائے۔ ان کو حسد تھا کہ ہم قوم میں سردار اور بااقتدار ہیں۔ ہمارے بہت سے اعوان و انصار ہیں۔ اور ہم دولت و حشمت کے مالک ہیں۔ ہم تو بار بار جوان غریبوں کے اللہ کی نظروں میں اچھے نہیں۔ اور یہ ایک یتیم بے نوا اتنے بلند منصب کو پالے۔ اور لوگ ہمیں چھوڑ کر اس کی عزت و تکریم کریں۔ کیا دولت و عزت ہم سے منہ پھیر لے گی؟ اور اس کے قدم چوے گی۔ کیا بنی ہاشم کا اقتدار اس کی وجہ سے پھر کر کے تمام قبائل سے بڑھ جائے گا۔ یہ خیالات تھے جو قبول حق کے لئے مانع تھے۔ اس لئے انھوں نے بغیر کسی معقول وجہ کے یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ انبیاء کو انسانی ضروریات کے سامنے نہیں جھکنا چاہئے۔ ان کو بشری شکل و صورت میں نہ ہونا چاہئے۔ غرض یہ تھی کہ اس طریق سے ہم آسمانی اسلام کے مشن کو ناکام بنا سکیں گے مگر اللہ تعالیٰ کو یہی منظور تھا۔ کہ ایک انسان کے سر پر یہ تاج فضیلت رکھا جائے۔ اور اس کو ان کے سامنے کامیاب بنایا جائے۔ چنانچہ اسی بشر نے وہ کارہائے نمایاں سر انجام دیئے۔ کہ ان جیسا ایک بھی کسی دیوتا سے نہ ہو سکا۔ جن کو دنیا خدا کے سوا پوجتی ہے۔

ف ان آیات میں اللہ نے اپنی سُنّت جاریہ کا ذکر فرمایا ہے کہ جب قومیں گناہ و نافرمانی کے عمیق غاروں میں گر جاتی ہیں۔ ہم انہیں کُلّیت ختم نہیں دیتے اور فوراً مٹا دیتے ہیں۔ پھر اس کے بعد وہ لوگ جو صالح ہوتے ہیں اور جن میں باقی رہنے کی صلاحیت ہوتی ہے انہیں ان کی قائم مقامی عطا کر دیتے ہیں۔ اور جب ہمارا عذاب آ جاتا ہے اس وقت مجرمین کا بچنا محال ہو جاتا ہے۔ ان کی تمام کوششیں رائیگاں ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ہم نے اپنی سنت کے مطابق اپنے وعدہ کا ایفاء کیا۔ صداقت شعار لوگوں کو نجات دی۔ اور مسرفین کو عذاب میں مبتلا کر دیا۔ یہ کتاب تمہاری طرف بھیجی ہے۔ اس میں تمہارے نصیب کی تفصیلات اور نصیحت و عبرت کا کافی سامان موجود ہے۔ کئی بستیوں کو ہم نے ہلاکت کے گھاٹ اتار دیا۔ اور ان کے بعد ان کی جگہ اور دوسروں کو لا بسایا۔ جب اُن پر عذاب آیا تو اُس وقت انھوں نے

تو بھاگنے لگے اور بہتیری بچنے کی کوشش کی۔ مگر ہم نے کہا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ ناز و نعمت سے پھر ہمکنار ہو۔ اور گھروں کو لوٹو۔ دیکھو تمہیں کس طرح چشم زدن میں ...

مِن لَّدُنَّآ ۖ اِن كُنَّا فٰعِلِيْنَ ۝

پاس سے بنا لیتے، اگر ہمیں منظور ہوتا ۝

۱۸- بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ۝

۱۸- بلکہ ہم تو باطل کے اُوپر حق پھینکتے ہیں پھر اس کا سر توڑ دیتا ہے، پھر ناگاہ وہ فنا ہو جاتا ہے اور کم بختی تمہاری اُن باتوں کے سبب جو بناتے ہو ف۱ ۝

۱۹- وَلَهٗ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝

۱۹- اور جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے خدا کا ہے اور جو خدا کے پاس ہیں وہ نہ اُس کی عبادت سے تکبر کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں ۝

۲۰- يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝

۲۰- رات اور دن تسبیح کرتے ہیں۔ اور نہیں تھکتے ۝ ف۲

۲۱- اَمِ اتَّخَذُوْٓا اٰلِهَةً مِّنَ الْاَرْضِ هُمْ يُنْشِرُوْنَ ۝

۲۱- کیا اُنہوں نے زمین کی چیزوں میں سے معبود بنا رکھے ہیں کہ وہ اُنہیں اُٹھا کھڑا کریں گے ۝

۲۲- لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝

۲۲- اگر زمین آسمان میں اللہ کے سوا کوئی معبود ہوتے تو زمین آسمان تباہ ہو جاتے سو اللہ عرش کا مالک اُن باتوں سے پاک ہے جو وہ بیان کرتے ہیں ف۳ ۝

## کائنات کا ایک مقصد ہے

ف۱ اسلامی نقطۂ نگاہ سے یہ دُنیا اور اس کی تمام آرائشیں بغیر کسی مقصد کے نہیں ہیں۔ یہ آفتاب کا طلوع و غروب، ستاروں کا چمکنا، یہ پھیلا ہوا آسمان کا سقف زرنگار، اور یہ اتنی بڑی زمین کا پھیلاؤ، پہاڑ، درخت، ندی نالے اور طیور و بہائم۔ ان سب چیزوں کو آخر خدا نے کیوں پیدا کیا۔ کیا یہ محض دلچسپی کے لئے ہے اور اتنے بڑے نظام سے کوئی فائدہ مقصود نہیں؟ قرآن حکیم اس کا یہ جواب دیتا ہے۔ کہ اس کائنات کا ایک مقصد ہے۔ یہ محض اتفاقیہ امور نہیں۔ بلکہ قدرت کا ایک واضح ارادہ ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ کائنات میں ہمیں ایک نظم و ترتیب نظر آتی ہے۔ زینت و آرائش معلوم ہوتی ہے۔ جو اس بات کا کھلا ثبوت ہے۔ کہ یہ کھلاڑی کی دکان نہیں۔ بلکہ علیم و حکیم خدا کی صنعت شاہکار ہے۔ مقصد یہ ہے کہ انسان اللہ کی نیابت کا حامل ہو اور فساد و ظلم و معاندت سے دُنیا کو جنت بنا دے۔ اور ان تمام خرافات اور لہو و لعب کو مٹا دے۔ جن کا تعلق باطل سے ہے۔ کیونکہ اصل یہ ہے کہ حق اور باطل میں تصادم ناگزیر ہے۔ اور بالآخر حق کو کامیابی اور نصرت حاصل ہوتی ہے اور باطل نیست و نابود ہو جاتا ہے۔

ف۲ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت کو بیان فرمایا ہے کہ کائنات کی ہر چیز اُس کے قبضہ میں ہے۔ اور وہ ساری دُنیا کا مالک ہے۔ اور فرشتے اُس کا حکم بجا لاتے ہیں۔ اور اپنے فرائض منصبی کو بڑی تندہی سے ادا کرتے ہیں۔ شب و روز اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور کبھی ملال و تکدر کا اظہار نہیں کرتے۔ مگر ان مشرکوں کو دیکھئے کہ بُتوں کی پرستش میں لگے ہوئے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ یہ بُت ان کو قیامت کے بعد جلا دیں گے۔ افسوس یہ کہ یہ لوگ اپنے فرائض بشری کو محسوس نہیں کرتے۔ ورنہ فرشتوں کی طرح کسی وقت بھی اس کی اطاعت سے بے نیاز نہ ہو سکتے۔

## توحید پر ایک فلسفیانہ دلیل

ف۳ متعدد خداؤں کا وجود عقل و وجدان اور ذوق سلیم کے قطعاً منافی ہے۔ قرآن حکیم نے اس عقیدے کی بار بار تردید کی ہے ایک آفاقی حجت

۲۳- لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْنَ ○

۲۳- جو وہ کرتا ہے پوچھا نہیں جاتا، اور یہ لوگ پوچھے جاتے ہیں ○

۲۴- اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ ۚ هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَّعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِيْ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۙ الْحَقَّ فَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○

۲۴- کیا انہوں نے اس کے سوا اور معبود مقرر کیے ہیں؟ کہہ اپنی دلیل لاؤ۔ یہ بیان میرے ساتھیوں کا ہے اور ان کا بھی جو مجھ سے پہلے تھے، بلکہ ان میں سے اکثر لوگ حق کو نہیں جانتے اور ٹلاتے ہیں ○

۲۵- وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ○

۲۵- اور جو کوئی رسول ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا اُس کی طرف ہم نے یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے سو مجھے ہی پوجو ○ ف

۲۶- وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ ○

۲۶- اور وہ کہتے ہیں کہ رحمٰن اولاد رکھتا ہے (حالانکہ) وہ اس تہمت سے پاک ہے بلکہ وہ عزت دار بندے ہیں ○

۲۷- لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ

۲۷- اس سے بڑھ کر نہیں بولتے، اور وہ اُس کے ہی حکم

ف اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ فطرت کی آواز کیا ہے؟ وہ کون پیغام ہے جس کو تمام انبیاء نے مشترکہ طور پر پیش کیا۔ وہ کون درست ہے جس کو سب پیغمبروں نے متعدد شکل میں ظاہر کیا؟ وہ ایک خدا کی پرستش اور عبادت ہے۔ آدم علیہ السلام سے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک سب لوگوں نے اس روشن حقیقت کو نمایاں کیا۔ کہ خدا ایک ہے مالک و آقا ایک ہے۔ محبوب و دوست ایک ہے۔ اور وہ ذات ذی الجلال ایک ہے۔ جس کے سامنے جھکنا چاہیے۔

غور فرمائیے کس قدر صحیح، روشن اور عقلی تعلیم ہے۔ ایک خدا کی پرستش کے معنی یہ ہیں۔ کہ تمام کائنات کو اپنے قدموں پر جھکا لیا جائے اور بجز خدا کی کبریائی اور جلال کے اور کسی کی عظمت کا اعتراف نہ کیا جائے خدا کو ایک ماننے کے یہ معنے ہیں۔ کہ ایک خدا کو حاکم مطلق جانو۔ اور باقی دنیا کی ہر چیز اور ہر قوت کو محکوم سمجھو۔ خدا کو ایک ماننے کے عقیدہ میں انسانی شرف و مجد کا راز پنہاں ہے۔ یہی وجہ ہے قرآن حکیم اس عقیدہ کو بار بار مختلف پہلوؤں سے ذکر فرماتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ لوگو! شرک کی ظلمتوں اور تاریکیوں سے نکلو اور توحید کی وادیوں میں قدم زن ہو جاؤ۔ یہاں [illegible]

سوز و حرکت اور حرارت و سرود کے چشمے بہتے ہیں۔ مگر مشرکین ہیں۔ کہ ان کے دلوں کی آنکھیں انہیں اس روشن حقیقت کو دیکھنے نہیں دیتیں۔ وہ زندہ، اور حی

اور کہتا ہے کہ یہ بالکل غیر عقلی عقیدہ ہے۔ یہاں ایک نہایت باریک دلیل بیان فرمائی ہے۔ جو توحید کے مسئلہ کو پوری طرح واضح کر دیتی ہے ارشاد ہے۔ کہ اگر کائنات میں متعدد ارادے اور مختلف شعور کار فرما ہوتے تو کیا زمین و آسمان اسی طرح قائم رہتے؟ یہ ناممکن ہے کہ متعدد خداؤں کو مان کر عقل کی تسکین ہو سکے۔ اگر خدا دو ہوں بفرض محال تو اس کے کھلے ہوئے معنے یہ ہوں گے کہ دونوں قادر مطلق ہوں گے۔ دونوں ارادے کے لحاظ سے آزاد ہوں گے۔ اور دونوں جو چاہیں گے کر سکیں گے۔ اور تطابق ناممکن ہوگا۔ کہ ان میں اشتراک و وحدت ہو کیونکہ یہ اختلاف ارادہ ہی تو ایسی چیز ہے۔ جس کی وجہ سے اُن کو دو فرض کیا ہے۔ ورنہ دو چیزوں کو جو ہر جہت سے ایک ہوں، دو کہنا منطقی غلطی ہے دونوں میں مابہ الامتیاز اگر کوئی چیز ہے تو وہ یہی ارادہ کا اختلاف ہے اور اگر یہ درست ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ ایک ہی چیز پر دونوں متضاد اثرات ڈالیں گے۔ نتیجہ معلوم کہ وہ موثر باقی نہ رہ سکے گا۔ یہ کس قدر واضح دلیل ہے توحید کی۔ مگر سمجھے کون۔ ان لوگوں میں تو بصیرت ہی موجود نہیں۔

يَعْمَلُوْنَ ○

۲۸ - يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ ○

۲۹ - وَمَنْ يَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّيْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِيْنَ ○

۳۰ - اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۭ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۭ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ ○

۳۱ - وَجَعَلْنَا فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ

سے کام کرتے ہیں ○

۲۸ - وہ جانتا ہے جو اُن کے آگے اور پیچھے ہے اور وہ شفاعت نہیں کرتے مگر اُس کی جس سے اللہ راضی ہوا اور وہ خود اللہ کے خوف کا نپتے ہیں ○ ف۱

۲۹ - اور جو کوئی اُن میں سے کہے کہ اللہ کے سوا میں معبود ہوں، سو ایسے کو ہم دوزخ کی سزا دیں گے اسی طرح ہم ظالموں کو سزا دیا کرتے ہیں ○

۳۰ - کیا اُن کافروں نے نہ دیکھا، کہ آسمان اور زمین دونوں ملے ہوئے تھے پھر ہم نے اُنہیں جدا کیا۔ اور ہر شے کو ہم نے پانی سے زندہ کیا۔ پھر کیا وہ نہیں مانتے؟ ○ ف۲

۳۱ - اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے

ف۱ جس طرح عیسائی حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا سمجھتے تھے۔ اسی طرح کہنے والے فرشتوں کو خدا کی اولاد قرار دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ الزام غلط ہے۔ وہ اس نوع کی نسبتوں سے پاک ہے۔ اس کا تخیل ہی شرک کے منافی ہے۔ فرمایا۔ بدبختو! تم جن فرشتوں کو خدا کی اولاد سمجھتے ہو، وہ تو اس کی فرمانبردار اور اطاعت شعار مخلوق ہیں۔ ان کی مجال نہیں کہ اس کے احکام کی مخالفت کر سکیں۔ ان کا کام تو محض یہ ہے کہ وہ ہر وقت اس کے احکام کی تعمیل میں مصروف رہیں۔ اور ایک لمحہ غفلت میں نہ گزاریں۔

کہنے والوں کا دوسرا عقیدہ یہ تھا۔ کہ یہ فرشتے جن کی وہ پرستش کرتے تھے ان کی سفارش کریں گے۔ فرمایا یہ بھی غلط ہے اللہ تعالیٰ کے جلال و جبروت کے سامنے ان کی اپنی کیفیت یہ ہے کہ ہر وقت خائف رہتے ہیں۔ وہ اگر سفارش بھی کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ کی مرضی اور اذن کے ماتحت ہوگی۔ بطور خود انہیں سفارش کے اختیارات حاصل نہیں۔ جس طرح شرک جرم ہے۔ اسی طرح لوگوں کو اپنی پوجا اور پرستش پر آمادہ کرنا بھی جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وہ لوگ جو یہ کہیں کہ ہم خدا ہیں۔ ہمارے سامنے جھکو اور ہماری پرستش کرو۔ ہم ان کو عبرت ناک سزا دیں گے۔ کیونکہ یہ ظالم ہیں۔ اور دنیا میں گمراہی پھیلانے کے موجب ہیں۔

ف۲ طبیعیات اور علم الحیات کے ماہرین کی تازہ ترین تحقیقات یہ ہے کہ آسمان اور زمین درحقیقت ایک ہی گرہ تھے۔ بعد میں نامعلوم وجوہ کی بنا پر انفصال ہوا۔ اور یہ دونوں الگ الگ ہو گئے نیز یہ کہ ابتداء میں بحری جانور پیدا ہوئے۔ بعد میں دوسری زندہ چیزیں منصہ شہود پر آئیں۔ گویا پانی ہی زندگی کا باعث بنا ہے اور یہیں سے حیات کا آغاز ہوا۔

غور فرمائیے۔ قرآن حکیم بھی اس آیت میں اسی حقیقت کا اظہار کرتا ہے۔ مگر کب سے۔ آج سے چودہ سو سال قبل سے جب کہ موجودہ علوم و فنون کا وجود تک نہ تھا۔

## حل لغات

مُشْفِقُوْنَ ۔ اشفاق سے ہے۔ ڈر اور خوف۔

رَتْقًا ۔ انضمام، باہم ملنا، متصل کے معنوں میں ہے۔

اَنْ تَمِيْدَ بِهِمْ ۪ وَ جَعَلْنَا فِيْهَا فِجَاجًا سُبُلًا لَّعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝

کہ زمین آدمیوں کو لے کر ہل نہ جائے اور اس میں کشادہ سڑکیں بنائیں کہ وہ راہ پائیں ۝

۳۲- وَ جَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا ۚۖ وَّ هُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ ۝

۳۲- اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنا دیا، اور وہ اس کی نشانیوں کو دھیان میں نہیں لاتے ۝

۳۳- وَ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ ؕ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝

۳۳- اور اسی نے رات اور دن، اور سورج اور چاند بنایا۔ یہ سب آسمان میں تیرتے ہیں ۝ ف۱

۳۴- وَ مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ؕ اَفَا۟ئِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ۝

۳۴- اور اے محمدؐ تجھ سے پہلے ہم نے کسی بشر کو ہمیشہ جینا عطا نہیں کیا۔ پس اگر تو مر گیا تو کیا وہ ہمیشہ جئیں گے؟ ۝ ف۲

۳۵- كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝

۳۵- ہر نفس موت کو چکھنے والا ہے اور ہم تمہیں برائی اور بھلائی میں امتحان کے طور پر آزماتے ہیں اور تم ہماری طرف آؤ گے ۝

## جمالِ قدرت کا مشاہدہ کرو

ف۱ تذکیر بآلاء اللہ بھی قرآن حکیم کا ایک خاص طرز بیان ہے کیونکہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جنہیں خشک دلائل سے زیادہ کائنات کا جمال اپنی طرف کھینچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دعوت نظر دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ تم اگر واقعی قدرت کے جمال و کمال کو دیکھنا چاہتے ہو اور صرف مادیت کی تسکین کے لئے نہ دیکھو بلکہ دیدہ عبرت سے ملاحظہ کرو۔ تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ کس صنعت و حکمت سے اللہ تعالیٰ نے اس نظام کو پیدا کیا ہے۔ زمین و آسمان کی تخلیق پر غور کرو۔ پانی کے حیات بخش اثرات دیکھو۔ پہاڑوں کے فوائد سمجھو۔ آسمان، دن، رات، اور چاند سورج کو دیکھو کہ کیونکر ہر چیز اللہ کی دست صنعی کا پتہ دے رہی ہے۔

كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ۔ سے مراد محض یہ ہے کہ آفتاب قمر بھی اپنے فرائض تکوین کو ادا کر رہے ہیں۔ یہ مراد نہیں کہ وہ آسمان میں محض گھوم ہی رہے ہیں۔ اور مچھلیوں کی طرح تیر رہے ہیں یہ محض ایک لسانی حسن ہے۔ جس کو قرآن حکیم نے روا رکھا ہے، جس طرح ہم یہ کہتے ہیں کہ سورج غروب ہو گیا۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ سورج کبھی غروب نہیں ہوتا۔ مقصود یہ ہوتا ہے کہ دن کی روشنی ختم ہو چکی اور رات کی تاریکی شروع ہونے والی ہے قرآن حکیم چونکہ خاص عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ اور وہ بے نظیر ادبی کمالات کا حامل ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ عربی محاورات کو ملحوظ رکھے۔ بلکہ عربیت کا بہترین نمونہ ہو۔ اور معانی و مفاہیم کے لئے عربی انداز بیان ہی اختیار کرے۔ تاکہ لوگ یہ نہ کہہ سکیں کہ قرآن میں عجمی پیرایہ اختیار کیا گیا ہے۔

ف۲ حضورؐ نے جب اسلام کو پھیلانا شروع کیا۔ اور مشرکین نے دیکھا کہ آپ کو خاص کامیابی ہو رہی ہے۔ تو یہ کہہ کر دل کو تسلی دے لیتے۔ کہ یہ کامیابی صرف ان کی زندگی تک محدود ہے جب یہ انتقال کر جائیں گے تو پھر اسلام کی اشاعت رک جائے گی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اگر آپ کے لئے وصال ضروری ہے تو کیا یہ لوگ مخالفت و عناد کے لئے زندہ رہیں گے یہ دنیا باقی ہو رہنے [illegible]

۳۶۔ وَإِذَا رَآكَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ يَتَّخِذُونَكَ إِلَّا هُزُوًا ۚ أَهَٰذَا الَّذِي يَذْكُرُ آلِهَتَكُمْ ۚ وَهُمْ بِذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ هُمْ كَافِرُونَ ○

۳۶۔ اور کافر جب تجھے دیکھتے ہیں، تو تجھ سے ٹھٹھا ہی کرتے ہیں۔ کہ کیا یہی شخص ہے، جو تمہارے معبودوں کا ذکر (با اہانت) کرتا ہے۔ اور وہ لوگ رحمٰن کے نام سے منکر ہیں ○ ف۱

۳۷۔ خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ۚ سَأُرِيكُمْ آيَاتِي فَلَا تَسْتَعْجِلُونِ ○

۳۷۔ آدمی جلدی سے بنا ہے۔ عنقریب میں تمہیں اپنی نشانیاں دکھاؤں گا۔ سو تم مجھ سے جلدی نہ کرو ○

۳۸۔ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ○

۳۸۔ اور کہتے ہیں کہ یہ قیامت کا وعدہ کب آئے گا۔ اگر تم سچے ہو ○ ف۲

۳۹۔ لَوْ يَعْلَمُ الَّذِينَ كَفَرُوا حِينَ لَا يَكُفُّونَ عَنْ وُجُوهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُورِهِمْ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ ○

۳۹۔ کاش، یہ کافر اس وقت کو جان لیں، جب وہ آگ کو اپنے مونہوں، اور کمروں سے نہ ہٹا سکیں گے۔ اور نہ مدد پائیں گے ○

۴۰۔ بَلْ تَأْتِيهِمْ بَغْتَةً فَتَبْهَتُهُمْ

۴۰۔ بلکہ وہ ان پر اچانک آجائے گی، پھر ان کو ہکا بکا

---

پیدا نہیں ہو سکے گا۔ ہمارا ازلی اور محکم قانون یہ ہے کہ ہر نفس کے لئے موت مقدر ہے۔ ؎

فقل للشامتین بنا افیقوا
سیلقی الشامتون کما لقینا

دُنیا کی ہر بات کو اشتباہ اور شک کی نظروں سے دیکھا جا سکتا ہے۔ مگر موت ایسی قطعی ہے کہ اس میں کسی کو قطعاً بھی شبہ نہیں ہو سکتا۔ چھوٹے سے لے کر بڑے تک اور ادنیٰ سے اعلیٰ تک سب کے لئے ضروری ہے کہ موت کے سامنے زندگی کا خزانہ پیش کر دے۔ اس لئے ان بے وقوفوں کا حضورؐ کے متوقع انتقال پر خوش ہونا محض بیکار اور بچپنا پن ہے۔

ف۱

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ابتداء میں کس حقارت سے اسلام کو اور حضورؐ کو دیکھتے تھے۔ اور کس بے خوفی سے گستاخی کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ یہ محمد ہے (صلی اللہ علیہ وسلم) جو تمہارے معبودوں کی مذمت کرتا ہے۔ مگر ایک وقت آپہنچا۔ جب کہ ان کو حضورؐ کی عظمت کا صحیح احساس ہوا۔ اور انہیں معلوم ہو گیا کہ جس کو ہم حقارت سے دیکھتے تھے۔ وہ کائنات میں سب سے بڑا انسان ہے۔

ف۲

کفر والے جب یہ دیکھتے کہ انکار اسلام کے باوجود ان پر اللہ کا عذاب نہیں آتا۔ تو وہ یہ سمجھتے۔ شاید یہ ان کی نیک بختی کی وجہ سے ہے۔ اس لئے حضورؐ سے مطالبہ کرتے۔ کہ کیوں عذاب نہیں آجاتا۔ اور ہمیں کیوں نہیں مٹا دیتا۔ قرآن حکیم کہتا ہے یہ مطالبہ محض تمہاری فطری عجلت پسندی کا نتیجہ ہے۔ اور صاف صاف بے عقلی کی بات ہے۔ عنقریب تم لوگ اپنی آنکھوں سے اللہ کے غضب و عذاب کو دیکھ لو گے۔

## حل لغات

عَجَلٍ۔ جلدی یا عجلت، اور اس کے معنے مٹی کے بھی ہیں۔
بَغْتَةً۔ اچانک، ناگاہ۔
فَتَبْهَتُهُمْ۔ ان کے حواس باختہ کر دے گی۔

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ رَدَّهَا وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ○

بنا دے گی۔ پھر وہ اُسے نہ ہٹا سکیں گے، اور نہ مُہلت پائیں گے ○ ف۱

۴۱۔ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّن قَبْلِكَ فَحَاقَ بِالَّذِينَ سَخِرُوا مِنْهُم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ○

۴۱۔ اور تجھ سے پہلے بہت رسُولوں کے ساتھ ٹھٹھے ہو چکے ہیں اُن میں سے ٹھٹھے بازوں کو اسی چیز نے آگھیرا جس کا وہ ٹھٹھا کرتے تھے ○

۴۲۔ قُلْ مَن يَكْلَؤُكُم بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ مِنَ الرَّحْمَٰنِ ۗ بَلْ هُمْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِم مُّعْرِضُونَ ○

۴۲۔ تُو کہہ رات میں اور دن میں رحمٰن سے کون تمہاری حفاظت کرتا ہے۔ بلکہ وہ اپنے رب کی یاد سے رُوگردان ہیں ○ ف۲

۴۳۔ أَمْ لَهُمْ آلِهَةٌ تَمْنَعُهُم مِّن دُونِنَا ۚ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَ أَنفُسِهِمْ وَلَا هُم مِّنَّا يُصْحَبُونَ ○

۴۳۔ کیا ہمارے سوا اُن کے اور بھی معبود ہیں کہ اُنہیں بچاتے ہیں، وُہ اپنی جانوں ہی کی مدد نہیں کر سکتے اور ہمارے مقابلہ میں کوئی اُن کا مصاحب نہیں ○

۴۴۔ بَلْ مَتَّعْنَا هَٰؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ طَالَ عَلَيْهِمُ الْعُمُرُ ۗ أَفَلَا

۴۴۔ بلکہ ہم نے انہیں اور ان کے باپ دادوں کو فائدہ پہنچایا یہاں تک کہ اُن کی عمر دراز ہوئی، پھر کیا وہ دیکھتے

ف۱

عذاب کے باب میں اللہ کا قانون یہ ہے کہ مجرموں کو ابتدا میں ڈھیل دی جاتی ہے کہ جب حد سے آگے بڑھ جاتے ہیں۔ اس وقت اللہ کا عذاب اچانک آجاتا ہے اور پھر دنیا کی کوئی طاقت اُن کو اس عذاب سے بچا نہیں سکتی کہ بے وقوف لوگ اس ڈھیل کا مطلب سمجھنے سے قاصر رہتے ہیں۔ وُہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے اعمالِ حسنہ کا نتیجہ ہے جو دُنیا میں نازو نعمت کے سارے سامان ہمیں میسر ہیں۔ ورنہ ایک لمحہ بھی ہم دُنیا میں زندہ نہیں رہ سکتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کہنے والے بار بار حضور سے عذاب کا مطالبہ کرتے تھے۔ وُہ یہ نہیں جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات نہایت حکمت والی قدرت والی ہے۔ جسے جب چاہے، اپنے مصالح کے ماتحت گرفتار کر لے پھر کون ہے جو اس کا ہاتھ پکڑ سکے۔

# صرف خدا محافظ ہے

ف۲

حقیقت یہ ہے کہ یہ محض اللہ کی مہربانی ہے۔ کہ انسان ہر شب و روز ہزار ہا بلاؤں کے بیچ زندہ رہتا ہے پھر کسی کو کوئی [illegible] کا قصہ وقتہ ہمارے لیے مصائب و حوادث کا عظیم الشان پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔ یہی پانی جو اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اگر سیلاب کی شکل اختیار کرلے، تو بہا لے جانے کا عذاب وہ ہو جاتا ہے۔ ہوا کے جھونکے ذرا سے تُند و تیز ہو جائیں اگر باد تُند میں تبدیل ہو جائیں۔ تو کیسی تباہی پھیل جاتی ہے۔ اور آگ جس سے روزانہ ہم طرح طرح کے کھانے پکا کر نوش جان کرتے ہیں۔ اگر پھیل جائے، تو آن کی آن میں کئی گھر پھونک کے راکھ بنا دیتی ہے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ مشرکین سے پوچھتے ہیں کہ بتاؤ دن رات سوائے ہمارے تمہارا کون نگہبان ہے [illegible] ہے جو نہیں [illegible] وہ وادیوں [illegible] معبود بنا دیا [illegible] اپنی حفاظت۔ قدرت پر بھی قادر نہیں [illegible]

يَرَوْنَ أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ أَفَهُمُ الْغَالِبُونَ ○

نہیں کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں، اب کیا وہ (قریش) غالب ہوں گے ؟

۴۵ - قُلْ إِنَّمَا أُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۚ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنْذَرُونَ ○

۴۵ - تُو کہہ میں تو تمہیں وحی کے مطابق ڈراتا ہوں اور بات یہ ہے کہ بہرے جب ڈرائے جاتے ہیں، پکار نہیں سُنتے ○

۴۶ - وَلَئِنْ مَسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَا وَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ○

۴۶ - اور اگر تیرے رب کے عذاب کی بُو بھی اُنہیں پہنچے۔ تو کہنے لگیں خرابی ہماری۔ بے شک ہم ظالم تھے ○

۴۷ - وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ ○

۴۷ - اور ہم قیامت کے دن انصاف کی ترازوئیں رکھیں گے۔ سو کسی جان پر ایک ذرّہ ظلم نہ ہوگا۔ اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا۔ ہم اُسے لائیں گے۔ اور ہم کافی محاسب ہیں ○ ف۲

ف۱

مخالفین اسلام کو اپنی معاندانہ کوششوں پر بڑا ناز تھا، ان کا خیال تھا کہ ان کی ناپاک مساعی سے اسلام کی بڑھتی ہوئی برکات رُک جائیں گی۔ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔ یہ محض وہم باطل ہے۔ انہیں دیکھنا چاہئے۔ کہ فتوحات اسلامی کی وسعتیں کہاں تک پھیلتی چلی جا رہی ہیں۔ کیا اسی مغلوبیت کا نام قبضہ و غلبہ ہے؟

یہ تاریخ کا چمکتا ہوا ورق ہے۔ کہ اسلام جس ہمہ گیری اور غیر معمولی طور پر پھیلا۔ دنیا کا کوئی مذہب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تاریخ عاجز ہے کہ مسلمان مجاہدین کی مثل پیش کر سکے۔

سوچنا یہ ہے کہ باطل اس طرح کامیاب ہو سکتا ہے؟ کیا جھوٹ کو وہ فروغ حاصل ہو سکتا ہے کہ لوگ جوق در جوق اس کو قبول کریں۔ اور خاص و عام طوعاً اس قدر متاثر ہوں؟ جیسے حضورؐ نے ہر جہاں لوگوں کو حقیقت کی طرف کھینچ لیا ہو؟

گو یہ قوت سماعت سے محروم ہو چکے ہیں، اس لئے مطلق کان نہیں دھرتے۔ اور نہیں سنتے کہ سب کچھ ان کے بھلے کے لئے کہا جا رہا ہے۔

## وزنِ اعمال

ف۲ وزنِ اعمال کی تفصیلی کیفیت کو معلوم کرنا انسانی استعداد سے دور ہے۔ کیونکہ اس کا تعلق ایک ایسے عالم سے ہے جو اس وقت تک نادیدہ ہے۔ البتہ یہ درست ہے کہ اعمال کے صحیح نتیجے کو جانچنے کے لئے، اور ان میں ٹھیک توازن قائم رکھنے کے لئے ایک معیار کی ضرورت ہے بس یہی معیار ترازو کے بدل ہے۔ مقصد بہر حال یہ ہے کہ جہاں تک اعمال کا تعلق ہے۔ حشر کی عدالت میں کسی شخص پر رتی برابر ظلم نہ ہوگا۔ اور ہر شخص کو رتی رتی کا بدلہ ملے گا جس کا وہ ٹھیک طور پر حقدار ہے۔

### حلِ لغات

نفحۃ - تھوڑا سا حصہ ۔ مثقال - نام وزن، مقدار۔

۴۸ - وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِيَآءً وَّذِكْرًا لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝

۴۸ - اور ہم نے موسیٰ اور ہارون کو کتاب دی تھی (جو) فیصلہ کرنے والی اور روشنی اور ان متقیوں کیلئے نصیحت ۝

۴۹ - الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَهُمْ مِّنَ السَّاعَةِ مُشْفِقُوْنَ ۝

۴۹ - جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور وہ قیامت سے کانپتے ہیں ۝ ف۱

۵۰ - وَهٰذَا ذِكْرٌ مُّبٰرَكٌ اَنْزَلْنٰهُ اَفَاَنْتُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ۝

۵۰ - اور یہ ذکر (قرآن) مبارک ہے جسے ہم نے اتارا سو کیا تم اس کے منکر ہو ۝ ف۲

۵۱ - وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَ ۝

۵۱ - اور اس سے پہلے ہم نے ابراہیم کو اس کی نیک راہ عنایت کی تھی، اور ہم اس کو جانتے تھے ۝

۵۲ - اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ۝

۵۲ - جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا کہ یہ مورتیں کیا ہیں؟ جن پر تم جمے بیٹھے ہو؟ ۝ ف۳

۵۳ - قَالُوْا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ۝

۵۳ - وہ بولے ہم نے اپنے باپ دادوں کو انہیں اسی طرح پوجتے پایا ہے ۝

## قرآن میں تنوع ہے!

ف۱ قرآن حکیم چونکہ کتاب فطرت ہے۔ اس لئے اس میں مصنوعی ترتیب مضامین نہیں، بلکہ تنوع ہے اور تنوع کے ساتھ ایک باریک ربط ہے۔ جس کا سمجھنا صرف اہل بصیرت کے لئے ممکن ہے۔ اس تنوع بیان کا بہت بڑا فائدہ یہ ہے۔ کہ پڑھنے والے کے دل میں شوق جستجو بڑھتا جاتا ہے۔ اور طبیعت میں ملال پیدا نہیں ہوتا۔

ان آیات سے قبل توحید کا ذکر تھا۔ رسالت و ہجرت کا بیان تھا۔ اور حشر و نشر کی کیفیات کی توضیح تھی۔ اب انبیاء کے حالات بیان فرمائے ہیں۔

ارشاد ہے کہ ہم نے موسیٰ اور ہارون کو جو کتاب عنایت فرمائی۔ وہ بالکل فیصلہ کن تھی۔ اور اوہام و خرافات کی تاریکیاں کو دور کرنے والی روشنی تھی۔ اور کامل نصیحت تھی۔ اللہ کے وہ پاکباز بندے اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ جو بن دیکھے اس پر ایمان رکھتے۔ اور اس سے ڈرتے ہیں۔ اور قیامت کے خیال سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں۔ غرض یہ ہے کہ یہودی باوجود تورات کے موجود ہونے کے اس لئے بدبخت اور محروم رہے کہ ان میں خشیت الٰہی کا جذبہ مفقود ہو چکا تھا۔ اور اللہ پر سے اعتقاد اٹھ گیا تھا۔

ف۲ اہل کتاب سے خطاب ہے۔ کہ جب قرآن بھی صحف سابقہ کی طرح اللہ کی کتاب ہے اور اس میں نصیحت و برکت کا سامان وافر موجود ہے۔ تو پھر یہ محرومی کیوں ہے کہ تم اس کو نہیں مانتے کیا اسی وجہ سے کہ دلوں میں ایمان کی روشنی باقی نہیں رہی۔ اور خوف خدا کا خیال اٹھ گیا ہے؟

## پیغمبرانہ استعداد

ف۳ حضرت ابراہیم کے دل میں (رباقی بر صفحہ)

۵۴- قَالَ لَقَدْ كُنْتُمْ أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ○

۵۴- بولا تم اور تمہارے باپ دادے صریح گمراہی میں ہو ○

۵۵- قَالُوا أَجِئْتَنَا بِالْحَقِّ أَمْ أَنْتَ مِنَ اللَّاعِبِينَ ○

۵۵- وہ بولے کیا تو ہمارے پاس سچی بات لیکر آیا ہے یا تو کھلنڈریاں کرتا ہے؟ ○

۵۶- قَالَ بَلْ رَبُّكُمْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الَّذِي فَطَرَهُنَّ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ ○

۵۶- بولا نہیں تمہارا رب تو وہی ہے جو آسمان اور زمین کا رب ہے، جس نے انہیں پیدا کیا۔ اور میں اسی بات کا قائل ہوں ○

۵۷- وَتَاللَّهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُمْ بَعْدَ أَنْ تُوَلُّوا مُدْبِرِينَ ○

۵۷- اور اللہ کی قسم جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے میں تمہارے بتوں کا ضرور علاج بتاؤں گا ○

۵۸- فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا إِلَّا كَبِيرًا لَهُمْ لَعَلَّهُمْ إِلَيْهِ يَرْجِعُونَ ○

۵۸- پھر اس نے انہیں چکنا چور کر ڈالا مگر ان کے بڑے بت کو نہ توڑا کہ شاید وہ اس کی طرف پھر آئیں ○

۵۹- قَالُوا مَنْ فَعَلَ هَٰذَا بِآلِهَتِنَا إِنَّهُ لَمِنَ الظَّالِمِينَ ○

۵۹- بولے کس نے ہمارے معبودوں سے یہ کیا؟ وہ کوئی بڑا ہی ستمگار ہے ○

(بقیہ حاشیہ)

مشرکانہ خیالات کے خلاف جو جذبۂ تنفر موجود تھا۔ اور جس سے بے قرار ہو کر انہوں نے اپنی قوم سے سختی کے ساتھ مخاطب (?) کیا تھا۔ فرماتے ہیں کہ وہ پہلے سے موجود تھا۔ اور عہد (?) نبوت سے سرفراز ہونے سے قبل بھی ان میں یہ جذبہ پورے طور پر پایا جاتا تھی۔

بات یہ ہے کہ تمام انبیاء میں عہد نبوت سے قبل ایک مستعد لوحانی موجود رہتی ہے۔ اور انکا دماغ پہلے انوار آلہیہ کا مہبط ہوتا ہے ان کے کردار و گفتار سے ایک شان امتیاز ٹپکتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ معمولی شخصیت کے لوگ نہیں۔ بلکہ غیر معمولی ہیں۔ اور عام انسانوں سے یقیناً ممتاز اور بلند انسان ہیں۔

## حلِ لغات

لَاَکِیْدَنَّ - کید کے معنے تدبیر، سوء تدبیر اور مخالفانہ جدوجہد کے ہیں۔

۶۰- قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗۤ اِبْرٰهِيْمُ ؕ

۶۰ - بولے ہم نے ایک جوان ابراہیم نامی کی نسبت سُنا ہے کہ وہ ان بُتوں کا ذکر کیا کرتا ہے ○

۶۱- قَالُوْا فَاْتُوْا بِهٖ عَلٰۤى اَعْيُنِ النَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَشْهَدُوْنَ ○

۶۱ - بولے تو اسے لوگوں کے سامنے لاؤ، شاید وہ گواہی دیں ○

۶۲- قَالُوْۤا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰۤاِبْرٰهِيْمُ ؕ

۶۲ - بولے اے ابراہیم کیا تُو نے ہمارے معبودوں کے ساتھ ایسا کیا ہے؟ ○ ف

۶۳- قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ ۖۗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْـَٔلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ ○

۶۳ - بولا نہیں بلکہ ان کے اس بڑے نے یہ کام کیا ہے سو تم ان بُتوں سے پوچھ لو، اگر وہ بولیں ○

۶۴- فَرَجَعُوْۤا اِلٰۤى اَنْفُسِهِمْ فَقَالُوْۤا اِنَّكُمْ اَنْتُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۙ

۶۴ - وہ اپنے دلوں میں سوچ کر بولے، تم (تو) آپ ہی ظالم ہو ○

۶۵- ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰۤؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ○

۶۵ - پھر سرنگوں ہو گئے، تُو تو جانتا ہے، کہ یہ نہیں بولتے ○

۶۶- قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

۶۶ - کہا، پھر کیا تم اللہ کے سوا ایسوں کو پوجتے

## حضرت ابراہیمؑ کی تدبیر اصلاح!

ف حضرت ابراہیمؑ کے اس قصہ کو اگر اس حدیث کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے، اور اس کے مفہوم کو پیش نظر رکھا جائے، جو لوگوں میں مشہور ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اس مقام پر جھوٹ بولا۔ تو طبیعت میں سخت الجھن پیدا ہوتی ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث بھی قرآن کے غلط مفہوم کو بیان کر سکتی ہے اور انبیاء سے کذب کا صدور ممکن ہے اور یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ نہ حدیث قرآن کے مخالف ہے۔ اور نہ قرآن میں حضرت ابراہیمؑ کی تکذیب کا کہیں ذکر ہے۔ اس سلسلہ میں ذیل کی باتیں پیش نظر رہنا چاہئیں۔

(۱) قرآن میں ابراہیمؑ کو صدیق کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے۔

(۲) ابراہیمؑ نے بت پرستوں سے کہہ دیا تھا، کہ میں تمہارے بُتوں کو توڑ پھوڑ ڈالوں گا۔

(۳) بت پرستوں کو معلوم تھا کہ یہ سب ابراہیمؑ کی کارستانی ہے۔

(۴) لے صاف ظاہر ہے کہ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا کہنے سے مقصود واقعہ کا اخفا نہیں۔ بلکہ ایک لطیف پیرایہ میں ان کو متنبہ کرنا ہے کہ بے وقوفو! جو بُت کہ قوت گویائی اور نطق سے محروم ہیں۔ اور اپنی حالت زار بھی بیان نہیں کر سکتے۔ وہ تمہارے خدا کیونکر ہو سکتے ہیں؟ چنانچہ جب ابراہیمؑ نے کہا، کہ اس بڑے بُت نے یہ کیا دھرا ہوگا، اس سے پوچھ لو۔ تو ان کی آنکھیں کھل گئیں۔ اور ان کو غور کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ یہ بُت واقعی بیکار ہیں۔ اور ان کی پرستش کھلی گمراہی اور ظلم ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ بعض وقت معمولی بات بھی انسان محسوس نہیں کرتا۔ مگر جب اس کو ذرا چونکا دیا جاتا ہے۔ تو وہ غور سے اصل حالات کا مطالعہ کرتا ہے۔ اور اپنی غلطی پر متنبہ ہو جاتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ چونکہ اس حکیمانہ اصول نفسی سے واقف تھے۔ اس لئے انہوں نے یہ طریق عمل اختیار کیا۔ اور اس میں ان کو کامیابی ہوئی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے یہ تو نہایت عقلمندی اور دانائی ہے۔ یعنی تدبر و تدبیر ہے۔

اب رہا یہ معاملہ کہ حدیث میں اس کو کذبات میں شمار کیا گیا ہے، تو اس کے متعلق ذیل کے نکات غور طلب ہیں۔ (باقی بر صفحہ)

اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ۝

ہو، جو تمہارا نہ کچھ بھلا کر سکیں اور نہ بُرا ؟ ○

۶۷ - اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝

۶۷ - تُف ہے تم پر، اور اللہ کے سوا تمہارے معبودوں پر، کیا تمہیں عقل نہیں ؟ ○

۶۸ - قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْۤا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝

۶۸ - وہ بولے ابراہیمؑ کو آگ میں جلاؤ اور اپنے معبودوں کی مدد کرو، اگر کرنا چاہتے ہو ○

۶۹ - قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ۝

۶۹ - ہم نے کہا، اے آگ! ابراہیمؑ پر ٹھنڈک اور سلامتی ہو جا ○ ف۱

۷۰ - وَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ ۝

۷۰ - اور اُنہوں نے اُس کے ساتھ فریب کا ارادہ کیا سو ہم نے اُنہیں کو زیاں کار کر دیا ○

۷۱ - وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ ۝

۷۱ - اور ہم نے ابراہیمؑ اور لُوطؑ کو بچا کر اُس سرزمین کی طرف بھیجا جس میں ہم نے سارے جہان کی برکتیں رکھی ہیں ○

۷۲ - وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ ؕ وَيَعْقُوْبَ

۷۲ - اور ہم نے ابراہیمؑ کو اسحاقؑ بخشا، اور یعقوبؑ

(۱) - کذب عربی میں جھوٹ کا بالکل مترادف لفظ نہیں ہے، بلکہ ہر بات جو بظاہر خلاف واقعہ ہو، مگر اس سے مقصود کوئی بلند چیز ہو، اُسے بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

(۲) حدیث میں کذبات کا ذکر باب معاریض میں ہے، یعنی متکلم مخاطب کی سادگی سے فائدہ اٹھاتا ہے۔

(۳) حدیث میں ابراہیمؑ کے کذبات کا بیان اس طرح ہے، کہ میدان حشر میں ان کو سفارش کرنے میں یہ وجہ تأمل ہوگا کہ ان سے نیک نیتی کے ساتھ ان لغزشوں کا صدور ہوا ہے۔ گو یہ واقعے دوسرے لوگوں کے لئے جھوٹ نہیں ہیں۔ مگر انبیاء کا مقام چونکہ خشیت و خوف اور پاکبازی کے لحاظ سے بہت بلند ہے۔ اس لئے وہ ان واقعات کو بھی جھوٹ کے ساتھ ادنیٰ مناسبت ہونے کے باعث اپنے لئے عیب سمجھیں گے۔ اور سفارش کی جرأت نہ فرمائیں گے۔

(۴) حدیث بالکل صحیح ہے، اس کا مقصد حضرت ابراہیمؑ کو کاذب ثابت کرنا نہیں، بلکہ ان کے مرتبہ اتقاء کو ظاہر کرنا ہے۔ اس لئے اس میں اور قرآن کی ان آیات میں قطعاً مخالفت نہیں۔

## ابراہیمؑ کا کامل ایمان!

ف۱ حضرت ابراہیمؑ نے جب بتوں کی تذلیل و توہین میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ تو بت پرستوں کے حلقہ میں کھلبلی مچ گئی۔ انہوں نے اعلان کیا کہ بتوں اور دیوتاؤں کے خلاف اس قسم کا جہاد ناقابل برداشت ہے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اس کی سزا سوائے اس کے کہ ابراہیمؑ کو زندہ آگ میں جھونک دیا جائے۔ اور کچھ نہیں۔ چاروں طرف سے آوازیں آنے لگیں۔ اس کو آگ میں ڈال دو۔ الاؤ میں جھونک دو۔ اور پھونک دو۔ مگر اللہ کی مشیت کچھ اور تھی۔ ادھر جو انتظام ہو رہے تھے۔ کہ توحید کی حمایت کی پاداش میں اللہ کے ایک بندے کو زندگی سے محروم کر دیا جائے۔ دوسری جانب رحمت ایزدی ان کی حماقت پر جنبش میں آ چکی تھی۔ عین اس وقت جب معاندین کی تدبیریں بظاہر کامیاب ہو چلی تھیں۔ اللہ کا فضل بروئے کار آیا۔ اور وہ الاؤ جو جہنم کی طرح بھڑک رہا تھا اس حامی حق کا منتظر تھا برد و سلامتی سے تبدیل ہو گیا۔ اللہ کی رحمت کے چھینٹے اس طرح پڑے کہ تمام آگ بجھ کر سرد ہو گئی۔ دیکھئے اور غور کرنے کی یہ بات نہیں

(باقی بر صفحہ)

نَافِلَةً ۚ وَكُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ ○

انعام میں دیا، اور سب کو نیک بخت کیا ○

۷۳- وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ ۚ وَكَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ○

۷۳- اور اُنہیں ہم نے امام بنایا، کہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ہم نے اُن کی طرف بھلائیاں کرنے اور نماز قائم رکھنے اور زکوٰۃ دینے کی وحی بھیجی اور وُہ ہماری بندگی میں لگے رہتے تھے[ف۱] ○

۷۴- وَلُوْطًا اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ تَّعْمَلُ الْخَبٰٓئِثَ ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فٰسِقِيْنَ ○

۷۴- اور ہم نے لُوط کو علم اور حکم دیا، اور اُس بستی سے جو گندے کام کرتی تھی، اُسے بچا نکالا۔ اور وُہ لوگ بد، اور گنہگار تھے ○

۷۵- وَاَدْخَلْنٰهُ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

۷۵- اور اُسے ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا، وُہ نیک بختوں میں ہے ○

۷۶- وَنُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ

۷۶- اور نُوح کو یاد کر جب اُس نے اس سے پہلے پکارا تو ہم نے اُس کی دُعا قبول کی، پھر اُسے اور اُس کے

اس تبدیلی و تحول کے اسباب پر بحث کی جائے، بلکہ اہل دل کے لئے غور و تفحص کی بات یہ ہے کہ ابراہیم کے دل میں کس درجہ محکم اور مضبوط ایمان تھا۔ اور انہیں کتنا اللہ تعالےٰ پر بھروسہ تھا۔ آگ میں کود پڑنا اہل معرفت کے لئے اس کاوش اور کرید سے کہیں اہم ہے، کہ اس طبعی انقلاب کے اسباب و علل دریافت کئے جائیں۔ پھر یہ بھی بصیرت افروز شے ہے، کہ اللہ تعالےٰ گو اپنے بندوں کو کڑی آزمائشوں میں ڈالتا ہے۔ مگر رسوا نہیں کرتا۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ ایمان کا امتحان لیا جائے۔ اور یہ معلوم کیا جائے، کہ بندے کے دل میں مولا کے متعلق کس درجہ اعتماد ہے ●

## ف۱

اللہ تعالےٰ کا قانون ہے کہ جو لوگ اس سے محبت رکھتے ہیں اور اس کے لئے دنیا کی تمام لذتوں اور رشتوں کو قربان کر دیتے ہیں وہ ان کو دنیا میں خیر و برکت کا بڑا حصہ دار بنا دیتا ہے۔ اور ان کو عام دنیا داروں سے کسی طرح کم حیثیت میں نہیں رہنے دیتا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم نے جب اللہ کی راہ میں اپنا سب کچھ تیاگ دیا تو اللہ تعالےٰ نے ان کو مال و دولت سے نوازا۔ اور اولاد صالح عطا کی۔ جو سب کے سب منصب قیادت و امامت پر فائز ہوئے اور اس سے بڑھ کر اور کیا مسرت ہو سکتی ہے۔ کہ ایک شخص اپنی اولاد کو اپنے سامنے کامیاب و کامران دیکھے۔ اسی طرح ارشاد فرمایا کہ ہم نے لُوط کو جو ابراہیم کے رشتہ دار تھے۔ نجات دی، اور ایک نہایت بدبخت اور رسوا قوم سے مخلصی عنایت کی۔ پھر نوح نے جب پکارا، اور قوم کی بدکرداری کے خلاف احتجاج کیا، تو ہم نے اس کی بھی سُنی، اور تمام قوم کو جو نافرمان اور سرکش تھی فنا کے گھاٹ اُتار دیا غرض یہ ہے کہ ہم اپنے بندوں کی دُعاؤں کو ہر وقت سُنتے ہیں اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں ●

## حل لغات

نَافِلَةً۔ علیٰ ناصر۔ وہ شخص جو حجت زیادہ یعنی پوتا، سے ذیل کہتے ہیں ●

اَئِمَّةً۔ امام کی جمع ہے۔ بمعنے پیشوا ●

حُكْمًا۔ بمعنے ادراک فہم و ادراک ●

مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۞

اہل کو بڑی گھبراہٹ سے بچالیا ○

۷۷- وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۞

۷۷- اور ہم نے اُسے اس قوم پر مدد دی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا۔ بے شک وُہ بد لوگ تھے سو ہم نے ان سب کو ڈبو دیا ○

۷۸- وَدَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ ۚ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ ۞

۷۸- اور داؤد اور سلیمان کو یاد کر جب وُہ دونوں کھیت کا جھگڑا فیصل کرتے تھے جب اس میں رات کے وقت ایک قوم کی بکریاں پڑ گئی تھیں اور ہم ان کا فیصلہ دیکھ رہے تھے ○ ف ۱

۷۹- فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ ۚ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّعِلْمًا ۡ وَّسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ ۭ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۞

۷۹- پھر ہم نے سلیمان کو فیصلہ سمجھا دیا، اور ہر ایک کو ہم نے حکم اور علم دیا تھا، اور ہم نے پہاڑ داؤد کے تابع کر دیئے تھے۔ کہ وہ اس کے ساتھ تسبیح کرتے اور پرند (بھی) اور ہم ہی نے یہ کیا تھا ○

۸۰- وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ ۚ فَهَلْ

۸۰- اور ہم نے داؤد کو تمہارا پہناوا بنانے کی صنعت سکھلائی تھی کہ تمہیں تمہاری لڑائی میں محفوظ رکھے (یعنی زرہ) سو کیا

## اللہ کی اپنے بندوں پر بوقلموں رحمتیں

ف ۱ ان سب آیات میں اللہ تعالیٰ کی بوقلموں رحمتوں کا ذکر ہے کہ کس طرح کسی کسی بندے کو نوازا گیا۔ داؤد و سلیمان کے متعلق ارشاد ہے۔ کہ دونوں کو ہم نے بصیرت و فراست عطا کر رکھی تھی۔ مگر وقت نظر میں حضرت سلیمان کا اجتہاد وزنی رہا۔ قصہ یہ ہے کہ حضرت داؤد کے پاس دو فریق آئے۔ ایک کا باغ تھا، اور دوسرے کی بکریاں باغ والے نے کہا۔ رات کو اس کی بکریاں نے میرے باغ کا ستیاناس کر دیا ہے۔ اس سے ہرجانہ دلوائیے۔ حضرت داؤد نے فرمایا تم اس کی بکریاں چھین لو۔ یہ اس غفلت و بے پروائی کی سزا ہے۔ جس کی وجہ سے تمہارا باغ غارت ہو گیا۔ حضرت سلیمان تک یہ معاملہ پہنچا تو انہوں نے فرمایا۔ میرا فیصلہ اس سے مختلف ہے۔ حضرت داؤد نے پوچھا، وہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بکریوں سے اس وقت تک استفادہ کیا جائے۔ جب تک کہ نقصان کی تلافی نہ ہو۔ اور اس کے بعد بکریاں واپس کر دی جائیں۔ کیونکہ بکریوں کا بطور تملیک دیدینا یا قرق کر دینا قرین عدل نہیں۔ حضرت داؤد بیٹے کی فراست پر خوش ہوئے۔ اور اس تجویز سے اتفاق کیا ○

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امر مجتہد فیہ میں اختلاف جائز ہے بلکہ بعض حالات میں ضروری ○

حضرت سلیمان کی دانشمندی اور زود فہمی کے بیشمار قصے کتابوں میں مذکور ہیں۔ اور ان کی حکیمانہ امثال تو مشہور ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص انعام تھا۔ جس سے وہ ممتاز و مفتخر تھے ○

حضرت داؤد بھی اللہ کے بے شمار انعامات سے سرفراز تھے۔ ان کو سامان حرب کی طیاری میں کمال حاصل تھا۔ زرہیں یعنی آہنی قمیص سب سے پہلے انہوں نے ایجاد کیں۔ پہاڑوں میں رستے انہوں نے بنائے۔ اور پرندوں کو جنگی خدمات کے لئے استعمال کیا ○

## حل لغات

الکرب۔ بے چینی ○ الحرث۔ کھیت اور باغ دونوں کے لئے اس کا استعمال قرآن میں ہوا ہے ○ نَفَشَتْ۔ نفش سے ہے۔ رات کے وقت مال ڈھور کا کھیت میں جا پڑنا

أَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۝

تم شکر کرتے ہو؟ ۝

٨١- وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً تَجْرِيْ بِأَمْرِهٖٓ إِلَى الْأَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا ۚ وَكُنَّا بِكُلِّ شَيْءٍ عٰلِمِيْنَ ۝

٨١- اور ہم نے تند ہوا سلیمانؑ کے قابو میں کر دی تھی (ف ١) کہ وہ اُس کے حکم سے اُس زمین کی طرف چلتی تھی جس میں ہم نے برکت دی تھی (یعنی کنعان) اور ہمیں ہر چیز کی خبر ہے ۝

٨٢- وَمِنَ الشَّيٰطِيْنِ مَنْ يَّغُوْصُوْنَ لَهٗ وَيَعْمَلُوْنَ عَمَلًا دُوْنَ ذٰلِكَ ۚ وَكُنَّا لَهُمْ حٰفِظِيْنَ ۝

٨٢- اور شیطانوں میں سے بعض جو اُس کے لئے دریا میں غوطہ لگاتے اور اس کے سوا اور کام بھی کرتے تھے، اور ہم اُن کے نگہبان تھے (کہ شرارت نہ کریں) ۝

٨٣- وَأَيُّوْبَ إِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ أَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَأَنْتَ أَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

٨٣- اور ایوبؑ کو یاد کرو جب اُنہوں نے اپنے رب کو پکار کر (کہا کہ) مجھے دکھ پہنچا ہے، اور تُو سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے ۝ (ف ٢)

٨٤- فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَيْنٰهُ أَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى

٨٤- سو ہم نے اُس کی سن لی، اور اُس کا دکھ دور کر دیا اور اُن کے اہل اُسے دے دیئے، اور اُن کے ساتھ اور بھی اُن کی مانند اپنے پاس کی رحمت سے اور (عبادت کرنے والوں کے لئے) نصیحت

ف ١ حضرت سلیمانؑ کے لئے ہوا مسخر کی۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ سلیمانؑ فضا اور ہوا سے حسب منشاء استفادہ کر لیتے تھے، اور ان کو اس پر ضبط اور کنٹرول حاصل تھا۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ ان کے پاس ایک تخت تھا جو ہوا میں اڑتا تھا۔ اور شام سے یمن اور یمن سے شام تک اس کی پرواز ہوتی تھی۔ تو کیا یہ تسخیر طیاروں کی صورت میں تھی؟ واضح طور پر اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ مگر متبادر معنے جو سمجھ میں آتے ہیں، وہ یہی ہیں کہ حضرت سلیمانؑ کے پاس طیاروں کی قسم کی کوئی چیز تھی۔ اور یہ اُن کی اپنی ایجاد تھی۔ جس کی وجہ سے وہ ہواؤں میں اُڑتے پھرتے تھے۔

بات یہ ہے کہ آج کل زمانہ ایجادات و اختراعات کے باب میں بہت آگے نکل گیا ہے۔ اگر یہ ضروری نہیں کہ حضرت انسان نے پہلی مرتبہ اس حد تک ترقی کی ہو۔ چنانچہ اثری تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ بارہا اس عمل دنیا کو آراستہ کیا گیا ہے۔ اور عقل و حکمت کی کارفرمائیوں نے حیرت ناک اور عجیب تر بنایا گیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ درمیان میں حوادث ارضی و سماوی نے اس ترقی کے نشانات کو مٹا دیا ہو۔ اس لئے اگر حضرت سلیمانؑ کے عہد میں طیاروں کی قسم کی کوئی چیز پائی جائے تو اس میں کوئی تاریخی استحالہ لازم نہیں آتا۔

## صبر ایوبی

ف ٢ صبر ایوب مشہور ہے۔ بات یہ ہے کہ حضرت ایوبؑ صبر و عبادت کا پیکر تھے اور اُن کی بعثت کا موضوع یہ تھا کہ لوگوں کے دلوں میں اللہ کے متعلق عقیدت و نیازمندی کے جذبات پیدا کریں۔ اور انتہائی مصائب میں بھی ان کو اللہ کی چوکھٹ پر جھکانے کی کوشش کریں۔ اور انہیں بتائیں کہ ہر حالت میں صرف اللہ کو اپنا کارساز اور چارہ گر سمجھنا چاہیئے۔ اس پیغام صبر و توکل کے لئے ضرورت تھی کہ وہ خود عملی طور پر لوگوں کے لئے نمونہ اور اسوہ ثابت ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں سخت آزمائشوں میں ڈالا۔ یہاں تک کہ اپنے عزیز و اقربا بھی ان کا ان حالات میں ساتھ نہ دے سکے۔ مگر وہ اس ابتلاء عظیم کے صبر و توکل کا دامن ان کے ہاتھ سے نہ چھوٹا۔ اور وہ برابر اللہ کی عبادت میں مصروف رہے۔ بلکہ ہر مصیبت اور ہر دکھ کے وقت ان کے جذبہ نیازمندی میں اضافہ ہو گیا۔ اور انہوں نے بہرحال اپنے کو اللہ کا شکرگزار اور نیازمند بندہ ثابت کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی سُن لی۔ اور تمام تکلیفوں کو راحت و مسرت سے بدل دیا۔ اقربا اور عزیز جو مصیبت کے وقت الگ ہو گئے تھے پھر واپس آ گئے۔

لِلْعٰبِدِيْنَ ○

عبادت کرنے والوں کے لیے ○

۸۵- وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِدْرِيْسَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِيْنَ ○

۸۵- اور اسمٰعیل اور ادریس اور ذوالکفل کو یاد کر۔ یہ سب صابر تھے ○ ف۱

۸۶- وَاَدْخَلْنٰهُمْ فِيْ رَحْمَتِنَا ۭ اِنَّهُمْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ○

۸۶- اور ہم نے انھیں اپنی رحمت میں داخل کیا وہ نیک بختوں میں تھے ○

۸۷- وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ڰ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ○

۸۷- اور مچھلی والے (یونس) کو یاد کر جب غصہ سے بگڑ کر چلا گیا۔ پھر سمجھا کہ ہم اُسے نہ پکڑیں گے، پھر تاریکیوں میں پکارا، کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تُو پاک ہے۔ میں ظالموں میں تھا ○

۸۸- فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۙ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ۭ وَكَذٰلِكَ نُـْۨجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ○

۸۸- سو ہم نے اس کی سُن لی اور اسے غم سے نجات دی اور یونہی ہم مومنوں کو نجات دیں گے ○

۸۹- وَزَكَرِيَّآ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ

۸۹- اور زکریا کو یاد کر، جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ اے

ف۱

ذوالکفل کے متعلق اختلاف ہے کہ وہ زمرۂ انبیاء میں سے تھے یا صلحاءِ اُمت میں۔ قرآن نے انھیں انبیاء کی صف میں کھڑا کیا ہے۔ جمہور علماء کا مذہب بھی یہی ہے۔ کہ وہ پیغمبر تھے۔ مگر یہ تحقیق نہیں کہ کس عصر کے پیغمبر تھے۔

ذوالنون حضرت یونس کا لقب ہے۔

غرض یہ ہے کہ یہ تمام انبیاء صابر تھے۔ صلحاء تھے۔ اللہ پر بھروسہ اور توکل رکھنے والے تھے۔ اور ان کے دلوں میں اللہ کی خشیت اور اس کا خوف تھا۔

ان سب کی خصوصیت جو قرآن حکیم نے بتائی ہے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ ہر ابتلاء کے وقت بے تاب ہو کر صرف اللہ کی طرف رجوع کرتے تھے۔ صرف اسی کا نام تھا۔ جو ان کے لئے وجہ طمانیت ہو سکتا تھا۔ اور صرف اسی کی ذات تھی۔ جس پر ان کو ناز اور بھروسا تھا۔ اسی لئے اللہ بھی ہر مشکل اور مصیبت میں ان کا خیال رکھتا تھا۔ اور ان کی دعاؤں کو قبول کرتا تھا۔ کیونکہ قاعدہ یہی ہے کہ جو شخص صرف رضاء الٰہی کے لئے سارے عالم سے الگ ہو جائے۔ اور جس کے تمام تعلقات منقطع ہو جائیں۔ محض اس بنا پر کہ مادیت پرست مخلوق اس کی خدا پرستی سے بیزار اور متنفر ہے۔ تو اس وقت خدا کی ذات آپ اس کی ہر طرح پر کفیل ہو جاتی ہے۔

حضرت یونس اپنی قوم کے اعمال بد سے سخت ملول تھے اور چاہتے تھے کہ ان کی اصلاح کریں۔ مگر جب ان کی نافرمانیاں حد سے گزر گئیں تو وہ اس وقت ناراض اور مایوس ہو کر ان سے جدا ہو گئے تاکہ ان کے شر سے محفوظ رہ سکیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور یہ تھا کہ وہ جیسے اس میں قیام کریں۔ اور ان کو پاکبازی اور توحید کی تلقین کریں۔ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے تھے کہ یونس اس طرح جلد تر بیگانہ ہو جائیں۔ اور قوم کو بدستور گمراہی اور ضلالت میں چھوڑ جائیں۔ اس لئے عین اس وقت جب کہ وہ کشتی میں سوار ہو کر ان لوگوں سے دور نکل جانا چاہتے تھے۔ اللہ نے انھیں بڑی آزمائش میں ڈال دیا اور اس وقت آزاد کیا۔ جب انھوں نے اپنی لغزش کو محسوس کیا اور خلوص قلب سے دعا مانگی۔

فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۝

۹۰- فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ ۡ وَوَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَ يَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا ؕ وَكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ ۝

۹۱- وَالَّتِىْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهَا مِنْ رُّوْحِنَا وَجَعَلْنٰهَا وَابْنَهَآ اٰيَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝

۹۲- اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ۖ وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝

۹۳- وَ تَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ؕ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ۝

۹۴- فَمَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ وَهُوَ

مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے ۝

۹۰- سو ہم نے اس کی پکار سنی اور اسے یحییٰ بخش دیا اور اس کی عورت کو چنگا کر دیا۔ یہ لوگ نیکیوں پر دوڑتے تھے اور ہمیں توقع اور ڈر سے پکارتے تھے، اور ہمارے آگے دبے رہتے تھے ۝

۹۱- اور اس عورت (مریم) کو یاد کر جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی پھر ہم نے اس عورت میں اپنی روح پھونک دی اور اس کو اور اس کے بیٹے کو تمام جہان کے لئے نشانی قرار دیا ف۱ ۝

۹۲- یہ سب لوگ تمہارے دین کے ہیں اور سب کا ایک ہی دین ہے اور میں تمہارا رب ہوں سو میری بندگی کرو ف۲ ۝

۹۳- اور لوگوں نے اپنا معاملہ آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیا وہ سب ہماری طرف لوٹ آئیں گے ۝

۹۴- سو جو کوئی نیک عمل کرے گا، اور وہ ایمان بھی

## مسیح اللہ کی نشانی ہیں!

**ف۱**

حضرت مسیح کو اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اپنی روح کے نفخ سے تعبیر کیا ہے۔ کیونکہ ان کو خرق عادت کے طور پر پیدا کیا گیا۔ اور اس لئے بھی کہ ان کا روحانی مقام بہت بلند تھا۔ یہودیوں کو یہ بتلانا مقصود ہے کہ تمہارے ظنون فاسد بے دینی اور الحاد پر مبنی ہیں۔ ورنہ مریم عفیفہ اور مسیح ناصری اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک نشانی ہیں۔

**ف۲**

اللہ کا سچا اور اصل دین اسلام ہے۔ جس میں اس کی توحید و تفرید کا اعلان ہے۔ جس میں اس قلب پاک کی رکز ربوبیت کی تلقین ہے۔ جو تمام انسانوں کو ایک وحدت میں منسلک کرنا چاہتا ہے۔ اور جس کی غرض وغایت یہ ہے۔ کہ نوع انسانی کے داعی ان کو بلند اور تابناک بنا دیا جائے۔ اس کے بعد جتنے فرقے اور گروہ ہیں۔ اور جس قدر مذہبی و دینی جماعتیں ہیں سب گمراہی اور ضلالت میں ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ تمہاری قوم ہی ایک سچی اور اطاعت شعار قوم ہے۔ اور یہ لوگ جنہوں نے اپنے وجود کو مختلف گروہوں اور جماعتوں میں بانٹ لیا ہے مجرم ہیں۔ یہ سب کے سب ہمارے پاس آئیں گے اس وقت ہم انہیں بتائیں گے۔ کہ کون راہ راست کا گامزن تھا۔ اور کون گمراہ۔

مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهٖ ۚ وَاِنَّا لَهٗ كٰتِبُوْنَ ۝

رکھتا ہوگا، تو اس کی کوشش نامقبول نہ ہوگی اور ہم اس کو لکھتے ہیں ۝ ف۱

۹۵- وَحَرٰمٌ عَلٰى قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَآ اَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ۝

۹۵- اور جس بستی کو ہم نے ہلاک کیا ممکن نہیں کہ وہ ہمارے پاس لوٹ کر نہ آئیں ۝ ف۲

۹۶- حَتّٰٓى اِذَا فُتِحَتْ يَاْجُوْجُ وَمَاْجُوْجُ وَهُمْ مِّنْ كُلِّ حَدَبٍ يَّنْسِلُوْنَ ۝

۹۶- یہاں تک کہ جب یاجوج وماجوج کھول دیے جائیں اور وہ ہر بلندی سے (پھیلتے) دوڑتے آئیں ۝ ف۳

۹۷- وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ يٰوَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِيْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا بَلْ كُنَّا ظٰلِمِيْنَ ۝

۹۷- اور سچا وعدہ نزدیک آجائے۔ پھر ناگاہ کافروں کی آنکھیں اُبھری رہ جائیں (اس وقت کہیں گے کہ) شامت ہماری ہم اس حال سے غافل تھے بلکہ ہم ظالم تھے ۝

۹۸- اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ۭ اَنْتُمْ لَهَا وٰرِدُوْنَ ۝

۹۸- تم لوگ اور اللہ کے سوا جن کو تم پوجتے ہو سب دوزخ کا ایندھن ہو (اور) تم اس پر پہنچو گے ۝

۹۹- لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَاۗءِ اٰلِهَةً مَّا وَرَدُوْهَا ۭ

۹۹- اگر یہ معبود ہوتے، تو وہ دوزخ پر نہ پہنچتے،

### ف۱

مقصود یہ ہے کہ کوئی شخص کسی فرقے اور کسی عقیدے کے ساتھ تعلق رکھے۔ اگر وہ اسلام کے حقائق تسلیم کر لے اور اپنی زندگی کو سنوار لے۔ تو وہ نجات کا مستحق ہے۔ اور اس کی مساعی عند اللہ مشکور ہیں ۔

### ف۲

یعنی جن لوگوں کا فسق وفجور انتہا تک پہنچ جاتا ہے، عذاب الٰہی کے مستحق ہوتے ہیں۔ وہ عذاب میں مبتلا ہونے کے بعد رجوع کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ ان میں پھر دنیا میں لوٹ جانے کی قوت نہیں رہتی۔ گو وہ یہ چاہتے ہیں کہ انہیں ایک مرتبہ اور دیا جائے۔ مگر اللہ کا یہی فیصلہ ہے کہ عذاب کے بعد ان کے حق میں کوئی رعایت ملحوظ رکھی جائے کیونکہ عذاب آلٰہی اس وقت ہے جبکہ انسانی گناہ حدود اصلاح ورجوع سے تجاوز کر جائیں ۔

## یاجوج وماجوج

### ف۳

یاجوج وماجوج کی تفصیلات گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہیں۔ مختصراً یوں سمجھ لیجئے۔ کہ قوموں کی بدعنیدگی اور ظلم کا ایک طوفان اٹھے گا۔ جو نظم عالم کو تہ وبالا کر دے گا۔ اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ مذہب کی وقعت دلوں سے اٹھ جائے گی۔ دینداری کے خلاف جنگ کی جائے گی۔ اور نظام کائنات کی بنیادیں محض ہرج ومرج پر رکھی جائیں گی۔ جب انسانوں میں شریر اور بد باطن لوگ رہ جائیں گے۔ اور صرف مادیت کی حکومت ہوگی ۔

ان حالات میں بطور انتقام اللہ تعالیٰ ایک قوم کو تباہی وغارت گری کے لیے انسانوں پر مسلط کر دیں گے۔ مگر یہ بات ثابت ہو کہ انتہا مادیت کے معنے آخری تباہی کے ہیں ۔

## حل لغات

كُفْرَانٌ۔ ضیاع، فقدان، اور انکار ۔

حَرَامٌ۔ ممنوع، ناشائستہ وناروا ۔

يَنْسِلُوْنَ۔ جدا ہونا، نکل جانا ۔

وَكُلٌّ فِيهَا خٰلِدُوْنَ ۝

اور وہ سب اُس میں ہمیشہ رہیں گے ۝

۱۰۰۔ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَّهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُوْنَ ۝

۱۰۰۔ اُنہیں وہاں چلّانا ہے اور وہ اُس میں کچھ نہ سُنیں گے ۝

۱۰۱۔ اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰىٓ ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ ۝

۱۰۱۔ جن کے لئے ہماری طرف سے پہلے سے نیکی مقرر ہو گئی ہے، وہ اُس سے دُور رہیں گے ۝ ف۱

۱۰۲۔ لَا يَسْمَعُوْنَ حَسِيْسَهَا ۚ وَهُمْ فِيْ مَا اشْتَهَتْ اَنْفُسُهُمْ خٰلِدُوْنَ ۝

۱۰۲۔ وہ دوزخ کی آہٹ بھی نہ سُنیں گے اور وہ اُن مزوں میں جن کو اُن کا جی چاہے گا ہمیشہ رہیں گے ۝

۱۰۳۔ لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۭ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝

۱۰۳۔ اُس بڑی گھبراہٹ کا انہیں غم نہ ہو گا، اور فرشتے اُن کو لینے آئیں گے، یہ تمہارا دن ہے جس کا تم سے وعدہ ہُوا تھا ۝

۱۰۴۔ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ۭ كَمَا بَدَاْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۭ وَعْدًا عَلَيْنَا ۭ اِنَّا كُنَّا

۱۰۴۔ جس دن ہم آسمان کو اس طرح لپیٹیں گے جیسے کاغذ کو طومار لپیٹتا ہے ف۲ جیسے ہم نے پہلی پیدائش شروع کی تھی اور ویسے ہی ہم اسے پھر کریں گے (یہ) وعدہ ہمارے ذمّے ہے ہم

## اہلِ جنّت کو دوزخ کی اذیتوں کا کھٹکا نہیں!

ف۱ جنّت اور دوزخ اللہ تعالیٰ کی رضا اور ناراضی کے دو مقام ہیں۔ جو لوگ مشرک ہیں، جنھوں نے حق پرستی کے قصر کو چھوڑ کر شرک پرستی کو شیمن بنایا ہے۔ وہ اللہ کی ناراضی اور ناخوشی کے مہبط ہیں۔ اس لئے ان کا مقام بھی وہ ہے۔ جہاں سے غیظ و غضب کے شعلے بھڑکتے ہیں۔ اور جن کے مقدّر میں نیکی ہے۔ اور نصیب میں اللہ کی توحید، وہ رضا الٰہی کا موجب ہیں۔ اور ان کا مقام بھی وہ سرور آفریں ہے۔ کہ وہاں جہنّم کے ہولناک شعلوں کی آواز تک نہیں پہنچے گی۔ اور چونکہ دنیا میں انھوں نے ایثار و قربانی سے کام لیا تھا۔ اور محض اللہ کی رضا جوئی کے لئے ان تمام لذتوں اور آسائشوں کو خیرباد کہا تھا۔ اس لئے یہاں ان کو ہر قسم کی لذتیں عطا کی جائیں گی۔ اور روح و جسم کی تمام مسرتیں ان کے حصّے میں آئیں گی اور وہ دائمی و ابدی ہوں گی۔ کوئی خوف و گھبراہٹ ان کے نزدیک نہیں آئے گا۔ حتیٰ کہ نفخۂ ثانیہ کے بعد حساب و محاسبہ کے وقت بھی وہ بالکل بے خطر ہوں گے۔ فرشتے خوشخبریوں کے تحائف لے کر اُن کا استقبال کریں گے اور ان کو بتائیں گے کہ اللہ کے نزدیک ان کا مقام کس درجہ بلند ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان نجات کے صحیح معنی میں مستحق ہیں۔ اور یہ غلط ہے کہ ہر مسلمان خواہی نخواہی جہنّم کی اذیتوں کو محسوس کرے گا۔ یہاں واضح طور پر بتلا دیا گیا ہے کہ مسلمانوں کے لئے کامل نجات مقدرات میں سے ہے، اور وہ جہنّم کی خوفناک اذیتوں سے قطعی محفوظ رہیں گے۔

ف۲ یعنی یہ تمام واقعات قیامت آنے کے بعد رونما ہوں گے اس وقت آسمان کی وسعتوں کو یوں سمیٹ لیا جائے گا۔ جس طرح کاغذ کے طومار کو لپیٹ لیا جاتا ہے۔

مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اتنے بڑے آسمان کو چشم زدن میں سمیٹ لینا اتنا ہی سہل ہے۔ جتنا کہ خطوط کے کاغذات کو لپیٹ لینا لکھنے والے کے لئے سہل ہوتا ہے یعنی اللہ کے لئے یہ چیز جسے تم مشکل اور محال قرار دے رہے ہو بالکل آسان ہے۔

حلِ لغات۔ زفیر۔ سانس کو پہلے اندر کھینچ کر پھر چھوڑنا، اسی لئے گدھے کی پہلی آواز کو زفیر اور دوسری کو شہیق کہتے ہیں۔ اور حسیس

فٰعِلِيْنَ ○

۱۰۵- وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصّٰلِحُوْنَ ○

۱۰۶- اِنَّ فِيْ هٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ ○

۱۰۷- وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

۱۰۸- قُلْ اِنَّمَا يُوْحٰى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

۱۰۹- فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ اٰذَنْتُكُمْ عَلٰى سَوَآءٍ ۭ وَاِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ ○

۱۱۰- اِنَّهٗ يَعْلَمُ الْجَهْرَ مِنَ الْقَوْلِ وَ

کرنا ہے ○

۱۰۵- اور ہم نے نصیحت کے بعد زبور میں لکھ دیا ہے کہ میرے نیک بندے زمین کے وارث ہوں گے ○ ف۱

۱۰۶- اس میں مطلب کو پہنچنے میں لوگ بندگی کرنے والے ○

۱۰۷- اور ہم نے تجھے (اے محمدؐ) جہان کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے ○ ف۲

۱۰۸- تو کہہ مجھ پر تو یہی حکم نازل ہوئی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے پس کیا تم مانتے ہو؟ ○

۱۰۹- پھر اگر وہ منہ موڑیں تو کہہ کہ تم سب کو یکساں طور پر خبردار کر چکا، اور میں نہیں جانتا کہ جو وعدہ تم سے کیا گیا ہے وہ نزدیک ہے یا دور ○ ف۳

۱۱۰- وہ اس بات کو جو پکار کر کہی جائے جانتا ہے اور

## زمین کے وارث کون ہیں؟

ف۱ غرض یہ ہے کہ صالحین کے لئے کامیابی و کامرانی قطعی و یقینی ہے۔ پہلی آسمانی کتابوں اور صحیفوں میں مذکور ہے۔ کہ صلحاء زمین کے وارث ہوں گے، اور تمام مادی و دماغی سربلندیاں ان کو عطا کی جائیں گی۔ مگر صلحاء سے کون لوگ مراد ہیں؟ کیا وہ لوگ جو امور حکمرانی سے محض ناواقف ہیں۔ اور صرف سجادہ و تسبیح کو "صلاح و تقویٰ" کا معیار گردانتے ہیں۔ یا وہ لوگ جو ان شروط دین کے ساتھ اس کردار کے بھی حامل ہیں۔ جو زندہ قوموں کا کردار ہے۔ اور ان تمام اوصاف سے متصف ہیں جن کا ہونا حکمران قوم کے لئے ضروری ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ اسلام نے زندگی کے تمام شعبوں کے لئے الگ الگ قواعد بنا دیئے ہیں۔ چنانچہ اخلاق کے لئے جدا ضابطے ہیں اور معاشرت کے لئے علیحدہ دستور ہیں۔ جن پر عمل پیرا ہو کر انسان اخلاق و معاشرت کی تمام برکتوں کو حاصل کر سکتا ہے۔ اسی طرح سیاسی زندگی اور سیاسی برتری کے لئے بھی تفصیلات بیان کی ہیں۔ جو قوم بھی ان تفصیلات کو عملاً تسلیم کرتی ہے وہ اسی حد تک ان برکات سے ضرور مستفاد ہو سکے گی۔ اور دنیا میں سربلند ہو کر رہے گی کیونکہ یہ طور برتری اسلامی پروگرام پر عمل کا نتیجہ ہے ۔

ف۲ حضورؐ کا فیض عام ہے۔ آپ کسی خاص قوم اور خاص ملک کے لئے نہیں ہیں، بلکہ آپ کی نبوت تمام کائنات انسانی کیلئے ہے۔ آپ کی رحمتیں وسیع، اور آپ کا پروگرام ہمہ گیر ہے آپ کی تعلیم یہ ہے کہ دنیا کے ہر گوشے میں، ہر وقت اور ہر حالت میں اللہ کے تقاضائے عبودیت کو استوار کیا جائے ۔

ف۳ ان آیات پر سورۂ انبیاء کا اختتام ہے۔ اعلان میں صاف طور پر کر دیا گیا ہے کہ اسلام کی تعلیم بالعموم توحید ہے، یعنی باطل اور جھوٹ کے خلاف کھلی جنگ حق اور سرکشی کے درمیان واضح منافرت ہے ظلم و استبداد کے مقابلہ میں قوت و غلبہ کا دائمی مطالبہ۔ فرماتے ہیں تم توحید کے مسلک کو قبول کر لو۔ یا انکار کر دو۔ ہم بہرحال ایک خدا کی پرستش کریں گے اور اسی خدا کی قوتوں سے ڈریں گے تمہاری مخالفت اور تمہارے عناد کی قطعاً کچھ پروا نہیں کریں گے۔ (باقی برصفحہ ۷۹۱)

يَعْلَمُ مَا تَكْتُمُونَ ○

تمہاری پوشیدہ باتیں بھی جانتا ہے ○

۱۱۱- وَإِنْ أَدْرِي لَعَلَّهُ فِتْنَةٌ لَّكُمْ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ○

۱۱۱- اور میں نہیں جانتا شاید یہ (وعدہ) تمہاری آزمائش اور ایک وقت تک تمہاری بہرہ مندی ہو ○

۱۱۲- قُلْ رَبِّ احْكُم بِالْحَقِّ ۗ وَرَبُّنَا الرَّحْمَٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ ○

۱۱۲- رسول نے کہا، اے رب انصاف کے ساتھ فیصلہ کر اور ہمارا رب رحمٰن ہے اسی سے ہم تمہاری ان باتوں پر جو تم بناتے ہو مدد مانگتے ہیں ○

## سُورَةُ الْحَجِّ مَدَنِيَّةٌ

آيَاتُهَا ۷۸ رُكُوعَاتُهَا (۱۰)

## سُورۂ حج

مدنی ــــــ آیتیں ۷۸ ــــــ رکوع ۱۰-

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

۱- يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ○

۱- لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔ بے شک قیامت کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے ○

۲- يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّا أَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ

۲- جس دن اسے دیکھو گے ہر ایک دودھ پلانے والی اپنے دودھ پلائے بچے کو بھول جائے گی اور ہر ایک حمل

(بقیہ حاشیہ)

ہمارے دلوں میں صرف ایک ذات کی محبت ہے اور صرف اسی ذات کا ڈر ہے، جو رب السمٰوٰت والارض ہے۔

یہ آیات اپنے مفہوم میں کہنے والوں کے لئے کھلے اعلان جنگ کی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس لئے وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں، کہ ہم اسلام کی حکمت عملی خوف وہراس کی حکمت عملی تھی، انہیں ان آیات پر غور کرنا چاہیے۔ کہ کس جرأت وجسارت کے ساتھ ان لوگوں کو بتا دیا گیا ہے۔ اور واضح کر دیا گیا ہے کہ تم گو انکار کرو۔ مگر حقیقت وہی ہے جس کا ہم اظہار کرتے

کر لیتے ہیں۔ اور جسے پھیلانا ہم دین کی خدمت سمجھتے ہیں۔

## حلِ لغات

الْمُسْتَعَانُ۔ وہ ذات جس سے استعانت اور مدد چاہیں۔ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ۔ قیامت کا زلزلہ۔ تَذْهَلُ۔ ذھول سے ہے، یعنی بھول جانا۔ مقصد یہ ہے کہ مصیبت اور خوف کی زیادتی سے تمام دودھ پلانے والی عورتیں اپنے بچوں کو بھول جائیں گی۔ حاملہ عورتیں اپنے بچوں کو تڑپتے ہوئے دیکھیں گی مگر خوف وہراس کے غلبہ کی وجہ سے ان کی جانب متوجہ نہ ہو سکیں گی۔

حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَمَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ ○

۳- وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّبِعُ كُلَّ شَيْطٰنٍ مَّرِيْدٍ ○

۴ كُتِبَ عَلَيْهِ اَنَّهٗ مَنْ تَوَلَّاهُ فَاَنَّهٗ يُضِلُّهٗ وَيَهْدِيْهِ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ○

۵- يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّنَ الْبَعْثِ فَاِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ وَّغَيْرِ مُخَلَّقَةٍ لِّنُبَيِّنَ لَكُمْ ۚ وَنُقِرُّ فِي الْاَرْحَامِ مَا نَشَاۤءُ اِلٰى

اپنا حمل گرا دے گی اور تجھے سب آدمی نشہ میں معلوم ہوں گے۔ اور حالانکہ وہ نشہ میں نہیں ہوں گے پر اللہ کا عذاب سخت ہے ○ ف۱

۳ - اور بعض آدمی وہ ہیں جو بن خبر اللہ کے بارہ میں جھگڑتے اور ہر شیطان سرکش کے پیرو ہیں ○ ف۲

۴ - شیطان کی قسمت میں لکھا گیا ہے کہ جو کوئی اس کو دوست بنے وہ اسے گمراہ کریگا اور عذاب دوزخ کی راہ بتائیگا ○

۵ - لوگو! اگر جی اٹھنے کے بارہ میں تمہیں شک ہے۔ تو ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، پھر نطفہ سے۔ پھر خون کی پھٹکی سے پھر نقشہ بنی اور غیر نقشہ بنی بوٹی سے۔ تاکہ ہم تمہارے لئے بیان کریں، اور رحموں میں جو ہم چاہیں ایک وقت مقرر

## قرآن کی حیرت انگیز بلاغت!

ف ۱

قرآن حکیم میں یہ عجیب بلاغت ہے کہ وہ جس مضمون کو بیان کرتا ہے۔ الفاظ میں اس کی تصویر کھینچ دیتا ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ الفاظ ایسے موزوں اور مناسب استعمال کرتا ہے کہ الفاظ کی صوتی ہیئت پڑھ پڑھ کر مضمون کی غمازی کرنے لگتی ہے۔ اور بسا اوقات وہ لوگ بھی جو عربی نہیں جانتے۔ الفاظ کی ترکیب و ساخت سے مضمون کی نوعیت سمجھ جاتے ہیں۔

غور فرمائیے ان آیات میں قیامت کی ہولناکیوں کا ذکر ہے۔ اور پیرایۂ بیان ایسا ہے۔ کہ الفاظ اس طرح کے ہیں کہ ان کو پڑھتے وقت خواہ مخواہ دل اللہ کے خوف کے بے چین ہو جاتا ہے۔ اور طبیعت میں بے کلی سی محسوس ہونے لگتی ہے۔ گویا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ واقعی قیامت آپہنچی۔ یا چند لمحوں میں آیا چاہتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ حضورؐ نے جب یہ آیتیں صحابہ کو سنائیں۔ تو وہ اس درجہ متاثر ہوئے کہ رات بھر روتے رہے۔ اور دوسرے دن تک کچھ دکھائی نہ دیا۔ اسی طرح دن بھر قیامت کے خوف سے لرزاں رہے۔

ف ۲

یعنی بعض لوگ ایسے بدبخت اور محروم سعادت ہیں کہ وہ خدا کی وسعتوں اور قدرتوں سے پوری طرح آگاہ ہونے کے باوجود انکار کرتے ہیں۔ اور تسلیم نہیں کرتے کہ قیامت آئے گی۔ اور دنیا کو فنا کر کے دوبارہ زندہ کیا جائے گا۔

### حل لغات

عَلَقَةٌ۔ عام لوگوں نے اس کا ترجمہ پارہ خون بستہ یعنی جمے ہوئے خون کا ٹکڑا کیا ہے۔ مگر حقیقتاً اس سے مراد جرثومۂ حیات ہے۔

إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ ۖ وَمِنْكُمْ مَنْ يُتَوَفَّىٰ وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ مِنْ بَعْدِ عِلْمٍ شَيْئًا ۚ وَتَرَى الْأَرْضَ هَامِدَةً فَإِذَا أَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ وَأَنْبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍ بَهِيجٍ ۝

تک ٹھہرا رکھتے ہیں، پھر ہم تمہیں بچہ نکال دیتے ہیں پھر تا کہ تم اپنی جوانی کے زور کو پہنچو اور بعض تم میں سے وہ ہیں جو مر جاتے ہیں اور کوئی تم میں سے جو نکمی عمر تک پہنچایا جاتا ہے تا کہ جاننے کے بعد کچھ نہ جانے، اور تو زمین کو خشک دیکھتا ہے پھر جب ہم اس پر پانی نازل کرتے ہیں تو لہلہانے اور ابھرنے لگتی ہے اور قسم قسم کی نفیس چیزیں اگاتی ہے ○

۶۔ ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّهُ يُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَأَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

۶ ۔ یہ اس لئے کہ اللہ وہی حق ہے، اور وہ مردوں کو جلاتا ہے، اور وہ ہر شے پر قادر ہے ○ ف ۱

۷۔ وَأَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَأَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ ۝

۷ ۔ اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں، اور یہ کہ خدا انہیں جو قبروں میں ہیں اٹھائے گا ○

## حشر و نشر ایک طبعی حقیقت ہے!

ف ۱ قرآن حکیم نے حشر و نشر کے عقیدے کو بڑے زور سے بیان کیا ہے کیونکہ یہی ایک عقیدہ ایسا ہے جو دلوں میں ذمہ داری کے احساسات کو بیدار کر سکتا ہے اور ہر شخص میں روح عمل پھونک سکتا ہے کیونکہ اس عقیدہ کے معنے یہ ہیں کہ ہر شخص مکافات عمل کے اصول کو تسلیم کرے۔ اور مانے کہ اعمال بے نتائج نہیں ہو سکتے۔ اور حق و باطل کے ثمرات اور نتائج میں واضح اور بین فرق ہے۔

جو شخص آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ اور حشر و نشر کے کوائف کو نہیں مانتا۔ وہ ذمہ داری کے قبول کرنے سے انکار کرتا ہے۔ اس کے نزدیک نیکی اور بھلائی مہمل الفاظ ہیں۔ جو بالکل شرمندۂ معنی نہیں۔ وہ عمل کی بنیاد اپنی خواہشات پر رکھتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ مجھے دنیا اور اس کے اعمال کی بھلائی برائی سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ انکار کا عقیدہ حرکت و زندگی کو تباہ کر دیتا ہے اور انتہا درجے کی خود غرضی پیدا کر دیتا ہے۔ آخرت کے انکار کے بعد دنیا میں کسی اعلیٰ تمدن کی امید نہیں کی جا سکتی۔ کیونکہ قدرتاً یہ انکار انفرادیت کا حامی اور شخصی اور ذاتی اغراض کا پیدا کرنے والا ہے۔

مکہ والے جو یہی کے زیر اثر حشر و نشر پر ایمان نہیں رکھتے تھے انہیں اس عقیدے کی افادیت کا قطعاً علم نہ تھا۔ اور انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ یہ ایک طبعی حقیقت ہے۔ اصول ارتقا اور خود زندگی کا مفہوم اس بات کا مقتضی ہے کہ یہ زندگی صرف موت تک محدود نہ ہو۔ بلکہ آگے بڑھے۔ اور کمال تک پہنچے۔ ان کو اس میں بڑا تعجب معلوم ہوتا تھا کہ موت کے بعد جب روح کا تعلق بدن سے منقطع ہو جاتا ہے تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ پھر یہ تعلق قائم ہو جائے۔ اور دوبارہ انسان زندگی کی نعمتوں سے بہرہ ور ہو جائے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے حکیمانہ اصول کی جانب ان کی توجہ کو مبذول فرمایا ہے۔ ارشاد ہے کہ تمہیں قیامت اور حشر و نشر کے متعلق تو شبہ ہے مگر یہ نہیں جانتے کہ تمہاری زندگی بجائے خود اس سے زیادہ حیرت انگیز انقلاب کی حامل ہے ہم روزانہ اس تبدیلی کو دیکھتے اور اس انقلاب کو محسوس کرتے ہو۔ مگر تمہیں کبھی یہ شبہ نہیں ہوتا کہ یہ کیونکر ممکن ہے۔

۸ - وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ ۝

۸ - اور آدمیوں میں کوئی ہے کہ اللہ کے بارہ میں بے علم اور بے ہدایت اور بے روشن کتاب کے جھگڑتا ہے ۝ ف

۹ - ثَانِيَ عِطْفِهِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۖ لَهُ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَنُذِيقُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَذَابَ الْحَرِيقِ ۝

۹ - اپنے شانے کو موڑ کر تاکہ خدا کی راہ سے بہکائے۔ اس کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور ہم اُسے قیامت کے دن جلنے کا عذاب چکھائیں گے ۝

۱۰ - ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدَاكَ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ ۝

۱۰ - یہ بدلہ ہے اُس کا جو تیرے ہاتھوں نے آگے بھیجا تھا، اور یہ کہ اللہ بندوں کے حق میں ظالم نہیں ۝

۱۱ - وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ عَلَىٰ حَرْفٍ ۖ فَإِنْ أَصَابَهُ خَيْرٌ اطْمَأَنَّ بِهِ ۖ وَإِنْ أَصَابَتْهُ فِتْنَةٌ انْقَلَبَ عَلَىٰ وَجْهِهِ

۱۱ - اور آدمیوں میں سے کوئی ایسا ہے کہ اللہ کی عبادت کنارہ پر کرتا ہے سو اگر اُسے بھلائی پہنچی ہے تو اُس سے تسلی پاتا ہے اور جو اس کی آزمائش آتی ہے تو اپنے منہ پر پلٹ جاتا ہے،

تم دیکھتے ہو کہ تمہاری زندگی کا دار و مدار مٹی اور پانی پر ہے۔ سبزیاں اور پھل کیا ہیں؟ مگر تم نے کبھی غور کیا ہے یہ سبزیاں اور پھل کیا ہیں؟ صرف مٹی۔ پھر یہ غذا ایک قطرہ آب کی شکل میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ کیا یہ عقل میں ممکن ہے؟ پھر یہی قطرہ آب جرثومہ حیات کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ چند منزلوں سے گزرنے کے بعد جیتا جاگتا بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ کیا یہ سب باتیں آپ کی سمجھ میں آتی ہیں؟ پھر یہ بالشت کا بچہ کڑیل جوان ہو جاتا ہے اور جوانی کے نشہ میں خدا کا بھی انکار کرنے لگتا ہے۔ پھر جوانی کی کڑی کمان جھک جاتی ہے اور بڑھاپا آ پہنچتا ہے۔ بتائیے کیا یہ انقلابات ایسے ہیں کہ ان کو کبھی تم سمجھ سکیں؟

والدکھو حشر و نشر بھی اسی طرح کا ایک طبعی انقلاب ہے جو اسی طرح ممکن ہے جس طرح یہ مذکورہ کے واقعات۔ پھر تم یہ بھی دیکھتے ہو کہ ایک وقت زمین خشک ہوتی ہے۔ اس وقت روئیدگی اور سبزے سے قطعی محروم۔ مگر بارش کے چند قطرات گرتے ہیں۔ اور یہ مردہ زمین سر سبز و شاداب ہو جاتی ہے کیا خدا جو مردہ زمین کو زندگی بخش سکتا ہے وہ تمہاری حرکت کو زندگی سے نہیں بدل سکتا؟

## معرفت کے تین درجے

ف معرفت کے تین درجے ہیں۔ استدلال، وجدان اور آسمانی کتاب یعنی انسان قوت فکر سے حقائق تک پہنچ سکتا ہے۔ یا پھر وجدان صحیح راہ نمائی کرتا ہے۔ اور یا الہامی کتاب جو حقیقت کا پتہ چلاتا ہے۔ پہلا درجہ یقینی اور قطعی نہیں۔ مگر اکثر حالات میں کافی ہوتا ہے۔ دوسرا درجہ اکثر غلط ہو سکتا ہے مگر جہاں صحیح ہوتا ہے وہاں یقین کا پہلو غالب ہوتا ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جنہیں فطرت کا وجدان صحیح سے حصہ ملا ہو۔ تیسرا درجہ بالکل قطعی اور حتمی ہے۔

قرآن حکیم کہتا ہے جو لوگ اللہ کی صفات و قدرت کے متعلق شک کرتے شبہات کا ذکر کرتے ہیں ان تینوں دلائل سے محروم ہیں۔ نہ تو عقل استدلال کی راہ نمائی قبول کرتے ہیں اور نہ وجدان صحیح سے بہرہ ور ہیں۔ بے دینی اور الحاد کا یہ عالم ہے کہ کوئی صحیفہ آسمانی ان کی نگاہ میں نہیں۔ اب اگر حق کی پہچان ہو تو کیونکر ہو اور معرفت کس طرح حاصل ہو۔ یہ واضح ہے کہ اسلام غور و فکر کا مخالف نہیں بلکہ نہایت موافق ہے۔

عِطْفِهٖ۔ جانب، دامن ... گردن موڑ لینا۔ حَرْفٍ۔ کنارہ۔

خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝

دُنیا اور آخرت گنوائی۔ یہ صریح نقصان یہی ہے ۝

۱۲- يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۚ

۱۲- اللہ کے سوا اُسے پکارتا ہے جو نہ اُسے نقصان پہنچا سکے اور نہ نفع۔ یہی پرلے درجے کی گمراہی ہے ۝ ف۱

۱۳- يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗۤ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ؕ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝

۱۳- اُسے پکارتا ہے جس سے نفع کی نسبت اس کا نقصان زیادہ نزدیک ہے، بیشک بُرا دوست ہے اور بُرا رفیق ۝

۱۴- اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝

۱۴- جو ایمان لائے، اور نیک کام کیے اللہ اُنہیں باغوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اللہ جو چاہے سو کرے ۝ ف۲

۱۵- مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ

۱۵- جو کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ اللہ اُسے دنیا و

ف۱ مشرکین کا ایک طبقہ ہوتا ہے۔ جنہیں کچھ تو اللہ سے تعلق ہوتا ہے۔ اور کچھ اپنے بزرگوں اور دیوتاؤں سے۔ کبھی وہ خانقاہ میں سجدہ نیاز کرتے ہیں اور کبھی صحن مسجد میں۔ کبھی خدا کے سامنے جھکتے ہیں، کبھی اپنے دیوتاؤں کی شان میں۔ انہیں اگر خدا کی عبادت پر آمادہ بھی کیا جائے۔ تو وہ صرف کرم کی آزمائش و امتحان کی حد تک قائم رہتے ہیں۔ یعنی جب تک ان کی سُنی گئی، اور کام ہوتے رہے، خدا کو مانتے رہے اور اس کا شکریہ ادا کرتے رہے۔ اور جہاں اللہ تعالیٰ نے ذرا امتحان میں ڈال دیا۔ جھٹ سے الگ ہو گئے کہ خدا ہماری نہیں سنتا۔ یہ بدبخت نہیں جانتے کہ خدا آزمائشوں اور تجربوں سے بالا ہے۔ وہ اگر ہماری گزارش کو سن لیتا ہے۔ اور قبول کر لیتا ہے تو اس کی بندہ نوازی اور نوازش ہے۔ اور اگر نہیں قبول کرتا، تو بے نیازی و برتری ہے شکایت اور گلہ کا کیا موقع ہے۔

بھلا غور تو فرمائیے کہ جب تک ہم اس پر کامل یقین اور کامل بھروسہ نہیں رکھتے۔ کیونکر اس کے ہاں عزت اور قابل لحاظ قرار پا سکتے ہیں؟ ارشاد ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی ذہنی پستی کا یہ عالم ہے کہ پکارتے بھی ہیں ان چیزوں کو جن کو معبودیت کا درجہ کسی طرح حاصل نہیں اور ان کے نفع و نقصان میں ہرگز کچھ اثر و دخل نہیں رکھتیں بلکہ ان کا نتیجہ [illegible] کا جو اثر بالواسطہ ہوتا ہے۔ وہ [illegible] ہوتا ہے۔ طبیعت [illegible] ہو جاتی ہے۔ اور دل میں توحید کی روشنی پیدا نہیں ہوتی۔ خودداری اور خودشناسی کے جوہر مٹ جاتے ہیں۔ اور انسان قلب و دماغ کے لحاظ سے نہایت حقیر اور ذلیل ہو جاتا ہے۔

**کون خدا انہیں پسند ہے؟** ف۲ اس سے پہلے مشرکوں اور ان کے معبودوں کا ذکر تھا۔ کہ ان کے معبود باطل مشکلات اور مصائب میں ان کے کام نہیں آ سکتے۔ اور ان کی کوئی مدد نہیں کر سکتے۔ اور نہ اس قابل ہیں کہ براہ راست ان کو کوئی نقصان پہنچا سکیں۔ مگر مومنین کا یہ عالم ہے کہ ان کا معبود برحق دنیا میں ان کی اعانت کرتا ہے۔ اور مشکلات و مصائب میں ان کی اعانت کرتا ہے۔ پھر جب وہ اس زندگی میں کامیاب و کامران ہو کر دوسری دنیا میں پہنچتے ہیں تو ان کے نیک اعمال اور اچھے [illegible] کے معاوضہ میں جنت میں داخل کرتا ہے [illegible]

سے محروم کر دیتا ہے۔ اب سنئے کون خدا انہیں پسند ہے؟ زندہ اور قدیر خدا [illegible]

اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَآءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ○

آخرت میں ہرگز مدد نہ دے گا، تو اُسے چاہیے کہ آسمان کی طرف ایک رسی لٹکائے پھر کاٹ ڈالے پھر دیکھے کہ اس کی یہ تدبیر اس کا غصہ کھوتی ہے یا نہیں؟ ○ ف۱

١٦- وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يُّرِيْدُ ○

١٦- اور یوں ہم نے یہ قرآن کھلی نشانیاں کرکے اتارا ہے ف۲ اور اس لئے اُتارا ہے کہ بیشک اللہ جسے چاہے ہدایت کرے ○

١٧- اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـِٕيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوْسَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا ۖ اِنَّ اللّٰهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ○

١٧- جو مسلمان ہوئے، اور جو یہود ہوئے، اور صابئین، اور نصاریٰ، اور مجوس، اور جو مشرک (عرب کے) ہیں۔ اللہ قیامت کے دن اُن میں فیصلہ کرے گا، اللہ ہر شئے پر حاضر ہے ○ ف۳

١٨- اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ

١٨- کیا تُو نے دیکھا، کہ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے،

ف۱

یہ آیت اسی قبیل سے ہے۔ جس طرح کہ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ کی آیت ہے یعنی مقصد یہ ہے کہ جو شخص حضورؐ کی مخالفت کرتا ہے، اور یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالےٰ حضورؐ کو یکہ و تنہا چھوڑ دے گا، اور ان کی بالکل اعانت نہیں کرے گا۔ اس کو چاہئے کہ اپنی سی کر دیکھے۔ اللہ کو بہرحال یہی منظور ہے، کہ وہ حق کو دنیا کے گوشے گوشے تک پھیلا دے چاہے مخالفین اور معاندین اس کو برداشت نہ کریں۔

ف۲ قرآن حکیم کی آیات کو اللہ تعالےٰ نے اکثر بینات کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے۔ کیونکہ ان میں جن تعلیمات کا ذکر ہے وہ صحت و ثبوت کے لحاظ سے بالکل واضح اور نمایاں ہیں۔ اور بالکل حقیقت الفطرت کے مظہر ہیں۔ جن میں قطعًا الحاد نہیں، اور باوجود منطقی دلائل کے [illegible] ہر شخص اخذ اور استفادہ کر سکتا ہے۔

ف۳ اور اپنی تعلیمات بتانے کے لئے اللہ تعالےٰ نے قرآن حکیم کو نازل فرمایا ہے۔ یہ تمام کتابوں اور تمام قسم کی تعلیمات کے لئے محک اور معیار ہے۔ اس وقت تک جس قدر سچائی اور صداقت صحیفوں اور کتابوں کی شکل میں نازل ہوئی وہ سب کی سب اس میں موجود ہے اس میں اللہ تعالےٰ نے ہر حقیقت مذہبی کا ذکر فرمایا ہے۔ اس لئے جہاں تک اعتقاد و عمل کے اختلافات ہیں۔ ان میں بس یہی اللہ کی آخری کتاب حکم فطرت کا صحیفہ ہے، مگر ان لوگوں کی کج فہمی اور مجبوری سے اگر یہ معیار بھی بجائے خود ابِ النزاع کتاب کی شکل اختیار کر لے تو اللہ تعالےٰ نے اس جھگڑے کو چکانے کے لئے قیامت کا دن مقرر فرمایا ہے تاکہ وہاں سب لوگ اپنی گمراہی اور کج فہمی کو محسوس کر سکیں۔ آیت کا مقصد یہ بھی ہے کہ حق اور سچائی ایک دائرے میں محدود ہے اور وہ ایک ایسی راہ ہے۔ جو تم کو منزل مقصود تک پہنچا سکتی ہے۔ باقی تمام پگڈنڈیاں غلط اور ٹیڑھی ہیں۔

**حل لغات** السَّمَآءِ: بعض صحابہ اور مفسرین نے اس کے معنے گھر کی چھت کے کئے ہیں۔ الصّٰبِئِیْنَ: صابی کی جمع، ایک ایسی جماعت جو اسلام سے قبل بھی اور رسم و رواج کے لحاظ سے جو حقیقت سے

ہ زیادہ ہٹتے جاتے تھے۔

وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ وَ النُّجُوْمُ وَ الْجِبَالُ وَ الشَّجَرُ وَ الدَّوَآبُّ وَ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَ كَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَ مَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ۝

۱۹- هٰذٰنِ خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا فِيْ رَبِّهِمْ ؗ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ ؕ يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوْسِهِمُ الْحَمِيْمُ ۝

۲۰- يُصْهَرُ بِهٖ مَا فِيْ بُطُوْنِهِمْ وَ الْجُلُوْدُ ۝

۲۱- وَ لَهُمْ مَّقَامِعُ مِنْ حَدِيْدٍ ۝

۲۲- كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا

اور سورج، اور چاند، اور ستارے، اور پہاڑ، اور درخت، اور چارپائے، اور آدمیوں میں سے بہت لوگ اللہ کو سجدہ کرتے ہیں اور بہت ہیں جن پر عذاب ٹھہر چکا، اور جس کو اللہ ذلیل کرے اُسے کوئی عزت دینے والا نہیں، اللہ جو چاہے، سو کرے ۝ ف۱

۱۹- یہ دو (مومن و کافر) مدعی ہیں اپنے رب میں جھگڑا کرتے ہیں، سو وہ کافر ہیں، اُن کے لئے آگ کے کپڑے قطع کیے جائیں گے، اُن کے سروں پر کھولتا پانی ڈالا جائے گا ۝ ف۲

۲۰- اُسی پانی سے اُن کا چمڑا اور جو اُن کے پیٹ میں ہے گلایا جائے گا ۝

۲۱- اور لوہے کے ہتوڑے اُن کے (پیٹنے) کیلئے موجود ہیں ۝

۲۲- جب دوزخ سے مارے غم کے نکلنے کا ارادہ

## آقا کے ناشکرگزار بندے!

ف۱ یعنے کائنات کی ہر چیز اللہ کے قانون اطاعت کی فرمانبرداری کرتی ہے اور کوئی چیز اس کے اقتدار اعلیٰ سے باہر نہیں، آسمان کی بلندیاں اور زمین کی پہنائیاں سب اس کے سامنے جھکتی ہیں، آفتاب اور چاند، نجوم اور ستارے، درخت اور بے سمجھ حیوانات تمام کے تمام اس کے حضور میں سربسجود ہیں، بہت سے سعادتمند انسان بھی ہیں، جن کو توفیق اطاعت وفرمانبرداری ارزانی ہوئی ہے۔ مگر کثیر تعداد ان لوگوں کی ہے جن کی گردنیں تکبر سے نہیں جھکتیں ارشاد ہے کہ یہ لوگ صاحب ذلیل ہیں، اپنے آقا کے ناشکرگزار بندے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اصل عزت یہ ہے کہ آقا انہیں پسند کرے اور محبوب رکھے، اور اگر تمرد و بغاوت کی وجہ سے آنکھ کی نگاہوں سے گر گئے تو ممکن ہے جو عزت دانشمندی کا خلعت سمجھتے ہو گا۔ جو رب العزت کے نزدیک حقیر اور قابل نفرت ہے، اس کی کوئی عزت نہیں۔ اور وہ بالکل احترام کا مستحق نہیں ۔

## دو مخالف گروہ

ف۲ هٰذٰنِ خَصْمٰنِ سے مراد دو گروہ ہیں، ایک اہل شر اور دوسرا اہل خیر۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، نتیجے اور ثمرے کے لحاظ سے یہ دونوں گروہ برابر نہیں۔ پہلا گروہ اپنے اعمال بد کی وجہ سے جہنم میں جائے گا۔ اور سخت ترین اذیتیں اٹھائے گا۔ دوسرا گروہ جنت کی نعمتوں سے بہرہ ور ہو گا۔ اور اللہ کا شکرگزار ہو گا ۔

قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِيَابٌ مِّنْ نَّارٍ سے مراد یہ ہے کہ جہنم کی آگ ان کے چاروں طرف احاطہ کرے گی، گویا انہیں آگ کے کپڑے پہنائے گی، یہ ایک تشبیہ ہے۔ جس طرح دوسری جگہ فرمایا ہے۔ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّ مِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں، کہ اس آگ کی ایک چنگاری بھی دنیا کے پہاڑوں پر گرے تو ان کو جلا ڈالے ۔

غرض یہ ہے کہ عذاب شدید کامل طور پر ہو گا۔ مجرمین کی کوئی گرانی کی جائے گی۔ فرشتے لوہے کے ہتھوڑوں سے ان کی ربائی بو ...

مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا ۙ
وَ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝

۲۳- اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ؕ وَ لِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝

۲۴- وَ هُدُوْۤا اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ ۚۖ وَ هُدُوْۤا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ ۝

۲۵- اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمَسْجِدِ

کریں گے تو دوبارہ، اسی میں لوٹائے جائیں گے اور کہا جائے گا، چکھو جلن کا عذاب ۝

۲۳- جو ایمان لائے، اور نیک کام کئے اللہ انہیں باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ اس میں ان کو سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے، اور ان کی پوشاک وہاں ریشم کی ہوگی ۝

۲۴- اور انہیں ستھری بات کی طرف راہ دکھائی گئی۔ اور انہوں نے اس راہ کی ہدایت پائی جو قابل تعریف ہے ۝

۲۵- جو کافر ہیں۔ اور اللہ کی راہ، اور مسجد حرام سے روکتے ہیں، جو

(بقیہ حاشیہ)

نہر لیں گے۔ اور جب یہ مجرمین اس سوختگی و غم سے نکلنے کی کوشش کریں گے، تو پھر ان کو اسی طرح گرز کے ساتھ لوٹا دیے جائیں گے۔ جہنم کی یہ کیفیات دل میں سخت خوف اور ہول پیدا کر دیتی ہیں، اور اسی لئے بیان کی گئی ہیں، کہ منکرین کی قساوت قلبی دور ہو اور وہ عذاب الٰہی کے نام سے کانپ اٹھیں۔ اس دنیا میں یہ معلوم کرنا، کہ ان کیفیات کی تفصیل کیا ہے۔ ناممکن ہے۔ قرآن حکیم نے تو صرف ان کا صرف وہ پہلو ذکر کیا ہے۔ جو مجرموں اور گناہ گاروں کے لئے عبرت اور موعظت کا باعث ہو سکے اور بس۔

اس کے بعد اہل جنت کا ذکر ہے، کہ یہ لوگ عزت و آرام سے رہیں گے۔ اور تمام لذائذ اور ان تکلفات سے دوچار ہوں گے۔ جنہیں یہ دین کے لئے دنیا میں چھوڑ چکے تھے۔ فرمایا۔ ان لوگوں نے چونکہ دنیا کی زندگی میں قول طیب کو مان لیا تھا۔ اور صراط حمید کی پیروی اختیار کی تھی۔ اسی لئے آج نعمتوں اور لذتوں سے نوازے جا رہے ہیں۔

## حل لغت

اَسَاوِرَ۔ اسوار کی جمع ہے۔ پہننے کلائی میں پہننے کا زیور، کنگن۔

الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ِۨالْعَاكِفُ فِيْهِ وَ الْبَادِ ؕ وَمَنْ يُّرِدْ فِيْهِ بِاِلْحَادٍۢ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

ہم نے سب لوگوں کے لئے بنائی ہے، اُس میں رہنے والا اور باہر سے آنے والا، برابر ہے۔ اور جو شرارت سے اس میں ٹیڑھی راہ چاہتا ہے، اُسے ہم دُکھ دینے والا عذاب چکھائیں گے ۝ ف۱

۲۶ - وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرٰهِيْمَ مَكَانَ الْبَيْتِ اَنْ لَّا تُشْرِكْ بِيْ شَيْئًا وَّ طَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّآئِفِيْنَ وَالْقَآئِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْدِ ۝

۲۶ - اور جب ہم نے ابراہیم کے لئے خانہ کعبہ کا ٹھکانا درست کر دیا، اور کہا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کر، اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں کیلئے اور قیام اور رکوع سجود کرنے والوں کیلئے پاک رکھ ۝

۲۷ - وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ ۝

۲۷ - اور لوگوں میں حج کے لئے پکار دے، کہ تیرے پاس پیدل آئیں، اور دُبلے دُبلے اُونٹوں پر سوار ہو کر ہر ایک دُور کی راہ سے چلے آئیں ۝ ف۲

## بیت اللہ کی حرمت

ف۱ کفار اور مسلمانوں کے درمیان فیصلہ صادر فرمانے کے بعد اب بیت اللہ کی عزت و حرمت کا بیان ہے۔ بتایا ہے کہ یہ لوگ کس قدر موہوم اور قسی القلب ہیں۔ کہ مسلمانوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ اور بیت اللہ تک جانے نہیں دیتے۔ تاکہ مسلمان آزادانہ اپنے مناسک ادا کر سکیں۔

بات یہ تھی کہ حضور ۶ سال حدیبیہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ بیت اللہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تاکہ وہاں پہنچ کر کھلے بندوں اپنی عقیدت و نیاز مندی کا اظہار کریں۔ مگر مکے والوں نے حدیبیہ کے مقام میں حضور کو روک لیا۔ اور آگے نہ بڑھنے دیا۔ قرآن حکیم نے اُن کے اس فعل کی مذمت فرمائی ہے اور کہا ہے کہ بیت اللہ میں سب کے حقوق برابر ہیں۔ اس میں یہاں رہنے والوں کی کوئی تخصیص نہیں۔

## حج کا فلسفہ

ف۲ بیت اللہ جو آج تمام مسلمانوں کا روحانی مرکز ہے اس کو حضرت ابراہیم نے اللہ کی ہدایات کے ماتحت تعمیر کیا۔ اللہ تعالےٰ کو منظور تھا۔ کہ اس مقام کو تمام اسلامی دُنیا کے لئے رُوحانی اعتبار سے ملجاو ماویٰ بنا دیا جائے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم کی کوششیں مشکور ہوئیں۔ اور وہ آواز جو جنگل میں ابراہیم کے منہ سے نکلی تھی۔ ہر خدا پرست کے کانوں تک پہنچی۔ اور آج تک اس کا یہ اثر ہے کہ دُنیا کے اکناف و اطراف سے لوگ کھنچے ہوئے اس مرکز رشد و ہدایت کی طرف چلے آتے ہیں اور دیکھئے کتنا خلوص اور کس درجہ روحانیت اور مقبولیت ہے کہ وہ گھر جو صنعت و حرفت کے اعتبار سے بالکل سادہ ہے جو وادی غیر ذی زرع میں بنایا گیا ہے۔ آج تمام ملت ابراہیم کی عقیدت و نیاز مندی کا مقام ہے۔ بات یہ ہے کہ کوئی شخص کہیں ہو۔ اگر محبت و عشق کے ساتھ کوئی کام کرے تو اس کا قبول ہونا قطعی اور یقینی ہے کیونکہ شہرت اور قبولیت کے لئے صرف اخلاص ہی ایک ضروری چیز ہے جس کو شرط و اساس قرار دیا جا سکتا ہے (باقی برصفحہ)

حل لغات - العاکف - مقیم ۔ البادِ - مسافر، باہر سے آنے والا ۔ بوّانا - جگہ دی، جگہ بتلا دی، یہاں مقرر کر دی ۔

۲۸ - لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِي أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِيرَ ○

۲۸ - کہ اپنے (تجارتی اور دینی) فائدوں کیلئے حاضر ہوں۔ اور ایامِ معلوم میں مویشی چارپایوں کی ذبح پر جو اس نے دیئے ہیں، اللہ کا نام یاد کریں، سو اس میں سے کھاؤ۔ اور برے حال (بھوکے) فقیر کو (بھی) کھلاؤ ○

۲۹ - ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ○

۲۹ - پھر چاہیے کہ اپنے بدن کے میل کچیل دور کریں (حجامت وغیرہ سے) اور اپنی منتیں پوری کریں۔ اور پرانے گھر کے گرداگرد پھریں ○

۳۰ - ذَٰلِكَ ۔ وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ ۔ وَأُحِلَّتْ لَكُمُ

۳۰ - یہ تو حکم ہے۔ اور جو کوئی حرماتِ خدا کی تعظیم کرے، سو وہ اس کے لئے اس کے رب کے نزدیک بہتر ہے اور تمہارے لئے

(بقیہ حاشیہ)

باقی اسباب وفلاح خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔
لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ - کہہ کر یہ اشارہ کیا ہے کہ حج صرف عبادت ہی نہیں۔ بلکہ بہت سے ملی و انفرادی فوائد اس سے وابستہ ہیں۔ مگر مسلمان حج کے فوائد سے کما حقہٗ استفادہ کریں تو حقیقت یہ ہے کہ کبھی پست اور ذلیل نہ ہوں کیونکہ تجارتی اور اقتصادی لحاظ سے حج میں بے شمار منافع ہیں۔ پھر یہ دیکھئے کہ حج کے لئے سب طرف کے لوگ آتے ہیں۔ اور اس طرح موقع ملتا ہے کہ تمام ملکوں اور قوموں میں ایک ثقافتی اتحاد و تعاون پیدا ہو۔ اور سیاسی طور پر ایک دوسرے کی مشکلات پر غور کریں۔ اتنے بڑے موقع سے فائدہ نہ اٹھانا سخت بڑی محرومی ہے۔

## حلِ لغات

أَيَّامٍ مَعْلُومَاتٍ - ایامِ قربانی۔
حُرُمَاتِ - قابلِ عزت اور ادب کی چیزیں۔ شعائر واحکام۔

الْأَنْعَامُ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ ۖ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّورِ ○

چوپائے حلال ہیں مگر جو تمہیں پڑھ کر سنائے جائیں گے۔ پس تم بتوں کی ناپاکی، اور جھوٹ بولنے سے بچتے رہو ○

۳۱- حُنَفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيقٍ ○

۳۱- (حلال مال کھاؤ) اللہ کے لئے یکطرفہ ہو کر نہ اس کے ساتھ شریک بنا کر، اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا وہ گویا آسمان سے گر پڑا پھر اُسے پرندے اُچک لے گئے۔ یا اُسے ہوا نے کسی دور جگہ میں لے جا کر پٹک دیا ○ ف۱

۳۲- ذَٰلِكَ ۖ وَمَن يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللَّهِ فَإِنَّهَا مِن تَقْوَى الْقُلُوبِ ○

۳۲- یہ حکم ہے۔ اور جس نے خدا کی نشانیوں کی تعظیم کی، سو یہ تعظیم دل کی پرہیزگاری سے ہے ○

۳۳- لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ثُمَّ مَحِلُّهَا

۳۳- چوپایوں میں تمہارے لئے ایک وقت مقرر تک فائدے ہیں۔ پھر انہیں پہنچانے

## توحید سربلندی ہے!

ف۱ ان آیات میں پہلے تو بیان فرمایا ہے کہ قابل احترام احکام کو عزت و تسلیم کی نگاہوں سے دیکھنا اللہ کے نزدیک بہتر ہے۔ اس کے بعد مسائل حج کی طرف رجوع فرمایا ہے۔

شبہ پیدا ہوتا تھا کہ جب احرام کی حالت میں شکار کھیلنا درست نہیں۔ تو شاید عام چوپائے بھی حرام ہوں۔ اس شبہ کے جواب میں فرمایا کہ چوپائے تمہارے لئے حلال ہیں اور احرام ان کی حلت میں مخل انداز نہیں ہوتا۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ جب تم اللہ کے احکام کو عزت و احترام کی نگاہوں سے دیکھتے ہو تو پھر تمہارے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ بت پرستی کی نجاست سے بچو۔ اور جھوٹ سے پرہیز کرو، اور خدا کی توحید کے سلسلہ میں عزیمت و استقلال کے ساتھ ثابت قدم رہو۔

کیونکہ توحید فطرت ہے۔ توحید سربلندی و اولوالعزمی ہے اور توحید رفعت و علو ہے۔ وہ لوگ جو توحید کو چھوڑ کر شرک اختیار کر لیتے ہیں۔ عقل اور عمل کے لحاظ سے گویا آسمان رفعت سے قعر ذلت کی طرف نزول کرتے ہیں۔ جس طرح بلندی سے گرا ہوا محفوظ نہیں رہ سکتا ہے۔ اسی طرح مشرک بھی قوت و رجحان کی تمام استعدادوں کو کھو دیتا ہے۔ غور فرمائیے کہ کس قدر صحیح حقیقت ہے کیونکہ شرک اور بت پرستی کے معنے ہیں کہ مشرک اور بت پرست زیور انسانیت سے عاری ہیں۔ انھوں نے عزت و خودداری کے تمام پاکیزہ جذبات کو اصنام کے بھینٹ چڑھا دیا ہے۔

اس کے بعد شعائر اللہ کی تعظیم کا ذکر ہے۔ فرمایا ہے کہ ان سے دلوں میں تقویٰ اور پرہیزگاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا اظہار کئی صورتوں میں ہوتا ہے۔ اعمال میں ایک صورت شعائر کی بھی ہے۔ شعائر اللہ کی تعظیم سے دلوں میں ایک خاص قسم کی رقت اور روحانی لذت محسوس ہوتی ہے۔

لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ میں فیہا کی ضمیر ربانی جو مت

إِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝

گھر تک پہنچنا ہے (کہ وہاں ذبح ہوں) ۝

۳۴- وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ ۗ فَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ ۝

۳۴- اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کا طریق مقرر کیا ہے۔ تاکہ وہ مویشی چوپایوں پر جو اس نے انہیں دیئے ہیں (ابوقت ذبح) اللہ کا نام لیا کریں۔ سو تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے پس اسی کے فرمانبردار رہو اور تو اُن عاجزی کرنے والوں کو بشارت دے ۝

۳۵- الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَالصَّابِرِينَ عَلَىٰ مَا أَصَابَهُمْ وَالْمُقِيمِي الصَّلَاةِ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝

۳۵- کہ جب خدا کا نام لیا جائے، تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ اور مصائب پر صابر ہیں۔ اور نماز پڑھتے۔ اور ہمارے دیئے میں سے خرچ کرتے ہیں ۝

۳۶- وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُم مِّن شَعَائِرِ اللَّهِ لَكُمْ فِيهَا

۳۶- اور بُدنے (قربانی کے اُونٹ) ہم نے تمہارے لئے اللہ کے نشان ف۱ مقرر کئے ہیں اُن میں تمہ

---

ھدی (قربانی) کی طرف راجع ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آیت ماسبق میں شعائر سے مراد قربانی ہی ہے ۔

اس کے بعد اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے کہ دفتاً فوقتاً ہم نے ہر قوم کے لئے ایک طریق عبادت و قربانی مقرر کیا ہے۔ جس کی پیروی ان کے لئے ضروری تھی۔ اور سب کا مقصد یہ ہے کہ لوگ خدا پرستی کے جذبات دل میں پیدا کریں۔ اور صرف ایک معبود حقیقی کے آگے جھکیں ۔

گویا پرستی اور خدا دوستی کے مختلف طریقے ہیں۔ محض اس لئے مخالفین اسلام کو اسلام سے برگشتہ نہ ہو جانا چاہیئے کہ ان کا طریق نیاز مندی دوسروں سے مختلف ہے۔ بلکہ یہ غور کرنا چاہیئے کہ جو کچھ پیش کیا جا رہا ہے۔ وہ کہاں تک قابل عمل ہے اور کہاں تک نتیجہ خیز ۔

ف۱

شعائر شعیرہ کی جمع ہے۔ جس کے معنی ان چیزوں کے ہیں جو نشان ہوں۔ عبادت اور قربانی بھی چونکہ خدا پرستی اور خدا دوستی کی نشانیاں ہیں۔ اس لئے شعائر سے تعبیر کیا ہے ۔

بعض کہتا۔ کم فہم لوگوں نے قربانی کو عہد وحشت و جاہلیت کی یادگار قرار دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ اس کی بنیادیں دیوتاؤں سے خوف وغیرہ اس کے تخیل پر قائم ہیں۔ یہ محض غلط ہے ۔

اصل میں مذہب ان رسوم کو باقی رکھنے کے حق میں ہوتا ہے جس سے روحانی اور تمدنی فوائد حاصل ہو سکتے ہوں۔ قربانی قدیم قوموں میں بھی رائج تھی۔ اور اس کا مقصد یہ تھا۔ کہ اللہ تعالے کا قرب حاصل کیا جائے۔ اور غرباء و مساکین کو پیٹ بھر کر کھلایا جائے اب اگر اس قربانی کو کسی وقت ان کے عقائد میں تبدیل کر دیا گیا تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا، کہ قربانی کا قدیم اور صحیح تخیل بھی مشرکانہ ہے اسلام نے جب دیکھا کہ اپنی کتاب میں اور مشرکین میں قربانی کا عملی تخیل موجود ہے اور اس سے بہت مفید فوائد حاصل ہوتے ہیں، تو اس نے اس کو باقی رکھا، اور ان عناصر کو اس میں سے خارج کر دیا۔ جو مشرکانہ تھے ۔

**حل لغات** - مَنسَكًا - طریق عبادت و قربانی ۔ الْمُخْبِتِينَ - عاجزی کے ساتھ خدا کے سامنے جھک جانے والے لوگ ۔ الْبُدْنَ - ...

خَيْرٌ ۖ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوبُهَا فَكُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ○

لئے خیر ہے۔ سو جب وہ قطار باندھے کھڑے ہوں، ان پر اللہ کا نام پڑھو۔ پھر جب اپنی کروٹوں پر گر پڑیں، تو ان میں سے کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور مانگنے والے فقیر کو کھلاؤ۔ یوں ہم نے وہ تمہارے قابو میں کر دئے تاکہ تم شکر کرو ○

۳۷- لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُومُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۚ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ○

۳۷- اللہ کو ان کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا لیکن اس کو تمہارے دل کا ادب پہنچتا ہے۔ یوں انہیں ہم نے تمہارے بس میں کیا۔ تاکہ تم اس بات پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی۔ اللہ کی بڑائی کرو، اور نیکوں کو بشارت دے ○ ف۱

۳۸- إِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِينَ

۳۸- بے شک اللہ مومنوں سے ان کے دشمنوں کی

## فلسفۂ قربانی

ف۱

اس آیت میں قربانی کا فلسفہ بیان کیا ہے کہ دلوں میں اللہ کی راہ میں کٹ مرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

قانون قدرت ہے کہ ہر ادنیٰ چیز اعلیٰ کے لئے اپنی انفرادیت کو قربان کر رہی ہے۔ نباتات کے لئے ضروری ہے کہ وہ حیوانات کا لقمہ بنے اور حیوانات انسان کے کام و دہن کی تواضع کریں۔ اسی طرح انسان جب حیوانات کو اللہ کے جلال و عظمت کے بھینٹ چڑھاتا ہے۔ تو وہ اشارۃً کہ اپنے سامنے رکھتا ہے کہ اللہ کے لئے ہمیں بھی اپنی جان، مال اور آسائش کی قربانی دینا چاہئے۔ یہی جذبہ فدویت و ایثار، تقوے اور پرہیزگاری ہے۔ ورنہ ظاہر ہے کہ اسے قربانی کے گوشت اور لہو کی کیا ضرورت ہے۔

## حلِ لغات

صَوَآفَّ۔ صف باندھے ہوئے۔ ایک قرأت میں صوافی بھی آیا ہے۔ یعنی خالصۃً اللہ کے لئے۔

الْقَانِعَ۔ عفیف سائل، قناعت سے بیٹھ رہنے والا۔

الْمُعْتَرَّ۔ بھیک مانگنے والا محتاج، سوال کرنے والا۔

آمَنُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ۝

دفع کرتا ہے۔ اللہ کو کوئی دغاباز ناشکر پسند نہیں آتا ۝

٣٩- أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا ۚ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ نَصْرِهِمْ لَقَدِيرٌ ۝

٣٩- ان: مسلمانوں کو جن سے (اہل مکہ) لڑتے ہیں جہاد کی اجازت دی گئی اس لئے کہ ان پر ظلم ہوا ہے اور اللہ ان کی مدد پر قادر ہے ۝ ف١

٤٠- الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِن دِيَارِهِم بِغَيْرِ حَقٍّ إِلَّا أَن يَقُولُوا رَبُّنَا اللَّهُ ۗ وَلَوْلَا دَفْعُ اللَّهِ النَّاسَ بَعْضَهُم بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوَاتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللَّهِ كَثِيرًا ۗ وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝

٤٠- یہ وہ ہیں جو صرف اتنا کہنے پر کہ ہمارا رب اللہ ہے ناحق اپنے گھروں سے نکالے گئے۔ اور اگر اللہ لوگوں کو ایک کو ایک کے ذریعہ دفع نہ کرتا تو (عیسائی فقیروں کے) تکیے اور گرجے اور یہود کے عبادت خانے اور (مسلمانوں کی) مسجدیں جہاں اللہ کا کثرت سے نام لیا جاتا ہے منہدم (ڈھا دی جاتیں۔ اور اللہ اُسے ضرور مدد دیگا جو اللہ کو مدد دیتا ہے ف٢ بیشک اللہ غالب ہے زور والا ۝

## قربانی اور جہاد

ف١ یعنی قربانی کے عمل سے یہ ہیں کہ دلوں میں جذبۂ جہاد موجزن ہو۔ اگر ہم ہر سال بالکمال اور کشفی حیوانات کا خون بہائیں۔ اور قلب میں کوئی حرارت اور کوئی جذبۂ جہاد پیدا نہ ہو تو یہ عبادت سراسر بے نتیجہ اور بے کیف ہوگی۔

آیت میں اذن جہاد ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کی مظلومیت حد سے بڑھ گئی۔ اب یہ ناممکن ہے کہ ان مظالم کو زیادہ دیر تک برداشت کیا جائے۔

ارشاد ہے کہ اللہ نے طے کر لیا ہے کہ مسلمانوں کی اعانت کی جائے اور مشرکین کے غلبہ و استیلاء کو دور کیا جائے۔ کیونکہ مسلمان مظلوم ہیں اور اسلام کو مظلومیت پسند نہیں جس طرح ظلم بُری چیز ہے اور اسلام اس کو جائز قرار نہیں دیتا ہے۔ اسی طرح مظلومیت بھی ناقابل برداشت ہے اور جرم ہے۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی جہاد کی نوعیت کیا تھی؟

وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے' ان کو ان آیات پر غور کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے کب اور کس وقت مسلمانوں کو جہاد کا اذن عام دیا۔ بے شک اس وقت اجازت دی۔ جب مظالم حد سے بڑھ گئے۔ اور مکہ کی سرزمین ان کے لیے تنگ ہو گئی۔

## اسلامی جہاد کی غرض قیام عبادت ہے!

ف٢ اس آیت میں بڑے واضح الفاظ میں قرآن حکیم نے بتایا ہے کہ اسلامی جہاد سے غرض معابد الٰہیہ کی حفاظت ہے۔ مسلمان اس لیے میدان جہاد میں بوقت آتا ہوتا ہے کہ خدا پرستی کے تمام مرکزوں کو مشرکین کے قبضہ و استیلاء سے پاک کرے۔ وہ جہاد و قتال سے مادی حق کا طالب نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے سامنے اعلاء کلمۃ اللہ کا بلند مقصد ہوتا ہے۔ وہ اللہ کے لئے لڑتا ہے اور اللہ کے لئے صلح کرتا ہے۔ اگر مسلمان حق و صداقت کی تائید میں تلوار نہ اٹھائے تو یقیناً ساری دنیا میں باطل کی حکومت ہو جائے۔ (باقی برصفحہ ...)

کرنے میں مستقیم مساجد کے ہیں۔ اور حکمت معانی کے لحاظ سے مختلف الفاظ کا استعمال کیا ہے۔ [illegible]

۴۱- اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝

۴۱- وہ لوگ کہ اگر ہم زمین میں انہیں مقدور یعنی طاقت دیں تو نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور بُری بات سے منع کریں اور سب معاملات کا انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے۝ ف۱

۴۲- وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّعَادٌ وَّثَمُوْدُ ۝

۴۲- اور اگر وہ تجھے جھٹلائیں تو ان سے پہلے قوم نوح اور عاد اور ثمود نے جھٹلایا ہے ۝

۴۳- وَقَوْمُ اِبْرٰهِيْمَ وَقَوْمُ لُوْطٍ ۝

۴۳- اور قوم ابراہیم، اور قوم لوط نے ۝

۴۴- وَّاَصْحٰبُ مَدْيَنَ ۚ وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ ۚ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ۝

۴۴- اور اہل مدین نے، اور موسیٰ بھی جھٹلایا گیا تھا۔ سو میں نے کافروں کو مُہلت دی۔ پھر انہیں پکڑا، تو میرے انکار کا کیا انجام ہُوا ۝

۴۵- فَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا وَهِيَ

۴۵- سو بہت بستیاں ہیں جو ظالم تھیں ہم نے

اور تمام مرکزوں میں جہاں اللہ کا نام لیا جاتا ہے، ویرانی اور معبودان باطل کی عبادت ہونے لگے۔ مُسلمان ہر نظام کفیل ہے۔ اس کا جلوہ دوسرے مذاہب کی آزادی کے لئے بھی ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ سب عبادت گاہوں کی حفاظت ہو۔ اور سب لوگوں کو آزادی حاصل ہو کہ وہ آزادانہ طور پر اللہ تعالیٰ کو یاد کر سکیں۔ اور اس کے نام کو بلند کر سکیں۔ البتہ اُسے یہ ناپسند ہے کہ لوگ غیر اللہ کی پرستش کریں۔ اور بُتوں اور دیوتاؤں کے نام پر معابد تعمیر کریں۔ کیونکہ ایسے مرکز عبادت درحقیقت جہالت و تاریک خیالی کے مدرسے ہوتے ہیں۔ جہاں انسانوں کو ذلت و نکبت کا درس دیا جاتا ہے۔ اور یہ بتایا جاتا ہے کہ خدا کے سوا اور ہستیاں بھی احترام و عبادت کے لائق ہیں۔ حالانکہ یہ بہت بڑی گمراہی اور بہت بڑا جرم ہے۔ اس سے نفس انسانیت تباہ اور برباد ہو جاتی ہے اور پھر کبھی اُبھرنے کی اُمید نہیں کی جا سکتی ۔

ف۱

جو لوگ اسلامی حکومت کے تخیل سے خائف ہیں، اُن کو اس آیت پر غور کرنا چاہیئے۔ ارشاد ہے، کہ ہم مُسلمانوں کو جب تمکن فی الارض کی نعمت عطا کرتے ہیں۔ تو وہ دنیا میں عیاشیاں نہیں پھیلاتے۔ اور حرص و آز میں گرفتار ہو کر لوگوں کے مال و دولت پر ڈاکہ نہیں ڈالتے۔ وہ نہایت پاکباز اور خدا پرست ثابت ہوتے ہیں۔ اُن کی زندگی کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ عبادت الٰہی کے جذبہ کو عام کریں۔ اللہ کے سامنے جھکیں، نماز پڑھیں۔ اور زکوٰۃ دیں تاکہ تمام غرباء اور مساکین کی ضرورت کو پورا کیا جا سکے۔ وہ ہر نیکی کو پھیلاتے ہیں اور ہر بُرائی کے خلاف جہاد کرتے ہیں۔ ان کا طرز حکومت نہ آمرانہ ہے اور نہ بلادینانہ ہوتا ہے۔

(بقیہ حل لغات)

سبق دیا جاتا ہے۔ بذیعۃ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس

ظَالِمَةٌ فَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَقَصْرٍ مَّشِيدٍ ○

انہیں ہلاک کیا۔ اب وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی ہیں۔ اور بہت سے کنوئیں اور پختہ محل بیکار پڑے ہیں ○ ف۱

۴۶- أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا أَوْ آذَانٌ يَسْمَعُونَ بِهَا ۖ فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَٰكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ ○

۴۶- کیا اہل مکہ نے زمین کی سیر نہیں کی، کہ انہیں سمجھ دار دل، یا شنوا کان حاصل ہوتے؟ سو کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں لیکن دل جو سینوں میں ہیں، اندھے ہو جاتے ہیں ○ ف۲

۴۷- وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَن يُخْلِفَ اللَّهُ وَعْدَهُ ۚ وَإِنَّ يَوْمًا عِندَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ ○

۴۷- اور وہ تجھ سے جلد عذاب مانگتے ہیں اور خدا ہرگز اپنا وعدہ خلاف نہ کرے گا۔ اور ایک دن تیرے رب کے نزدیک تمہاری شمار سے ہزار برس کے برابر ہے ○ ف۳

۴۸- وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ أَمْلَيْتُ

۴۸- اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہم نے ان کو

ف۱ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اس قانون کی وضاحت فرمائی ہے کہ باطل کو زیادہ دیر تک قیام نہیں ہوتا۔ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ کا غضب بھڑکے اور معاندین کو باوجود ان کی قوت و شوکت کے صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔

[illegible] ہے کہ کتنی ہی اور حق کو جھٹلانے والے تاریخ کے صفحات کو [illegible] ہو گئے۔ یہ مقامات ملاحظہ کیا [illegible] کو معلوم ہو کہ [illegible] کا انجام کتنا ہولناک ہوتا ہے۔

ف۲ یعنی رشد کا تعلق اصل میں دل سے ہے۔ جب دل میں رشد و ہدایت کا [illegible] ہو تو پھر مشاہدات کا انکار بھی ممکن ہے اور اگر [illegible] سمجھ جائے۔ تو پھر اونٹے اشارات بھی ہدایت کی جانب [illegible] کر سکتے ہیں۔ بات یہ تھی کہ منکرین حضورؐ کو شب و روز دیکھتے تھے۔ اور ان کے احوال و عادات سے واقف تھے۔ ان کو معلوم تھا کہ ہر وقت اللہ کی تائید آپ کے شامل حال ہے۔ اور آپ [illegible] سچے پیغمبر ہیں۔ وہ ہر آن ملاحظہ کرتے تھے کہ آپ انوار و تجلیات کے [illegible] ہیں۔ اور کائنات کا ذرہ ذرہ آپ کی تائید میں ہے۔ مگر پھر بھی انکار کرتے۔ گویا آفتاب کو دیکھتے اور آنکھیں بند کر لیتے۔ دن کی تمازت کو محسوس کرتے۔ اور لحاف لپیٹے پڑے رہتے غفلت و انکار کے لحاف میں۔ پڑے رہتے۔ کیونکہ دلوں سے حق و صداقت کو قبول کرنے کی استعداد چھن چکی تھی۔ [illegible] اور بصیرت گم ہو گئی تھی۔

## عذاب کا ایک دن ہزار سال کے برابر ہے

ف۳ مقصد یہ ہے کہ یہ لوگ عذاب طلب [illegible] چاہتے ہیں کہ اللہ کا غضب جلد بھڑکے۔ تا کہ زندگی کی مسرتوں سے یک قلم محروم ہو جائیں۔ مگر یہ نہیں جانتے کہ اس کی گرفت کس قدر جان گسل ہوگی اور وہ عذاب اپنی ہولناک کیفیت کے ساتھ کس درجہ دراز ہوگا۔ اللہ کا عذاب جس کے یہ لوگ طالب ہیں۔ اتنا سخت اتنا خوفناک اور اس قدر شدید ہے کہ اس کا ایک ایک دن ہزار سال کی کلفتوں اور اذیتوں کے برابر ہے۔

اس آیت میں تصریح فرما دی ہے کہ اللہ کا وعدہ عذاب اٹل ہوتا ہے۔ اس میں قطعاً تخلف نہیں ہو سکتا۔ (باقی بر صفحہ)

لَهَا وَهِيَ ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا وَإِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝

مہلت دی، اور وہ گنہگار تھیں، پھر میں نے ان کو پکڑا اور ہماری طرف آنا ہے ۝

۴۹ - قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝ ع

۴۹ - تو کہہ، لوگو! میں تو تم کو کھول کر ڈرانے والا ہوں ۝

۵۰ - فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝

۵۰ - سو جو ایمان لائے، اور انہوں نے نیک کام کئے۔ ان کے لئے مغفرت اور عزت کا رزق ہے ۝

۵۱ - وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝

۵۱ - اور جنہوں نے ہماری آیتوں کے ہرانے میں کوشش کی، وہی دوزخی ہیں ۝ ف۱

۵۲ - وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ

۵۲ - اور ہم نے جو رسول اور نبی تجھ سے پہلے بھیجا تو جب وہ کچھ (اپنے دل میں کوئی) خیال باندھنے لگا، شیطان نے اس کے خیال میں کچھ نہ کچھ ملا دیا، پس اللہ شیطان کی ڈالی ہوئی بات مٹا دیتا ہے، پھر اللہ اپنی آیتوں کو پکا کرتا ہے،

کیونکہ مخالف ہونے کے معنے یہ ہیں، کہ اس دور کی وعید کی پیشگوئی کرنے والا انہی لوگوں کی نظروں میں ذلیل اور رسوا ہو۔

وعدۂ عذاب کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ اب قوم میں نیکی اور اصلاح پذیر ہونے کی صلاحیت نہیں رہی اور گناہوں کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ اس لئے اس وقت قوم کا مٹ جانا اور تباہ ہو جانا ہی منشاء قدرت ہوتا ہے۔ اور اس وقت جب عذاب کا وقت مقرر ہو جائے تو توبہ و انابت کا کوئی موقعہ نہیں رہتا۔ کیونکہ تعیین وقت کا اعلان در اصل اس بات کا اعلان ہوتا ہے کہ اب قوم کو یقیناً اور ضرور عذاب دیا جائے گا اور کوئی طاقت اس کو عذاب الٰہی سے نہیں بچا سکے گی۔

## ف۱

ان آیتوں میں بتایا ہے، کہ جن لوگوں نے اللہ کے رسول کی آواز کو سن لیا۔ اور اس کے بتائے ہوئے پروگرام پر عمل کیا۔ ان کے لئے سراسر مغفرت، اور عافیت ہے، اور نہایت پاکیزہ روزی ہے، وہ عزت و آرام سے دنیا میں رہیں گے۔ اور آخرت میں جنت کے وارث ہوں گے۔ اور جن لوگوں نے معاندانہ کوششیں جاری رکھی ہیں۔ اور پیغام کو نہیں مانا۔ وہ خائب و خاسر رہیں گے اور جہنم کے سزاوار۔

## حلِ لغت

تَمَنّٰی ۔ آرزو کی، پڑھا۔

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ○

اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ○ ف

۵۳- لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ ○

۵۳- اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ خدا اس شیطانی ملاوٹ کے ذریعے سے ان کو جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے اور سخت دل لوگوں کو آزمائے اور بے شک ظالم مخالفت میں دور پڑے ہیں ○

۵۴- وَّلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○

۵۴- اور یہ اس لئے ہوتا ہے کہ جنہیں علم دیا گیا ہے وہ جان لیں کہ وہ یعنی قرآن، تیرے رب کی طرف سے حق ہے پھر وہ اس پر ایمان لائیں اور ان کے دل اس کے لئے عاجز ہوں۔ اور اللہ ایمانداروں کو راہِ راست دکھلاتا ہے ○

۵۵- وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْهُ حَتّٰى تَاْتِيَهُمُ

۵۵- اور کفار برابر اس سے ہمیشہ شک میں رہیں گے، یہاں تک کہ ان پر ناگاہ

## غرانیق کا قصہ جعلی ہے!

ف ان آیات کے شانِ نزول میں مفسرین نے یہ قصہ ذکر کیا ہے کہ حضورؐ نے جب دیکھا کہ قوم کی سرکشی اور عناد روز بروز بڑھتا جاتا ہے اور کسی طرح ان کے جوش تمرد میں کمی واقع نہیں ہوتی تو ان کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کسی طرح ان کی طبیعت مرغوب کی جائے۔ چنانچہ ایک دن آپ قریش کے مجمع میں پہنچے۔ بجائے اس کے خیالات کو اسلام کی جانب پھیر سکیں اسی اثنا میں آپ پر سورۃ النجم کی آیات نازل ہوئیں۔ آپ نے ان کو مجمع میں پڑھ کر سنایا۔ اور جب اس آیت پر پہنچے۔ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى۔ تو شیطان کی تحریک سے آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہو گئے۔ تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى مِنْهَا الشَّفَاعَةُ تُرْتَجٰى۔ یعنی یہ بت بڑے عظمت والے ہیں۔ اور ان کی شفاعت منظور کی جائے گی۔ ان سے امید رکھنا چاہیئے۔ ان الفاظ سے تمام مشرکین خوش ہو گئے کہ آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے بتوں کی تعریف کی ہے چنانچہ مسلمانوں کے ساتھ وہ بھی سجدے میں گر گئے۔ جب اس قصہ کا چرچا ہوا۔ تو جبرئیل آئے اور انھوں نے حضورؐ سے پوچھا کہ آپ نے یہ کیا غضب ڈھایا۔ مشرکوں کی ہمنوائی آپ کو زیبا تھی۔ اس پر آپ مغموم ہوئے اور آپ کی تسلی کیلئے یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ مگر یہ قصہ بالکل غلط اور بیہودہ ہے۔ ذیل کے نکات پر غور کیجئے۔

(۱) سورۃ النجم کا سیاق اس غلط فہمی کے لئے کوئی گنجائش نہیں چھوڑتا کیونکہ اس کے بعد ہی ان کے بتوں کی زبردست مذمت و نکوہش ہے اور کیونکر ممکن ہے کہ ایک بے جوڑ جملہ حضورؐ کی زبان پر جاری ہو جائے جو سیاق کے مخالف ہو۔ اس روایت کو حضرات محققین نے [illegible]

(۲) جب تمام کی تمام سورتوں میں توحید کا ذکر کر کے بیان کیا گیا تھا تو پھر اب یہ کیونکر قابل تسلیم ہے کہ حضورؐ نے اپنا مسلک بدل دیا۔ اور آپ کو مشرکین دیکھا۔

(۳) تبدیلیٔ مسلک اور غلط باتوں کے منسوب کرنے پر قرآن میں سخت وعید آئی ہے۔ وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ الخ۔

(۴) یہ مسلّم ہے کہ آپ محض وحی کے تابع تھے اور اپنی طرف سے کچھ نہ کہنے کے مجاز تھے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى الخ (باقی ...)

وَ اِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيۡمٌ حَلِيۡمٌ ۝

اور بے شک اللہ جاننے والا بُردبار ہے ۝

۶۰ - ذٰلِكَ ۚ وَمَنۡ عَاقَبَ بِمِثۡلِ مَا عُوۡقِبَ بِهٖ ثُمَّ بُغِىَ عَلَيۡهِ لَيَنۡصُرَنَّهُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوۡرٌ ۝

۶۰ - یہ حکم ہے۔ اور جس نے ایسا بدلہ دیا، جیسا اس کے ساتھ کیا گیا تھا، پھر اس پر زیادتی کی گئی۔ تو اسے اللہ ضرور مدد دے گا۔ بیشک اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے ۝ ف۱

۶۱ - ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ يُوۡلِجُ الَّيۡلَ فِى النَّهَارِ وَيُوۡلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيۡلِ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيۡعٌ ۢ بَصِيۡرٌ ۝

۶۱ - یہ اس لئے ہے کہ اللہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ اور اللہ سنتا دیکھتا ہے ۝ ف۲

۶۲ - ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡحَـقُّ وَاَنَّ مَا يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ هُوَ الۡبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡعَلِىُّ الۡكَبِيۡرُ ۝

۶۲ - یہ اس لئے ہے کہ اللہ وہی حق ہے اور اس کے سوا جسے وہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے۔ اور اللہ بلند مرتبہ بڑا ہے ۝

## مسلمان کیوں ہجرت کرتا ہے!

ف اسلامی نقطۂ نگاہ سے دین کی حفاظت ہر چیز پر مقدم ہے۔ اور مسلمان مجبور ہے کہ وہ ہر حالت میں اپنے کلچر اپنی تہذیب اور اپنی روایات کو برقرار رکھے۔ اس کے نزدیک ملک قوم اور وطنی کشش و جاذبیت کا مفہوم کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ مسلمان کی جان اس کا مال اور اس کا سب کچھ مذہب ہے۔ وہ افلاس کو برداشت کر سکتا ہے۔ وہ بھوکا رہ سکتا ہے اور دنیا کی ہر مصیبت کیلئے تیار و آمادہ ہو سکتا ہے۔ مگر دین اور دین کے ارفع دواعی سے ایک لمحہ کے لئے بھی وہ جدا نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ مسلمانوں کی نفسیات دینی سے واقف نہیں اور ان کے جذبات و حسیات کو نہیں سمجھتے ان کے نزدیک مذہب کیلئے وطن چھوڑ دینا۔ مال و دولت سے الگ ہو جانا ناقابل فہم ہے۔ مگر ان کے نزدیک بالکل آسان ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اصل دنیا خیالات و افکار کی صحت و عمدگی ہے۔ اور یہ ہر وقت اس کے ساتھ ہے۔ اور ایمان کی لذت سے بہرہ ور ہے۔ اور اس کا دل و دماغ مطمئن اور قانع ہے تو پھر ملک اور وطن کی وابستگیاں اسے ہجرت سے نہیں روک سکتیں۔

اس آیت میں مہاجرین کے فضائل بیان فرمائے ہیں۔ کہ اگر جو لوگ تیری راہ میں یا وطن اور گھر بار چھوڑ دیا۔ اور دشمنوں سے جہاد کیا یا طبعی موت مر گئے۔ تو میں انہیں بہترین نعمتوں سے نوازوں گا۔ مجھ سے بڑھ کر اور کون دینے والا اور بخشنے والا ہو سکتا ہے۔

آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مجاہد کی موت پر مر آئے شہادت ہے تو جو شخص اپنی ذات کو اللہ کی محبت میں اللہ کے سپرد کر دیتا ہے اس کے لئے خواہ میدان جہاد میں لڑتا ہوا مرے۔ خواہ جہاد کی آرزو میں اپنی موت مر جائے۔ اس کا اجر یقینی ہے۔ اور وہ ہر صورت میں شہید کے برابر ہے حدیث میں آیا ہے۔ المقتول فی سبیل اللہ والمتوفی فی سبیل اللہ بغیر قتل ھما فی الخیر والاجر شریکان یعنی اللہ کی راہ میں مرنے والا اور شہید ہونے والا دونوں خیر و برکت میں برابر کے شریک ہیں۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

ف اس آیت میں ایک قرآنی حقیقت کو بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کی حمایت فرماتے ہیں اور اس کو توفیق دیتے ہیں کہ وہ باقی ہو جائے۔

٦٣- اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۔ فَتُصْبِحُ الْاَرْضُ مُخْضَرَّةً ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ○

٦٣- کیا تُو نے نہ دیکھا، کہ اللہ نے آسمان سے پانی اُتارا۔ پھر زمین سبز ہو گئی۔ بے شک اللہ باریک بین خبردار ہے ○ ف١

٦٤- لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۔ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ○

٦٤- جو آسمانوں میں ہے، اور جو کچھ زمین میں ہے، سب اُسی کا ہے۔ اور وُہی ہے بے پروا قابل تعریف ○

٦٥- اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي الْاَرْضِ وَالْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ۔ وَيُمْسِكُ السَّمَآءَ اَنْ تَقَعَ عَلَى الْاَرْضِ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۔ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○

٦٥- کیا تُو نے نہ دیکھا کہ جو کچھ زمین میں ہے خدا نے سب تمہارے تابع کر دیا ہے۔ اور کشتیاں بھی کہ اس کے حکم سے دریا میں چلتی ہیں، اور وہ آسمان کو زمین پر گرنے سے تھامے ہوئے ہے (کہ بغیر اس کے حکم کے گر نہیں سکتا) بے شک اللہ لوگوں پر بڑا شفیق مہربان ہے ○

کہ وہ ظلم و جور کے خلاف احتجاج کر سکے۔ دوسری بات یہ بیان فرمائی ہے کہ اللہ کی ذات سراسر عفو و کرم سے کام لیتی ہے۔ وُہ غفور اور رحیم ہے یعنے اپنوں اور بیگانوں کی لغزشوں اور کوتاہیوں کو بخشنے والا اور رحم کرنیوالا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ تم بھی فوراً احتجاج اور جہاد کے لئے آمادہ نہ ہو جاؤ بلکہ ہو سکے اور بہتر یہ ہے کہ ابتداءً وسعت حوصلے سے کام لو اور جب دیکھو کہ معاملہ حد سے بڑھ گیا ہے۔ اور سوائے اس کے اب کوئی چارہ نہیں ہے کہ ان لوگوں سے جہاد کیا جائے تو پھر جہاد اولیٰ اور ضروری ہے ○

ف٢ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کو بیان فرمایا ہے کہ کیونکر وہ رات کے بعض اجزا کو دن میں شامل کر دیتا ہے۔ اور دن کے اجزا کو رات میں یعنے تاریکی آہستہ آہستہ روشنی میں تبدیل ہو جاتی ہے اور روشنی تاریکی کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اسی طرح اللہ کے لئے یہ بھی آسان ہے کہ وہ کفر و شرک کی ظلمتوں کو اسلام و ایمان کی روشنی میں بدل دے اور کفار و منکرین کفر و طغیان اندھیرے سے نکل کر توحید و طمانیت کے اجالے میں آجائیں ○

## مستور معانی کی جھلک

ف١ قرآن حکیم میں یہ خوبی ہے کہ وہ مشاہدات قدرت سے عجیب و غریب استدلال کرتا ہے۔ اور وجہ استدلال کو بعض دفعہ بیان نہیں کرتا۔ تاکہ ذہن پر زور پڑے، زور پڑے، اور پوشیدہ معارف کو حاصل کرکے وہ ایک نوع کی رُوحانی مسرت محسوس کرے ○

اس آیت میں کتنے کوزہ ایک صریح حقیقت بیان کی ہے کہ بارش کے بعد خشک زمین کیسی سرسبز ہو جاتی ہے۔ مگر آخری الفاظ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ یہیں پر معانی اور معارف کا قصر بلند موجود ہے۔ یعنے کفار کی توجہ کو اللہ کے لطف عمیم کی جانب منتقل کیا ہے تاکہ وہ اسلام کی ضرورت و اہمیت کو سمجھ سکیں ○

جب اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم اور علم و حکمت کا یہ تقاضا ہے کہ مینہ برسا کر خشک اور بے رونق زمین بھی سرسبز و شاداب کر دی جاتی ہے۔ تو کیا تمہارے دلوں کی شادابی کے لئے اس نے ابر رحمت کے برسانے میں بخل سے کام لیا ہے۔ یا وہ تمہاری روحانی تشنگیوں سے بے خبر ہے۔ جب تم تدبیر کرتے ہو۔ وہ لطیف ہے یعنی نہایت نیکوکار اور مددگار ہے۔ اور خبیر یعنی آگاہ ہے تو پھر ضروری ہو جاتا ہے کہ

۶۶- وَهُوَ الَّذِیْٓ اَحْیَاكُمْ ۡ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ ○

۶۶- اور وُہی ہے جس نے تمہیں زندہ کیا - پھر تمہیں مارے گا - پھر تمہیں جِلائے گا - بے شک آدمی ناشکرا ہے ○ ف۱

۶۷- لِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا هُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَا یُنَازِعُنَّكَ فِی الْاَمْرِ وَادْعُ اِلٰی رَبِّكَ ؕ اِنَّكَ لَعَلٰی هُدًی مُّسْتَقِیْمٍ ○

۶۷- ہر اُمّت کے لئے ہم نے ایک راہ بندگی کی مقرر کی ہے جس پر وُہ عمل کرتے ہیں پس چاہیئے کہ وُہ لوگ دینی معاملہ میں تیرے ساتھ کچھ جھگڑا نہ کریں اور تُو اپنے رب کی طرف بُلا - بیشک تُو سیدھے رستے پر ہے ○

۶۸- وَاِنْ جٰدَلُوْكَ فَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○

۶۸- اور وُہ جو تجھ سے جھگڑیں - تو کہہ ، خُدا خُوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو ○ ف۲

۶۹- اَللّٰهُ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ○

۶۹- اللہ قیامت کے دن تمہارے درمیان اُن باتوں میں فیصلہ کرے گا جن میں تم اختلاف کرتے ہو ○

۷۰- اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ

۷۰- کیا تُو نہیں جانتا ، کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے ، اللہ کو معلوم ہے - یہ

**ف۱**

ان آیات میں اللہ نے اپنی مزید عنایت کا ذکر فرمایا ہے ارشاد ہے کہ جو کچھ دنیا میں موجود ہے ہم نے تمہیں اس کا حاکم بنایا ہے اور ہر چیز پر تمہیں اختیار دیا ہے - گویا کائنات میں تمہارا عنصر ہر شے سے بڑا ہے - تم اس لئے پیدا کئے گئے ہو کہ یہاں حاکمانہ رہو - اور خدا کی مہربانیوں کا شکر ادا کرتے رہو - فرمایا دیکھو کشتیاں اور جہازوں کے لئے بھی ہم نے ایسے مفید قوانین بنا دیئے ہیں کہ تم ان کے ذریعے سے کہاں سے کہاں پہنچ جاتے ہو - پھر یہ بھی ہماری نوازش ہے کہ تمہیں آسمان اور آسمانی حوادث سے محفوظ رکھا ہے - اور سب سے بڑی مہربانی یہ ہے کہ تمہیں زندگی کی نعمت بخشتا ہے - یاد رکھو تم موت سے محفوظ نہیں رہ سکتے - جس نے تمہیں زندگی عنایت کی ہے وہ پھر موت کی سختیاں بھی وارد کرے گا - اور پھر حساب دینے کا تم کو لئے دوبارہ زندگی بھی عنایت فرمائے گا جس کے بعد موت نہیں آئے گی - ان نعمتوں پر غور کرو - اور دیکھو کہ انسان کس درجہ ناشکرگزار ہے - چاہیئے تو یہ تھا - کہ اس کی گردن ان احسانات گرانبار سے جُھکی رہتی - مگر حالت یہ ہے کہ مغرور اور متکبر ہے انسان یہ سب کچھ دیکھتا اور سُنتا ہے - مگر غور اور پروا نہیں کرتا -

**ف۲**

پھر اصل موضوع کی جانب توجہ فرمائی ہے - یعنی سورۂ الحج کا مقصد عبادات اور مناسک کی تشریح کرنا ہے اور اس ضمن میں جو بھی شکوک و شبہات پیدا ہو سکتے ہیں ان کو دُور کرنا ہے ارشاد ہے کہ تم اسلامی طریق عبادت اور قربانی پر کیوں معترض ہو - ہر قوم اور گروہ میں کسی نہ کسی طریق سے ان مذہبی رسوم کو ادا کیا جاتا رہا ہے - طریقہ کے مختلف ہونے سے اصل غرض مفقود نہیں ہو سکتی - بہرحال مختلف شرائع کے طریقے بمقتضاء وقت ہم نے ہی مقرر کئے ہیں - اس لئے مسلمانوں سے ان کے طریقوں کو جھگڑا نہ چاہیئے -

**حل لغات :-**

ذٰلِكَ فِیۡ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیۡرٌ ۝

کتاب میں لکھا ہے۔ یہ اللہ پر آسان ہے ۝

۷۱۔ وَ یَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَا لَمۡ یُنَزِّلۡ بِهٖ سُلۡطٰنًا وَّ مَا لَیۡسَ لَهُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ نَّصِیۡرٍ ۝

۷۱۔ اور وہ اللہ کے سوا اُس کو پوجتے ہیں جس کے لئے اللہ نے کوئی سند نازل نہیں کی اور جس کا اُنہیں علم نہیں۔ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ۝ ف۱

۷۲۔ وَ اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ تَعۡرِفُ فِیۡ وُجُوۡهِ الَّذِیۡنَ كَفَرُوا الۡمُنۡكَرَ ؕ یَكَادُوۡنَ یَسۡطُوۡنَ بِالَّذِیۡنَ یَتۡلُوۡنَ عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِنَا ؕ قُلۡ اَفَاُنَبِّئُكُمۡ بِشَرٍّ مِّنۡ ذٰلِكُمۡ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَهَا اللّٰهُ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا ؕ وَ بِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ ۝

۷۲۔ اور جب ہماری کھلی آیتیں اُن کے سامنے پڑھی جاتی ہیں، تب تُو کافروں کے مُنہ پر ناخوشی پہچانتا ہے۔ قریب ہوتے ہیں کہ جو اُن کو ہماری آیتیں پڑھ کر سُناتے ہیں، اُن پر دوڑ کر حملہ کریں۔ تُو کہہ میں تمہیں اس سے زیادہ بُری چیز بتاؤں؟ وہ آگ ہے، کافروں کو اللہ نے اس کا وعدہ دیا ہے۔ وہ بُری جگہ ہے ۝ ف۲

## شرک ناقابلِ فہم ہے!

ف۱ مَا لَمۡ یُنَزِّلۡ بِهٖ سُلۡطٰنًا سے مقصود یہ ہے کہ شرک کے لئے کوئی عقلی وجہ جواز موجود نہیں۔ اور یہ کیونکر ممکن ہے؟ کہ ایک مٹی یا پتھر کے بُت کو خدا قرار دے لیا جائے۔ یا ایک شخص کو جس کی دنیا اور زندگی کی بے چارگیاں ہمارے سامنے ہیں۔ ہم اس کو خدائی مسند پر بٹھا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے بار بار شرک کی مذمت فرمائی ہے اور اس کو ایک غیر عقلی اور غیر مدلل عقیدہ قرار دیا ہے۔ مگر یہ عجیب بات ہے کہ اکثر لوگ اسی شرک کے مرض میں مبتلا ہیں۔ اور نہیں محسوس کرتے کہ یہ کھلی گمراہی ہے۔ بھلا جو شخص بھوک کی شدت سے بے تاب ہو جاتا ہے۔ جسے پیاس بے قرار کر دیتی ہے۔ بیمار ہوتا ہے، تو طبیب کا سہارا ڈھونڈتا ہے۔ بتائیے۔ وہ مر جانے کے بعد بھلا کیونکر خدا بن سکتا ہے؟

پتھر کا وہ حقیر اور ذلیل ٹکڑا جس کو تم اپنی خداداد قابلیت سے ایک حسین و جمیل صورت میں بدل دیتے ہو۔ وہ الوہیت کا حامل کس طرح ہو سکتا ہے؟

وہ قبر اور مزار جس کو تم اپنے ہاتھوں سے بناتے ہو۔ اس میں خدائی کہاں سے آجاتی ہے؟

پھر کیا وجہ ہے کہ تم ان مٹی کے ڈھیروں کے سامنے جھک جاتے ہو۔ اور پتھروں کو اپنا معبود سمجھنے لگتے ہو۔ کیا یہ محض جہالت نہیں۔ اور بے شعوری نہیں؟

ف۲ ارشاد ہے کہ قرآن ہمہ خیر و برکت ہے اور اس کے دلائل واضح اور روشن ہیں۔ مگر منکرین کے دلوں میں اس کے خلاف بُغض و عناد ہے کہ وہ شائستگی کے ساتھ اس کو سُن بھی نہیں سکتے۔ حضورؐ جب ان تمام بدبختوں کو قرآن سُناتے تھے اور چاہتے تھے کہ ان کو محرومی و بدنصیبی کی دُنیا سے نکال کر سعادت و فلاح کی دنیا میں پہنچا دیا جائے۔ تو یہ شقیانِ ازلی نہایت تنفّس اور تنفّر کا اظہار کرتے۔ گویا قرآن بہت تلخ چیزوں کا نام ہے جو ان کے حلق میں نہیں اُترتے۔ فرمایا۔ تم قرآن حکیم کی آیتوں کو ناگوار سمجھ کر نہیں سُنتے ہو۔ مگر میں تمہیں بتاؤں۔ ایک اس سے بھی کہیں ناگوار چیز تمہیں برداشت کرنا ہو ... اور وہ آگ ہے، جہنم کی آگ۔ کیا اس آگ کو برداشت کر لو گے

۷۳- يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَنْ يَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَهٗ ؕ وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْـًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ؕ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ۝

۷۳- لوگو! ایک کہاوت کہی گئی ہے سو تم اُسے سُنو۔ جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، وہ ہرگز ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے، اگرچہ وہ سب اس کے لئے جمع ہوں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے جائے تو اسے اس سے چھڑا بھی نہیں سکتے، عاجز ہے چاہنے والا، اور (وہ بھی) عاجز کہ جن کو وہ چاہتا ہے ○ ف۱

۷۴- مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ۝

۷۴- اللہ کی جیسی قدر کرنی چاہئے تھی اُنہوں نے ویسی اس کی قدر نہ جانی۔ بیشک اللہ زورآور زبردست ہے ○ ف۲

۷۵- اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ

۷۵- اللہ فرشتوں، اور آدمیوں میں

ف۱

اس سے قبل کی آیت میں شرک کی مذمت فرمائی تھی۔ اور یہ بتایا تھا کہ ان مشرکوں کے پاس اس کی تائید کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں۔ اب اس عقیدے کی بے مائگی کا اظہار فرمایا ہے۔ ارشاد ہے کہ ان کے تمام معبود جمع ہو جائیں۔ اور اپنی پوری قوت صرف کر دیں جب بھی ایک مکھی تک پیدا کرنے میں قاصر رہیں گے۔ حالانکہ مکھی ایک نہایت ہی ادنیٰ درجہ کی مخلوق ہے۔ اور مکھی کا پیدا کرنا کوئی بڑی بات ہے۔ اگر وہ ان کے کھانے میں سے کچھ چھین لے جائے تو یہ اس کو چھڑا بھی نہیں سکتے۔

جب طالب و مطلوب کی یہ کیفیت ہے کہ ادنیٰ درجے کی مخلوق کے پیدا کرنے پر بھی وہ قادر نہیں۔ اور ماننے والوں کی یہ حالت ہو کہ مکھی پر بھی اختیار نہیں۔ تو پھر بت پرستی کیسی؟ کیا اس بے چارگی اور عجز کے بعد بھی کسی شے کو خدا مان لینا جائز اور درست ہو سکتا ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ شرک و بت پرستی میں کوئی معقولیت نہیں اور وہ لوگ اس معصیت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جو ذہناً نہایت پست اور ذلیل ہیں۔ اور جنہیں مبدأ فیاض سے عقل و تعقل ارزانی نہیں ہوئی۔

ف۲ وہ خدا جو ادراک و فہم کی حدود سے بالا ہے۔ جسے نظر نہیں پا سکتی۔ اور جو زمان و مکان سے منزہ و پاک ہے، جو سب کا خالق و پیدا کرنے والا ہے۔ جس نے اعلیٰ و ادنیٰ اور دوست و دشمن سب پر عنایات کی بارش فرمائی ہے۔ اس کا کیونکر شریک اور ساجھی ہو سکتا ہے۔ جو سب پر غالب ہے۔ جس کی حکومت کے دائرے سے کوئی چیز خارج نہیں۔ جو کہ ہر جگہ مختار ہے اور قوی و عزیز ہے اس کے متعلق خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کہ خود اسی کی ادنیٰ مخلوق اس کی ہمسر ہو سکے۔

حقیقت یہ ہے کہ لوگوں نے اللہ کی عظمت و جلال کا صحیح صحیح اندازہ ہی نہیں کیا۔ اور کما حقہٗ اس کو نہیں سمجھا!

## حل لغات

مَثَلٌ۔ ہر وہ بات جس میں کوئی ایک نکتہ پنہاں ہو۔

الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۞

سے رسول چن لیتا ہے، بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے ۞ ف۱

٧٦۔ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۞

٧٦۔ جو اُن کے آگے اور پیچھے ہے وُہ جانتا ہے۔ اور اللہ کی طرف سب معاملے جاتے ہیں ۞

٧٧۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۞

٧٧۔ مومنو! رکوع کرو، اور سجدہ کرو۔ اور اپنے رب کو پوجو، اور نیکی کرو۔ شاید تم مُراد کو پہنچو ۞

٧٨۔ وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ هُوَ اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ

٧٨۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ جیسے اُس کے جہاد کا حق ہے۔ اُس نے تمہیں چُن لیا اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہیں

## زور لفظ اللہ پر ہے!

ف۱

ولید بن مغیرہ اور اس قماش کے دوسرے لوگ کہتے تھے۔ کہ نبوت کا منصب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیا مل گیا۔ جب کہ دنیوی اعتبار سے ہم لوگ اس کے زیادہ مستحق تھے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نبوت کے لئے خاص اوصاف ذہنی وقلبی کی ضرورت ہے۔ جن کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ میں فرشتوں اور انسانوں میں سے جسے مناسب سمجھتا ہوں۔ پیغام پہنچانے کے لئے منتخب کر لیتا ہوں۔ یہ انتخاب محض میری ذات پر موقوف ہے۔ تم لوگ اور تمہارے ہم مسلک دوسرے لوگ نبوت کے منصب کو نہیں حاصل کر سکتے۔

یہاں غور طلب بات یہ ہے۔ کہ زور لفظ اللہ پر ہے۔ **یَصْطَفِیْ** پر نہیں۔ چنانچہ بعض اس نکتہ کے نہ سمجھنے سے بعض کم فہم لوگوں کو لغزش ہوئی اور انہوں نے سمجھا کہ نبوت اب بھی جاری ہے، کیونکہ لفظ یَصْطَفِیْ استمرار کو چاہتا ہے حالانکہ یہاں بتانا یہ مقصود ہے۔ کہ یہ اصطفاء اور برگزیدگی صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ فافہم۔

مِنْ حَرَجٍ ۚ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ ۖ فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ○

کی۔ تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے۔ اُس ہی نے تمہارا نام مُسلمان رکھا ہے۔ پہلے سے، اور اس کتاب (قرآن) میں بھی، تاکہ رسُول تُم پر گواہ ہو۔ اور تُم (اور) لوگوں پر گواہ ہو۔ پس نماز پڑھو، اور زکوٰۃ دو۔ اور اللہ کو مضبوط پکڑو۔ وُہ تمہارا صاحب ہے۔ سو خُوب صاحب ہے، اور اچھا مددگار ○ ف۱

## سُورَةُ الْمُؤْمِنُونَ مَكِّيَّةٌ

## سُورۃ مُومنون

آیاتها (۱۱۸) رکوعاتها (۶)

مکی ـــ آیتیں ۱۱۸ ـــ رکوع ۶

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے ○

### ف۱

ان آیات میں کئی چیزیں بیان کی ہیں۔ پہلے تو یہ کہ عزوانی کرو رکوع اور سجود سے اللہ کی عبادت کرو اور اس قسم کے نیک افعال جاری رکھو۔ کہ نجات اور فلاح کامیابی کے لئے ضروری ہیں۔ پھر جہاد کی تلقین کر کے یہ نکتہ سمجھایا۔ کہ عبادت سے غرض تحفظ دین کا جذبہ پیدا کرنا ہے۔ یعنی نماز سے مدعا عقیدت کے معنے یہ ہیں۔ کہ جب دشمنانِ دین تمہاری نمازوں سے تمہیں روکیں۔ اور تمہارے دین کو مٹانا چاہیں۔ اور ان مقدسات کا امتحان لینا چاہیں جن کو تم نے اپنے خون سے استوار کر رکھے ہیں۔ تو پھر میدان جہاد میں کود پڑو۔

اس کے بعد اسلام کی خوبی اور فضیلت بیان کی کہ اس میں کہیں دشواری تنگی موجود نہیں۔ نہایت سہل آسان مذہب ہے۔ پھر اس حقیقت کو بیان فرمایا کہ تمہارے لئے تمہارے باپ ابراہیم کا دین پسند کیا گیا ہے۔ پہلے یعنی پچھلی کتابوں میں تمہارا نام مُسلمان رکھا تھا۔ اور اس کتاب میں بھی وہی نام رکھا ہے۔

پھر ارشاد فرمایا۔ کہ رسُول تمہارے لئے اسوہ اور نمونہ ہے۔ اور تم لوگوں کے لئے اسوہ اور نمونہ ہو۔ اور آخر میں اعتصام باللہ کی تلقین کی۔ فرمایا کہ مسلمانوں کا دوست اور مددگار صرف خدا ہے۔ گویا ان آیات میں مسلمانوں کو وہ سب کچھ اختصار کے ساتھ بتا دیا ہے۔ جس کا بجا لانا دین کی تربیت اور ارتقاء اور بقاء کے لئے ضروری ہے۔

### حل لغات

حَرَجٍ۔ تنگی، حبس، وہ بات جو نفس و شخص کو ناگوار ہو۔

شَهِيدًا۔ گواہ اور مستحق جو اپنے طرز عمل سے دوسروں کو اسلام کو سمجھائے یعنی اسوہ اور نمونہ۔

۱- قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝
۲- الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝
۳- وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝
۴- وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ ۝
۵- وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝
۶- إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝
۷- فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝
۸- وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝
۹- وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝

۱- ایمان والے کامیاب ہو گئے ۝
۲- جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں ۝
۳- اور وہ جو بیہودہ بات سے منہ موڑتے ہیں ۝
۴- اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں ۝
۵- اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں ۝
۶- مگر اپنی بیویوں یا اپنے ہاتھ کے مال سے کہ اس میں ان پر ملامت نہیں ۝
۷- پھر جس نے سوا ان عورتوں کے کچھ اور چاہا وہی حد سے بڑھنے والے ہیں ۝
۸- اور وہ جو اپنی امانتوں، اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ۝
۹- اور جو اپنی نمازوں سے خبردار ہیں ۝ ف

## نجات اور کامرانی کی سات شرطیں!

ف ان آیات میں قرآن حکیم نے فلاح و بہبود کی راہوں کی تفصیل بتائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ نجات اور کامیابی کیلئے صرف عقیدہ کافی نہیں بلکہ ضرور احسان والی، بلکہ عملی و اخلاقی امور کی تکمیل لازمی اور ضروری ہے۔ جن کا ذکر ان آیات میں ہے۔

یعنی نماز میں خشوع و خضوع، لغویات سے احتراز، زکوٰۃ کی ادائیگی، پرہیزگاری اور امانت اور پاس عہد، نماز کے تین حصے ہیں۔ ایک یہ کہ دنیا اور عبادت الٰہی و اطاعت عمل کا ارادہ کرنا جو نماز کے ارکان صحیح ہیں۔ ایک یہ کہ سوچ سمجھ کر پڑھنا اور معانی و مطالب تک رسائی حاصل کرنا۔ تیسرا یہ ہے کہ الفاظ کی روح تک پہنچ جانا۔ اور پیکر نماز میں محویت ہو جانا۔

جسے حدیث میں مرتبہ احسان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کانک تراہ۔ پہلا درجہ نماز کے حقیقی مقاصد کو حاصل نہیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے تو دوسرا ہے صرف اس کی ادائی حیثیت محض یہ ہے کہ ملت کا اعادہ اور تکرار ہے۔ جس میں کوئی زندگی اور روح نہیں۔

دوسرا درجہ تیسرے درجہ کا زینہ ہے۔ کیونکہ اگر الفاظ کے معانی تک رسائی نہ ہو تو پھر اس کی روح اور ماہیت کو پانا دشوار ہے۔

قرآن حکیم کا مقصد یہ ہے کہ مسلمان نماز کی اچھی طرح سے شناسا ہوں اور واقعی ان اوصاف سے متصف ہوں۔ جن کو اوّل نماز پیدا کر دیتی ہے۔ لغو سے مؤمنین کے نزدیک وہ باتیں ہیں جن کا ارتکاب شرعاً حرام ہے۔ بعض کے نزدیک لغویات ان امور کو کہتے ہیں جو مباح تو ہیں مگر ان سے کوئی فائدہ مرتب نہیں۔

لغۃً لغو کے معنی بیہودہ کلام کے ہیں۔ ابو عبیدہ کہتے ہیں اللغا ورفث التکلم۔

اور اخلاق کے حوالے میں ہر وہ بات جو مفید نہ ہو۔ اور بے معنی ہو۔ بہرحال مقصد یہ ہے کہ جو لوگ سچے مومن ہیں وہ زندگی کی اہمیت اور قیمت کو سمجھتے ہیں اس لئے غیر ضروری اور غیر نافع باتوں میں نہیں الجھتے اور اپنا پورا وقت کامیابی و کامرانی کیلئے صرف کرتے ہیں۔ گویا وہ ہمہ تن اور ہمہ عمل ہوتے ہیں۔

(باقی بر صفحہ ۱۸)

حل لغات:۔ خٰشعون۔ انکسار کرنے والے اور عاجزی کرنے والے۔ زکوٰۃ۔ مستعار تطہیر کے معنی سے مشابہ ہے کہ مسلمان

۱۷- وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ○

۱۷- اور ہم نے تمہارے اوپر سات راہیں بنائیں اور ہم خلقت سے غافل نہیں ○

۱۸- وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِى الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ○

۱۸- اور ہم نے اندازہ کے ساتھ آسمان سے پانی اُتارا، پھر اُس کو زمین میں ٹھہرایا، اور ہم اس پانی کے دُور کرنے پر قادر ہیں ○

۱۹- فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ○

۱۹- پھر ہم نے اُس پانی سے تمہارے لئے کھجور اور انگوروں کے باغ پیدا کئے، اُن میں تمہارے لئے بہت سے میوے ہیں، اور اُن ہی میں سے تم کھاتے ہو ○

۲۰- وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ○

۲۰- اور وہ درخت پیدا کیا۔ جو سینا پہاڑ سے نکلتا ہے۔ کہ تیل اور کھانے والوں کے لئے سالن اُگاتا ہے ○ ف۱

۲۱- وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ؕ

۲۱- اور چارپایوں میں تمہارے لئے عبرت ہے

جراثیم ہوتے ہیں۔ اور جراثیم رحم میں پہنچ کر بڑھنا شروع کر دیتے ہیں اور آہستہ آہستہ جنین کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔

قرآن بھی کہتا ہے کہ ہم اس قطرۂ آب کو جراثیم میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ یہ واضح رہے عَلَقَةٌ کے معنے خون بستہ کے نہیں۔ بلکہ جراثیم حیات کے ہیں۔ جو رحم کے ساتھ چپک جاتا ہے اور جنین کا باعث ہوتا ہے۔

غور فرمائیے۔ کیا آج سے چودہ سو سال قبل علم التشریح کی یہ تفصیل بغیر الہام و وحی کے ممکن تھی؟ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ ایک انسان حقائق کے چہرے سے اس طرح پردہ کشائی کرے۔ حالانکہ اس وقت ابتدائی علوم کا بھی وجود نہ تھا۔ اور قوم محض خرافات و اوہام میں جکڑی تھی۔ ان آیات میں قرآن نے کچھ ایسی ترتیب اور حسن بیانی سے کام لیا ہے۔ کہ بے اختیار منہ سے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ نکل جاتا ہے۔ چنانچہ حضور کا کاتب وحی عبد اللہ بن سعد جب یہاں تک پہنچا تو بول اُٹھا فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔ حضور نے فرمایا۔ لکھ لو۔ یہی الہام ہوا ہے۔ یہ بدبختی اور محرومی دیکھئے۔ کہ یہ وقت اس کیلئے ضلالت و گمراہی کا باعث ہوا

اس نے سمجھا کہ شاید حضور اسی طرح اصلاح و مشورہ سے قرآن کو ترتیب دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ کمال بلاغت ہے۔ کہ سامع اللہ حسب آئندہ آنے والے الفاظ کا پتہ دے دیں۔ غالب کہتا ہے ؎

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

چنانچہ حضرت فاروقؓ اس بلاغت کو سمجھتے تھے۔ انہیں جب یہ آیات سنیں تو وہ بھی فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ بول اُٹھے اور جب ان کو حضور نے بتایا کہ قرآن کی آیت بھی اسی طرح ہے۔ تو خوش ہوئے کہ میری زبان نے وحی کی آیت کے ساتھ توافق کیا ہے۔

ف۱ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی مختلف نعمتوں کا ذکر ہے مقصد یہ ہے کہ جس طرح تمہاری مادی ضروریات کیلئے اس نے کھانا اور پانی پیدا کیا ہے۔ اسی طرح تمہاری رُوحانی ضروریات سے بھی وہ بے خبر نہیں۔ ان آیات میں انعام الوحی کو بارش کے ساتھ تشبیہ دی ہے جس طرح بارش کے بعد کھیت لہلہانے لگتے ہیں۔ اور اس کا پانی ضروریات کو سیراب کرتا ہے اسی طرح جب تک زمین خشک ہے باقی ہے

نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَأْكُلُوْنَ ۝

۲۲- وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝

۲۳- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

۲۴- فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰۗىِٕكَةً ښ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَاۗىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝

کہ ان کے پیٹوں میں ہے ہم تمہیں (دودھ) پلاتے ہیں اور ان میں تمہارے لئے بہت سے نفع ہیں اور بعض کو تم کھاتے ہو ۝ ف۱

۲۲- اور ان پر اور کشتیوں پر تم لدے پھرتے ہو ۝

۲۳- اور ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تو اس نے کہا اے قوم اللہ کی عبادت کرو کہ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں کیا تم ڈرتے نہیں ۝

۲۴- تب اس کی قوم کے کافر سرداروں نے کہا کہ یہ تو تمہاری ہی مانند ایک آدمی ہے، چاہتا ہے، کہ تم پر بڑائی کرے، اور اگر اللہ چاہتا۔ تو ضرور فرشتے اُتارتا ہم نے تو یہ بات اپنے پہلے باپ دادوں میں نہیں سُنی ۝

## حیوانات سے عبرت پذیری!

ف۱

قرآن حکیم کا یہ خاصہ ہے کہ وہ ہر نوع کے معارف کو بیان کرتا ہے۔ اور معمولی باتوں سے حقائق و عبر کے موتی نکال لاتا ہے۔ وہ کہتا ہے تمہاری نظریں عمیق اور گہری ہونی چاہئیں۔ تم ہر واقعہ اور ہر چیز پر بنظر اعتبار غور کرو۔ تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ قدرت کا انتظام کس قدر گہرا اور جامع ہے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ حیوانات اور چارپایوں کو دیکھو۔ تم روزانہ دودھ پیتے ہو، مگر کبھی اس بات پر بھی غور کرنے کی توفیق ہوتی ہے کہ دودھ کس طرح پیدا ہوتا ہے۔ وہ چارہ جو گائے اور بھینس کھاتی ہے ایک کیمیاوی عمل میں پہنچتا ہے۔ اور وہاں کئی تبدیلیوں کے بعد دودھ کی شکل میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ پھر اسی چارہ کا خون بھی بنتا ہے اور جانور کے سارے جسم میں بھی بٹ جاتا ہے۔ اور جو فضلہ رہ جاتا ہے وہ ایک مقررہ راستہ سے خارج ہو جاتا ہے۔

غور فرمائیے۔ ایک ہی چیز دودھ بھی ہے۔ اور خون صالح بھی۔ طاقت و قوت کا باعث بھی ہے اور فضلہ بھی۔ پھر تم جانوروں کو کئی طرح سے استعمال میں لاتے ہیں۔ ان کا دودھ پیتے ہیں۔ گوشت کھاتے ہیں۔ سواری کا کام لیتے ہیں۔ اور بہت سے منافع حاصل کرتے ہیں۔

کشتی پر تم اکثر سوار ہوتے ہو گے۔ لیکن کبھی غور کیا ہے کہ کس قدر قاعدے اور طبعی ضابطے حرکت میں آتے ہیں تب جا کر کہیں پانی کے سینہ پر کشتی قدم رکھتی ہے اور چلتی ہے۔ کہ تم ان ہر باتوں اور عنایتوں پر غور کرو۔ اور سوچو کہ کیا یہ عنایات بے معنی ہیں۔ اور کوئی مقصد ان کے پس پشت کار فرما نہیں؟ کیا کائنات کا سارا انتظام بلا وجہ حرکت میں ہے؟ یا اس کا کوئی مقصد بھی ہے۔ اور اس کا کوئی مقصد بھی ہے۔ جس کا حاصل کرنا انسانی زندگی کے لئے ضروری ہے۔

۲۵- إِنْ هُوَ إِلَّا رَجُلٌ بِهِ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوا بِهِ حَتَّىٰ حِينٍ ○

۲۵- اور کچھ نہیں یہ ایک آدمی ہے کہ اسے سودا ہو گیا ہے ف۱ پس ایک وقت تک اُسے مہلت دو ○

۲۶- قَالَ رَبِّ انْصُرْنِي بِمَا كَذَّبُونِ ○

۲۶- وہ بولا اے رب تو میری مدد کر کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا ○

۲۷- فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ ○

۲۷- پھر ہم نے اُس کی طرف وحی کی کہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہمارے حکم کے مطابق ایک کشتی بنا پھر جب ہمارا حکم آئے، اور تنور جوش مارے، تو تم اُس کشتی میں ہر جنس کا دوہرا جوڑا اور اپنے گھر کے لوگ بٹھا لے، مگر نہ اس شخص کو جس کی نسبت اُن میں سے بات قائم ہو گئی ہے اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے نہ بول، وہ ضرور غرق ہوں گے ○

۲۸- فَإِذَا اسْتَوَيْتَ أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ

۲۸- پھر جب تو اور تیرے ساتھی کشتی میں چڑھ چکیں، تو کہہ، اللہ کا شکر ہے،

ف

ان آیات میں حضرت نوحؑ کا واقعہ بیان فرمایا ہے۔ کہ انھوں نے قوم کو کیا پیغام دیا۔ اعلان کے مخالفین نے کس طرح کے بیہودہ اعتراضات سے ان کا خیر مقدم کیا۔ ارشاد ہے کہ نوحؑ نے حسن توحید کی تلقین کی۔ اے قوم سے کہا۔ کہ صرف ایک خدا کی پرستش کرو اس کے سوا تمہارا کوئی چارہ ساز نہیں ہے۔ پرہیزگاری اور تقویٰ کا تقاضا یہی ہے۔ کہ تمہارے دلوں میں توحید کی روشنی ہو اور تم محض اس کی ذات سے ہر توقع رکھو کسی کے آگے نہ جھکو۔

قوم کے بعض سرداروں کو یہ تعلیم پسند نہ آئی۔ کیونکہ وہ بجائے خود اپنی قوم کے معبود بنے ہوئے تھے انھوں نے کہا۔ ہم نوحؑ کی نبوت کو تسلیم نہیں کرتے۔ یہ تو محض انسان ہے۔ اور اس میں وہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں۔ جو عام انسانوں میں موجود ہیں اس کی نبوت کا مقصد محض اظہار برتری اور طمع ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ تم پر صاحب اقتدار ہو اور حکومت کرے۔ اگر اللہ کو یہ منظور ہوتا کہ تمہاری طرف راہنما بھیجے۔ تو وہ فرشتوں کو حکم دیتا کہ وہ نازل ہو کے احکام تم تک پہنچائیں۔ اس قسم کی باتیں، کہ ایک معمولی انسان اللہ کی طرف دعوت دے۔ پاکبازی کی طرف بلائے اور برائی کی مذمت کرے۔ ہم نے تو کبھی اپنے باپ دادا سے سنی نہیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے دماغ میں خلل ہے اس لئے اس کے بارہ میں کچھ دنوں انتظار کرنا چاہیئے۔

## حلِ لغات

التَّنُّوْرُ۔ زمین، وادی، وہ جگہ جہاں سے پانی برآمد ہو

کُلٌّ۔ یعنی ہر جنس کی چیز، قرآن میں لفظ کل کا استعمال استغراق مطلق کے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ علم عرفی اشیاء کے لئے ہوتا ہے۔

لِلّٰهِ الَّذِیْ نَجّٰىنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ۝

جس نے ہمیں ظالموں سے نجات دی ۝ ف۱

۲۹- وَ قُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ۝

۲۹- اور کہہ کہ اے رب تُو مجھے مبارک جگہ اُتارنا اور تُو اچھا اُتارنے والا ہے ۝

۳۰- اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ وَّ اِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِیْنَ ۝

۳۰- اس بیان میں نشانیاں ہیں اور بیشک ہم جانچنے والے ہیں ۝

۳۱- ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ ۝

۳۱- پھر اُن کے بعد ہم نے ایک اور قرن کے لوگ پیدا کیے ۝

۳۲- فَاَرْسَلْنَا فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

۳۲- پھر ہم نے اُن میں اُنھیں کے درمیان سے ایک رسُول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، کیا تم ڈرتے نہیں؟ ۝ ف۲

۳۳- وَ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ

۳۳- اور اس کی قوم کے سرداروں نے جو کافر تھے اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلاتے تھے اور

## اللہ نے حضرت نوحؑ کی دُعا سُن لی!

ف۱ حضرت نوحؑ کے مخاطبین نے جب اس قسم کے اعتراضات کئے کہ آپ بشر ہیں اور ایسی عجیب باتیں کہتے ہیں جو ہم نے اپنے بزرگوں سے نہیں سنیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ دیوانے ہو گئے۔ حضرت نوحؑ کو جھٹلانے لگے۔ تو آپ نے نصرت الٰہی کی دُعا مانگی۔ فرمایا۔ کہ اللہ نے اس نیک بندے کو اپنے فضل سے بچا دیا۔ اور تقریباً ایک ہزار سال تک ان کو دعوت حق دی۔ مگر انھوں نے ہمیشہ تکذیب کی۔ ہمیشہ ستایا۔ اور دُکھ دیا۔ اب ان کے گناہوں کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے اور ادھر بھی مزید صبر اور برداشت کی گنجائش نہیں۔ اس لئے ان کو دُکھ سے دوچار کر۔

اللہ نے یہ دُعا سُن لی اور حکم دیا کہ اس قوم کو پانی میں اس طرح غرق کر دو۔ کہ پھر کبھی نہ اُبھر سکیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ سے فرمایا۔ کہ ایک کشتی بناؤ اور جس وقت ہمارا حکم سے تنور پانی سے بھر کر جوش مارنے لگے۔ تو تم سب قسم کے حیوانات میں جوڑا جوڑا (یعنی نر و مادہ) کشتی میں بٹھا لو۔ تاکہ ان کی نسل باقی رہے اور تم ان سے استفادہ کر سکو۔ اور اپنے گھر والوں کو بھی کشتی میں بٹھا لو لیکن ظالموں کے حق میں سفارش نہ کرنا۔ وہ ضرور ڈبو دئیے جائیں گے۔

یعنی اللہ کے غصے اور غضب کا تعلق محض گنہگاروں سے ہے اور اچھائی پیش نظر نہیں۔ جو نافرمان اور متمرد ہے اس کے لئے عذاب میں مبتلا ہونا ضروری ہے۔ اس باب میں کسی نوح کی تخصیص نہیں ہو گی۔ ارشاد ہے کہ جب تم اور تمہارے ساتھی کشتی میں بیٹھ جائیں تو خدا کا شکر ادا کرو کہ اس نے تمہاری خلاصی کا سامان بہم پہنچا دیا۔ اور تمہیں ظالموں سے نجات بخشی۔

عذاب کے متعلق یہ حقیقت سمجھ لینا چاہئے۔ کہ یہ محض غضب و غصہ کی بنا پر نہیں آیا کرتا۔ بلکہ اس کا آنا دیگر اسباب و وجوہ پر موقوف ہے اور انسانیت کیلئے خیر و برکت کا موجب ہے۔ جب قومیں مفاسد میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔ اور قالب انسانی اس حد تک بگڑ جاتا ہے کہ جراحت اصلاح ممکن نہ ہو تو اس وقت عذاب آ کے بگاڑ انسانیت

حل لغات۔ رَسُوْلًا۔ بعض روات کے نزدیک اس سے مراد حضرت ہود ہیں۔

وَ اَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَ يَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُوْنَ ۝

اور دُنیا کی زندگی میں ہم نے انہیں آسودہ کیا تھا کہا کہ یہ رسُول تو تمہاری ہی مانند ایک بشر ہے جو تم کھاتے ہو وُہی یہ کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو وُہی یہ پیتا ہے ۝

۳۴- وَ لَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝

۳۴- اور اگر تم آپ جیسے کسی کی اطاعت کرو گے تو بیشک تم زیاں کار ہو گے ۝

۳۵- اَيَعِدُكُمْ اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَ كُنْتُمْ تُرَابًا وَّ عِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝

۳۵- کیا تم کو یہ وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر گئے اور مٹی اور ہڈیاں ہو گئے تو تم نکالے جاؤ گے ۝

۳۶- هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝

۳۶- کہاں ہو سکتا ہے کہاں ہو سکتا ہے جو تمہیں وعدہ دیا جاتا ہے ۝

۳۷- اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَ نَحْيَا وَ مَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝

۳۷- اور کچھ نہیں یہی ہمارا دُنیا کا جینا ہے ہم مرتے اور جیتے ہیں، اور ہم اُٹھائے نہ جائیں گے ۝

۳۸- اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ِۨ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّ مَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝

۳۸- یہ رسُول کچھ نہیں صرف ایک آدمی ہے جس نے خدا پر جھوٹ باندھا، اور ہم تو اس پر ایمان لانے کے نہیں ۝ ف

حضرت نوحؑ کی اولاد کو خیر و برکت سے نوازا۔ اور وہ ساری دنیا میں پھیل گئے پھر ان ہی میں سے ایک ان میں رسُول بھیجا۔ جس نے اسی پیغام کو دُہرایا اور وہی نغمۂ توحید سُنایا۔ جس کو اس سے قبل حضرت نوحؑ بار ہا سُنا چکے تھے۔ اور عجیب بات ہے کہ ان کو اسی قسم کے سوالوں سے وُہی جواب سننا پڑا۔ جو نوحؑ کو دیا گیا تھا۔ کہ تم آخر ہماری ہی طرح کے ایک انسان ہو۔ تم میں ایسی کون خصوصیات ہیں جو کہ تمہیں رسُول اور پیغمبر بنا دیں •

یہ واقعات اس لئے بیان فرمائے ہیں کہ حضورؐ کو معلوم ہو جائے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا پیغام ایک ہے۔ اس کی دعوت ایک ہے اور ہو گا ایک۔ اسی طرح انکار کرنے والے بھی نوح علیہ السلام کے زمانے سے لے کر اب تک ایک ہی قسم کے ہیں۔ ان کے اعتراضات میں کوئی تحقیق، کوئی جدت، کوئی ندرت نہیں۔ ان سب لوگوں کی ذہنیت یکساں رہی ہے •

## قوم ہُودؑ کا آخرت سے انکار

ف دُنیا میں بڑی آسودہ ایسے اور پرست لوگ

کو موجود ہے ہیں جن کا ایمان آخرت پر نہیں ہوتا۔ اور جو چاہتے ہیں کہ انہیں افکار و اعمال میں پوری آزادی دے دی جائے۔ وہ جو چاہیں کریں اور جو چاہیں کہیں۔ ان کی روک ٹوک کرنے والا نہ ہو۔ وہ محض نفس کے بندے ہوتے ہیں۔ ان کے سامنے صرف یہ نصب العین ہوتا ہے۔ کہ جس طرح ہو۔ دُنیاوی زندگی عیش سے گزر جائے۔ نہ انہیں اللہ کا ڈر ہوتا ہے۔ اور نہ اعمال کی باز پرس کا خیال۔ ان کی رائے میں انسان کو آزاد پیدا کیا گیا ہے۔ اور اس کی زندگی کا کوئی اخلاقی مقصد نہیں۔ وہ ایک حیوان ہے۔ جو کھاتا پیتا اور مر جاتا ہے۔ بخلاف اس کے مذہب نے ہمیشہ ایمان بالآخرۃ کے عقیدے پر زور دیا ہے۔ اور اس کی اہمیت کو واضح طور پر بیان کیا ہے، اور کہا ہے کہ اس عقیدے کی بدولت شخصی ذمہ داری کا خیال پیدا ہوتا ہے۔ اس کا ماننا اخلاق اور رُوحانیت کے قیام کیلئے لازمی ضروری ہے۔ کیونکہ خدا ہی ہے جو شخص عادی ہے۔ جو خدا سے نہیں ڈرتا۔ اور اس کو نہیں جانتا۔ آخرت کو ایک قسم کا واہمہ قرار دیتا ہے وہ ہرگز نیکی کی جانب راغب نہیں ہو سکتا۔ (باقی بر صفحہ ۸۲۴)

حل لغات۔ اترفنٰھم۔ الترف سے جس کے معنی فراخئ عیش کے ہیں • ھیھات۔ ہیہات اسم فعل ہے بمعنی بعید ہے •

۳۹۔ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ○
۳۹۔ وہ بولا اے رب میری مدد کر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ○

۴۰۔ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ○
۴۰۔ فرمایا اب تھوڑے دنوں کے بعد پچھتائیں گے ○

۴۱۔ فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ○
۴۱۔ پھر انہیں سچے وعدہ کے مطابق چنگھاڑ نے آ پکڑا پھر ہم نے انہیں کوڑا کر دیا۔ سو ظالم لوگوں کے لئے دوری ہے ○

۴۲۔ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ○
۴۲۔ پھر ہم نے ان کے بعد اور امتیں پیدا کیں ○

۴۳۔ مَا تَسْبِقُ مِنْ اُمَّةٍ اَجَلَهَا وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ○
۴۳۔ کوئی امت اپنے وقت سے نہ آگے جائے نہ پیچھے ○

۴۴۔ ثُمَّ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۭ كُلَّمَا جَآءَ اُمَّةً رَّسُوْلُهَا كَذَّبُوْهُ فَاَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَّجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ ۚ فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ○
۴۴۔ پھر ہم نے پے در پے اپنے رسول بھیجے جب کبھی کسی امت کے پاس اس کا رسول آیا انہوں نے اس کو جھٹلایا۔ پھر ہم بھی بعض کے پیچھے بعض کو لگاتے گئے اور ہم نے ان کو کہانیاں بنا دیا سو دور ہوں وہ لوگ جو ایمان نہیں لاتے ○

۴۵۔ ثُمَّ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى وَاَخَاهُ هٰرُوْنَ ۙ بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ○
۴۵۔ پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو اپنی نشانیاں اور صریح دلیل دے کر بھیجا ○

غور فرمائیے۔ کیا نیکی کے لئے اس شخص کے دل میں کوئی تحریص پیدا ہو سکتی ہے۔ جو موت کے بعد زندگی کا قائل نہیں وہ نیکی اور بدی کے ثمرات کا فرق سمجھنے سے بے بہرہ رہے گا۔

بات یہ ہے کہ ایمان بالآخرت کا عقیدہ ایک اساسی اور بنیادی عقیدہ ہے۔ اس سے دلوں میں خشیت الٰہی پیدا ہوتی ہے۔ نیز ذمہ داری اور فرض کا احساس بڑھتا ہے۔ کیونکہ اس عقیدہ کو ماننے والا احتساب اور مکافات پر پورا پورا یقین رکھتا ہے۔ سرکشی اور بغاوت کے جذبات اس وقت دل میں تحریک ہوتی ہے جب مکافات اور سزا کا خیال دماغ سے بالکل نکل جائے۔ اس وقت انسان پر ہوائے نفس کا پورا تسلط ہوتا ہے۔ ان وجوہ کی بنا پر ہر نبی نے اپنی قوم کو ایمان بالآخرت کی تلقین کی۔ اور کہا۔ کہ دیکھو تمہاری یہ زندگی عارضی ہے۔ [illegible] پڑتا ہے۔ اور ایک انمٹ اور ابدی زندگی بسر کرنا ہے۔ اس دائمی و ابدی زندگی کی تیاری کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس زندگی کو تسلیم کرو اور اس کے بعد اس میں کامیاب و کامران رہنے کے لئے جدوجہد کرو۔ حضرت ہود نے جب یہ عقیدہ اپنی قوم کے سامنے پیش کیا

تو سب سے اول ان مادہ پرست لوگوں نے جو سوال اٹھایا وہ اعتراضات شروع کر دیئے کہنے لگے۔ کیا موت کے بعد بھی زندگی ہے۔ کیا جب ہم مٹی ہو جائیں گے۔ اور ہمارا قالب ہڈیوں کی صورت میں باقی رہ جائے گا اس وقت بھی ہمیں اٹھایا اور جلایا جائے گا۔ یہ بات تو بالکل عقل و فہم سے بعید ہے۔ یہ تو ہم کبھی تسلیم نہیں کر سکتے۔ ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ بس یہی زندگی ہے۔ اس کے بعد جینا ہے نہ مرنا۔ ہم میں سے کوئی شخص نہیں اٹھایا جائے گا۔ یہ شخص تو سراسر مفتری اور کاذب ہے اور ہم اس کے خیال سے بجز احتیاط اور دور اندیشی [illegible] ہے اور ہم اس کی بات ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ حضرت ہود نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی۔ کہ مولا۔ یہ میرے پیغام کو نہیں مانتے۔ اور مجھے جھٹلاتے ہیں۔ تو ان سے نمٹ لے۔ اور میری مدد کر۔

نتیجہ یہ ہوا۔ کہ دستور الٰہی کے مطابق عذاب آگیا۔ اور ان تمام اور بہت سے لوگوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے گیا۔ اس وقت ان کی کوئی منطق کام نہ آسکی۔ اور ان کے اعوان و انصار انہیں بچا نہ سکے۔

ارشاد ہے کہ یہ قانون مکافات اٹل اور ضروری ہے۔ جب وقوع

۴۶۔ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۠ئِهٖ فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا عَالِيْنَ ۝

۴۶۔ فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف تو انہوں نے تکبر کیا، اور وہ لوگ سرکش تھے ○ ف۱

۴۷۔ فَقَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عٰبِدُوْنَ ۝

۴۷۔ سو کہنے لگے کیا ہم اپنی برابر کے دو آدمیوں پر ایمان لائیں اور ان کی قوم ہماری غلامی میں ہے ○

۴۸۔ فَكَذَّبُوْهُمَا فَكَانُوْا مِنَ الْمُهْلَكِيْنَ ۝

۴۸۔ پھر انہوں نے اُن دونوں کو جھٹلایا سو ہلاک کئے ہوؤں میں جا شامل ہوگئے ○

۴۹۔ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝

۴۹۔ اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب بخشی، کہ شاید وہ ہدایت پائیں ○ ف۲

۵۰۔ وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗٓ اٰيَةً وَّاٰوَيْنٰهُمَآ اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ ۝

۵۰۔ اور ہم نے مریم کے بیٹے اور اس کی ماں کو ایک نشانی بنایا۔ اور ان دونوں کو ایک ٹیلے پر جہاں ٹھہرنے اور نتھرا پانی تھا، جگہ دی ○

۵۱۔ يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝

۵۱۔ اے رسولو! ستھری چیزیں کھاؤ، اور نیک عمل کرو۔ جو تم کرتے ہو، میں جانتا ہوں ○ ف۳

## آزادی ہر شخص کا انسانی حق ہے!

ف۱ جن لوگوں پر اللہ کا عذاب آیا۔ ان میں فرعون اور اس کی قوم بھی تھی۔ یہ تحقیق نہیں ہو سکا۔ کہ یہ کون فرعون تھا۔ البتہ یہ حقیقت ہے۔ کہ حضرت یوسفؑ سے تقریباً چار سو سال بعد مصر میں بنی اسرائیل کی حالت بہت خراب تھی۔ وہ ہر طرح غلامی کی لعنتوں میں گرفتار ہو گئے تھے۔ فرعون نے اُن پر طرح طرح کے مظالم ڈھائے۔ اور ان کو ہر قسم کی خوبیوں سے محروم رکھا۔ ان کے جذبات غیرت و حمیت کو کچل دیا۔ اور مفلس و نادار بنا دیا تاکہ وہ ہمیشہ فرعون اور اس کی قوم کے محتاج رہیں۔

ان حالات میں اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح کے لئے حضرت موسیٰ و ہارونؑ کو آیات و معجزات دے کر بھیجا۔ تاکہ وہ بنی اسرائیل میں روح بیداری پھونکیں۔ اور ان کو فرعون کے چنگل سے چھڑائیں۔

چنانچہ انہوں نے فرعون سے کھلے بندوں مطالبہ کیا۔ کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دو۔ ہم بنی اسرائیل کی آزادی و حریت کے کفیل ہیں۔ ہم خدا اور اس کا حکم لے کر آئے ہیں۔ وہ ایک لمحہ کے لئے بھی تیری خدائی کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔

فرعون اور اس کی قوم نے یہ مطالبہ سنا تو ازراہ تکبر کہنے لگے۔ کیا ہم اپنے جیسے ان دو آدمیوں پر ایمان لے آئیں۔ اور ان کی قوم کے لوگ ہمارے خدمتگار ہیں۔ یہ کس طرح ممکن ہے؟ علو و برتری کے تخیل نے فرعون اور اس کے حاشیہ برداروں کو اندھا کر دیا۔ اور وہ یہ نہ سمجھ سکے کہ آزاد زندگی بسر کرنا قوم کا انسانی حق ہے جس کو چھین لینا سراسر ظلم و تعدی ہے۔ بالآخر اس ظلم اور تکذیب کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں کو فنا کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ یعنی اس وقت جب یہ لوگ بنی اسرائیل کا تعاقب کر رہے تھے۔ دریا کی موجوں نے آ لیا۔ اور یہ اپنے ساز و سامان اور حشمت و شوکت کے غرق ہو گئے۔

ف۲ یعنے موسیٰ علیہ السلام کا مقصد صرف قوم کی آزادی ہی نہ تھا بلکہ یہ بھی تھا۔ کہ بنی اسرائیل کی روحانی تربیت کی جائے۔ تاکہ وہ دوسری قوموں کے لئے اسوہ و نمونہ بنیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک روشن کتاب عنایت فرمائی تاکہ وہ گمراہی کی ظلمتوں سے نکل کر رشد کی روشنی میں آ جائیں۔

ف۳ حضرت مسیح اور ان کی ماں کا ذکر آیت میں (باقی بر صفحہ ۔)

حل لغات

| | |
|---|---|
| ۵۲- وَاِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ○ | ۵۲- اور یہ لوگ جو ہیں تمہارے دین کے سب ایک دین اور میں تمہارا رب ہوں، سو مجھ سے ڈرو ○ |
| ۵۳- فَتَقَطَّعُوْۤا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ○ | ۵۳- پھر انہوں نے پھوٹ کر اپنا کام اپنے درمیان ٹکڑے ٹکڑے کر لیا، ہر گروہ اُن خیالوں پر جو اُن کے پاس ہیں خوش ہے ○ |
| ۵۴- فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ حَتّٰى حِيْنٍ ○ | ۵۴- سو تُو انہیں اُن کی غفلت میں ایک وقت تک چھوڑ دے ○ |
| ۵۵- اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ○ | ۵۵- کیا وہ سمجھتے ہیں کہ ہم مال اور اولاد سے اُن کی مدد کرتے ہیں ○ ف ۱ |
| ۵۶- نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ○ | ۵۶- (اور) دوڑ دوڑ کر اُن کو بھلائیاں دیتے ہیں؟ کوئی نہیں، بلکہ وہ سمجھتے نہیں ○ |
| ۵۷- اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ○ | ۵۷- البتہ جو لوگ اپنے رب کے خوف سے تھرتھراتے ○ |
| ۵۸- وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ○ | ۵۸- اور جو اپنے رب کی آیتوں کو مانتے ○ |
| ۵۹- وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ○ | ۵۹- اور جو اپنے رب کے ساتھ شریک نہیں ٹھہراتے |

ایک نشانی قرار دیا گیا ہے۔ بہت سی نشانیوں سے تعبیر نہیں کیا گیا۔ سبب کے معنی یہ ہیں کہ ایک خرقِ عادت میں دونوں برابر کے شریک ہیں۔ اور وہ خرقِ عادت وحدت بلا نفوق ہے یعنی مریمؑ نے بغیر خاوند کے بچہ جنا اور مسیحؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ لہٰذا یہ نشانی ہے ان لوگوں کے لئے جو اسباب و علل کی بندشوں میں الجھے ہوئے ہیں۔ اور اس خالقِ اصلی کی قدرت اور تصرف سے آگاہ نہیں۔ اور یہی دونوں برابر کے شریک ہیں۔ مقصود یہ ہے جب ہر پیغمبرؑ کا ذکر گزر چکا ہے۔ سب کو یہ تعلیم دی گئی تھی کہ وہ قوم میں اکلِ حلال کا جذبہ پیدا کریں۔ اور انہیں نیکی و صلاح کی طرف بلائیں۔ اور یہ قوتیں دلوں میں پیدا کریں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہر کام کو دیکھ رہا ہے۔

## مال و دولت آزمائش ہے!

ف ۱ منکرین اور معاندین جب یہ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے باوجود اسلام کی مخالفت اور عداوت کے ان کو مال و اولاد سے بہرہ ور کیا ہے۔ تو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اللہ کا فضل ہے۔ اور اس کی دلیل ہے کہ وہ ہم سے خوش ہے۔ جبھی تو ہمیں سب کچھ دے رہا ہے۔ قرآن حکیم کہتا ہے۔ یہ ان کی سادہ لوحی اور نافہمی ہے۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے قانون مکافات سے آگاہ نہیں۔ مشیت کی عادت ہے۔ کہ وہ منکرین کی ... سزا فوراً نہیں دیتا۔ اور ان کے مال و دولت میں خلل انداز نہیں ہوتا۔ تاآنکہ ان کا غرور بڑھ جاتا ہے۔ اور اصلاح و ہدایت کی تمام قوتیں مٹ جاتی ہیں۔ اور وہ فنا کے قریب ہو جاتے ہیں۔

جو لوگ نیک اور پاکباز ہیں کبھی مال و دولت پر مغرور نہیں ہوتے۔ اور کبھی مادی آسائشوں کو تقویٰ و صلاح کا معیار قرار نہیں دیتے بلکہ جس وقت ان کے ہاتھ میں دولت آجاتی ہے تو وہ ڈرتے ہیں کہیں یہ خدا کی طرف سے آزمائش نہ ہو۔

حضرت فاروقؓ کے متعلق مشہور ہے کہ جب فتوحات کے سلسلہ میں کسریٰ کے کنگن ان کو ملے۔ تو انہوں نے سراقہ کو دے دیئے اور کہا واللہ میں نہیں چاہتا کہ یہ بیش قیمت زیور میرے لئے وجہ ابتلا ہو جائے میں اسے ایک مسلمان کو دے دیتا ہوں۔

## بقیہ حل لغات

[illegible] ... الامانات ... [illegible]

۶۰- وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ ○

۶۰- اور وہ جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے ہیں کہ انہیں رب کی طرف جانا ہے ○

۶۱- اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِى الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ○

۶۱- یہ لوگ نیکیوں میں جلدی کرتے اور وہ ان میں آگے بڑھتے ہیں ف۱

۶۲- وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتٰبٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○

۶۲- اور ہم کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔ اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو ٹھیک بولتی ہے اور ان پر ظلم نہ ہوگا ○ ف۲

۶۳- بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِىْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ اَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عٰمِلُوْنَ ○

۶۳- مگر ان کے دل بیہوش ہیں، اور ان کو اس کے سوا اور کام لگے ہیں، جن کو وہ کر رہے ہیں ○

۶۴- حَتّٰٓى اِذَآ اَخَذْنَا مُتْرَفِيْهِمْ بِالْعَذَابِ اِذَا هُمْ يَجْئَرُوْنَ ○

۶۴- یہاں تک کہ جب ہم نے آسودہ لوگوں کو عذاب میں پکڑ لیا تو ناگاہ وہ فریاد کریں گے ○

۶۵- لَا تَجْئَرُوا الْيَوْمَ قف اِنَّكُمْ مِّنَّا

۶۵- آج فریاد نہ کرو، تم ہماری طرف سے

ف۱ ان آیات میں ان لوگوں کا ذکر فرمایا ہے جو نیکیوں کے حصول میں سبقت کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ جلدی جلدی دامن مراد کو نیکیوں اور فضیلتوں سے بھر لیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ کی محبت ہے۔ اور وہ ہر وقت اس کی ناراضی سے ڈرتے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ ان کا محبوب خدا ان کی کسی حرکت سے ناراض ہو جائے وہ اللہ کی آیتوں پر مضبوط ایمان رکھتے ہیں۔ اور اس کے شکر گزار بندے ہیں۔ وہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ وہ جانتے ہیں کہ اللہ کی ذات بے مثل اور بے ہمتا ہے۔ اور اس قابل ہے کہ پوری توجہ کے ساتھ اس کی عبادت کی جائے۔ وہ اللہ کی راہ میں اپنے مال و دولت کو خرچ کرتے ہیں۔ اور دل میں ڈرتے بھی ہیں کہ اس میں ریا اور نمود کا شائبہ نہ ہونے پائے ۔

ف۲ اس آیت میں اسلامی اصول فقہ و تشریع کی فضیلت بیان فرمائی ہے کہ وہ بہت آسان اور سہل ہے۔ اور اس میں کوئی بات ایسی نہیں۔ جو انسانی طاقت اور وسعت سے باہر ہو ۔

بات یہ ہے کہ اسلام سے قبل جس قدر مذاہب موجود تھے سب میں ریاضات شاقہ کو عبادت قرار دیا گیا تھا۔ اور یہ بتایا گیا تھا کہ تم جس قدر تکلیف اٹھاؤ گے۔ اسی قدر اللہ تعالیٰ کو اپنے قریب پاؤ گے۔ اسلام کہتا ہے۔ یہ اصول غلط ہے۔ عبادات اور ا[حکام] اس قدر ہلکے پھلکے اور آسان ہونا چاہئیں کہ ہر شخص برداشت کر سکے۔ چنانچہ اسلام ایسا ہی آسان مذہب ہے۔ جو رہبانیت اور تجرد پسندی کو ناجائز قرار دیتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو خوشی اور مسرت کی عبادت زیادہ پسند ہے۔ ایسی عبادت جو طبیعت پر بار اور بوجھ ہو، بہتر نہیں ۔

## حلِّ لُغات

وَجِلَةٌ ۔ خوفزدہ ۔

غَمْرَةٍ ۔ بمعنے سختی۔ مراد غفلت اور جہالت سے سرشت ۔

مُتْرَفِيْهِمْ ۔ سرمایہ دار اور خوش حال لوگ۔ ترف سے ہے جس کے معنے عیش اور متنعمانہ زندگی بسر کرنے کے ہیں ۔

يَجْئَرُوْنَ ۔ جُؤار سے ہے۔ آواز بلند کرنا۔ چلانا ۔

لَا تُنْصَرُوْنَ ○

٦٦- قَدْ كَانَتْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ ○

٦٧- مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ○

٦٨- اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ ○

٦٩- اَمْ لَمْ يَعْرِفُوْا رَسُوْلَهُمْ فَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ ○

٧٠- اَمْ يَقُوْلُوْنَ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ بَلْ جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ وَاَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ○

٧١- وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ

چھڑائے نہ جاؤ گے ○ ف۱

٦٦- تمہارے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی تھیں تو تم اپنی ایڑیوں پر اُلٹے بھاگتے تھے ○

٦٧- قرآن سے تکبر کر کے افسانہ میں مشغول ہو کر اس کو چھوڑتے تھے ○

٦٨- سو کیا انہوں نے اس بات میں غور نہیں کیا یا ان کے پاس کوئی ایسی بات آئی ہے جو ان کے اگلے باپ دادوں کے پاس نہیں آئی تھی ○

٦٩- یا وہ اپنے رسول (محمد) کو نہیں پہچانتے کہ اس کو اوپری سمجھتے ہیں ○ ف۲

٧٠- یا کہتے ہیں کہ اسے جنون ہے؟ کوئی نہیں بلکہ وہ ان کے پاس حق بات لایا ہے اور ان میں سے اکثر لوگوں کو حق بُرا معلوم ہوتا ہے ○ ف۳

٧١- اور اگر حق ان کی خواہشوں کے مطابق ہو جائے تو آسمان اور زمین اور جو ان میں ہے، بگڑ

## آج نہ چلاؤ!

ف۱ ارشاد ہے کہ سرمایہ دار اور خوشحال لوگ جو ازراہ غرور و کبر اسلام کی صداقتوں اور سچائیوں کو ٹھکرا رہے ہیں، ایک وقت آئے گا جب نہایت بیچارگی کے ساتھ ہمارے سامنے پیش کئے جائیں گے۔ اور ان کے عذاب کا فیصلہ ہو گا۔ اس وقت یہ چیخیں گے اور چلائیں گے۔ اور فریاد کریں گے، تب ہم کہیں گے۔ آج چیخنا اور چلانا بالکل بے سود ہے تمہیں ہم سے کوئی مدد نہیں ملے گی۔ جانتے ہو، دنیا میں تمہارا رویہ کیا تھا۔ تمہارے پاس میرے احکام آئے۔ اور تم نے انکار کر دیا۔ میری آیتیں پڑھی گئیں۔ اور تم انہیں سن کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ تم نے تکبر اور غرور کا اظہار کیا۔ تم نے راتوں کو قرآن کی ہجو و مذمت کے افسانوں میں گزار دیا۔ اور پوری کوشش کی کہ لوگ تعلیمات حقہ سے بیزار ہو جائیں۔ بات یہ تھی کہ قریش مکہ جب رات کو اپنی مجلسیں آراستہ کرتے تھے۔ اور باتیں چھڑتیں تو قرآن حکیم کی ہجو و مذمت کیلئے نسانے تراشے جاتے۔ اور قرآن کی توہین کو موضوع سخن قرار دیا جاتا۔ جو شخص زور سے قرآن پر حملے کرتا۔ اور جس پر ساتھیں

داد طلب کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کیا ایسے جرم کے ارتکاب کے بعد بھی تم زاری و فریاد کر کے توقع رکھتے ہو کہ ہم تمہیں عذاب سے بچا لیں گے۔ یہ اُمید غلط ہے۔ اور یہ توقع بالکل فضول ہے۔

ف۲ فرماتے ہیں کیا انہوں نے اس کلام میں غور و فکر نہیں کیا اور کیا انہوں نے نہیں سوچا۔ کہ قرآن کا انداز بیان ہی بتا رہا ہے کہ یہ کلام انسانی دماغ کی اختراع نہیں۔ قرآن کی بلاغت و فصاحت، قرآن کا پیغام اور جامعیت، قرآنی تعلیمات کا تنوع، یہ سب باتیں اس بات کی کھلی دلیل ہیں۔ کہ یہ کلام بلا شبہ اللہ کا کلام ہے۔

ارشاد ہوتا ہے کہ آخر ان لوگوں کو قرآن پر تنقید کرنے کی کیوں جرأت ہوئی۔ انہوں نے بے سوچے سمجھے کیوں اسے ہدف استہزا بنایا جب اس کا انداز بیان صاف طور پر جتلا رہا ہے۔ کہ انسانی علم اس کی مثل پیدا کرنے سے یکسر قاصر اور عاجز ہے۔

اللہ تعالیٰ دریافت فرماتے ہیں۔ کیا اس میں کوئی انوکھا پیغام ہے جو تم نے نہیں سنا۔ اور محض عجیب اور نادر ہونے کی وجہ سے اس کے منکر ہو، یا کچھ اور معاملہ ہے؟

فِيهِنَّ ۚ بَلْ أَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝

جائے۔ لیکن ہم ان کی نصیحت ان کے پاس لے آئے ہیں سو وہ اپنی نصیحت ف۱ سے منہ موڑتے ہیں ۝

۷۲- أَمْ تَسْأَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝

۷۲- یا تو ان سے کچھ محصول (یعنی مزدوری) مانگتا ہے؟ سو تیرے رب کا محصول (یعنی مزدوری) اچھی ہے اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے ۝

۷۳- وَإِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

۷۳- اور تو تو انہیں سیدھی راہ پر بلاتا ہے ۝ ف۲

۷۴- وَإِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ۝

۷۴- اور جو آخرت کے منکر ہیں، وہ اس راہ سے ٹیڑھے ہوئے جاتے ہیں ۝

۷۵- وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝

۷۵- اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو تکلیف ان پر پڑ رہی ہے ہٹا دیں تو وہ بہکے ہوئے اپنی گمراہی ف۳ میں ہمیشہ پڑے رہیں گے ۝

۷۶- وَلَقَدْ أَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝

۷۶- اور ہم نے انہیں عذاب ف۴ میں پکڑا تھا تو بھی وہ اپنے رب کے سامنے عاجز نہ ہوئے اور نہ گڑگڑائے ۝

۷۷- حَتّٰى إِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا

۷۷- یہاں تک کہ جب ہم ان پر ایک سخت عذاب کا

---

اس کے بعد خود جواب ارشاد فرمایا۔ کہ ان باتوں میں کوئی بات بھی صحیح نہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ قرآن سراسر حق و صداقت ہے۔ اور پیغمبر سچا ہے۔ ان لوگوں کی محرومی اور شقاوت ہے۔ کہ انہوں نے قرآن کو تسلیم نہیں کیا اور خواہشات نفس کی پیروی کی۔

ف۱ یعنی پیغمبر لوگوں کی دلداری پر مامور ہوتا ہے۔ اس سے یہ توقع نہیں رکھنا چاہیے۔ کہ وہ عوام کی خواہشات کی موافقت کرے گا اور عوام کے جذبات کی رعایت کر کے حق کو چھپائے گا۔

ف۲ اس آیت میں اس حقیقت کا اظہار فرمایا ہے کہ حضور لوگوں سے روپیہ بٹورنے کی خواہش نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ سراسر بے نیاز تھے اور مخلصانہ طور پر لوگوں کو صراط مستقیم کی جانب دعوت دیتے تھے مگر یہ لوگ بے دین اور ملحد ہونے کی وجہ سے صراط مستقیم پر گامزن نہ ہو سکے اور گمراہ رہے۔

ف۳ کفار کی نفسیات کی یوں تشریح فرمائی ہے۔ کہ یہ لوگ ابد تک اسی سرکشی میں سرگرداں رہیں گے۔ ہم اگر ان کو اپنی آغوش رحمت میں بھی لے لیں۔ ان کے جرائم سے درگزر کریں۔ اور عذاب کو ٹال دیں جب بھی ان کی کیفیت یہی رہے گی۔ کہ ادھر عذاب دور ہوا۔ ادھر یہ اسی کفر و الحاد میں پھر مبتلا ہو گئے۔

ف۴ اس عذاب کے تعین میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ اور مندرجہ ذیل واقعات اس سلسلے میں بیان کئے جاتے ہیں:۔

(۱) ثمامہ بن اثال نے جب اسلام قبول کیا تو انہوں نے یمامہ جا کر وہاں کا غلہ روک لیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سخت قحط پڑا۔ اور بے چارے مشرکین قریش بھی مارے بھوک کے بلبلا اٹھے۔ ابوسفیان نے حضور سے کہا کیا آپ رحمۃ للعالمین نہیں ہیں؟ حضور نے فرمایا۔ کیوں نہیں۔ اس نے کہا۔ تو اللہ سے دعا کیجئے۔ قحط دور ہو۔ حضور کا دعا کرنا تھا کہ رحمت جوش میں آ گیا۔ آپ نے التماس کی۔ اور قحط رفع ہو گیا۔ اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

(۲) بدر کے دن جو ذلت و رسوائی قریش کے حصہ میں آئی تھی یہ اس کی طرف اشارہ ہے کہ بار بار جو شکست فاش ہونے اور اسلام کی فتح و کامیابی کے ان کے دلوں میں کوئی تاثر پیدا نہیں ہوا۔ اور یہ ٹس سے مس نہیں ہوئے۔

(۳) عام دنیوی مشکلات مراد ہیں کہ یہ لوگ روزانہ مصائب و حوادث سے دوچار ہوتے ہیں۔ مگر رجوع الی اللہ کا جذبہ ان کے دلوں میں پیدا نہیں ہوتا۔

حل لغات:۔ خرجا۔ مال و دولت۔ لناکبون۔ ناکب کی جمع ہے۔ نکب عن الطریق کے معنے ہوتے ہیں۔ راستے سے ہٹ

ذَا عَذَابٍ شَدِيدٍ إِذَا هُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ○

دروازہ کھولیں گے، تب فوراً اس میں ان کی آس ٹوٹے گی ○

۷۸۔ وَهُوَ الَّذِي أَنشَأَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۚ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ○

۷۸۔ اور اسی نے تمہارے لئے کان، اور آنکھیں اور دل پیدا کئے، تم بہت کم شکر گزار ہو ○ ف۱

۷۹۔ وَهُوَ الَّذِي ذَرَأَكُمْ فِي الْأَرْضِ وَإِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ○

۷۹۔ اور اسی نے تمہیں زمین میں پھیلایا، اور اسی کی طرف تم اکٹھے کئے جاؤ گے ○

۸۰۔ وَهُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ وَلَهُ اخْتِلَافُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ○

۸۰۔ اور وہی ہے جو جلاتا اور مارتا ہے اور اسی کا کام ہے بدلنا رات اور دن کا، سو کیا تم عقل نہیں رکھتے؟ ○ ف۲

۸۱۔ بَلْ قَالُوا مِثْلَ مَا قَالَ الْأَوَّلُونَ ○

۸۱۔ کوئی نہیں یہ وہی بات کہتے ہیں جو پہلے لوگ کہہ گئے ہیں

۸۲۔ قَالُوا أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ○

۸۲۔ کہتے ہیں کہ جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے؟ ○

## دیدۂ عبرت سے دیکھو!

ف۱ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں اعضاء و جوارح عنایت فرمائے ہیں، تو اس لئے کہ دنیا کو عبرت کی نگاہ سے دیکھو اور یہاں کی ہر چیز پر بنظر اعتبار غور کرو۔ کان دیئے ہیں۔ تاکہ اچھی باتوں کو سنو، آیات و حکم کو گوش گزار کرو۔ اور ان چیزوں کی سماعت کرو جو تمہاری اخروی زندگی کے لئے مفید ہیں۔ تمہیں آنکھیں دی ہیں۔ تاکہ اللہ کی نشانیوں کو دیکھو، اور حقائق کا ملاحظہ کرو۔ اور دل دیا ہے۔ تاکہ سوچو اور غور و فکر کرو۔ پھر اگر تم لوگ اللہ کی ان نعمتوں سے استفادہ نہیں کرتے تو یہ کھلی ناشکری ہے ●

واضح رہے۔ کہ اَفْئِدَةٌ کا لفظ بطور عرف لسانی استعمال ہوا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ تمہیں شعور و احساس کی قوتیں عطا کی ہیں اور سمجھ بوجھ بخشی ہے ●

ف۲ خدا کی ذات اس درجہ ظاہر و باہر ہے کہ اس کا انکار عقلاً محال ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ کہ اس نے تمہیں زمین میں خلعت وجود دے کر بھیجا۔ تمہیں کتم عدم سے نکالا۔ اور منصۂ شہود پر جلوہ گر کیا۔ تم خارج میں کوئی حیثیت نہ رکھتے تھے۔ اس نے اپنی نیابت کا پیرایہ تمہیں بخشا۔ کیا اس کے بعد بھی انکار و الحاد کے لئے کوئی گنجائش باقی رہ جاتی ہے؟

اس کے بعد تمہیں اس کے حضور میں پیش ہونا ہے۔ تاکہ وہ دریافت کرے۔ کہ تم نے کیونکر اپنے فرائض منصبی کو ادا کیا۔ حیات اور موت بھی اس کے اختیار میں ہے۔ وہ جسے چاہے زندہ رکھے اور جسے چاہے چشم زدن میں موت کے گھاٹ اتار دے۔ اسی طرح کائنات میں جس قدر تبدیلیاں اور انقلابات ہوتے ہیں۔ وہ سب اسی کے ارادہ و حکم کے ماتحت ہوتے ہیں۔ وہ چاہے تو ظلمتوں کو روشنی سے بدل دے۔ اور روشنی کو تاریکیوں میں چھپا دے۔ دن کے بطن سے رات کی سیاہی کو پیدا کرے۔ اور شب یلدا کے پیٹ سے روز روشن کو۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے ●

**حل لغات۔** مُبْلِسُوْنَ۔ مایوس۔ ابلیس اسی سے ہے۔ یعنی اللہ کی رحمتوں سے ناامید ●

۸۳- لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ○

۸۴- قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

۸۵- سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○

۸۶- قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○

۸۷- سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ○

۸۸- قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

۸۹- سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ○

۹۰- بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ

۸۳- یہی وعدہ ہم سے کیا جاتا ہے اور یہی ہم سے پہلے ہمارے باپ دادوں سے کیا گیا تھا، یہ اگلوں کی کہانیاں ہیں ○

۸۴- تو کہہ زمین اور جو اس میں ہے کس کا ہے، بتاؤ اگر جانتے ہو؟ ○

۸۵- کہیں گے اللہ کا ہے، تو کہہ پھر تم نصیحت پذیر کیوں نہیں ہوتے ○

۸۶- تو پوچھ سات آسمانوں کا رب اور عرش عظیم کا رب کون ہے؟ ○

۸۷- وہ کہیں گے اللہ، تو کہہ پھر تم ڈرتے نہیں؟ ○

۸۸- تو پوچھ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر شے کی حکومت ہے، اور وہ بچا لیتا ہے اور اس سے کوئی بچا نہیں سکتا اگر جانتے ہو تو بتاؤ؟ ○ ف۱

۸۹- وہ کہیں گے اللہ، تو کہہ پھر تم پر کہاں سے جادو پڑ جاتا ہے ○

۹۰ کوئی نہیں بلکہ ہم نے انہیں حق بات پہنچائی ہے

ف۱

غرض یہ ہے کہ دل و دماغ شرک اور بت پرستی کے خبط سے اُٹھ جائے۔ گر توحید کے نقوش ان میں مزید موجود رہتے ہیں۔ کیونکہ توحید فطرت ہے۔ توحید دل کی آواز ہے۔ اور توحید انسانیت ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے کہ اگر ان بت پرستوں سے آپ پوچھیں گے کہ اس زمین اور اس پر بسنے والے لوگوں کا مالک کون ہے؟ سات آسمانوں اور عرش عظیم کا پروردگار کون ہے؟ ہر چیز پر کس کی حکمرانی ہے اور کس کے ہاتھ میں ہر وقت تمام اختیارات ہیں، کہ وہ جس کو چاہے پناہ دے۔ اور جس کو چاہے محروم رکھے۔ تو وہ بے اختیار پکار اٹھیں گے کہ اللہ ہی ان صفات سے متصف ہے۔ قرآن پوچھتا ہے کہ اگر یہ جواب تمہاری نظروں میں صحیح ہے۔ تو پھر تم کیوں غور و فکر سے کام نہیں لیتے؟ تمہارے دلوں میں کیوں پرہیزگاری اور تقویٰ کے جذبات پیدا نہیں ہوتے؟ کیا عقل و فہم کو کھو بیٹھے ہو۔ کہ بے وقوفوں کی طرح کائنات کے ذرہ ذرہ کے سامنے سجدہ کناں ہو۔ تمہیں چاہئے کہ دل کے چشموں سے استفادہ کرو۔ اور توحید کے سوتوں سے سیرابی حاصل کرو۔ دل اور فطرت کی آواز کو سنو۔ اور اس سچی اور حقیقی پکار پر کان دھرو۔ تمہیں پر دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ خود اپنے اندر اپنی ہستی پر غور کرو۔ تمہیں معلوم ہو گا۔ کہ توحید پوری روشنی کے ساتھ جلوہ آرا ہے۔

## حل لغات

اَسَاطِیر۔ اُسطورہ کی جمع ہے۔ کہانی، افسانہ، خود ساختہ بات، سخن باطل۔

مَلَکُوت۔ اختیار، بادشاہت۔

یُجَار۔ پناہ عنایت کرتا ہے۔

وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝
اور ہم پر رحم کر، اور تو مہربانوں میں بڑا مہربان ہے ○

۱۱۰- فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝
۱۱۰ - سو تم نے اُن کا ٹھٹھا بنا رکھا تھا یہاں تک کہ اُن کے پیچھے پڑ کر مجھے یاد کرنا بھول گئے اور تم اُن پر ہنستے ہی رہے ○

۱۱۱- اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝
۱۱۱ - میں اُن کے صبر کا آج انہیں بدلہ دوں گا، کہ وُہی مُراد کو پہنچیں گے ○

۱۱۲- قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ۝
۱۱۲ - فرمائے گا، تم برسوں کی گنتی سے کتنی مُدت زمین میں رہے تھے؟ ○

۱۱۳- قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ ۝
۱۱۳ - وُہ کہیں گے ایک دن یا دن کا کوئی حصہ رہے ہونگے شمار کرنے والوں سے پُوچھ لے ○

۱۱۴- قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝
۱۱۴ - فرمائے گا تم دُنیا میں تھوڑا ہی رہے ہو کاش تم (زندگی میں) جانتے ہوتے ○

۱۱۵- اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝
۱۱۵ - سو کیا تم نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ ہم نے تمہیں بے فائدہ پیدا کیا ہے اور تم ہماری طرف پھر نہ آؤ گے؟ ○

(بقیہ حاشیہ)

ظاہر ہوتا ہے۔ مگر روایتی خوف و دہشت میں محصور ہوتے ہیں؛ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، جب یہ لوگ جہنم میں پھینکے جائیں گے، تو اس وقت اعتراف معاصی و بدبختی کرتے ہوئے گناہوں سے تنفر و بیزاری کا اظہار کریں گے اور کمال الحاح و تضرع سے کہیں گے کہ پروردگار ہمیں جہنم سے مخلصی عنایت کر اور دُنیا میں دوبارہ بھیج دے، اگر ہم ایسے کام کریں، تو یقیناً ظالم ٹھہریں گے ●

اللہ تعالیٰ جواب دیں گے۔ اس وقت تو تمہارے لئے ذلت و رسوائی مقدر ہو چکی ہے۔ اس لئے اس باب میں مزید کہنے سننے کی گنجائش نہیں ●

تمہیں معلوم ہے، تمہارے سامنے ایک گروہ نے ایمان کی دعوت کو قبول کیا تھا۔ اور مجھ سے رحمت و مغفرت کو طلب کیا تھا۔ مگر تم نے ان کا مضحکہ اڑایا۔ ان کے اس پاک جذبہ کی تحقیر کی، تم میری عظمت و جلال کو بھول گئے اور میرے پیغام کو پس پشت ڈال دیا۔ اس لئے تمہاری سزا تو ہر آئینہ جہنم ہے۔ مگر یہ لوگ جنہوں نے صبر و استقامت سے کام لیا۔ فوز و فلاح کے مستحق ہیں ●

جہنم میں جو سزا ملے گی، وہ بالکل ان کے اعمال مزعومۂ باطلہ کے مطابق ہوگی۔ چنانچہ دُنیا میں یہ لوگ جس طرح دُنیا کو دائمی سمجھتے تھے، آخرت میں بھی عذاب کی ناخوشگوار گھڑیوں کے لحاظ سے اسی طرح اس کو حقیر قرار دیں گے ●

ارشاد ہوتا ہے۔ کیا تم سمجھ رہے ہو، کہ ہم نے یونہی بلا کسی غرض و غایت اور وجہ وجیہ کے اس کائنات کو پیدا کیا ہے؟ یہ محض کھیل اور تماشہ ہے؟ نہیں ایسا نہیں ہے۔ ملک عرش عظیم خدائے بزرگ کی شان اس نوع کے افعال سے بالا اور پاک ہے ●

## حل لغات

سِخْرِيًّا۔ تمسخر ●
عَبَثًا۔ بے کار، بے فائدہ ●

۱۱۶- فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝

۱۱۷- وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝

۱۱۸- وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

۱۱۶- سو خدا سچا بادشاہ بہت بلند ہے اُس کے سوا کوئی معبود نہیں وُہ عرش کریم کا مالک ہے ۝

۱۱۷- اور جو کوئی اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو پکارے جس کی اس کے پاس کوئی سند نہیں ہے تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے۔ بیشک کافروں کا بھلا نہ ہوگا ۝ ف۱

۱۱۸- اور کہہ اے رب بخش دے اور رحم کر اور تو سب مہربانوں میں اچھا مہربان ہے ۝

## سُوْرَةُ النُّوْرِ مَدَنِيَّةٌ

اٰيَاتُهَا (۶۴) رُكُوْعَاتُهَا (۹)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

۱- سُوْرَةٌ اَنْزَلْنٰهَا وَفَرَضْنٰهَا وَاَنْزَلْنَا فِيْهَآ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لَّعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝

## سُورہ نُور

مدنی —— آیتیں ۶۴ —— رکوع ۹

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱- یہ ایک سُورت ہے جسے ہم نے نازل کیا اور اسے فرض کیا اور اس میں ہم نے کھلی نشانیاں نازل کیں، شاید تم نصیحت پاؤ ف۲

### ف۱

لا بُرْهَانَ لَهٗ سے مُراد یہ ہے، کہ شرک ایک ایسا مُجرم اور خلاف عقل فعل ہے، جس کے جواز میں کوئی دلیل نہیں پیش کی جا سکتی۔

## رجم کی سزا

### ف۲

قرآن حکیم کی یہ پہلی سُورت ہے جسے اس اہمیت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ گو پورا قرآن اللہ کی جانب سے فرض ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے اس کا ماننا اور تسلیم کرنا لازم اور ضروری ہے۔ نیز قرآن کی ہر سُورت میں آیات بیّنات کا ذخیرہ ہے مگر اس سُورت کو ان خصوصیات کے ساتھ مختص کرنے کے معنے یہ ہیں کہ اس میں تمدن اور کلچر کے مسائل مہمہ کو بیان کیا گیا ہے۔ اور ان معاشرتی گتھیوں کو سلجھایا گیا ہے جن کی وجہ سے قومیں ترقی اور برتری کی منزلیں طے کرتی ہیں۔ اور انھیں فراموش کر دینے کا نتیجہ ازماً ذلت اور ہلاکت ہوتا ہے۔

## حلِّ لُغات

فَرَضْنٰهَا ۔ لازم ٹھہرایا ہے، متعین کیا ہے۔

۵- اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ وَ اَصْلَحُوْا ۚ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

۵- مگر جنھوں نے اس کے بعد توبہ کی اور درست ہو گئے. تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے وف ۝

۶- وَ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّاۤ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

۶- اور جو لوگ اپنی بیویوں کو تہمت لگائیں اور ان کے پاس بجز اپنی جانوں کے اور گواہ نہ ہوں تو ایسے ہر شخص کی یہ گواہی ہے کہ اللہ کی قسم کھا کر چار دفعہ گواہی دے کہ وہ سچوں میں ہے ۝

۷- وَ الْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝

۷- اور پانچویں دفعہ کہے کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر اگر وہ جھوٹوں میں ہو ۝

۸- وَ يَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝

۸- اور عورت کا عذاب یوں دور ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر چار دفعہ گواہی دے کہ بے شک اس کا شوہر جھوٹوں میں ہے ۝

۹- وَ الْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَاۤ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

۹- اور پانچویں دفعہ کہے کہ اگر اس کا شوہر سچوں میں ہو تو اس عورت پر خدا کا غضب آئے ۝

حد شرعی کے اعلان کرنے میں کیا مصلحت ہے؟

بات یہ ہے کہ قرآن حکیم کا انداز بیان کچھ اور ہی کتابوں سے مختلف ہے اور وہ لوگ جو اس کی خصوصیات سے آگاہ نہیں ہوتے، اس قبیل کی غلطیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

قرآن میں اکثر ان چیزوں کا ذکر ہے جو اپنی جگہ پر اہم نہ تھیں مگر اس لحاظ سے اہمیت رکھتی ہیں کہ وہ نئی اور جدید ہیں۔

یہ سب کو معلوم ہے کہ نماز بہت اہم مسئلہ ہے اور اس کے قیام پر قرآن نے بہت زور دیا ہے۔ مگر سارے قرآن میں اس کی ترتیب اور تفصیل موجود نہیں۔ حضرات سے کہیں کم مرتبے کی چیز ہے۔ مگر اس کی ترتیب بیان کر دی ہے۔ کیونکہ نماز کے متعلق اسلام نے بہت زیادہ جدتوں سے کام نہیں لیا۔ اس کا تخیل اسلام سے قبل صابیوں میں اور خدا پرستوں میں موجود تھا۔ مجوسی بھی تقریباً اسی قسم کی نماز کے قائل تھے۔ اس لئے اللہ نے اس کی تفصیل اسوۂ رسول پر چھوڑ دیا۔ اور وضو کسی شریعت میں موجود نہ تھا۔ اس کی تفصیل بیان فرمائی۔ اسی طرح رجم کی سزا میں یہود اور نصاریٰ کا قریباً اتفاق تھا۔ اس لئے قرآن نے بالتخصیص اس کو ذکر نہیں فرمایا۔ البتہ کوڑوں کی سزا کی ... قرآن کو مقصود تھی۔ اس لئے اس کا اظہار کر دیا۔

دسوں جواب کی اس نوعیت کے بعد تیسرا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

## عفیفہ عورت کو متہم کرنے کی سزا

ف ایک طرف قرآن نے زانی کی سزا اس قدر کڑی رکھی ہے کہ موجودہ ذوق کے لوگ اس کو تکلیف مالا یطاق قرار دیتے ہیں۔ اور دوسری طرف چار گواہوں کی شہادت ضروری بتاتی ہے۔ جن کا مہیا ہونا شاذ و نادر ہی ہو سکتا ہے۔ اس میں کیا حکمت ہے؟ یہ ایک سوال ہے جو قدرتاً پیدا ہوتا ہے۔ جواب یہ ہے کہ سزا اس لئے کڑی رکھی ہے۔ تاکہ اس خبیث مرض کا کلیۃً انسداد ہو جائے۔ چنانچہ آپ عہد نبوی میں دیکھیں گے۔ کہ زنا کے واقعات تین سے زیادہ نہیں ملیں گے اور اس دور تہذیب جدید میں شاید ہی چند آدمی ایسے مل سکیں۔ جنہیں صحیح معنوں میں عفیف کہا جا سکتا ہے۔ ع

بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

چار شاہدوں کا ہونا اثبات واقعہ کے لئے اس لئے لازم ہے کہ معاملہ ایک جان کا ہے۔ ایک کی زندگی ختم ہونے کا ہے۔ چنانچہ اس اہم قوت

١٠ - وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ حَكِيْمٌ○

١٠ - اور اگر اللہ کا فضل اور اس کا رحم تم پر نہ ہوتا اور یہ کہ اللہ توبہ قبول کرنے والا حکمت والا ہے (تو کیا کچھ نہ ہوتا)○

١١ - اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ ؕ لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَ الَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ○

١١ - جنہوں نے طوفان اٹھایا ہے وہ تمہیں میں سے ایک جماعت ہے۔ اس تہمت کو تم اپنے حق میں برا نہ سمجھو بلکہ یہ تمہارے لئے بہتر ہے، ان میں سے ہر آدمی کے لئے اس کا کمایا ہوا گناہ ہے، اور جس نے ان میں سے اس تہمت کا بڑا بوجھ اٹھایا ہے اس کے لئے عذاب عظیم ہے○

١٢ - لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ○

١٢ - جب تم نے اس کو سنا تھا، تو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنے لوگوں کی نسبت نیک گمان کیوں نہ کیا، اور کیوں نہ کہا کہ یہ صریح جھوٹ ہے○

١٣ - لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَآءِ

١٣ - کیوں اس تہمت پر چار گواہ نہ لائے، پھر جب وہ گواہ نہ لائے، تو خدا کے

## مسئلہ لعان!

ف ان آیات میں مسئلہ لعان کی تفصیل بیان کی گئی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مرد عورت کے کردار کے متعلق شبہات و شکوک کا اظہار کرے اور عورت برأت کرے۔ مرد یہ کہے کہ یہ فاحشہ اور زانیہ ہے، اور عورت کہے کہ میں اس الزام سے پاک ہوں۔ تو صورت فیصلہ کیا ہو؟

قرآن کہتا ہے کہ دونوں حاکم وقت یا اسلامی حکومت حاکم کے سامنے چار دفعہ خدا کی قسم کھا کر کہیں کہ وہ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ اور پانچویں دفعہ اپنے اوپر لعنت بھیجیں۔ اگر واقعات کی رو سے جھوٹے ہوں۔ تو پہلے مرد کھڑا ہو۔ اور وہ الزام کو بیان کرے۔ اور چار دفعہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ وہ سچا ہے۔ اور پانچویں دفعہ یہ کہے کہ اگر میں جھوٹ کہتا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ اسی طرح عورت کھڑی ہو اور وہ بھی اسی طرح چار دفعہ خدا کی قسم کھائے کہ الزام کو رد کرے اور پانچویں دفعہ کہے۔ کہ اگر یہ سچا ہوا تو مجھ پر خدا کا غضب نازل ہو۔

لعان کے بعد تفریق کے سلسلہ میں ائمہ مجتہدین کے مختلف اقوال ہیں۔ عثمان البتی کی رائے ہے کہ نفس لعان سے تفریق وغیرہ واقع نہیں ہوتی۔ امام مالک، لیث اور زفر کا خیال ہے۔ تفریق واقع ہو جاتی ہے۔ ابو حنیفہ، ابو یوسف اور امام محمد کی رائے ہے کہ تفریق اس وقت تک واقع نہیں ہوتی۔ جب تک کہ حاکم یا حکومت حاکمانہ میں تفریق کا اعلان نہ کرے۔ ان سب کے پاس دلائل ہیں۔ اور یہ موضع محل بحث و نظر ہے۔ صحیح بات یہی معلوم ہوتی ہے۔ کہ تفریق واقع ہو جاتی ہے۔ کیونکہ قطع نظر فقہی دلائل کے صورت مسئلہ یہ ہے۔ کہ کشیدگی اپنی آخری حد تک پہنچ چکی ہو۔ اس لئے یہ رشتہ عملاً گویا منقطع ہی سمجھنا چاہئے۔

## حلِّ لغات

اَلْاِفْكُ۔ جھوٹ، بہتان۔
عُصْبَةٌ۔ جماعت۔ یا گروہ۔

فَأُولَٰئِكَ عِندَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ○

نزدیک وہی جھوٹے ہیں ○

۱۴- وَلَوْلَا فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِي مَا أَفَضْتُمْ فِيهِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○

۱۴ - اور اگر دنیا اور آخرت میں خدا کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی، تو اس چرچا کرنے میں تم پر بڑا عذاب آتا ○ ف۱

۱۵- إِذْ تَلَقَّوْنَهُ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُولُونَ بِأَفْوَاهِكُم مَّا لَيْسَ لَكُم بِهِ عِلْمٌ وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِندَ اللَّهِ عَظِيمٌ ○

۱۵ - جب اس تہمت کو تم اپنی زبانوں سے لیتے تھے اور اپنے منہوں سے وہ بات کہتے تھے جس کا علم تمہیں نہ تھا اور اسے ہلکی بات سمجھتے تھے اور حالانکہ وہ خدا کے نزدیک بڑی بات تھی ○

۱۶- وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُم مَّا يَكُونُ لَنَا أَن نَّتَكَلَّمَ بِهَٰذَا سُبْحَانَكَ هَٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ ○

۱۶ - اور جب تم نے اس کو سنا تھا، کیوں نہ کہا، کہ ہمیں ایسی بات بولنا لائق نہیں اے اللہ تو پاک ہے یہ بڑا بہتان ہے ○

۱۷- يَعِظُكُمُ اللَّهُ أَن تَعُودُوا لِمِثْلِهِ

۱۷ - تمہیں اللہ نصیحت دیتا ہے کہ پھر ایسی بات کبھی

## عائشہ عفیفہ کا المناک واقعہ!

**ف۱** ام المؤمنین حضرت عائشہ عفیفہ کی زبان سے واقعہ افک کی تفصیل سنیئے:-

ارشاد فرماتی ہیں کہ میں حضور کی معیت میں ایک غزوہ میں شریک ہوئی۔ یہ غزوہ بنی المصطلق سے قبل کا واقعہ ہے۔ پھر ہم واپس ہوئے۔ مدینے کے قریب حضور نے ایک منزل پر قیام کیا۔ میں اپنی محمل سے نیچے اتری اور قضائے حاجت کے لئے جیش نبوی سے پرے آگے نکل گئی۔ جب لوٹ کر محمل تک پہنچی، تو مجھے معلوم ہوا کہ میرا ہار کہیں گر گیا۔ تلاش کی غرض سے پھر واپس لوٹ گئی۔ ادھر دستور تھا کہ محمل والوں نے سمجھا کہ میں محمل میں موجود ہوں۔ اس لئے کہ میرا وجود کچھ زیادہ نہ تھا۔ میں ان دنوں بالکل نو عمر اور ہلکے جسم کی تھی۔ محمل والوں نے محمل اونٹ پر رکھا، اور چلتے بنے۔ میں جس وقت منزل پر پہنچی، تو قافلہ روانہ ہو چکا تھا۔ اب میں نے سوچا، اور خیال کیا کہ مدینے پہنچ کر جب یہ معلوم کریں گے کہ محمل میں موجود نہیں ہوں تو قافلہ والوں میں کوئی خود مجھے تلاش کرنے آئے گا۔ اس لئے میں پڑ کر سو گئی۔ صفوان بن معطل نامی ایک شخص اس خدمت پر مامور تھا کہ قافلہ کے پیچھے پیچھے آئے اور گری پڑی چیز کا خیال رکھے۔ اس نے مجھے پہچان کر کہ قافلے سے بچھڑ گئی ہوں، اس نے بچھڑنے کا سبب پوچھا۔ پھر اونٹ بٹھا دیا۔ اس نے کہا، کہ آپ اونٹ پر سوار ہو جائیے۔ یہ کہہ کر وہ خود پیچھے ہٹ گیا۔ اور میں اونٹ پر سوار ہو گئی۔ اس حالت میں ہم مدینے پہنچے لیکن یہاں جھوٹ اور بہتان کا ایک طوفان بپا تھا۔ منافقین میرے اور صفوان کے متعلق عجیب عجیب ناپاک الزام پھیلا رہے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ اس وجہ سے بہت زیادہ مغموم تھے۔ میں ان حالات سے ناواقف تھی۔ ایک رات کے وقت ام مسطح کے ساتھ باہر قضاء حاجت کے لئے نکلی۔ اور جب واپس آنے لگیں تو ام مسطح کا پاؤں اس کی چادر میں الجھ گیا۔ اس نے کہا تعس مسطح یعنی مسطح ہلاک ہو۔ میں نے کہا۔ مسطح بدری صحابی ہے۔ کیا اس کو کوستی ہے۔ اس نے تعجب سے کہا، تمہیں نہیں معلوم مسطح تمہارے متعلق کیا کیا باتیں لوگوں میں پھیلا رہا ہے۔ میں نے کہا نہیں، تو انہوں نے مجھے حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ اب مجھے بھی نفسانی تکلیف محسوس ہوئی۔ میں حضور سے اجازت لے کر اپنے والدین کے گھر آ گئی۔ یہاں یہ عالم تھا کہ والد بھی بڑی وجہ سے بے چین تھے۔ والدہ بھی مضطرب تھیں۔ اس لئے ہم تینوں

ان کو جھٹلا دیتے ہیں۔ میں نے جب یہ آخری کلمات کہے تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ والد سے کہا۔ آپ میری طرف سے جواب دیجئے۔ (باقی بر صفحہ

اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

نہ کرو۔ اگر تم مومن ہو ۝

۱۸- وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

۱۸ - اور اللہ تمہارے لئے آیتیں بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ۝

۱۹- اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

۱۹ - جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات کا چرچا ہو، اُنہیں دُکھ دینے والا عذاب ہوگا، دُنیا میں بھی اور آخرت میں بھی اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ۝

۲۰- وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ وَاَنَّ اللّٰهَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝

۲۰ - اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی اور یہ کہ اللہ شفیق مہربان ہے (تو کیا کچھ نہ ہوتا) ۝

۲۱- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ؕ وَمَنْ يَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ فَاِنَّهٗ يَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ وَلَوْلَا فَضْلُ

۲۱ - مومنو! شیطان کے قدموں پر نہ چلو، اور جو شیطان کے قدموں پر چلے گا، تو وہ بے حیائی اور بُری ہی بات کا حکم دے گا۔ اور اگر اللہ کا فضل اور رحم

وہ کہنے لگے۔ میں کیا جواب دوں۔ والدہ سے کہا۔ آپ میری طرف سے جواب دیجئے۔ وہ بھی اول تو خاموش رہیں۔ پھر کہنے لگیں۔ کہ آخر کیا کہا جائے۔ میں نے ذرا جرأت کی۔ اور کہا۔ کہ جو باتیں آپ نے سُنی ہیں، وہ غالباً آپ کے دل میں جاگزیں ہو چکی ہیں۔ اور آپ شاید مان چکے ہیں۔ اب اگر میں تردید کروں، تو آپ کب یقین کریں گے۔ میری حالت تو اس وقت ابو یوسف یعنی حضرت یعقوب کی طرح ہے۔ اس لئے میں اس کے الفاظ میں کہتی ہوں فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۔۔

اللہ کی عنایت و نوازش دیکھئے، کہ اسی مجلس اور اسی نشست میں حضورؐ پر انشراح، آئیتیں نازل ہوئیں۔ جن سے میری براءت کی گئی تھی، کو (؟) سنا گیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ عائشہ! خوش ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہاری براءت کی آئیتیں نازل فرمائی ہیں۔ میں نے کہا۔ اللہ کی حمد و ستائش ہو۔ اُس کا ہزار ہزار شکر ہے۔ آپ اور آپ کے صحابہ تو مجھے مجرم سمجھ ہی چکے تھے۔ والدہ نے کہا۔ بیٹی اٹھو اور حضورؐ کا شکریہ ادا کرو۔ میں نے کہا۔ میں تو نہیں اٹھوں گی۔ میں اپنے مولا کا شکریہ ادا کروں گی۔ جس نے میری براءت فرمائی اور مجھے تمام الزامات سے پاک اور بری کیا ہے ۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ واقعہ افک کو شہرت دینے والے منافقین ہیں۔ مگر ان کی اغراض کی اس سے تکمیل نہیں ہوئی۔ بلکہ انجام کے لحاظ سے یہ بہتر ہوا۔ کیونکہ اس کی وجہ سے عورتوں کے حقوق اور ان کی عزت و عصمت سے متعلقہ مسائل کی توضیح ہو گئی ۔

فرمایا۔ یہ قطعاً جھوٹ تھا۔ اور مسلمانوں کو چاہئے تھا۔ کہ اول مرحلہ میں اس کا انکار کر دیتے۔ کیونکہ پیغمبر کی حرم محترم عفاف و عصمت کا سراپا مجسمہ ہوتی ہے ۔

ارشاد ہے کہ اس واقعہ کی صداقت کیلئے انہیں چار شاہد پیش کرنا چاہئے تھے۔ جو اس کو پایۂ ثبوت تک پہنچاتا ضروری تھا۔ مگر وہ تو بالکل عاجز تھے۔ یہ اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔ کہ اس نے تمہیں عذاب عظیم سے بچا لیا ورنہ پیغمبر کے حرم پاک کے متعلق الزامات سراسر ناقابل برداشت جرم ہے۔ تم نے اس معاملہ کو بہت آسان سمجھا۔ اور اس میں دلچسپی لی۔ مگر اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑی معصیت ہے۔ تمہیں لازم تھا۔ کہ ہرگز اس واقعہ کو تسلیم نہ کرتے اور جب سنا تھا۔ اسی وقت تردید کر دیتے۔ یاد رکھو۔ آئندہ کبھی ایسے جرم کا ارتکاب نہ کرنا ۔

اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

تم پر نہ ہوتا، تو تم میں سے کوئی بھی کبھی پاک نہ ہوتا۔ لیکن اللہ جسے چاہے پاک کرتا ہے۔ اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

۲۲۔ وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

۲۲۔ اور چاہیئے کہ تم میں سے جو لوگ بزرگی اور کشائش والے ہیں قسم نہ کھائیں، کہ رشتہ داروں، اور محتاجوں، اور خدا کی راہ میں وطن چھوڑنے والوں کو کچھ نہ دیں گے اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں، کیا تم نہیں چاہتے۔ کہ اللہ تمہیں بخشے؟ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝ ف۲

۲۳۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

۲۳۔ جو لوگ پاک دامن بے خبر مومن عورتوں کو تہمت لگاتے ہیں، وہ دنیا اور آخرت میں ملعون ہیں۔ اور انہیں بڑا عذاب ہوگا ۝ ف۳

بدبختی اور ازلی محرومی کی وجہ سے ایک شوشہ چھوڑا۔ اور کئی صحابہ بشری لغزش سے عائشہ صدیقہ کے متعلق جھوٹے افسانوں سے دلچسپی لینے لگے ہر محفل اور ہر مجلس میں یہی چرچا اور یہی باتیں ہونے لگیں جس کی وجہ سے اللہ کے رسولؐ نے سخت اذیت اور قلبی کوفت محسوس کی۔ اور بالآخر برأت کے لئے یہ آیات نازل ہوئیں۔ اور بہتان لگانے والوں کی پشت پر حد کے درے لگائے گئے۔ اس سے صحابہ کی جماعت میں جو غلط فہمیاں پھیل رہی تھیں۔ وہ دور ہو گئیں۔ مگر منافقین اس کے بعد بھی مزے لے لے کر اس قصہ کو بیان کرتے رہے۔

قرآن کی اس آیت میں ان لوگوں کو متنبہ کیا ہے کہ خبردار جو تم نے اس جرم کا ارتکاب کیا۔ یاد رکھو مسلمانوں میں بے حیائی کی باتوں کو پھیلانا بہت بڑی معصیت ہے۔ اگر تم باز نہ آئے تو دنیا و عقبیٰ میں تمہارے لئے دردناک عذاب مقرر ہے۔

ف۱ اس آیت میں یہ بتایا ہے۔ کہ مسلمان مرد یا مسلمان عورت کو متہم کرنا شیطان کی پیروی کے مترادف ہے۔ اس لئے اس گناہ عظیم سے قطعی احتراز کرو۔ اور یاد رکھو۔ کہ یہ اللہ کا خاص فضل ہے۔ کہ اس نے تمہارے اس بہت بڑی معصیت کے کام کو توبہ کے بعد بخش دیا ہے ورنہ یہ گناہ ایسا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص بھی اس سے توبہ کر کے عنداللہ تطہیر حاصل نہ کر سکتا۔

## بلند اخلاقی کا حیرت انگیز نمونہ

ف۲ یہ شخص مسطح جس نے اس شرارت میں زیادہ سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ کا پھوپھیرا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کو اور اس کے متعلقین کو اپنے پاس رکھا۔ اور ہر ممکن احسان کی ہر طرح اعانت کی۔ مگر اس نے اس طرح حق نمک ادا کیا۔ تو صدیقؓ [illegible] غصے سے بیتاب ہو گئے۔ آپ نے کہا میرے ہاں سے تم لوگ نکل جاؤ۔ اب مجھ میں اور تم میں کوئی رشتہ ناطہ نہیں۔ یہ لوگ کئی دن تک پریشان رہے اور گو قرآن حکیم کی یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ غور فرمائیے۔ ایک ایسا شخص جو اپنے محسن کے متعلق اس طرح کا ناروا سلوک روا رکھتا ہے۔ اور حرم رسولؐ اور بنت صدیقؓ کی عصمت و عفاف پر ناپاک حملے کرتا ہے۔ مگر اس رسولؐ کا خدا اور صدیقؓ کا آقا یہ کہتا ہے کہ اس شخص کو معاف کر دو۔ اور آئندہ اپنی عطا کو

سے تعاون کیا جائے۔ مگر قرآن حکیم کی یہ آیت جب نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے مسطح کو معاف کر دیا۔ اور صدیق جناب ابوبکرؓ نے کہا۔ [illegible]

۲۴- يَوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

۲۵- يَوْمَئِذٍ يُّوَفِّيْهِمُ اللّٰهُ دِيْنَهُمُ الْحَقَّ وَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ ۝

۲۶- اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۝

۲۷- يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى

۲۴- جس دن اُن کی زبانیں اور ان کے ہاتھ، اور ان کے پیر ان پر گواہی دیں گے جو وہ کرتے تھے ○

۲۵- اُس دن ان کو اللہ ان کی سزا جس کے وہ مستحق ہیں پوری دے گا، اور جان لیں گے اللہ جو ہے وہی سچا ظاہر کرنے والا ہے ○

۲۶- گندی عورتیں گندے مردوں کیلئے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کیلئے ہیں اور ستھری عورتیں ستھرے مردوں کیلئے ہیں اور ستھرے مرد ستھری عورتوں کیلئے۔ یہ لوگ ان باتوں سے بری ہیں جو وہ کہتے ہیں ان کیلئے مغفرت اور عزت کی روزی ہے ○ ف

۲۷- مومنو! سوائے اپنے گھروں کے اور لوگوں کے گھروں میں بغیر اجازت لئے، اور

میں اس کی اہانت کر کے خدا کی مغفرت سے محروم نہیں رہنا چاہتا کیا اتنی بلند تعلیم اور اتنا زبردست عمل آپ کو اسلام اور مسلمانوں کے سوا کہیں اور مل سکتا ہے! •

ف اس آیت میں اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے۔ کہ پاکباز مردوں اور پاکباز عورتوں کو متہم کرنا اتنا بڑا جرم ہے کہ یہ دین اور دنیا میں لعنت اور سخت عذاب کا موجب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پرہیزگار اور پاکباز مردوں اور عورتوں کا درجہ اس قدر بلند ہے کہ ان کی تذلیل معصیت ہے اور عذاب عظیم کا باعث •

## ازدواجی تعلقات کیلئے فریقین کو دیندار ہونا لازم ہے

ف قرآن حکیم کے نزدیک ازدواجی زندگی کیلئے سب سے زیادہ ضروری چیز جذبۂ دینداری اور اخلاق کی پاکیزگی ہے۔ حسن و جمال اور دوسری خصوصیات محض ثانوی حیثیت رکھتی ہیں، کیونکہ جو تعلقات محض حسن و جمال یا مال و دولت کی وجہ سے قائم ہوں، دیرپا اور مضبوط نہیں ہوتے۔ ان کا تعلق عارضی ہوتا ہے جہاں سیری یا بے نیازی محسوس کی، فریقین ایک دوسرے سے الگ ہو گئے۔ مگر جو تعلقات کہ اخلاق کی بلندی اور کیرکٹر کی اعلیٰ بنیاد پر قائم ہوں۔ وہ روز بروز مستحکم ہوتے ہیں۔ قرآن حکیم کہتا ہے جو لوگ صالح اور پاکباز ہیں، وہ ہمیشہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کی رفیقۂ حیات بھی صالح ہو اور جو پاک و گندے خیالات کا انسان ہوتا ہے، وہ اپنے لئے اُس عورت کو پسند کرتا ہے۔ جو اس کے قماش اور مذاق کے عین مطابق ہوتی ہے •

الخبیثٰت اور الطیبٰت کا مفہوم اس بات پر دال ہے کہ ازواج مطہرات ہر وجہ الزامات سے پاک ہیں۔ کیونکہ بد چلن عورتیں پاکباز مردوں کے پاس نہیں رہ سکتیں، اسی طرح با اخلاق اور عفیف مرد فاحشہ عورتوں سے تعلق ازدواجی قائم نہیں کر سکتے۔ قرآن نے اس آیت میں دراصل منافقین کی کوتاہی نظر اور بد اخلاقی کی مذمت کی ہے۔ کیونکہ منافقین کو چاہئے تھا۔ کہ یہ تو دیکھتے۔ کہ وہ کس ذات عصمت مآب کے متعلق بیہودہ گوئی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ واقعہ کے امکانات سے بحث کرتے اور سوچتے کہ حضور کیونکر گوارا کر سکتے تھے۔ کہ اپنے حرم میں ایسی عورتوں کو جگہ دیں۔ جو اخلاق کے لحاظ سے بلند نہ ہوں •

تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلٰٓى اَهْلِهَا ۚ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ○

گھر والوں کو سلام کہئے (بغیر) داخل نہ ہوا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ شاید تم نصیحت پکڑو ○ ف۱

۲۸- فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ○

۲۸- پھر اگر تم اس گھر میں کوئی آدمی نہ پاؤ، تو جب تک تمہیں اجازت نہ ملے اس کے اندر داخل نہ ہو۔ اور جو تمہیں کہا جائے کہ واپس چلے جاؤ تو واپس چلے جایا کرو۔ اس میں تمہارے لئے خوب ستھرائی ہے اور جو تم کرتے ہو اللہ جانتا ہے ○

۲۹- لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ ○

۲۹- اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ تم ان گھروں میں جب داخل ہو جہاں کوئی نہیں بستا، اور اس میں تمہارا اسباب ہو، اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور چھپاتے ہو ○

۳۰- قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

۳۰- مومنوں سے کہہ کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں

# پہلے اجازت طلب کرو

ف۱

اسلام کی نگاہ میں انسانی عادات وخصائل اور انسانی نفسیات و حالات سے متعلق بہت عمیق ہیں۔ وہ یہ جانتا ہے کہ گناہ کا منبع کہاں ہے اور کن باتوں سے گناہ کی ترغیب ہوتی ہے۔ اس لئے وہ سب سے پہلے اس گناہ کے سوتے کو بند کرتا ہے۔ جہاں سے وہ پھوٹتا ہے، اور اس کے بعد حفاظتی تدابیر کی تلقین کرتا ہے۔

چنانچہ غور کرنے پر معلوم ہوگا۔ کہ سب سے بڑی تحریک خلوت اور آزادانہ مرد اور عورت کا ملنا ہے۔ اس لئے اسلام نے خلوت پر پابندیاں عائد کیں۔ اور فرمایا۔ دیکھو جب کسی عزیز یا دوست کے ہاں جاؤ۔ جہاں کچھ لوگ تم سے پردہ کرتی ہیں۔ تو دم سے ان کے ہاں نہ پہنچ جاؤ۔ بلکہ پہلے اجازت طلب کرو تب اندر جاؤ۔ تاکہ برائی کا کوئی احتمال پیدا نہ ہو سکے۔

استیذان کی تشریح آپ کو اس حدیث سے معلوم ہوگی۔ ایک شخص حضورؐ کے پاس آیا۔ اور دروازے کے پاس آکر کہا۔ میں اندر آ سکتا ہوں؟ آپؐ نے روضہ نامی ایک عورت سے کہا، کہ تم جاؤ۔ اور اس کو اسلامی آداب سے آگاہ کرو۔ اور کہو کہ السلام علیکم کہے۔ چنانچہ اس نے استیذان السلام علیکم کہا۔ اور آپ سے اندر آنے کی اجازت لی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ استیذان کا طریق السلام علیکم ہے یہ نہیں کہ کہا جائے۔ جناب میں اندر آ سکتا ہوں۔ مجھے اجازت ہے؟ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا میں واو عطف بلا ترتیب کے لئے ہے یعنی مقصد یہ ہے کہ بلا استیذان یعنی السلام علیکم کہنے کے بغیر نہ جاؤ۔ ارشاد ہے۔ کہ اگر کوئی صاحب ملنے کی اجازت نہ دیں، تو بغیر کسی ناراضی کے واپس ہو جاؤ۔ اللہ اللہ کیا آداب اسلامیہ کا اندازہ ہے جن کو زندہ قومیں اپنا دستور العمل بنا چکی ہیں۔ اور ہم ان سے نا آشنا محض ہیں۔

## حل لغات

تَسْتَأْنِسُوْا۔ سلام کرو، اذن طلب کرو، واقفیت بڑھاؤ، تینوں معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ مگر یہاں استیذان کے مترادف ہے۔
اَزْكٰى لَكُمْ۔ یعنی ان آداب و عادات کی پیروی تمہاری مجلسی صحت کو

وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝

اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ یہ ان کی خوب ستھرائی ہے۔ بیشک اللہ واقف ہے جو وہ کرتے ہیں۔

۳۱- وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ ۖ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآئِهِنَّ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ اَوِ التّٰبِعِيْنَ غَيْرِ اُولِي

۳۱۔ اور مومن عورتوں سے کہہ دے کہ اپنی آنکھیں نیچی رکھیں ف۱ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ اور اپنا سنگار ظاہر نہ کریں مگر جتنا اس میں سے کھلا رہتا ہے۔ اور چاہیئے کہ اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں۔ اور اپنی زینت ف۲ کسی پر ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر۔ یا اپنے باپوں پر۔ یا اپنے شوہروں کے باپوں پر۔ یا اپنے بیٹوں پر۔ یا اپنے شوہروں کے بیٹوں پر۔ یا اپنے بھائیوں پر۔ یا اپنے بھتیجوں پر۔ یا اپنے بھانجوں پر۔ یا اپنی عورتوں پر۔ یا اپنے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈی غلاموں) پر۔ یا مردوں میں سے ان کمیروں پر جو

## آنکھوں کا زنا

ف۱ گناہ کے اصل منبع اور حقیقی محرک سے روک دینے کے بعد آیت میں یہ بتایا ہے کہ اس کا وسیلہ اور ذریعہ آنکھیں ہیں۔ چنانچہ توراۃ میں لکھا ہے کہ النظر تزرع فی القلب الشهوة۔ یعنی دل میں برائی کے بیج نظریں بوتی ہیں۔ اور پھر یہی بیج بڑھ کر بدی کا تناور درخت ہو جاتا ہے۔ سرور دو جہان کا ارشاد ہے۔ العینان تزنیان۔ کہ آنکھیں بھی ایک قسم کے زنا کا ارتکاب کرتی ہیں۔

فرماتے ہیں۔ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کو قصداً اور عمداً نہ دیکھیں۔ بلکہ اس معاملہ میں نگاہوں پر ضبط و اختیار رکھیں۔ کہ جہاں آنکھیں ایک دوسرے سے دوچار ہوں۔ فوراً خود بخود جھک جائیں۔ کیونکہ مسلمان بجائے خود پاکبازی اور عفت کا پیکر ہے۔ اور لوگوں کے لئے اسوہ و نمونہ ہے۔ اس کو اتنا درجہ کا شریف اور باحیا ہونا چاہیئے۔

اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ سے ارشاد ہے کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صرف ایک نظر دیکھ لینے میں کیا مضائقہ ہے۔ وہ یہ کیوں نہیں عند الحصان وحجوهم۔ مگر خدا ہماری نفسیات کی گہرائیوں سے آگاہ ہے۔ وہ جانتا ہے۔ کہ یہ چھوٹی سی چنگاری زندگی کے بن کو جلا دے گی۔ اس لئے بہتری اسی میں ہے کہ آنکھوں کے چور دروازوں کو بند رکھیں۔

## زینت کا صحیح مفہوم!

ف۲ زینت کا لفظ عام ہے۔ اس میں محاسن فطری بھی ہیں اور محاسن اختیاری بھی۔ حتیٰ کہ معانی و مفردات پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے اس لئے اس میں بدن کے وہ حصے جو جنسی جذبات کو ابھاریں اور زینت و آرائش ظاہری کا سامان سب چیزیں داخل ہیں۔ یعنی ہر چیز اور بدن کا ہر حصہ جو عشق و ابتلاء و فتنہ کا سبب بن سکتا ہے۔ اس کو غیروں کی نظروں سے مستور رکھنا لازم ہے۔

اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا۔ کی تفصیلات میں بحث ہے۔ بعض لوگ چہرہ اور ہاتھوں کو تمدنی ضروریات و حاجات کے ماتحت مستثنیٰ سمجھتے ہیں۔ اور بعض کی رائے میں [illegible] چہرہ پر حاوی نہیں [illegible]

الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَىٰ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ ۖ وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ ۚ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○

عورتوں کی حاجت نہیں رکھتے۔ یا لڑکوں پر جو عورتوں کی چھپی باتوں سے واقف نہیں ہوئے اور اپنی پوشیدہ زینت ظاہر کرنے کو زمین پر پیر مارتی نہ چلیں۔ اور اے ایماندارو! تم سب مل کر خدا کی طرف توبہ کرو۔ شاید کہ تم نجات پاؤ ○

۳۲- وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ ۚ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ○

۳۲- اور اپنی رانڈوں اور اپنے نیک غلاموں اور لونڈیوں کے نکاح کرا دو، اگر وہ محتاج ہوں گے تو اللہ اپنے فضل سے انہیں تونگر کر دے گا اور اللہ سمائی والا جاننے والا ہے ○ ف۱

۳۳- وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ

۳۳- اور چاہئے کہ وہ لوگ جو نکاح کا مقدور نہیں رکھتے پرہیزگار رہیں ف۲ یہاں تک کہ اللہ اپنے فضل سے انہیں تونگر کرے اور جو لوگ تمہارے ہاتھ کے مال

... ہے۔ یہاں دو اصولی مسئلوں کو سمجھ لینا چاہئے ایک تو یہ ہے کہ ... اخلاق کا استحکام اور کیرکٹر کی بلندی بہت زیادہ مقصود ہے۔ اور وہ کسی حالت میں بھی مسلمان سے بدکاری کی توقع نہیں کرسکتا۔ وہ چاہتا ہے مسلمان کے دل میں ایسا انقلاب پیدا ہو جائے جو اسے تمام اس نوع کے عیوب اور اس قبیل کی برائیوں سے روک دے اور یہ پردہ و حجاب اس انقلاب کے پیدا کرنے میں بڑی حد تک ممد و معاون ہوتا ہے۔ اور بجائے خود مقصود بالذات چیز نہیں۔ ایک ذریعہ و وسیلہ ہے جس سے ناپاک گناہوں کو روکنا مطلوب ہے۔

دوسرا اصولی حقیقت میں عورت کے درجہ و مقام کا مسئلہ ہے۔ اسلام نے عورت کو اجازت دی ہے۔ کہ وہ کاروبار کر سکے اور ضرورت میں مرد کا ہاتھ بٹا سکے۔ اور زندگی کی جدوجہد میں مناسب طریق سے حصہ لے سکے۔

اس لئے مطلقاً چہرے کا مستور رکھنا یا کھلا رکھنا خارج از بحث ہے۔ ان دونوں اصولوں کو بیک وقت سامنے رکھنا چاہئے۔ عام حالات میں چونکہ حسن بڑی جاذب اور کشش کا باعث ہوتا ہے۔ اور آنکھیں معصیت کی طرف دعوت دیتی ہیں۔ اس لئے اس کا حجاب میں رہنا زیادہ قرین مصلحت ہے۔ اور جب حالات اور مواقع کا تقاضا یہ ہو کہ منہ کھلا رکھا جائے۔ تو پھر ان سہولتوں کے لئے منہ کا کھلا رکھنا جائز ہے یعنی اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کا استثناء حالات و مصالح پر مشتمل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ صورتیں جب کہ چہرہ کے کسی حصہ کا ظاہر کرنا مصالح کے ماتحت ہو۔

## نکاح ایک ملی ضرورت ہے

ف۱ الایامیٰ کا لفظ عام ہے ہر اس مرد کو کہتے ہیں جس کی بیوی نہ ہو اسی طرح ہر اس عورت کو کہتے ہیں جس کے خاوند نہ ہو۔ یہ ایّم کی جمع ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے زَوِّجُوا أَيَامَاكُمْ۔ ایک شاعر کہتا ہے ؎

فان تنکحی انکح وان تتأیمی وان کنت افتی منکم اتأیم

یعنی اگر تم شادی میرے ساتھ منظور کرو گی۔ تو میں بھی منظور کروں گا۔ اور باوجود تم سے زیادہ طاقتور ہونے کے میں کنوارا رہوں گا۔ آیت کا مقصد ہے۔ کہ نکاح چونکہ شرعی و اخلاقی لحاظ سے سوسائٹی کی بہت بڑی

مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۖ وَّاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِيْٓ اٰتٰىكُمْ ۔ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۔ وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْۢ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(باندی غلاموں) میں سے جو کچھ دے کر اپنی آزادی کی تحریر چاہتے ہیں ان کو تحریر لکھ دو اگر تم ان میں کچھ نیکی معلوم کرو اور اللہ کے مال میں سے جو اس نے تمہیں دیا ہے انہیں دو۔ اور اپنی باندیوں پر اگر وہ پرہیزگاری چاہیں زنا کرنے کے لیے جبر کرو، تاکہ اس طریق سے حیاتِ دنیا کا اسباب کمایا چاہو، اور جو کوئی اُن پر جبر کرے گا تو ان کی بے بسی پیچھے اُن کو اللہ بخشنے والا مہربان ہے ○ ف

۳۴۔ وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ اٰيٰتٍ مُّبَيِّنٰتٍ وَّمَثَلًا مِّنَ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ○

۳۴۔ اور ہم نے تمہاری طرف روشن آیتیں نازل کیں، اور جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں ان کے قصّے، اور ڈرنے والوں کے لیے نصیحت ○

۳۵۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ۔

۳۵۔ اللہ آسمانوں اور زمینوں کا نور ہے اُس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے طاق جس میں چراغ ہو

## غیر شادی شدہ لوگوں کیلئے ایک نسخہ

ف۲ یعنی جو لوگ شادی کا مقدور نہ رکھتے ہوں، وہ جذبات پر قابو رکھیں حضورؐ نے فرمایا ہے۔ یامعشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء ٭ ترجمہ:۔ اے نوجوانو! تم میں جو لوگ شادی کا مقدور رکھتے ہیں۔ وہ ضرور شادی کریں۔ کیونکہ اس طرح انسان کا کیرکٹر محفوظ ہو جاتا ہے۔ اور جو شادی کا مقدور نہ رکھتے ہوں، وہ روزے رکھیں، کیونکہ اس طریق سے ضبط نفس کا سامان پیدا ہو جاتا ہے ٭

## غلامی اور مکاتبت

ف اسلام غلامی کو ناپسند کرتا ہے۔ اس لیے اس نے غلامی کے متعلق ایسی شروط و قیود کا اضافہ کیا ہے، کہ اس کو عملاً مفقود ہو جانا چاہیے۔ مکاتبت کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ غلام سے کہہ دیا جائے کہ تم اگر اتنی رقم ادا کر دو۔ تو آزاد ہو۔ قرآن حکیم کہتا ہے کہ وہ حیثیت مسلمان جن کے غلام ہیں اُن سے اگر وہ مکاتبت کی درخواست کریں۔ تو ان کو چاہیے کہ وہ قبول کرلیں۔ بلکہ یہ بھی چاہیے کہ اس سلسلہ میں ان کی مدد کریں، اور اپنی طرف سے کچھ دیں ٭

اِنْ اَرَدْنَ میں تَحَصُّنًا کی قید واقعی ہے، احترازی نہیں، یعنی بعض لونڈیاں چاہتی تھیں کہ عفت و عصمت کی زندگی بسر کریں مگر ان کے مالک انہیں بدکاری پر مجبور کرتے تھے۔ قرآن کہتا ہے، کہ اگر ان کے دل میں بدکاری کے خلاف نفرت کا جذبہ موجود ہے تو تم کیوں ان کو اس ذلیل کام پر مجبور کرتے ہو۔ کیا تم دنیوی مال و دولت کے لیے ایک عفیف لونڈی کو زنا پر اُبھارتے ہو۔ کہ وہ اس طرح تمہیں کما کر کھلائے؟ ٭

غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ کا تعلق لونڈیوں سے ہے۔ یعنی ان کے مالک اگر ان کو مجبور کریں۔ اور وہ دل میں اس کو ناپسند کرتی ہوں، اور نفرت و بیزاری کا اظہار کرتی ہوں، تو پھر اللہ ان کی معذوریوں سے آگاہ ہے ٭

## حل لغت

تَحَصُّنًا۔ پاکبازی ٭ مِشْكٰوةٍ۔ روشنی کا طاق، چراغ اور قندیل رکھنے کا ذریعہ طاق ٭ مِصْبَاحٌ۔ دِیا، چراغ ٭

وَإِيتَاءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ وَالْأَبْصَارُ ۝

سے غافل نہیں کرتی، وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی ○

٣٨- لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ ۗ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَن يَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

٣٨- کہ اللہ انہیں ان کے بہترین کاموں کا بدلہ دے اپنے فضل سے انہیں زیادہ دے اور اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے ○

٣٩- وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً ۖ حَتّٰى إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللّٰهَ عِندَهُ فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ ۗ وَاللّٰهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝

٣٩- اور جو لوگ کافر ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے میدان میں ریت۔ پیاسا اُسے پانی سمجھے، یہاں تک کہ جب اس کے پاس آیا تو اسے کچھ نہ پایا، اور اس کے پاس خدا کو پایا۔ پھر اس کو اس کا پورا حساب دیا۔ اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے ○ ف۱

٤٠- أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ سَحَابٌ ۚ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ

٤٠- یا ان کے اعمال کی مثال ان تاریکیوں کی سی ہے جو گہرے دریا میں ہوتی ہیں اس کا فر پر موج پر موج چڑھی آتی ہے اور اس کے اوپر بادل ہے۔ تاریکیاں ہیں، ایک پر

## کفر کی تاریکیاں اور اس کی مثال!

ف۱ اس سے قبل کی آیات میں ہدایت و رشد کی وضاحت اور نورانیت کی تفصیل تھی۔ یہ بتایا تھا۔ کہ ان گھروں میں اللہ کے نور کا اُجالا ہوتا ہے۔ جن کا ادب و احترام اللہ نے ضروری قرار دیا ہے اور جہاں اس کا نام لیا جاتا ہے۔ اور صبح و شام تسبیح و تقدیس کے ترانے گائے جاتے ہیں۔ اور وہ لوگ اس نور سے اپنے سینوں کو بھر لیتے ہیں، وہ ذاکر ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ زکوٰۃ دیتے ہیں۔ مگر اپنی عبادت پر مغرور و نازاں نہیں ہوتے بلکہ محاسبے کے خوف سے لرزاں و ترساں رہتے ہیں! اس کے بعد یہ بتایا تھا۔ کہ اس نور کے منکرین محض غلط توقعات موہوم اُمیدوں میں اُلجھے ہوتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ باوجود کفر و الحاد کے ہمارے اعمال اس قابل ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ضرور قبول کریگا۔ اور زیادہ باز پرس نہیں کرے گا۔ فرمایا ان لوگوں کی مثال اس بیابان کی طرح ہے جو دور سے ریت کو چمکتے ہوئے دیکھے۔ اور پانی سمجھ کر اس کی طرف دوڑے۔ اور جب اس کے پاس پہنچے تو وہاں جز سراب کے اور کچھ نہ پائے۔

یہ لوگ بھی آخرت میں اسی طرح مایوس ہوں گے، دنیا میں ان کو اپنے اعمال بہت زیادہ وقیع اور قابل لحاظ نظر آتے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے حضور میں جا کر انہیں معلوم ہوگا۔ کہ یہ محض فریب نگاہ اور نفس کا دھوکا تھا

اس آیت میں ایک اور تشبیہ کے ذریعے ان کے اعمال کی بے وقری بیان فرمائی ہے، ارشاد ہے کہ ان کے اعمال اور اعتقادات کی مثال تاریکی و ظلمت میں ایسی ہے۔ جیسے سمندر ہو۔ اور اس میں تموج و تلاطم ہو۔ اور اوپر سے گھنے بادل چھائے ہوں۔ جس طرح ان کے اندھیرے میں ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا۔ اسی طرح یہ لوگ اعتقاد و عمل اور کردار و گفتار کی تاریکیوں میں مبتلا ہیں۔ کہ قریب ترین و روشن ترین اور قریب ترین روشنی بھی ان کو محسوس نہیں ہوتی۔

جو لوگ ذوق ادب رکھتے ہیں وہ محسوس کریں گے کہ اس آیت میں تشبیہات کا وہ نادر مجموعہ ہے۔ کہ عقل انسانی محو حیرت ہے اور سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ الفاظ اس ترتیب کے استعمال فرمائے ہیں جن سے سمندر کی تاریکیوں کا ہولناک نقشہ کھنچ جاتا ہے۔ محاکات کی اس سے بہتر مثال کسی ادب میں ملنا ممکن نہیں۔ الفاظ کے چڑھاؤ اتار سے

بَعْضٍ ۭ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۭ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۝

ایک۔ جب اپنا ہاتھ نکالتا ہے تو اُسے دیکھ نہیں سکتا۔ اور جسے اللہ نے روشنی نہ دی۔ اُس کے لئے کچھ روشنی نہیں ۝

۴۱۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالطَّيْرُ صٰۗفّٰتٍ ۭ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ وَتَسْبِيْحَهٗ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ۝

۴۱۔ کیا تُو نے نہ دیکھا، کہ جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے، اور اُڑتے جانور پر کھولے ہُوئے اللہ کی تسبیح کرتے ہیں، سب کی تسبیح اور نماز اللہ جانتا ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو وُہ کرتے ہیں ف۱ ۝

۴۲۔ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝

۴۲۔ اور آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے اور اسی کی طرف پھر جانا ہے ۝

۴۳۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاۗءِ

۴۳۔ کیا تُو نے نہ دیکھا، کہ اللہ بادل ہانک لاتا ہے پھر انہیں اکٹھے کرتا۔ پھر تہ بر تہ کرتا ہے، پھر تُو دیکھتا ہے کہ ان بادلوں کے درمیان سے مینہ نکلتا ہے۔ اور وُہ آسمان سے اُن پہاڑوں سے

ف۱
كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهٗ یعنی کائنات کا ہر ذرّہ خدا کی تسبیح وستائش میں مصروف ہے۔ اور کوئی چیز نہیں جو اس کے تحت اور مسخر نہ ہو، آسمان وزمین کے تمام حقائق اس کے عتبۂ جلال کے سامنے جھکتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں۔ مگر سجدہ اور نیاز مندی کے طریقے مختلف ہیں۔ ہر شے اپنی فطرت اور ساخت کے مطابق اپنے فرائض کو ادا کر رہی ہے۔ اور نہایت استقلال سے نیاز مندی اور بندگی کا ثبوت دے رہی ہے ۔

## حلِ لغات

**يُزْجِيْ** ۔ چلاتا ہے۔ ہنکاتا ہے۔ اصل میں ازجا کے معنے سہولت اور نرمی سے چلانے کے ہیں ۔

**الْوَدْقَ** ۔ ہلکی ہلکی بارش ۔

مِنْ جِبَالٍ فِيهَا مِنْ بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَنْ مَنْ يَشَاءُ ۚ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ۝

جو آسمان میں ہیں اولے اُتارتا ہے پھر وہ ان کو جس پر چاہتا ہے ڈالتا ہے اور جس سے چاہتا ہے روک لیتا ہے، قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک آنکھیں لے جائے ۝ ف۱

۴۴- يُقَلِّبُ اللَّهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِأُولِي الْأَبْصَارِ ۝

۴۴- اللہ رات اور دن کو پھراتا رہتا ہے۔ اس میں آنکھ والوں کے لئے عبرت ہے ۝

۴۵- وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِنْ مَاءٍ ۖ فَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ ۖ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ ۖ وَمِنْهُمْ مَنْ يَمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

۴۵- اور اللہ نے ہر پھرنے والا پانی سے پیدا کیا۔ سو ان میں بعض اپنے پیٹ کے بل چلتے۔ اور بعض دو پیروں پر چلتے اور بعض چار پیروں پر چلتے ہیں، اللہ جو چاہے، پیدا کرے۔ بے شک اللہ ہر شئے پر قادر ہے ۝

### ف۱

ان سب آیات میں اللہ کے انواع قدرت کا بیان ہے۔ ارشاد ہے۔ کہ اگر تم اس کارگاہ حیات کی حیرت انگیزیوں پر غور کرو گے اور سوچو گے۔ تو تمہیں اس کی حکمتوں اور قدرتوں کا صحیح علم حاصل ہو جائے گا۔ تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ وہ کیونکر بادلوں کو حرکت دیتا ہے، اور پھر کیونکر ان کو آپس میں ملا دیتا ہے تمہیں یہ معلوم ہوگا۔ کہ بارش کے قوانین کیا ہیں، اور بوندوں میں اور اولوں میں کیا فرق ہے؟ تم بجلی کو کوندتے ہوئے دیکھو گے۔ اور اسی طرح لیل و نہار کے اختلافات کو ملاحظہ کرو گے۔ اور اس طرح غور و فکر سے تمہیں معارف و حکم کا بہرہ وافر حاصل ہو جائے گا۔ بشرطیکہ تم میں سوجھ بوجھ کی صلاحیت ہو۔

## حَلِّ لُغات

سَنَا بَرْقِهِ - بجلی کی روشنی، برق روشن۔

رَسُوْلُهٗ ؕ بَلْ اُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

۵۲- اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

۵۳- وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝

۵۴- وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ اَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ؕ قُلْ لَّا تُقْسِمُوْا ۚ طَاعَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝

۵۵- قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ

بے انصافی کرے گا، کوئی نہیں بلکہ وہی لوگ بے انصاف ہیں ○

۵۲- ایمان والوں کی بات تو یہ ہے کہ جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف اس لیے بلائے جائیں کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو کہیں کہ ہم نے سنا اور حکم مانا۔ اور ایسے ہی لوگ نجات پائیں گے ○

۵۳- اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے رسول کا حکم مانے اور اللہ سے ڈرے اور تقویٰ اختیار کرے سو وہی لوگ مراد کو پہنچیں گے ○

۵۴- اور وہ اللہ کی سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر تو ان کو حکم دے تو وہ ضرور یہاں وطن چھوڑ کر نکل جائیں۔ کہہ قسمیں نہ کھاؤ۔ تم کو فرمانبرداری چاہیے کہ دستور ہے۔ البتہ اللہ واقف ہے جو تم کرتے ہو ○

۵۵- تو کہہ اللہ اور رسول کی تابعداری کرو۔ پھر اگر تم منہ موڑو گے تو رسول کا فرض وہ ہے جو اس پر لادا گیا

(بقیہ حاشیہ)

حیف؛ بے علمی سے تعبیر کیا ہے اور کہا ہے کہ بھلا محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے شبہ ہے۔ کہ وہ بے انصافی کریں۔ معاذ اللہ وہ تو ... ہیں۔ بلکہ یہ لوگ خود ظالم اور جھوٹے ہیں۔ اصل میں خبث اور کھوٹ ہے۔ اس لیے اسلام پر اطمینان نہیں، اور حضور کے متعلق بدگمان ہیں۔ ورنہ کون ہے۔ جو آپ کی نصفت شعاری اور عدل گستری کا انکار کر سکے ۔

اَفِيْ قُلُوْبِهِمْ میں ہمزہ استفہام دراصل خبر کے لیے ہے۔ جس طرح جریر کا یہ شعر ؎

اَلَسْتُمْ خَيْرَ مَنْ رَكِبَ الْمَطَايَا

انشاء کے لیے نہیں ۔

کسی شخص کی قوت ایمان کا حال اس وقت معلوم ہوتا ہے جبکہ وہ ہر حالت اور ہر کیفیت میں اپنے کو اللہ اور اس کے رسول کے سپرد کر دے۔ اور کسی نفع و نقصان کا خیال نہ کرے اور یہ سمجھے کہ تیج کے معنی اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول کی

فرمانبرداری کے ہیں۔ اس لیے گو اس محبت اور عقیدت میں جان بھی کھونا پڑے۔ تو وہ یہی یقین رکھے۔ کہ نہیں گھاٹے میں نہیں رہا۔ ارشاد ہے کہ اس قسم کی اطاعت شعاری مومنین کا خاصہ ہے۔ یہ بات منافقین میں نہیں پائی جا سکتی۔ بلکہ یہی مقام امتیاز ہے۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ دولت ایمان کس کے پاس ہے۔ اور کون محروم! مومن کو جب اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو وہ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کہتا ہوا لپکتا ہے، اور فوراً فلاح کو حاصل کر لیتا ہے ۔

## حلِ لغات

جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۔ محاورہ ہے جس کے معنے مضبوط اور مستحکم قسم کھانے کے ہیں ۔

وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۚ وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِينُ ۝

اور تمہارا وہ ذمہ ہے جو تم پر لادا گیا۔ اور اگر اس کی فرمانبرداری کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کا ذمہ صرف کھول کر پہنچا دینا ہے ○ ف۱

۵۶- وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ۝

۵۶- جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک کام کیے اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ضرور انہیں زمین میں حاکم بنائے گا جیسے ان لوگوں کو حاکم بنایا تھا جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں اور ان کا دین جسے اس نے ان کیلئے پسند کیا ہے ان کے واسطے محکم کر دے گا اور ان کے خوف کے بعد انہیں امن بدل دیگا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اور جو کوئی اس کے بعد کافر ہوگا سو وہی لوگ نافرمان ہیں ○ ف۲

۵۷- وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

۵۷- اور نماز قائم رکھو، اور زکوٰۃ دو، اور رسول کی اطاعت کرو۔ شاید تم پر رحم ہو ○ ف۳

ف۱ قرآن حکیم نے بار بار اطاعت رسول کو بیان فرمایا ہے۔ اور بتلایا ہے۔ کہ مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ اس اسوۂ کامل کی تقلید کرے اور اپنی زندگی کے لئے مشکوٰۃ نبوت سے کسب انوار کرے۔ کیونکہ پیغمبر ہی دنیا میں محاسن اور کمالات کا پیکر ہوتا ہے۔ اور اس سے بے نیازی اللہ کے دین سے کفر کے مترادف ہے۔ چنانچہ اِنْ تُطِیْعُوْہُ تَہْتَدُوْا کہہ کر اس حقیقت کو واضح کیا ہے۔ کہ دنیا میں اللہ کی فرمانبرداری اور اس کی اطاعت شعاری کے معنے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ عظمت رسول کو سمجھو۔ اور اس کے مقام رفیع سے واقف ہو۔ تاکہ تم ہدایت حاصل کر سکو۔

## استخلاف فی الارض کا وعدہ

ف۲ دین کے معنے اسلامی نقطہ نگاہ سے کامیابی کے کامل پروگرام کے ہیں۔ اس لئے جو لوگ صحیح معنوں میں مومن ہوں گے اور ان کے اعمال اللہ کے تجویز کردہ پروگرام کے ماتحت ہوں گے۔ ان کا دنیا و آخرت میں کامیاب ہونا یقینی اور حتمی ہے۔ اس آیت میں قرآن نے اسی اصول کی جانب رہنمائی فرمائی ہے۔ ارشاد ہے۔ کہ مومنین سے اللہ کا وعدہ ہے کہ انہیں خلیفۃ اللہ یعنی ملک کا حاکم بنایا جائے گا۔ انہیں دنیا کی تمام نعمتوں سے نوازا جائیگا ان کے سر پر تاج خسروی رکھا جائے گا۔ اور ان کیلئے یہ تمام متعلقات دینی ہے۔ کہ جب تک اسلام کی پوری پابندی کرتے رہیں۔ اس وقت تک دنیا کی قیادت کریں۔ سب سے بلند رہیں۔ اور اللہ کے فضل سے سارے جہان پر حکومت کریں۔

کیونکہ اسلام کے اکثر عمل میں ایسے رفعت آگیں اور تفوق آفرین جلوے شامل ہیں۔ کہ ان پر عمل پیرا ہونے کا یہی طبعی اور منطقی نتیجہ ہے۔ جو کہ مسلم اور صرف نظری ہی نہیں۔ بلکہ اسلام کی ساری تاریخ اس پر شاہد عدل ہے۔ دیکھ لیجئے جب تک مسلمان صحیح معنوں میں مسلمان رہے۔ ان کے دلوں میں احساس عزت کا جذبہ موجزن رہا۔ اسلام کے حاکمانہ اصول ان کی زندگی میں کارفرما رہے۔ اور جب تک انہوں نے قیادت و رہنمائی کے منصب جلیل پر اپنے کو فائز رہنے کا حق دار سمجھا۔ تب تک حاکم رہے۔ قوت و اقتدار کے مالک رہے۔ اور رعب اور تمکنت و کر و فر رہے اور جب تک مذہب کے معنی ان کے ہاں خشک قیود اور بے روح رسوم ہوگئے

...ت و توانائی بخشی۔ جس نے زیردستوں کو زبردست بنا دیا۔ جس کی وجہ سے جہالت تعلیم سے بدل گئی۔ اور بد اخلاق قوم مرتبہ جلیل کو روحانیات ٹھہری۔ (باقی بر صفحہ ۸۵۶)

۵۸۔ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَلَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ۝

۵۸۔ تم گمان نہ کرو کہ کافر لوگ زمین میں (ہم کو) بھاگ کر، تھکائیں گے، اور ان کا ٹھکانا آگ ہے اور وہ بُری جگہ ہے ○

۵۹۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ ۭ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَاۗءِ ړ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ ۭ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌۢ بَعْدَهُنَّ ۭ طَوّٰفُوْنَ عَلَيْكُمْ بَعْضُكُمْ عَلٰي بَعْضٍ ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ

۵۹۔ مومنو! چاہیئے کہ تمہارے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈی) غلام، اور تمہارے نابالغ لڑکے تین وقت تم سے اجازت لے کر گھر میں آیا کریں، نماز فجر سے پہلے ف۱ اور جب تم دوپہر کو اپنے کپڑے اتارتے ہو۔ اور بعد نماز عشاء۔ یہ تین وقت تمہارے پردہ کے ہیں، بعد ان وقتوں کے ان پر اور تم پر کچھ گناہ نہیں، کہ تم ایک دوسرے کے پاس پھرا ہی کرتے ہو (یعنی علاوہ ان وقتوں کے آ جا سکتے ہو) یوں اللہ تمہارے لئے احکام بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا

یہی تو وہ اسلام ہے۔ جس کی وجہ سے مٹھی بھر مسلمان کائنات پر چھا گئے اور دنیا کی رہنمائی کرنے لگے۔ پھر آج اگر ہم میں ذہنی افلاس اور تسلّط موجود ہے۔ تو اسلام اور قرآن اس کا ذمہ دار نہیں۔ بلکہ اس کی ساری ذمہ داری ہمارے اپنے اعمال اور کردار پر عائد ہوتی ہے ۔

ف۳ وعدہ استخلاف کے بعد اس آیت میں نہایت جامعیت کے ساتھ وہ پروگرام بتلایا ہے۔ جس پر عمل پیرا ہونے سے خلافت و نیابت الٰہیہ کا منصب حاصل ہو سکتا ہے۔ اور وہ پروگرام نماز اور زکوٰۃ کی تنظیم ہے۔ رسول کی اطاعت اور فرمانبرداری ہے۔ مسلمان اگر نماز کی اصلاحی و اجتماعی برکات سے آگاہ ہو جائیں۔ اور زکوٰۃ کی تنظیم کر لیں۔ اور یہ طے کر لیں۔ کہ ان کی زندگی اسوۂ رسول کے مطابق ہو گی۔ تو یقین جانئے۔ آج ہی ان کی ہر قسم کی ذلتیں اور نحوستیں، سو فیصد سعادتوں سے بدل سکتی ہیں ۔

## غلاموں اور نوکروں کیلئے قواعد!

ف۱ ان آیات میں پھر سورۂ نور کے اصل موضوع کی طرف رجوع فرمایا ہے۔ سورۃ کا اصل موضوع تمدن انسانی کے مسائل ہم کو بیان کرنا ہے۔ اور یہ بتانا ہے کہ اخلاق حسنہ اور عوائد رسمیہ میں کون کون باتیں داخل ہیں۔ قرآن حکیم کا یہ مخصوص انداز بیان ہے۔ کہ وہ موضوع کی تفصیلات میں بھی تنوع کو باقی رکھتا ہے۔ اور صرف مسئلہ کے ما لہ و ما علیہ پر علمی بحث نہیں کرتا۔ کیونکہ اس طریق سے قرآن میں جو ایک جاذبیت اور وسعت معانی ہے۔ وہ جاتی رہتی ہے۔ تنوع کا بہت بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ پڑھنے والا بے تکان پڑھتا چلا جاتا ہے۔ اور طبیعت میں کسی نوع کا تکدر پیدا نہیں ہوتا۔ اس کی مثال بالکل اس شخص کی سی ہوتی ہے۔ جو ایک سرسبز و شاداب مقام سے گزر رہا ہو۔ کہیں سبزہ ہے۔ تو کہیں پھول۔ کہیں اونچے اونچے درخت اور دریا ہیں، تو کہیں پہاڑ۔ اور چشمے نظر آتے ہیں۔ جس طرح یہ شخص ان بوقلمون اور گوناگون نظاروں سے لطف اندوز ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن پڑھنے والا دیکھتا ہے۔ کہ یہاں صنائع معانی کا گلزار کھلا ہوا ہے۔ کہیں توحید کے دریا بہہ رہے ہیں کہیں حشر و نشر کے مذکور، اور کہیں اخلاق کا ذکر ہے۔ تو کہیں ربانی بوستان

حَكِيمٌ ○

٦٠- وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ○

٦١- وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ۖ وَأَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَهُنَّ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ○

٦٢- لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَنْ

حکمت والا ہے ○

٦٠- اور جب تمہارے لڑکے بالغ ہو جائیں تو اُن کو چاہیئے کہ اذن مانگیں جیسے اُن سے اگلے لوگ مانگتے رہے ہیں، یوں اللہ تمہارے لئے اپنی آیتیں بیان کرتا ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے ○

٦١- اور عورتوں میں سے بڑھی عورتیں جو نکاح کی اُمید نہیں رکھتیں اُن پر اس میں کچھ گناہ نہیں کہ اپنے کپڑے اُتار رکھیں جب کہ وہ زینت دکھانے والی نہ ہوں، اور جو اس سے بھی بچیں تو اُن کے لئے (اور) بہتر ہے۔ اور اللہ سنتا جانتا ہے ○

٦٢- نہ اندھے پر کچھ گناہ ہے، اور نہ لنگڑے پر کچھ گناہ ہے۔ اور نہ بیمار پر کچھ گناہ ہے، اور نہ تمہاری جانوں پر کچھ گناہ ہے، کہ تم

معاشرت انسانی کی مشکلات کا۔ اسی طرح سارے قرآن میں یہ دلچسپیاں قائم رہتی ہیں •

سورۂ نور کی ابتداء تعارف سے ہوئی ہے۔ پھر حدود زنا کی تفصیل ہے۔ پھر مسئلہ لعان ہے۔ اس کے بعد حدیث افک۔ پھر پردہ کے مسائل ہیں۔ اور نکاح کا فلسفہ اور حکمتیں۔ اس کے بعد مکاتبت کا ذکر ہے۔ اور [illegible] اللہ کے انوار آ گئے ہیں۔ اسی طرح برابر تنوع چلا جا رہا ہے •

اس آیت میں پردہ سے متعلق دوسرے مسائل کی تشریح فرمائی ہے •

عام طور پر گھروں میں بچے اور عورتیں کام کاج کرتی ہیں۔ اور بے تکلف ان کا گھروں میں آنا جانا رہتا ہے۔ بعض دفعہ ہوتا ہے۔ کہ ایک شخص اچانک اندر آ جاتا ہے، جب کہ آپ اس کا سامنا نہیں چاہتے۔ تو اس حالت میں ایک دوسرے کو دیکھتے ہی دونوں شرمندہ ہو جاتے ہیں •

قرآن حکیم نے اس سلسلے میں یہ ہدایت فرمائی ہے کہ نماز صبح سے پہلے۔ دوپہر قیلولہ کے وقت اور عشاء کے بعد اگر ان لوگوں کو اندر آنا ہو۔ تو باقاعدہ اجازت لے کر آئیں۔ کیونکہ یہ اوقات سونے اور آرام کرنے کے ہیں۔ ان اوقات میں آدمی سارے کپڑے عموماً نہیں پہنتا ہے۔ یا کپڑے اور پردہ کی جانب سے غافل ہوتا ہے۔ اس لئے خطرہ ہے کہ بے پردگی نہ ہو جائے •

## حلِ لغات

**القواعد** :- بڑی بوڑھی عورتیں۔ جو بے چاری زیادہ ہل جل نہ سکیں •

**غیر متبرجٰت بزینۃ** :- یعنی اس نوع کی عورتوں کو گو زیادہ سخت پردے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تاہم ان کو بھی محتاط رہنا چاہیے •

تَأْكُلُوْا مِنْ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ
بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ
اَوْ بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ خٰلٰتِكُمْ
اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗۤ اَوْ
صَدِيْقِكُمْ ؕ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ
اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ؕ
فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا
عَلٰۤى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ
عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ؕ
كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ

اپنے گھروں سے کھاؤ۔ یا اپنے باپوں کے گھروں
سے۔ یا اپنی ماؤں کے گھروں سے۔ یا اپنے
بھائیوں کے گھروں سے۔ یا اپنی بہنوں کے
گھروں سے۔ یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے
یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے۔ یا اپنے
ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے
یا اس کے گھر سے جس کی کنجیوں کے تم مالک ہو۔ یا
اپنے دوست کے گھر سے۔ تم پر گناہ نہیں کہ
اکٹھے ہو کر کھاؤ، یا الگ الگ[ف۱] بیٹھ کر (کھاؤ)،
پھر جب تم گھروں میں جاؤ، تو اپنے لوگوں پر
سلام کرو۔ یہ خدا کی طرف سے برکت والی
پاکیزہ دعا مقرر ہوئی ہے۔ یوں اللہ
تمہارے لئے آیتیں بیان کرتا ہے،

## آدابِ طعام

**ف** بات یہ تھی۔ کہ بعض لوگ دوسرے کے ہاں کھانا کھانے سے
بربنائے خودداری پرہیز کرتے تھے۔ یا ان کا یہ خیال تھا کہ شاید
اس طرح بے تکلفی سے دوسرے کے ہاں کھانے سے تقویٰ و دیانت
کی خلاف ورزی ہوگی۔ ان آیات میں یہ بتایا ہے۔ کہ اپنے عزیزوں
اور رشتہ داروں کے ہاں کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں ۔
لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ ۔ کا مقصود یہ ہے کہ یہ لوگ
چونکہ اس قابل نہیں ہوتے۔ کہ آزادی کے ساتھ کسی کے ساتھ شریک
طعام ہو سکیں۔ اس لئے ان کو کسی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے
میں تکلف ہوتا تھا۔ قرآن حکیم کہتا ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ کھانا
جو اپنے اور قریبی ہیں۔ برا نہیں۔ اور شرعاً اس میں کوئی حرج نہیں،
یا ہو سکتا ہے کہ دوسروں کو ان کے ساتھ شریک طعام ہونے میں اعتراض
ہو۔ اور اس اعتراض کو اس آیت میں دور کیا گیا ہو۔ اس صورت میں
علیٰ بمعنے فی ہوگا ۔

اَنْ تَاْکُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا۔ عربوں میں رواج
تھا۔ کہ وہ تنہا خوری کو معیوب سمجھتے تھے۔ چنانچہ بنی لیث بن عمرو
کے متعلق مشہور ہے۔ کہ وہ لوگ اس وقت تک بھوکے رہتے،
جب تک کہ کوئی مہمان ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہ کھاتا ۔
انصار کا بھی یہی طریقہ تھا۔ وہ بھی انتہا درجے کے مہمان نواز
تھے۔ قرآن حکیم نے اس آیت میں ان لوگوں کو اجازت دی کہ
وہ جس طرح چاہیں کھا سکتے ہیں۔ چاہے اکٹھا مہمانوں کے ساتھ
کھائیں۔ اور چاہے الگ کھائیں۔ اور مہمان کو الگ بھیج دیں،
دونوں صورتیں جائز ہیں ۔

## حلِّ لغات

بُیُوْت ۔ جمع بَیْت۔ بمعنے گھر ۔ عَمّٰتِکُمْ ۔ عَمَّۃ کی جمع۔
بمعنے پھوپھی ۔ اَخْوَالِکُمْ ۔ جمع خال۔ ماموں ۔ خٰلٰتِکُمْ
واحد خالۃ ۔ معنے مشہور ہیں۔ ماں کی سگی بہن ۔ اَشْتَاتًا ۔ شتّ
اشتات کی جمع ہے۔ متفرق۔ الگ الگ ۔

الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

شاید تم سمجھو ۝

۶۲- اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰٓى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوْا حَتّٰى يَسْتَاْذِنُوْهُ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝

۶۲- مومن تو وہی ہیں، جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے۔ اور جب کسی جمع ہونے کے کام میں اس کے ساتھ ہوں، تو بغیر اس سے اجازت لئے نہ چلے جایا کریں۔ جو لوگ تجھ سے اجازت لے کر جاتے ہیں، وہی ہیں جو اللہ اور رسولؐ پر ایمان لائے ہیں۔ پھر جب وہ اپنے کسی کام کے لئے تجھ سے اجازت مانگیں، تو ان میں سے جسے چاہے اجازت دے دو اور اللہ سے ان کے لئے معافی مانگ۔ بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝ ف

۶۳- لَا تَجْعَلُوْا دُعَاۗءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاۗءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ۭ قَدْ

۶۳- اور اپنے درمیان رسولؐ کا بلانا ایسا نہ ٹھہراؤ جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو،

## آداب مجلس

ف یہ آداب مجلس میں ہے، کہ بغیر اجازت صدر مجلس یا شرکاء مجلس کے وہاں سے کوئی نہ اٹھے۔ منافقین کی عادت تھی کہ جب چاہا وعظ یا جلسے میں بیٹھ گئے۔ اور جب چاہا، اٹھ کھڑے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ ادا ناپسند تھی۔ اس لئے اس آیت میں ارشاد ہوا، کہ آداب مجلس کو ملحوظ رکھنا جزو ایمان ہے۔ اور جو لوگ ان آداب کو ملحوظ نہیں رکھتے، وہ صحیح معنوں میں مسلمان نہیں۔

غور فرمائیے۔ قرآن میں آداب و معاشرت کی کس قدر اہمیت ہے۔ اور اس وقت کا مسلمان ان آداب سے کس قدر عاری ہے۔ آج یورپ والے ان اخلاق و عادات کو اس طرح اپنا چکے ہیں، کہ گویا یہ ان کا خاصہ معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ یہ سب چیزیں اسلام سے لی گئی ہیں۔

يَعۡلَمُ اللّٰهُ الَّذِيۡنَ يَتَسَلَّلُوۡنَ مِنۡكُمۡ لِوَاذًا ۚ فَلۡيَحۡذَرِ الَّذِيۡنَ يُخَالِفُوۡنَ عَنۡ اَمۡرِهٖۤ اَنۡ تُصِيۡبَهُمۡ فِتۡنَةٌ اَوۡ يُصِيۡبَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۝

اللہ انہیں جانتا ہے جو تم میں سے نظر بچا کر کھسک جاتے ہیں۔ سو جو لوگ اس کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں، چاہیئے کہ ڈریں کہ ان پر کوئی آفت نہ آجائے۔ یا انہیں دکھ دینے والا عذاب پہنچے ۝ ف۱

۶۴- اَلَاۤ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ قَدۡ يَعۡلَمُ مَاۤ اَنۡتُمۡ عَلَيۡهِ ؕ وَيَوۡمَ يُرۡجَعُوۡنَ اِلَيۡهِ فَيُنَبِّئُهُمۡ بِمَا عَمِلُوۡا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىۡءٍ عَلِيۡمٌ ۝

۶۴- خبردار رہو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اللہ ہی کا ہے۔ وہ جانتا ہے جس حال میں تم ہو۔ اور جس دن اس کی طرف پھیر لئے جائیں گے تو وہ ان کے اعمال سے انہیں مطلع کرے گا اور اللہ ہر شئے کو جانتا ہے ۝

## سُوۡرَةُ الۡفُرۡقَانِ مَكِّيَّةٌ

اٰيَاتُهَا (۷۷) رُكُوۡعَاتُهَا (۶)

## سورۂ فرقان

مکی ــــ آیتیں ۷۷ ــــ رکوع ۶

### ف۱

حرمت رسولؐ کے بارہ میں نصیحت طور پر فرمایا کہ رسولؐ کے حکموں کو ایسا نہ سمجھنا جس طرح تم ایک دوسرے کو مخاطب کر کے حکم دیتے ہو یعنی خواہ ان پر عمل کرو یا نہ کرو۔ رسول کی ہر بات واجب التعمیل ہے۔ اور جو لوگ اس کے ارشادات کو نہیں مانتے۔ اور اپنے لئے ان ارشادات کو صحیح اور سند نہیں سمجھتے۔ ان کو ڈرنا چاہیئے۔ کہ اس انکار کی بنا پر کسی آفت یا اللہ کے عذاب میں مبتلا نہ ہو جائیں ؁

بعض کی رائے میں آیت کا مقصد یہ ہے کہ رسولؐ کو عام تخاطب کے انداز میں مخاطب نہ کیا جائے بلکہ حرمت واحترام کو مدِّ نظر رکھ کر یا رسول اللہ یا نبی اللہ وغیرہ الفاظ سے پکارا جائے۔ بعض کی یہی رائے ہیں

اس سے مراد ہے کہ حضورؐ کو مخاطب کرنے میں آواز کا لہجہ عامیانہ یا نا ملائم نہ ہو ؁

بعض کہتے ہیں۔ کہ یہاں دُعا سے مراد بددعا ہے یعنی یہ نہ سمجھو کہ رسول کی بددعا عام لوگوں کی طرح بے اثر ہے۔ اس صورت میں بَيۡنَكُمۡ - عَلَيۡكُمۡ کے مترادف ہوگا ؁

مگر پہلے معنی زیادہ درست اور سیاق کے مطابق ہیں۔

### حلِّ لغات

يَتَسَلَّلُوۡنَ - کھسک جاتے ہیں، آنکھ بچا کر چل دیتے ہیں ؁

فِتۡنَةٌ - آزمائش، عذاب، دیوانگی ؁

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

(شروع) اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

۱- تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ○

۱- بڑی برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندہ پر فرقان نازل کیا، کہ اہل جہان کے لئے ڈرانے والا ہو ○ ف ۱

۲- الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ○

۲- وہ جس کے لئے آسمانوں اور زمین کی سلطنت ہے اور اُس نے کوئی فرزند نہیں رکھا۔ اور سلطنت میں کوئی اُس کا شریک نہیں، اور اُس نے ہر شے کو پیدا کیا۔ پھر اُس کا ٹھیک اندازہ ٹھہرایا ○ ف ۲

۳- وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً لَّا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّهُمْ یُخْلَقُوْنَ وَلَا یَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا یَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَیٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ○

۳- اور لوگوں نے اُس کے سوا کئی معبود ٹھہرائے ہیں جو کچھ پیدا نہیں کر سکتے۔ اور آپ پیدا شدہ ہیں اور اپنی جانوں کے لئے نفع نقصان کے مالک نہیں۔ اور نہ موت و حیات کے مالک ہیں اور نہ جی اٹھنے کے (دن کے) مالک ہیں ○

۴- وَقَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِنْ هٰذَاۤ اِلَّاۤ

۴- اور کافروں نے کہا، کہ یہ قرآن صرف ایک

## مسلمان قرآن کے بعد کسی دوسرے صحیفہ کا منتظر نہیں

ف ۱ اللہ کی ذات ہمہ خیر اور ہمہ برکت ہے۔ اور یہ اُس کے فیوض کا ہی ہے کہ اس نے گمراہ انسانوں کیلئے ایک راہنما بھیجا۔ اور ایک نہایت ہی شاندار کتاب ہدایت فرمائی۔ جو حق و باطل کے درمیان فارق ہے۔ اور وہ راہنما ایسا ہے کہ اُس کی نبوت تمام کائنات انسانی کے لئے ہے۔ اس کا پیغام زمان و مکان کی قیود سے بالا ہے۔ وہ ہر قوم اور ہر قرن کے لئے نذیر ہے۔ اس کی تعلیمات کا فیض عام ہے۔ وہ ایک ایسا آفتاب رشد و ہدایت ہے۔ جو کبھی غروب نہیں ہوتا۔ جیسے قیامت تک مسلمانوں کو کسی نبوت اور کسی رسالت کی ضرورت نہیں، کسی کتاب اور کسی صحیفے کی حاجت نہیں۔ جہاں تک رشد و ہدایت کے پروگرام کا تعلق ہے۔ مسلمان قرآن کے بعد ہر چیز سے بے نیاز ہے۔ عَلٰی عَبْدِہٖ سے مراد ہے کہ جسے بڑا قرب اور مقام عبودیت ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جو ان مراتب اور درجات کے۔ باوجود بھی قرب و اختصاص کے کہ دنیا کا کوئی شخص فضائل میں ان کا ہمسر نہیں ہے

اور وہ اقلیم مکارم کے تنہا تاجدار ہیں۔ اللہ کے بندے ہیں اور ان کے تعلقات اپنے خالق سے نیاز مندانہ ہیں ●

نَذِیْرًا ۔ سے مراد آگاہ کرنے والا ہے۔ محض ڈرانے والا نہیں ●

## اشتراکیت اور اسلامی تخیل ملک

ف ۲ شرک اور بت پرستی کی تردید ہے۔ ارشاد ہے۔ کہ آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ پھر اُس کو بیٹوں کی کیا ضرورت ہے؟ اور کون ہے جو اس کے اختیارات میں دخل اندازی کر سکے۔ اس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ اور ہر چیز کا ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے ●

اشتراکیت کا موجودہ تخیل اگر غور کیا جائے تو اس آیت کی رو سے درست نہیں۔ کیونکہ اشتراکیت کے معنے یہ ہیں۔ کہ تمام املاک کو حکومت کا ملک قرار دیا جائے۔ حالانکہ ہر چیز کا مالک خدا ہے۔ اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے۔ اور اسی کو اختیار حاصل ہے۔ کہ وہ ان کو تناسب ... سے اپنے بندوں میں تقسیم کرے۔ یہ خدا کی ... اور اس کے قبضہ و اختیار

اِفْكُ نِ افْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۚ فَقَدْ جَآءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا ۚ

جھوٹ ہے جسے اس نے خود ہی باندھ لیا اور اس میں اور لوگوں نے اس کی مدد کی ہے پس وہ ظلم اور دروغ لائے

٥- وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ○

٥ - اور انہوں نے کہا کہ یہ اگلوں کی کہانیاں ہیں جو لکھوا لایا ہے سو وہ اس پر صبح و شام برابر پڑھی جاتی ہیں ○

٦- قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○

٦ - تُو کہہ اسے اس نے اُتارا ہے جو آسمانوں اور زمین کے اندر چھپی ہوئی باتیں جانتا ہے، بیشک بخشنے والا مہربان ہے ○ ف۱

٧- وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۭ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا ○

٧ - اور وہ لوگ (بطور ہنسی) کہتے ہیں کہ اس رسول کو کیا ہُوا کہ کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں پھرتا ہے، اس کی طرف کوئی فرشتہ کیوں نہ بھیجا گیا کہ لوگوں کے ڈرانے کیلئے اس کے ساتھ رہتا ○

٨- اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا ۭ وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ

٨ - یا اس کی طرف خزانہ کیوں نہ ڈالا گیا یا اس کے پاس کوئی باغ کیوں نہ ہُوا جس میں سے وہ کھایا کرتا اور ظالموں نے

اور ہماری حیثیت محض امین کی ہے۔ براہِ راست مجاز نہیں کہ اپنے اختیارات کو بروئے کار لاسکیں۔ ہم اللہ کی ہدایات کے منتظر ہیں۔ وہ جس طرح چاہتا ہے۔ اپنی دولت کو تقسیم کرتا ہے۔

چنانچہ قرآن حکیم نے دولت اور املاک کی اتنی بہتر تقسیم فرمائی ہے کہ اس کے بعد اشتراکیت کے لیے مسلمان کے قلب میں کوئی جگہ نہیں رہتی۔

## قرآن خدا کا کلام ہے!

ف۱ نضر بن حرث اور اس قماش کے دوسرے لوگ جب یہ سمجھے کہ قرآن کی فصاحت و بلاغت کا جواب بن نہیں آتا۔ تو وہ کہنے لگے کہ یہ خدا کا کلام تھوڑا ہی ہے۔ یہ تو افترا ہے، خود وہ لوگ جو اہلِ کتاب تھے۔ اور اب مسلمان ہو گئے ہیں۔ اس کی ترتیب و تدوین میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔ نیز کہتے کہ یہ پہلے لوگوں کی کہانیاں اور قصے ہیں جس کو اس نے لکھوا لیا ہے۔ اور اب قرآن کے نام سے ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔

قرآن کہتا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اور خدا کی جانب سے فرستادہ ہیں۔ ان کا پیش کردہ کلام خدا کا کلام ہے۔ دلیل یہ ہے کہ اس میں ایسا علم اور ایسی وسعت معارف ہے جو اللہ کے ساتھ مختص ہے۔

جس طرح آسمانوں اور زمین کے بھیدوں اور اسرار کائنات کو بجز خالق کون و مکان کوئی نہیں جانتا۔ اسی طرح ان علوم و معارف سے کوئی شخص آگاہ نہیں، جو قرآن میں مذکور ہیں۔

غرض یہ ہے کہ قرآن کے کلام اللہ ہونے پر سب سے بڑی دلیل اس کی وسعت معانی اور زنائت معلومات ہے۔

کیا کوئی انسان اتنا بلیغ، اتنا جامع، اور جملہ ضروریات انسانی کو پورا کرنے والا کلام پیش کر سکتا ہے۔ ایک ایسا کلام جس میں عقائد بھی ہوں، اخلاق کی تفصیل بھی اور معاشرت کی گتھیاں بھی سلجھائی گئی ہوں، جس میں اقوام و ملل کے حالات ہوں۔ اور نفسیات عروج و زوال کی داستان بھی ہو۔ جس میں عبرت انگیز پیشگوئیاں ہوں، اور غیب کا ایک بہت بڑا مجموعہ ہو۔ جس کا انداز بیان بالکل فطری، جاذب و دل

ہو جو انسان کی عقل پر چھوڑا ہو۔ جس کے متعلق ساری دنیا کو مقابلہ کی دعوت دی جائے۔ جس کو سن کر بڑے بڑے فصحا رکھنا چھوڑ دیں۔ قوم میں ایک انقلاب عظیم

إِنْ تَتَّبِعُونَ إِلَّا رَجُلًا مَسْحُورًا ۝

کہا کرتے ہو تم تو صرف ایک شخص جادو کئے ہوئے کی پیروی کرتے ہو

٩- اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوا لَكَ الْأَمْثَالَ فَضَلُّوا فَلَا يَسْتَطِيعُونَ سَبِيلًا ۝

٩- دیکھو تیرے حق میں انہوں نے کیسی مثالیں بیان کیں اور کیسے گمراہ ہو گئے سو اب وہ راہ نہیں پا سکتے ○ ف١

١٠- تَبَارَكَ الَّذِي إِنْ شَاءَ جَعَلَ لَكَ خَيْرًا مِنْ ذَٰلِكَ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَيَجْعَلْ لَكَ قُصُورًا ۝

١٠- بڑی برکت والا ہے وہ کہ اگر چاہے تو تجھے اس سے بہتر دے ایسے باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور تیرے لئے محل بنا دے ○ ف٢

١١- بَلْ كَذَّبُوا بِالسَّاعَةِ وَأَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيرًا ۝

١١- بلکہ انہوں نے قیامت کو جھٹلایا۔ اور جو قیامت کو جھٹلائے ہم نے اس کے لئے دوزخ تیار کی ہے ○

١٢- إِذَا رَأَتْهُمْ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ سَمِعُوا لَهَا تَغَيُّظًا وَزَفِيرًا ۝

١٢- جب دوزخ ان لوگوں کو دور سے دیکھے گی تب لوگ اس کا غصہ سے جھنجلانا اور چلانا سنیں گے ○

١٣- وَإِذَا أُلْقُوا مِنْهَا مَكَانًا ضَيِّقًا مُقَرَّنِينَ دَعَوْا هُنَالِكَ ثُبُورًا ۝

١٣- اور جب زنجیر میں جکڑے ہوئے دوزخ کے کسی تنگ مکان میں ڈالے جائیں گے تب وہاں موت کو پکاریں گے ○

١٤- لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُورًا وَاحِدًا

١٤- آج تم ایک موت کو نہ پکارو، بلکہ تم

ف١

مشرکین مکہ اپنی روایتی نخوت کی وجہ سے حضورؐ کو پیغمبر تسلیم نہ کرتے۔ اور کہتے کہ پیغمبر کو فوق الفطرت ہونا چاہیے۔ وہ شخص جو کھاتا پیتا ہو۔ اور ضروریات کیلئے بازاروں میں گھومتا پھرتا ہو۔ وہ اللہ کا رسول نہیں ہو سکتا وہ یہ بھی کہتے کہ اگر یہ پیغمبر ہوتا، تو اس کے ساتھ ایک فرشتہ ہونا چاہیے تھا۔ اللہ کی طرف سے اس کے پاس خزائن کا نزول ہونا چاہیے تھا۔ اور باغات ہونے چاہئیں تھے۔ کہ جن میں سے پھل توڑ توڑ کر کھاتا۔ ارشاد فرمایا۔ کہ یہ نبوت کا خود ساختہ معیار غلط ہے اور سراسر گمراہی کا باعث۔ نبی ہمیشہ ایک انسان ہوتا ہے اور اس کے ساتھ بشری ضروریات وحاجات لگی رہتی ہیں۔ اس کا فوق الفطرت ہونا ضروری نہیں۔ گو اخلاق اور روحانیت کے اعتبار سے البتہ سب لوگوں سے بلند ہوتا ہے۔ مگر جسم کی ساخت کے اعتبار سے عام انسان سے جدا نہیں ہوتا۔

ف٢

یعنی یہ لوگ تو یہ کہتے ہیں۔ کہ تمہارے پاس ایک باغ ہونا چاہیے۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ ہم جب چاہیں گے جنت ونعیم کا وارث بنا دیں گے۔ حدیث میں آیا ہے حضورؐ کے پاس جبریل امین آئے، اور انہوں نے پوچھا۔ کہ آپ کیا چاہتے ہیں۔ کیا دنیا کے تمام لذائذ یا آخرت کی نعمتیں۔ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دنیا کے تمام حظوظ سے آپ کا دامن بھر دیا جائے۔ تو کیا جا سکتا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ نہیں میں آخرت کی نعمتوں کو ترجیح دیتا ہوں۔

حل لغات

قُصُوْرًا۔ جمع قصر۔ محلات۔

زَفِیْرًا۔ گدھے کی آواز۔ یہاں مراد جہنم کی آواز ہے۔

وَّادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ۝

بہت سی موتوں کو پکارو ۝

۱۵- قُلْ اَذٰلِكَ خَيْرٌ اَمْ جَنَّةُ الْخُلْدِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ كَانَتْ لَهُمْ جَزَاۗءً وَّمَصِيْرًا ۝

۱۵- تو کہہ یہ دوزخ بہتر ہے یا ہمیشہ کا باغ، جس کا وعدہ متقیوں کے لئے ہے کہ ان ہی کا بدلہ اور آخری ٹھکانا ہوگا ۝ ف۱

۱۶- لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَاۗءُوْنَ خٰلِدِيْنَ ۭ كَانَ عَلٰي رَبِّكَ وَعْدًا مَّسْـُٔوْلًا ۝

۱۶- اور اس میں ان کے لئے جو چاہیں گے موجود ہے، وہاں ہمیشہ رہیں گے یہ وعدہ تیرے رب پر لازم ہے جو مانگا جاتا ہے ۝

۱۷- وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰٓؤُلَاۗءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ۝

۱۷- اور جس دن وہ ان کو اور اللہ کے سوا ان کے معبودوں کو جمع کرے گا۔ پھر پوچھے گا کیا میرے ان بندوں کو تم نے بہکایا تھا۔ یا وہ آپ ہی راہ سے بہک گئے تھے ۝

۱۸- قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَآ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ

۱۸- ان کے معبود کہیں گے تو پاک ہے، ہمیں لائق نہ تھا کہ تیرے سوا ہم اور رفیق پکڑیں، لیکن تو نے ان کو، اور ان کے

## دوزخ بہتر ہے یا جنت الخلد!

ف۱ یعنی دنیا میں جو لوگ قیامت کو جھٹلاتے رہے، جیسے تکذیب کرتے رہے۔ احکام الٰہی کا انکار اور تمسخر کرتے رہے۔ جب انہیں ان کے انکار و تکذیب کی پاداش میں جہنم کی سزا ہوگی، اس وقت وہ جہنمی چاہیں گے۔ کہ موت آکر عذاب کی شدتوں اور تکلیف کو ختم کر دے۔ اس وقت زندگی سے سخت بیزار ہو کر بچنے کے لئے موت کی خواہش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ ذرا سوچو، کہ کیا یہ عذاب کی تنگی عذاب اور تکلیفیں بہتر ہیں۔ یا جنت الخلد (بہشت جاودانی) بہتر ہے۔ کیا تم تمرد و سرکشی کو پسند کرتے ہو۔ جس کی سزا جہنم اور اس کی شدتیں ہیں۔ یا جنت پسند کرتے ہو۔ جہاں کہ روح و جسم کی تسکین اور راحت کا سامان ہے۔

اگر جنت پسند ہے، تو اس کے لئے تقویٰ شرط ہے۔ اتقاء کے معنے قرآن کی اصطلاح میں یہ ہیں کہ قلب ہر طرح کی گناہوں اور [illegible] معصیتوں سے پاک کر دیا جائے۔ اور اس میں یہ استعداد پیدا کر دی جائے۔ کہ وہ خود بخود گناہوں کو نفرت و حقارت سے دیکھنے لگے۔

جنت چونکہ مقام رضا ہے۔ اس لئے وہاں ہر خواہش کی تکمیل ہوگی۔ یعنی مسلمان دنیا میں مشتبہات کے ارتکاب سے بچتا ہے۔ خواہشات و جذبات کو ضبط و اعتدال کی حدود میں رکھتا ہے۔ اور اللہ کے لئے ہر طرح کے ایثار اور ہر طرح کی قربانی کو عمل میں لاتا ہے۔ اس لئے اس مقام جزا میں اس کو پوری آزادی دے دی جائے گی۔ اور اس کی ہر خواہش کو پورا کیا جائے گا۔

خود فطرت انسانی کا یہ مطالبہ ہے۔ کہ اس محدود و قیود کی دنیا کے بعد ایک ایسی دنیا ہونی چاہیئے۔ جو حدود نا آشنا ہو، جہاں کوئی قید اور پابندی نہ ہو۔ جہاں کامل سکون، اور کامل اختیارات ہوں۔

یہ واضح رہے کہ جنت ایک ارتقائی مقام ہے اور انسان اس وقت تک اس وقت پہنچے گا۔ جبکہ اس کے خیالات، اس کے اعتقادات، جذبات اور خواہشات نہایت لطیف ہو جائیں گے۔ اس کے [illegible]

وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَ كَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ○

۱۹- فَقَدْ كَذَّبُوْكُمْ بِمَا تَقُوْلُوْنَ ۙ فَمَا تَسْتَطِيْعُوْنَ صَرْفًا وَّ لَا نَصْرًا ۚ وَ مَنْ يَّظْلِمْ مِّنْكُمْ نُذِقْهُ عَذَابًا كَبِيْرًا ○

۲۰- وَ مَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَ يَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ ۗ وَ جَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً ۗ اَتَصْبِرُوْنَ ۚ وَ كَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا ○

باپ دادوں کو بہرہ مند اور آسودہ کر دیا تھا یہاں تک کہ وہ تیری یاد بھول گئے اور یہ تو ازلی ہلاک شدہ لوگ ہیں○

۱۹- سو جو تم کہتے ہو اس میں تمہارے معبود تمہیں جھٹلا چکے سو اب تم نہ عذاب ہٹا سکتے ہو اور نہ مدد دے سکتے ہو۔ اور تم میں سے جس نے ظلم کیا۔ ہم اسے بڑا عذاب چکھائیں گے○ ف۱

۲۰- ہم نے تجھ سے پہلے جتنے رسول بھیجے ہیں۔ وہ سب کھانا کھاتے اور بازاروں میں پھرتے تھے، اور ہم نے تم میں بعض کو بعض کے لئے فتنہ (یعنی آزمائش) بنایا ہے اگر تم ثابت رہتے ہو (یا نہیں)، اور تیرا رب دیکھتا ہے○ ف۲

اور ان کی مطلقاً کوئی خواہش نہ ہو۔ اس لئے لَهُمْ فِيْهَا مَا يَشَآءُوْنَ۔ یعنی وہاں جو چاہیں گے ان کے لئے میسر ہوگا۔ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ وہاں کی ہر چیز بہتر ہوگی۔ کیونکہ ہم خود یہ نہیں جانتے کہ وہاں کیا چاہیں گے۔ اور کن چیزوں سے نفرت کریں گے۔

ف۱

میدان حشر میں یہ ایک عجیب کیفیت ہوگی۔ کہ جن کی یہاں عبادت کرتے ہیں۔ اور اپنا معبود قرار دیتے ہیں۔ وہ معبود ان سے کامل بیزاری کا اعلان کریں گے اور کہیں گے۔ کہ ان کی گمراہی اور ضلالت کا ہم موجب نہیں۔ بلکہ یہ آسودگی اور فارغ البالی کی وجہ سے خدا کو بھول گئے تھے۔ اور گمراہ ہو گئے تھے۔

ف۲

اس آیت میں منصب نبوت کی تشریح ہے۔ بتایا ہے۔ کہ بشریت رسالت کے منافی نہیں۔ اور اس وقت تک جتنے پیغمبر آئے ہیں۔ سب انسانی لوازم و اوصاف سے متصف تھے۔ اور سب بشری تقاضوں سے مجبور تھے۔

## حل لغات

بُوْرًا۔ ہلاک ہونے والا۔ واحد اور جمع۔ مذکر اور مؤنث سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ بوار سے ہے۔ جس کے معنے تباہی کے ہیں۔